https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هُوَ الَّذِىٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

توحید، رسالت، شانِ صحابہ کرام، آلِ رسول و دیگر سینکڑوں مسائل پر مشتمل

عقائد الرفیق
و
اصحاب التوفیق

یعنی

رفیقِ ملت اور اصحابِ توفیق کے عقائد

مفتی محمد رفیق حسنی

مہتمم

جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون

توحید رسالت شان صحابہ کرام آل رسول و دیگر سینکڑوں مسائل پر مشتمل

عقائد الرفیق و اصحاب التوفیق

یعنی

ہر رفیق ملت اور اصحاب توفیق کے عقائد

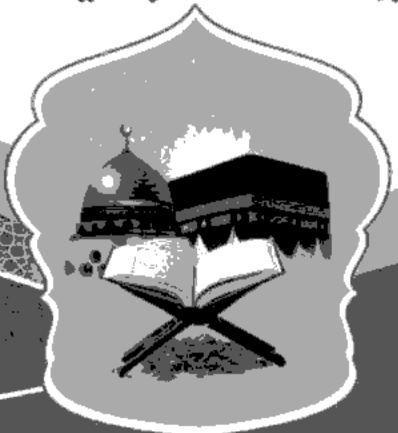

مفتی محمد رفیق حسنی

مہتمم

جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب : عَقَائِدُ الرَّفِیقِ وَ اَصْحَابِ التَّوفِیقِ

تالیف : مفتی محمد رفیق حسنی (0300-9244269)

معاونین : محمد اویس رفیق حسنی، حمید الحسن حسنی، محمد عمیر رفیق حسنی

کمپوزنگ : این ڈی لاکھو (0346-2576532)

سالِ اشاعت : اکتوبر ۲۰۱۷ء محرم الحرام ۱۴۳۹ھ

تعداد : ۵۰۰

ہدیہ : -/۶۰۰ روپے

ناشر : جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم گلستانِ جوہر، کراچی۔

کتاب ملنے کے پتے:

- جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم گلستانِ جوہر، کراچی۔ فون: 021-35342440, 021-34619190
- جامع مسجد مبارک سی ویو، ڈیفنس، کراچی۔ فون: 021-35842591
- ضیاء القرآن پبلی کیشنز، انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-32212011
- مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی۔ فون: 021-34910584
- Sohail Rafique: 33 Southlea Road, Manchister, U.K. Ph. 0044-1619152916
- Dr. Amir: House No. 181 Styal Road Post Code SK-83-TX, Cheadle Cheshire, Manchister, U.K. Ph. 0044-1614988255

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَوۡلَایَ صَلِّ وَسَلِّمۡ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیۡبِکَ خَیۡرِ الۡخَلۡقِ کُلِّہِم
فَاِنَّ مِنۡ جُوۡدِکَ الدُّنۡیَا وَضَرَّتَہَا
وَمِنۡ عُلُوۡمِکَ عِلۡمَ اللَّوۡحِ وَالۡقَلَمِ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انتساب

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا وَّ مُسَلِّمًا۔ اَمَّا بَعْدُ

زیرِ نظر کتاب "عقائد الرفیق و اصحاب التوفیق" جملہ علمائے اہلِ سنت خصوصاً استاذ العرب والعجم حضرت علامہ مولانا استاذیم عطا محمد بندیالوی گولڑوی بَرَّدَ اللہُ مَضْجَعَہٗ کی بارگاہِ مبارک میں پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

خاک پائے اہلِ ایمان
محمد رفیق حسنی عفی عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرست

- تنبیہ 29
- کسی شخص کو کافر کہنے میں جلدی نہ کی جائے 29
- پیش لفظ 31
- خطبہ 31
- وجہ تالیف 32
- فتاویٰ پر استہزاء 35
- مولانا روم کے شعر کا مفہوم 37
- عقیدہ 40
- ایمان اور کفر کا فرق جاننا فرض ہے 40
- ایمان کی تعریف 40
- ایمان فقط تصدیق یا اقرار 40
- ایمان کی علامتیں 41
- کفر کا بیان 41
- کفر ایمان کی ضد ہے 42
- کسی مسلم کے کافر ہونے کا ضابطہ 42
- کافر کو کافر اور مؤمن کو مؤمن سمجھنا ضروری ہے 43
- کافر کو کافر پکارنے کا حکم 44
- استاذ العلماء بندیالوی کا قول 46
- تصدیق اور تکذیب کا حکم 46
- ایمان کی علامات 47

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- کفر کی علامات 47
- وہ امور جن کا کفر کے لیے ہونا شرط ہے 47
- کسی قول یا عمل سے کفر ہونے میں اختلاف ہو تو احتیاطاً تجدید ایمان کرایا جائے 48
- ایک حدیث کا ذکر 48
- ضروریاتِ دین کے متعلق اعلحضرت کا قول 50
- قولاً یا عملاً استخفافِ دین کفر ہے 51
- اعلحضرت کی تائید 52
- ضروریاتِ دین کا واضح مفہوم 53
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کفر نہیں 53
- کفر کے لیے علم کا ہونا شرط ہے 53
- فائدہ 54
- انکار اور استخفاف میں فرق ہے 55
- داڑھی کا استخفاف کفر ہے 56
- وہ امور جن کی وجہ سے کفر کی نفی ہوتی ہے 56
- ضروریاتِ دین سے مراد صرف قطعی ہے 57
- کفر کے فتویٰ میں احتیاط 57
- کفر کا قول یا عمل بالاتفاق کفر ہو پھر بھی اس کے قائل کو کافر کہنا ضروری نہیں 58
- کفر کے دو حکم استخفافِ قتل اور تجدیدِ ایمان و نکاح 59
- ہاذل اور مستخف کے کفر کا حکم 60

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- ایک تاویل کا ذکر 61
- جاہل لوگوں کے کفریات کا حکم 61
- علم کے شرط ہونے پر قرطبی کی عبارت 62
- عدالت میں جانے سے پہلے توبہ کا حکم 64
- شیخین کی سب کفر نہیں 65
- وہ لوگ جن کی توبہ سزا کو ساقط نہیں کر سکتی 65
- کیا ذمی کا عہد ختم ہو سکتا ہے؟ 68
- ذمی کے عہد کی شرط 68
- توبہ کے بعد گستاخ کو قتل نہ کیا جائے 69
- توبہ کے باوجود قتل مالکیہ کا مذہب ہے 69
- لیکن تعزیراً قتل ہونا چاہیے 70
- مفتی ابوالسعود کا فتویٰ 70
- شاتم کے قتل کا حکم 72
- ذمی کے ساتھ عہد کا مفہوم مشروط ہے 73
- ذمی اپنے معتقدات میں آزاد ہوتا ہے 74
- کفر کی امارات اور علامات کا ذکر 74
- کبیرہ گناہ کا استحلال کفر ہے 76
- کبیرہ گناہ کا استخفاف بھی کفر ہے 76
- صرف کافروں کے ساتھ خاص فعل مسلمان کے لیے کفر ہو گا 77
- اگر صغیرہ گناہ دلیلِ قطعی سے ثابت ہو، اس کا استحلال بھی کفر ہے 78

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- ہزل اور لعب میں اعتقاد کا اعتبار نہیں ہوگا............79
- بلا ارادہ یا جبر کے ساتھ کفر کا قول کفر نہیں ہوگا......79
- بغیر علم کفر کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے..........79
- کفر کا حکم علم کے ساتھ مشروط ہے....................80
- امام نووی اور جمہور کے اقوال میں تطبیق...............81
- علومِ خمسہ کے شبہ کا جواب..........................81
- ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے........................81
- ضروریات عقائد اہلسنت کا منکر بدمذہب ہے...........81
- مختلف فیہ مسائل کا منکر گمراہ بھی نہیں...............82
- توہینِ انبیاء کرام کے سلسلہ میں حضرت ہاشم ٹھٹوی رحمہ اللہ کے رسالہ "السیف الجلی" سے نقل کردہ کلام.......83
- شاتم کی تین قسمیں..................................83
- شیخ سبکی کا مذہب..................................83
- شاتم کا حکم..85
- نصیحت...86
- ذمی کافر شاتم الرسول ﷺ کا حکم.....................86
- مسلمان عورت شاتمۃ النبی ﷺ کا حکم.................89
- ذمیہ کافرہ شاتمہ رسول اللہ ﷺ کا حکم.................90
- کافرہ شاتمۃ النبی ﷺ کے قتل پر دلائل...............91
- پہلی دلیل...91
- دوسری دلیل..93
- تیسری دلیل..93

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- چوتھی دلیل 94
- پانچویں دلیل 95
- چھٹی دلیل 96
- ساتویں دلیل 96
- سوال اور جواب 96
- ملکی سربراہ کے اذن کے بغیر قتل کا حکم 97
- امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کا توہینِ رسالت پر فیصلہ 99
- ایک پادری اور بچوں کا واقعہ 99
- سرورِ دوعالم ﷺ کی قصداً گستاخی اور نقص کا ارتکاب صراحۃً ہو یا اشارۃً کفر ہے 105
- حاصل کلام 112
- تنبیہ 112
- تنبیہ 113
- تنبیہ 115
- جناب رسول اللہ ﷺ کی قبر انور کی زیارت واجب ہے 116
- سرورِ دوعالم ﷺ کے ابوین کریمین بلکہ آباء اور اجداد کرام کے ایمان کا مسئلہ 124
- اعلیٰ حضرت کے بیس (۲۰) دلائل 126
- حضرت ابو طالب کے ایمان کا مسئلہ 127
- حضرت ابوطالب کے اشعار 129
- مدینہ منورہ میں بارش اور ابوطالب کے لیے خیر کی خبر 131

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- کافروں کے اجمالاً چار گروپ ہیں 132
- اہلِ کتاب، مشرک، کافر اور مرتد کے متعلق احکام 133
- اہلِ کتاب کی تعیین 133
- مدعیانِ اسلام میں سے کافر فرقوں کا بیان 134
- جس فرقہ کا مذہب کفریہ عقیدہ ہو وہ پورا فرقہ کافر ہے 134
- جس فرقہ کے بعض افراد سے کفر صادر ہو وہ فرقہ کافر نہیں 134
- مرتد فرقوں کی اولادیں اہلِ کتاب کی طرح ہیں 135
- اہلِ تشیع کے تین فرقے 136
- اہلِ تشیع کی اولادوں کا حکم 137
- اہلِ کتاب کی تعریف 137
- معتزلہ کے ساتھ مناکحت کا حکم 138
- معتزلہ کافر ہیں 138
- مذہب کا لازم مذہب نہیں ہوتا......................... 139
- علامہ ابن ہمام اور علامہ شامی کی تحقیق کی روشنی میں درج ذیل امور معلوم ہوئے 140
- فرقہ زیدیہ کا ذکر 142
- زیدی دو فرقے ہیں 143
- ٹی وی پر پیش آنے والے واقعہ کا ذکر.................. 144
- لاہور میں پیش آنے والا واقعہ 145
- شیعہ عالم کا اولی الامر کا غلط معنی کرنا 146
- قادیانیوں کا حکم 146

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- آغاخانیوں کا حکم 147
- پرویزیوں کا حکم 148
- ہندو، سکھوں اور دہریوں کا حکم 149
- مرتد فرقوں کی اولادوں کا حکم 149
- اعلیٰ حضرت کی تفصیلی عبارت کہ مرتدین کی اولادیں بھی مرتد ہیں 150
- اعلیٰ حضرت کی عبارت پر تبصرہ 151
- محقق ابن ہمام کے نزدیک معتزلہ کا حکم 152
- مجمع علیہا مسائل کے انکار کا حکم 153
- نماز بد مذہب کی اقتداء میں نہ پڑھی جائے 155
- وہابیہ کی اقتداء میں نماز کا حکم 156
- وہابی اور تفضیلی اور امکانِ کذب کے قائل کی اقتداء میں نماز مکروہ ہے 157
- فتاویٰ رضویہ میں تعارض کا جواب 158
- کفر کے قول میں جلدی نہیں کرنی چاہیے 158
- ایمان کی دو قسمیں 161
- ایمانیات 164
- ایمان کے ارکان 164
- ایمان کا پہلا رکن 164
- پہلے رکن کے دس اصولوں کی تفصیل 165
- عقیدہ نمبرا 165
- آیاتِ توحید 165

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- توحید پر دلائل 166
- عقیدہ نمبر ۲ اللہ تعالیٰ واجب الوجود اور صفاتِ کاملہ کا جامع ہے 167
- عقیدہ نمبر ۳ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ سبعہ قدیم ہیں 168
- وجودِ ظلی اور عطائی کا حکم 168
- ممکنات کے عکس ہونے کا مفہوم 169
- یہ کہنا جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ظہور آدمی کی صورت میں ہے 170
- اللہ تعالیٰ صورت سے پاک ہے 171
- "وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ" کے معنی 171
- "اَلْوُجُوْدُ وَاحِدٌ وَالْمَوْجُوْدُ اِثْنَانِ" کا مفہوم 172
- حضرت عبدالغفور ہزاروی کا تبصرہ 173
- وحدۃ الوجود حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا قول 174
- آج کا المیہ 175
- قرب، معیت اور احاطہ کا حکم 176
- ہر جگہ ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا باطل ہے 177
- حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا قول 178
- افادہ 178
- ذاتِ باری تعالیٰ کو مجہول مطلق کہنا عجیب ہے (حضرت مجدد علیہ الرحمۃ 178
- بے مثل کو مثل کا عین اور واجب کو ممکن کا عین نہیں کہہ سکتے 179

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- افادہ 180
- "هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ.......الخ" کا مفہوم 180
- افادہ ذات اور صفات کے مظہر ہونے کا حکم 183
- اِنِّىْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْيَمَنِ 183
- افادہ 184
- صفات اور اسماء کے لیے مظہر ہونے کا مفہوم 186
- عالم امکان کی مظہریت کا مفہوم 186
- سالک، واصل اور عارف کا مفہوم 187
- "اَلْعِجْزُ عَنِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ" 189
- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ 189
- اے برتر از قیاس و گمان و وہم 190
- نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں 190
- "مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ" کا مفہوم 190
- الحاصل 192
- سلم العلوم کا خطبہ 192
- سابقہ تحریر کا خلاصہ 193
- معیت ذاتی اور احاطہ ذاتی کا مفہوم 193
- عکس اور ظل کی مثال 194
- اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے پر دس اصولوں سے دوسرا اصل 195
- اللہ تعالیٰ قدیم ہے 195
- تیسرا اصل اللہ تعالیٰ کا وجود دائمی ہے 195

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- صفاتِ سلبیہ کا ذکر 196
- چوتھا اصل اللہ تعالیٰ جوہر نہیں 196
- پانچواں اصل اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے 196
- چھٹا اصل اللہ تعالیٰ عرض نہیں 196
- ساتواں اصل اللہ تعالیٰ جہات سے پاک ہے 197
- آٹھواں اصل اللہ تعالیٰ مکان اور زمان سے پاک ہے 197
- نواں اصل اللہ تعالیٰ کی رویت کا حکم 198
- دسواں اصل اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا حکم 199
- خالق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے 200
- امام غزالی رحمہ اللہ کا عقیدہ 201
- شرک کی تعریف 201
- حضرت مجدد رحمہ اللہ نے جہانگیر کو سجدہ نہ کیا 203
- اعلیٰ حضرت کا ذاتِ باری تعالیٰ اور صفات میں بیان 205
- عقیدہ اولی ذات و صفات باری تعالیٰ 205
- ذاتِ پاک ند اور ضد سے پاک ہے 207
- ذاتِ پاک صفات مشابہت سے مبرا ہیں 208
- مخلوق پر صفات کا اطلاق اشتراک لفظی ہے 208
- موجود واحد ہے 210
- اللہ تعالیٰ کی ذات کا کسی میں حلول نہیں 210
- اس کی ذات اور صفات نقائص سے منزہ ہیں 211
- عالم مرتبہ ذات میں وجود اور ہستی سے بہرہ نہیں رکھتا 211
- توضیح 212

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- سب سے اعلیٰ، سب سے اولیٰ 212
- سرورِ دوعالم ﷺ کے متعلق فتاویٰ رضویہ سے اقتباس. 212
- سرکارِ دوعالم ﷺ کو مرکزِ کن بنایا 214
- آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اولین و آخرین کے علوم عطا فرمائے 214
- آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم علوی اور سفلی کے اختیارات عطا فرمائے 215
- جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہ سے ملتا ہے............... 216
- دین اور دنیا کی نعمتیں آپ ﷺ سے ملتی ہیں 216
- میں تو مالک ہی کہوں گا 217
- احکامِ شرعیہ سب آپ کے قبضہ میں ہیں 217
- وہ کون؟ ”اعلیٰ سید المرسلین“ 218
- حاش للہ کہ عینیت یا مثلیت کا گمان 218
- خزانۂ قدرت میں ممکن کے لیے جو کمالات متصور تھے، سب پائے 218
- کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو! 219
- عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت 220
- سراغ این و متیٰ کہاں تھا 220
- خلق کے آقا، خالق کے بندے 220
- اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کو ما کان و ما یکون کا علم عطا ہوا 221
- آپ ﷺ کا مختارِ کل ہونا 222

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حاضر و ناظر ہونا............222
- ارواح قبروں میں مقید نہیں ہوتیں..................224
- بعد از وصال حیات انبیاء علیہم السلام ثابت ہے.........224
- ایک سعودی باشندے کے ساتھ گفتگو.................225
- آپ ﷺ کی بشریت حق ہے........................225
- صدر نشینانِ بزمِ عزّ و جاہ...........................226
- انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق اہلسنت کا عقیدہ.......226
- اعلیٰ طبقہ، ملائکہ مقربین............................228
- اہلسنت کا ملائکہ کے متعلق عقیدہ......................228
- اصحاب سیّد المرسلین و اہل بیت کرام..................230
- صحابی کی تعریف اور فضیلت..........................230
- اَللّٰهُ اَللّٰهُ فِيْ اَصْحَابِيْ۔ حدیث...........................232
- اے خارجیو، اے ناصبیو!............................232
- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اوّل ملوکِ اسلام ہیں..233
- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سلطنت رسول اکرم ﷺ کی سلطنت ہے..................................233
- "اِذَا ذُكِرَ اَصْحَابِيْ فَاَمْسِكُوْا"........................235
- گو اجتہاد میں خطا ہوئی مگر وہ سب حق پر ہیں.........236
- "كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى...الخ"........................239
- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے والا جہنم کا کتا ہے...240
- تنبیہ ضروری.......................................240

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- عشرہ مبشرہ و خلفائے اربعہ کے متعلق اہلسنت کا عقیدہ.. 241
- "یَا عَلِیّ هٰذَانِ سَیِّدَا" 243
- اَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ خَیْرُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ 244
- محمد بن حنفیہ نے کہا، بعد النبی ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ہیں 245
- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، شیخین پر مجھے فضیلت دینے والے کو کوڑے ماروں گا 245
- "قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ" 249
- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت 250
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت 252
- جملہ اولیاء نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے گھر سے نعمت پائی 253
- تمام اولیاء سیر الی اللہ میں برابر ہوتے ہیں 254
- پھر سیر فی اللہ میں تفاوت آتا ہے 254
- پھر رجوع الی الخلق ہوسکتا ہے 254
- رجوع الی الخلق سے افضل ہونا لازم نہیں 254
- مشاجراتِ صحابہ کرام 255
- سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت 256
- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت 258
- امامتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ 262
- ضروریاتِ دین کی توضیح 264
- فائدۂ جلیلہ مانی ہوئی باتیں چار قسم کی ہوتی ہیں 267

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- ضروریاتِ دین قرآن یا حدیث میں ہونا ضروری نہیں...268
- شریعت و طریقت کی وضاحت...269
- صوفی کی تعریف...270
- حضرت جنید بغدادیؒ کا قول...272
- الہام کی تعریف...274
- الہام کا بیان...274
- الہام شرعیہ حجت ہیں...274
- حضرت بایزید رحمہ اللہ کا قول...275
- وسوسہ کی علامتیں...276
- کشف...276
- کشف بھی شرعی حجت نہیں...276
- صوفی غلام حسین گھلو رحمہ اللہ کا ذکر...277
- کشفِ کاذب اور ابن صیاد...279
- حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ملھمون سے تھے...280
- کشف کے حجت نہ ہونے پر دلائل...281
- امام غزالی کا وحدۃ الوجود کے بارے میں قول...282
- واجب اور ممکن کا اتحاد باطل ہے...283
- ”خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ“ کا جواب...283
- ”نورہ“ اور ”ناقۃ اللہ“ میں اضافت تشریف کی ہے...284
- یہ عالم مخلوق ہے، بخت اور اتفاق سے پیدا نہیں ہوا...286
- ملا علی قاری کا ایک کشف کا رد...286
- کشف صادق کی مثالیں...287

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- کیا کشف اور الہام سے حاصل علم بھی افضل ہے 289
- کشف قلب کے اندرونی دروازے سے حاصل ہوتے ہیں 289
- "سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ" کا ذکر 289
- علماء اور اولیاء کے علم اور عمل میں فرق ہوتا ہے 290
- کشف واقعات کی روشنی میں 294
- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کشف 294
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کشف 295
- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کشف 295
- حضرت ابوسعید خراز کا بیان 296
- کشف پر دلیل 296
- حضرت جنید رحمہ اللہ کے کشف کا بیان 297
- کشف کے دو مرحلے ہوتے ہیں 298
- حضرت ابراہیم خواص اور یہودیوں کا واقعہ 299
- ایمان کا دوسرا رکن 301
- اللہ تعالیٰ کی صفات کی تصدیق اور اقرار ہے 301
- اللہ تعالیٰ کی صفات کی تصدیق ایمان کا جز ہے 301
- قدرۃ کی تصدیق 301
- علم کی تصدیق 302
- صفتِ حیات کی تصدیق 303
- صفت ارادہ کی تصدیق 303
- سمع اور بصر کی تصدیق 304
- صفت کلام کی تصدیق 304

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام سننا......306
- امام غزالی کا استدلال......306
- اس کا کلام قدیم ہے......307
- اس کا ارادہ قدیم ہے......308
- ایمان کا تیسرا رکن اللہ تعالیٰ کے افعال کی تصدیق ہے..308
- ہر حادث اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے......308
- آدمی خلق کے لحاظ سے مجبور ہے......309
- فرقہ جبریہ اور قدریہ کا ذکر......310
- طاعات اور معاصی اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے صادر ہوتے ہیں......310
- ارادہ کے عموم پر دلائل......311
- اللہ تعالیٰ پر مصلحت واجب نہیں......312
- تکلیف بالمحال جائز ہے......312
- بغیر گناہ عذاب اور بغیر طاعت ثواب......313
- اصلح کے وجوب کا قول معتزلہ کا ہے......314
- اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا وجوب شرعی ہے عقلی نہیں......314
- انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت نہایت مفید ہے......314
- سرورِ دوعالم ﷺ خاتم النبیین ہیں......315
- چوتھا رکن سمعیات کا بیان......315
- سمعیات کی تصدیق ایمان کا جز ہے......315
- دوبارہ زندہ ہونا حق ہے......315
- منکر اور نکیر کے سوالات حق ہیں......316

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- قبر کا عذاب حق ہے 316
- میزان حق ہے 317
- شفاعت کا بیان 317
- پل صراط حق ہے 318
- جنت اور جہنم حق ہے 318
- خلفائے راشدین کی خلافت حق ہے 318
- حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان تنازعات 319
- امرین کی جنگ اقتدار کے لیے نہیں تھی 320
- خلافت اور فضیلت کی ترتیب برابر برابر ہے 321
- خلافت تیس (۳۰) سال 321
- خلافت اور امارت میں فرق 321
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت 322
- حضرت امیر معاویہؓ نے یزید کو ولیٔ عہد کیوں بنایا 324
- حضرت عبداللہ ابن مبارک کا قول 325
- حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قاتلانِ عثمان سے قصاص کیوں نہ لیا؟ 326
- یزید علیہ ما علیہ کے متعلق علمائے اہلسنت کا عقیدہ 330
- یزید کی تکفیر میں اہلسنت کے علماء کا اختلاف ہے 330
- تمام علماء کا یزید کے فاسق مجاہر ہونے پر اتفاق ہے 330
- ابن زبعری کے کفریہ اشعار 331
- یزید کے کفریہ اشعار 332

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- حضرت عبداللہ ابن حنظلہ رضی اللہ عنہ کا قول.........333
- واقعہ حرۃ کا ذکر.........334
- ایک ہزار مدنی عفیفہ باکرہ خواتین یزیدی درندوں کے زنا سے حاملہ ہوگئیں.........335
- واقعہ حرۃ میں مقتولین کی تعداد.........335
- استاذیم عطا محمد بندیالوی کا تبصرہ.........336
- مولانا مودودی کا تبصرہ.........336
- ابن زیاد کا مسجد کے منبر پر خطبہ.........338
- واقعہ حرۃ مودودی کی نظر میں.........339
- یزیدی لشکر کا مکہ مکرمہ پر حملہ.........341
- یزید پر لعنت اور اسے کافر سمجھنے اور کہنے والے بعض علماء کے اسماء.........342
- ابن جوزی کا نظریہ.........344
- علامہ تفتازانی کا قول.........345
- عبدالعزیز پرہاروی کا قول.........346
- برخوردار ملتانی کا قول.........347
- مصنف کا ذاتی تبصرہ.........349
- امام اعظم کے توقف کی وجہ.........351
- لعنت اور کفر دو الگ امر ہیں.........352
- لعنت بشخصہ باسمہ کا حکم.........353
- امام آلوسی کی عدم جوازِ لعنت پر عبارت.........354
- علامہ آلوسی کا اپنا نظریہ.........355

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- ابن العربی کا رد 359
- امام اہلسنت اعلیٰ حضرت کا فتویٰ 359
- بحالِ احتمال نسبتِ کبیرہ بھی جائز نہیں نہ کہ تکفیر 360
- تقدیر کا بیان 362
- قضاء اور قدر اور تقدیر کا بیان 363
- تقدیر کی شرعی تعریف 363
- ارادہ اور مشیت کی تعریف 364
- تقدیر کی تبدیلی کے جوابات 365
- تقدیر میں تغیر نہیں ہو سکتا 366
- امام باقرؓ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال 371
- تقدیر کی ایک ہی قسم ہے، مبرم 372
- دم اور تعویذ کا سوال اور اس کا جواب.................. 373
- صاحبِ نبراس کا قول.................................. 374
- تقدیر میں کوئی شخص تبدیلی نہیں کر سکتا................ 374
- ملا طاہر کا واقعہ 375
- ”نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں“ کا مفہوم 376
- وہ احادیث جن سے تقدیر کا بدلنا معلوم ہوتا ہے اور ان کے جوابات 376
- ”یَمۡحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ“ کی تفسیر 377
- علامہ نقی علی خان کا قول 379
- احادیث کے ذریعے سوالات اور ان کے جوابات 379
- ”قضا کی تقسیم متغیر اور غیر متغیر“ خرافات سے ہیں ... 381

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- قضاء مبرم میں تغیر اور حضور غوث پاک رحمہ اللہ...... 381
- ملک الموت سے ارواح کھینچنے کی حکایت موضوع ہے.... 382
- امام رازی کا "یمحو اللہ...الخ" میں قول............ 384
- اعلیٰ حضرت کا قول.............................. 384
- قضاء معلق کے دو قسم کی تاویل...................... 385
- قضاء شبیہ بالمبرم................................. 386
- احکام شرعیہ بھی تین قسم کے ہوتے ہیں.............. 386
- تقدیر تبدیل نہیں ہوئی بلکہ تبدیلی تقدیر میں تھی....... 387
- مجھے (مصنف) کو دو مرتبہ حضور غوث پاک سے فائدہ پہنچا 388...
- حضرت پیر محمد حسن سواگ کے مشروب سے شفاء کا ذکر 389...
- خیالاتِ باطلہ "فتوح الغیب" کے مطالعہ سے دور ہوئے. 390
- تقدیر کے مسئلے میں صاحبِ نبراس کا بیان حق اور صواب ہے 390...
- دعا اور صدقہ کا نافع ہونا سوالاً و جواباً.................. 391
- امام غزالی کا جواب................................ 392
- ہماری تحقیق کی بنیاد نبراس ہے...................... 393
- فتاویٰ رضویہ سے مسائلِ ضروریہ کا بیان............... 393
- سوالات.. 393
- زید اور عمرو کے نام سے نور و بشر کا سوال و جواب.... 394

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- حضرت بایزید بسطامیؒ کے قول "لِوَائِیْ اَرْفَعُ" کا سوال و جواب 397
- انبیاء کے افعال بشری تعلیم کے لیے ہوئے 399
- امام محمد عبدری کا قول 400
- سرکارِ دوعالم ﷺ کا کھانا پینا، سونا، جماع کرنا اپنے نفس کے لیے نہ تھا 401
- مساوات کا دعویٰ کفر خالص ہے 402
- حضرت سیدنا بایزید بسطامی اور ان کی امثالِ شجرہ موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہوتے ہیں 403
- "جن" بندے کی زبان پر تسلط جما کر کلام کرے تو کیا قادر مطلق ایسا نہیں کرسکتا 404
- سب نے خنجر مارے خود زخمی ہوئے حضرت بایزید پر خط بھی نہ آیا 404
- باطل کے مفہوم میں ملا علی قاری کا مفہوم 405
- حضرت سواد ابن قارب کا شعر 406
- حضرت مجدد کا قول علماء اہلسنت کے قول کے موافق ہے 410
- مرشد کو خدا کہنے اور عالم کی توہین کا جواب 411
- شریعت کی توہین کرنے والا کافر ہے 411
- وحدۃ الوجود حق ہے 412
- احاطہ اور قرب سے مراد کیا ہے؟ 413
- امام مالک کے نزدیک آپ ﷺ کو یتیم کہنا جائز نہیں . 420

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- آپ ﷺ کو فقیر کہنا جائز نہیں 420
- آپ ﷺ کی دعا میں مسکینی سے مراد قلبی خشوع ہے. 421
- مرید کو پیر کے ساتھ عقیدہ کیسا رکھنا چاہیے 421
- حضور ﷺ کو دلال کہنے والے کا حکم 422
- "شرع کیا چیز ہے" کہنے والے کا حکم 423
- "اِلٰھُنَا مُحَمَّدٌ" کہنے والے کا حکم 423
- فقط معنی محال کا وہم منع کے لیے کافی ہے 424
- بے پردہ عورتوں کو مرید کرنے والے پیر کا حکم 424
- چند اہم سوالات کے جوابات 425
- علماء سے بغض رکھنے والے کا حکم 425
- اللہ تعالٰی کے لیے مکان اور جہت ہونے کا سوال 426
- اللہ تعالٰی کے لیے مکان کا قائل کافر ہے.............. 426
- جہت کے قائلین کو بھی کافر کہا گیا ہے 427
- ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے......................... 428
- ضروریاتِ دین کے لیے نص کا ہونا شرط نہیں.......... 429
- قرآن عظیم ضروریاتِ دین سے ہے 429
- بعض اشعارِ کفریہ 429
- مزید کفریہ اشعار 431
- "کافر کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔" سے کون سا کفر مراد ہے؟ اور ایسے کافر کے کفر میں شک کرنے والے کے ساتھ میل جول کا حکم اور ایسے شخص کے مریدین کے بارے میں حکم 435

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- کتاب "تذکرہ غوثیہ" ضلالتوں بلکہ صریح کفر کی باتوں پر مشتمل ہے 436
- درج ذیل اشعار پڑھنے والے مرید اور پیر کا حکم 436
- غیر اللہ کو قدوس، قیوم اور رحمٰن کہنا کفر ہے 437
- "گلزارِ وحدت" کتاب کے متعلق سوال 438
- اس کتاب میں مذکور ہے جو خلق اور خالق کو دو سمجھے وہ مشرک ہے 439
- "لا آدم فی الکون و لا ابلیس۔۔۔الخ" اشعار 439
- "ہمہ اوست" کا نعرہ اور اس کی تشریح 440
- کلماتِ الحاد میں شیخ اکبر کی طرف نسبتِ کذب 441
- محفلِ میلاد میں اکثر درجِ ذیل اشعار پڑھنے کا حکم 441
- اگرچہ حضور ﷺ شانِ احدیت کے مظہر ہیں لیکن ایسے الفاظ سے بچنے کا ہی حکم ہے 443
- امیر خسرو کے عاشقانہ شعر سے ذاتِ باری تعالیٰ منطبق کرنا کفر ہے 444
- "جَاءَ اللّٰهُ مِنْ طُوْرِ سِيْنَاءَ وَ اَشْرَقَ مِنْ سَاعِيْرَ۔۔۔الخ" کا حکم
  حدیثِ موسیٰ علیہ السلام " كُنْتُ مَرِيْضًا فَلَمْ تَعُدْنِيْ۔۔۔الخ" کا حکم 444
- "اٹھا کر میم کا پردہ سب الا اللہ کہتے ہیں۔۔۔الخ" کا حکم 446
- شاہ عبدالعزیز کا مسجود کہنے کا حکم 447
- مزید کفریہ اشعار اور ان کا حکم 448

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- آفتاب اور دھوپ سے حقیقت اور تجلی میں فرق 451
- حضرت خضر علیہ السلام کا خواجہ نظام الدین کے مریدوں کی جوتیوں کی نگہبانی کرنے کا سوال اور جواب 452
- بعض علماء نے فرمایا خضر ایک شخص نہیں 454
- یواقیت اور جواہر میں امام شعرانی کا قول 455
- نعلین سے مراد کونین 458
- اردو کے نعتیہ اشعار 462
- فارسی 466
- سرائیکی 470
- متن العقائد النسفیہ 477
- اہل سنت و جماعت کے عقائد حقّہ محررة کے متن کا ترجمہ 477

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تنبیہ

کسی شخص کو کافر کہنے میں جلدی نہ کی جائے

اعلیٰحضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
اقوالِ کفر اور کلمہ کفر کہنے اور قائل کو کافر قرار دینے میں فرق ہے۔
ہم اس وقت تک احتیاط برتیں گے، سکوت اختیار کریں گے، جب تک ضعیف سے ضعیف احتمال ملے گا تب تک کفر کا حکم جاری کرنے سے اجتناب کریں گے۔
فقیر غفرلہ تعالیٰ نے اپنے رسالے "سُبْحَانَ السُّبُوْحِ عَنْ عَیْبِ کِذْبٍ مَقْبُوْحٍ" کے آخر میں اس موضوع کا قدرے تفصیل سے بیان کردیا ہے اور وہاں بھی اس کے باوجود کہ اس امام اور اس کے پیروکاروں پر صرف ایک مسئلہ امکانِ کذب میں اٹھتر (78) وجوہ سے لزومِ کفر کا ثبوت دیا مگر اس کی تکفیر سے زبان کو روکے رکھا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵، ص: ۲۳۶۱)

اسی طرح استاذ العلماء ملک المدرسین استاذی حضرت علامہ مولانا عطا محمد بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے، کسی شخص کے لیے کفر کا شخصی فتویٰ جاری کرنا جائز نہیں ہے مگر جن اشخاص کا کفر نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے۔
احتیاط یہ ہے، یہ کہا جائے:

"مَنْ کَفَرَ فَمَاتَ عَلَی الْکُفْرِ فَھُوَ کَافِرٌ"

جس شخص نے کفر کیا اور اس کی موت کفر پر ہوئی وہ کافر ہے۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

مفتی محمد رفیق حسنی عفی عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے پیدا کیں تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں تاکہ تم سکون حاصل کرو ان سے اور

وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ

پیدا فرمادی تمہارے درمیان محبت اور رحمت بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں

رفیق العروسین

من

اُمّتِ سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہونے والے دلہن دلہا کیلئے اہم مختصر کتاب

نکاح اور ازدواجی معاملات کے جائز مسائل پر جامع کتاب قرآن، انٹرنیٹ،
سی ڈی آڈیو ویڈیو کے ذریعے نکاح کے جواز پر تحقیقی ابحاث

مرتب: مفتی محمد رفیق الحسنی
خطیب جامع مسجد رحمانیہ طارق روڈ کراچی

مہتمم جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم
گلستان جوہر بلاک نمبر ۱۵، کراچی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیش لفظ

خطبہ:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ مُصَدِّقًا مُؤْمِنًا مِنْ اَہْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ عَقِیْدَۃً وَ مُفَرِّقًا بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ نَصِیْحَۃً وَ مُبَیِّنًا لِلْعَقَائِدِ الْحَقَّۃِ مِنْ غَیْرِ خَوْفِ اَحَدٍ جُرْءَۃً وَّ مُحَافِظًا عَنْ عَقَائِدِ الْفِرَقِ الضَّالَّۃِ الْمُضِلَّۃِ فَضْلًا وَّ رَحْمَۃً وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَصْدِیْقُہٗ ہُوَ الْاِیْمَانُ وَ حُبُّہٗ رُوْحُ الْاِیْقَانِ وَ شَفَاعَتُہٗ مَرْجُوٌّ یَوْمَ الْمِیْزَانِ۔

ہُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ
لِکُلِّ ہَوْلٍ مِّنَ الْاَہْوَالِ مُقْتَحِمِ

وَ اَنَا اَقُوْلُ:

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ
سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ حُبُّہُمْ وَ اِقْتِدَاءُ ہُمْ مَرْضِیُّ الرَّحْمٰنِ وَ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَہُمْ بِاِحْسَانٍ۔ اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَّ اَنَا اَعْلَمُ بِہٖ وَ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ بِہٖ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وجہ تالیف:

• ۲۰۱۲ء النساء کلب گلشن اقبال کراچی کے ایک جلسہ میں ایک نعت خواں نے سرائیکی زبان میں ایک نعت پڑھی اس نعت میں ایک شعر یہ بھی تھا:

احد ہو کر احمد سڈاو نڑتوں صدقے   تیڈا میم دا برقعہ پاو نڑتوں صدقے

اس شعر میں بظاہر سرورِ دو عالم ﷺ کے متعلق کہا جارہا ہے کہ در حقیقت آپ ﷺ احد تھے لیکن احد کہلانے کو ترک کر کے اپنے آپ کو بلندی سے نچلی سطح پر لا کر احمد کہلوایا۔ اس ایثار اور انکساری پر میں آپ پر صدقے اور قربان جاؤں۔ آپ ﷺ نے میم کا حجاب اور برقعہ اوڑھ لیا، احد ہو کر محمد ﷺ کا برقعہ پہن لیا اور احد ہونے کو آپ نے چھپالیا۔

• معزز قارئین! تقریباً پینتالیس (۴۵) سال سے عربی علوم کی پریکٹس ہو چکی ہے۔ الحمدللہ! جملہ علوم متداولہ پڑھتے پڑھاتے ایک عرصہ ہو گیا ہے اور سرائیکی زبان میری مادری زبان ہے۔ مجھے اس شعر کا ظاہری مفہوم یہی سمجھ آیا۔ میری دانست میں ان پڑھ عوام کو اس شعر سے یہ پیغام پہنچ رہا تھا کہ (اَلْعَیَاذُ بِاللّٰہِ) اللہ تعالیٰ بذاتہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل اور صورت میں موجود تھے جس طرح سرورِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں کبھی کبھی جبرئیل علیہ السلام اپنی حقیقی ذات کو چھپا کر حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں نظر آتے تھے یا جس طرح سیدہ مریم علیہا السلام کو بشارت دیتے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام بشر کی صورت میں متمثل ہوئے تھے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا" (مریم:۱۷)

ترجمہ: پس ہم نے (حضرت) مریم کی طرف اپنی روح بھیجی پس وہ ان کے لیے بالکل بشر کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام بشر کی صورت میں متشکل اور متمثل ہوئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھے۔ اپنی اصلی ذات کو چھپا کر بشر کی صورت میں بنالی تھی۔ جبرئیل علیہ السلام اور حضرت دحیہ کلبیؓ یا بشر ایک ذات کا نام ہو گیا تھا۔ العیاذ باللہ اسی طرح احد اور احمد بھی ایک ذات کا نام ہے۔

• قارئین حضرات! یہ شعر اور اس قسم کے اشعار عموماً الحاقی ہوتے ہیں۔ جاہل شعراء اپنے اشعار مشہور اولیاء کرام کے کلام اور اشعار میں داخل کر کے یہ تاثر دیتے ہیں کہ فلاں بزرگ مثلاً سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ یا مولانا یار محمد صاحب گھڑی شریف والوں کے انشاء کردہ اشعار ہیں حالانکہ اس قسم کے اشعار بزرگوں کے نہیں ہوتے، بلکہ جاہل مریدوں یا اولیاء کرام کے دشمنوں کے ذاتی اشعار ہوتے ہیں اور ان اشعار کو بزرگوں کے اشعار میں درج کر دیا جاتا ہے، ایسے اشعار الحاقی ہوتے ہیں۔ لگتا ہے یہ شعر بھی الحاقی ہے ورنہ شریعتِ مطہرہ جاننے والا کوئی بھی صالح اور عالم شخص ایسا شعر نہیں کہہ سکتا کیونکہ اس سے عوام کو غلط پیغام پہنچتا ہے۔ احد کا لفظ صحابہ کرام سے لے کر آج تک اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوتا رہا ہے، کسی نے بھی سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یہ لفظ استعمال نہیں کیا۔ سورۃ اخلاص کی پہلی آیت "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" میں احد اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوا ہے۔ عوام اور خواص یہی سمجھتے ہیں۔

• امام احمد ابن محمد الصاوی المالکی تحریر فرماتے ہیں:

كان امية ابن خلف يخرج البلال اذا احميت الشمس فيطرحه على ظهره ببطحاء مكة ثم يأمر بالصخرة العظيمة فتوضع على صدره ثم يقول لاتزال هكذا حتى تموت و تنكر محمدا صلى الله عليه و سلم فيقول و هو فى ذالك احد احد فمر النبى صلى الله عليه و سلم فقال احد ينجيك يعنى الله تعالى ثم قال النبى

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلی اللہ علیہ و سلم لابی بکر ان بلالا یعذب فی اللہ تعالیٰ فعرف ابوبکر الذی یرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فانصرف الی منزلہ فاخذ رطلا من ذھب و مضی الی امیۃ بن خلف فقال اتق اللہ فی ھذا المسکین قال انت افسدتہ فانقذہ بما تری......الخ

ترجمہ: امیہ ابن خلف (کافر) حضرت بلالؓ کو جب شدید دھوپ گرم ہو جاتی گھر سے نکالتا تھا پس حضرت بلالؓ کو اس کی پشت پر مکہ کے میدان میں لٹا دیتا اور حضرت بلالؓ کے سینے پر عظیم گرم پتھر رکھنے کا حکم دیتا پھر کہتا تو ہمیشہ اسی طرح رہے گا حتی کہ مر جائے گا یا محمد ﷺ کا انکار کر دے گا۔ پس بلال اسی حالت میں ''احد احد'' پکارتا تھا۔ پس نبی کریم ﷺ گزرے (اور آپ نے دیکھا) آپ نے فرمایا، احد ہی تجھے نجات دے گا یعنی اللہ تعالیٰ۔ پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو فرمایا، بے شک بلال کو اللہ تعالیٰ کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا ہے۔ پس ابو بکرؓ رسول کریم ﷺ کی مراد سمجھ گئے۔ پس ابو بکرؓ اپنے گھر گئے، سونے کا رطل (آدھا کلو) لیا اور امیہ بن خلف کے پاس گئے اور فرمایا اس مسکین بلال کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ امیہ ابن خلف نے کہا تو نے ہی اسے فاسد کیا تو اسے عذاب سے نکال۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا، بلال کو بیچتا ہے؟ امیہ ابن خلف نے کہا، ہاں بیچتا ہے مگر تمہارے نسطاس کے معاوضہ میں جس کے پاس دس ہزار دینار اور غلام اور لونڈیاں اور جانور موجود تھے اور وہ مشرک مکاتب تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اسے اسلام کی دعوت دی تھی کہ سارا مال تیرا ہو گا مگر اس نے انکار کر دیا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ اس کو ناپسند کرتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے بلالؓ کے معاوضہ میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نسطاس دے کر بلالؓ کو خرید کر لیا۔

اس واقعے سے معلوم ہوا "احد احد" اللہ تعالیٰ کے لیے بولا جاتا تھا، اس لیے حضور کریم ﷺ نے فرمایا، احد تجھے نجات دے گا۔

فتاویٰ پر استہزاء:

• جب نعت ختم ہوئی، صدرِ جلسہ کی اجازت سے میں نے مائیک لیا کیونکہ مجھ پر اس کی توضیح شرعاً فرض ہوگئی تھی۔ میں نے لوگوں سے عرض کیا، یہ شعر جلسوں میں نہیں پڑھنا چاہیے۔ احد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اللہ تعالیٰ "لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ" ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ اسے کسی نے جنا اور احمد ﷺ یَلِدْ اور یُوْلَدْ ہیں۔ انہوں نے بچوں کو جنا اور انہیں جنا گیا۔ احد خالق اور معبود ہے اور احمد مخلوق اور عبد ہے۔ احد اور احمد کی ذات ایک نہیں ہے۔ میں وضاحت کر کے بیٹھا ہی تھا، نعت خواں کے سرپرست مولوی صاحب مجلس میں وارد ہو گئے۔ خطبہ پڑھ لینے کے بعد مولوی صاحب کہنے لگا، جب میں گھر سے چلا تھا میرے اوپر ننادے (۹۹) کفر کے فتوے لگ چکے تھے مگر فقیر اس وقت فقیر بنتا ہے جب اس پر پورے ایک سو کفر کے فتوے لگ جائیں۔ میری طرف اشارہ کر کے کہنے لگے، اب اس مولوی نے میرے اوپر کفر کا فتویٰ لگا کر ایک سو فتوے پورے کر دیئے چنانچہ اب میں صحیح فقیر یعنی ولی اللہ ہو چکا ہوں۔ افسوس میں نے تو نعت خوان کے مذکورہ شعر کو غلط کہا تھا کسی کو کافر نہیں کہا تھا مگر مولوی مذکور کے اس کلام سے معلوم ہوتا ہے یہ شعر اسی مولوی کا تھا اور اس کی جہالت اس حد تک کہ جس آدمی پر ایک سو علمائے اہلسنت و جماعت کفر کے فتوے لگائیں وہ تو مسلمان ہی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ وہ اصطلاحی فقیر ہو۔ نیز صحیح العقیدہ کسی عالم کا فتویٰ شرعی حکم کے معنی میں ہوتا ہے۔ علمائے اہلسنت کے نزدیک فتوی کی تضحیک اور تحقیر کفر ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"یہ کہنا کہ میں فتاوی کو نہیں مانتا یا حقارت سے کہے کہ میں نے فتوے دیکھے اور سنے ہوئے ہیں تو یہ دین کا انکار ہے اور ایسا کہنے والا بھی کافر (فتاوی رضویہ۔ جلد ۶) اور اسی طرح ایک گستاخ رسول نے کہا تھا، علماء کے فتوے میری جوتی کی نوک پر۔ لہٰذا جو شخص ایک سو فتوی کی تحقیر اور تضحیک کا مرتکب ہو اور اپنے کفر پر راضی بھی ہو بلکہ اس کفر کو فقیری قرار دے، ایسے آدمی کا کیا حکم ہوگا؟

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَلْبَابِ۔

● مولوی صاحب اس شعر کی توضیح تو نہ کر سکے مگر دس پندرہ منٹ میرے اور شرعی فتاوی پر پر تضحیک اور تحقیر آمیز کلام میں لگا دیئے۔ میں نے محفل کی صدارت پر متمکن حضرت صاحب سے عرض کیا، حضرت اس مولوی سے فرمائیں وہ میری اور فتاویٰ کی تضحیک اور تحقیر چھوڑ کر اپنے موضوع پر گفتگو کرے۔ مگر میرے اصرار کے باوجود صدرِ مجلس نے مولوی صاحب کو نہیں روکا۔ تنگ آکر میں نے موصوف کو جواب دینا شروع کر دیئے۔ میں نے مولوی صاحب کو کہا، اگر العیاذ باللہ احمد ﷺ ہی خدا ہے تو انہیں دفن کیوں کیا گیا، جب خدا خود مدینہ منورہ میں موجود ہے تو سجدے کعبہ کی طرف کیوں کرتے ہو؟ العیاذ باللہ! اگر احمد ﷺ ہی خدا ہے تو پھر معبود بھی حضور علیہ السلام ہیں، اس عقیدہ سے لازم آئے گا آکل شارب متزوج وغیرہا خدا کی صفات ہوں۔ مولوی صاحب نے میری باتوں پر توجہ نہ دی بلکہ اس نے اپنے دعویٰ کے اثبات میں مولانا روم کا شعر پڑھ دیا اور کہنے لگا، مولانا روم تو پیر کو بھی خدا کہتے ہیں (العیاذ باللہ)۔ کہنے لگے، مولانا روم نے فرمایا:

چوں تو ذاتِ پیر را کردی قبول　　　　ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

یعنی تو نے جب پیر کی ذات کو قبول کر لیا تو خدا اور رسول اس پیر کی ذات میں آ گئے۔ مولوی صاحب کہنے لگے، جب پیر خدا ہو جاتا ہے تو رسول اکرم ﷺ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خدا کیوں نہیں ہو سکتے؟ میں نے کہا، بالفرض یہ شعر مولانا روم علیہ الرحمہ کا ہو تو اس کا ظاہری مفہوم تو حلول کا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول پیر کی ذات میں داخل ہو گئے اور ان کا حلول ہو گیا لہٰذا اس شعر کا یہ مفہوم نہیں ہے۔ مفہوم وہ نہیں جو تو نے سمجھا ہے۔

مولانا روم کے شعر کا مفہوم:

• قارئین حضرات! میرے نزدیک مولانا روم کا اس شعر سے مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ اگر تو نے پیر اور اپنے شیخ کامل کی اطاعت قبول کر لی تو اس کی اطاعت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت بھی قبول کر لی، اس کی اطاعت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت بھی حاصل ہو گئی کیونکہ شیخ کامل وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کا مطیع اور فرمانبردار ہوتا ہے۔ اس کا مفہوم یہ نہیں کہ پیر کی ذات اور خدا اور رسول کی ذات ایک ہو گئی۔ کیونکہ بقول اعلیٰحضرت امام اہلسنت ذوات کے اتحاد کا عقیدہ الحاد اور زندقہ ہے۔ اس گستاخانہ کلام کے بعد میرے اور میرے مدرسہ کے اساتذہ اور طلباء کے لیے بیٹھے رہنا شرعاً ناجائز تھا اس لیے ہم محفل سے واپس آ گئے مگر ہمارے اپنے حضرات اُلٹا ہم پر ناراض ہو گئے کہ انہوں نے محفل کو خراب کیا۔ اللہ تعالیٰ ”عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ“ ہے، ہم کسی پیر کی وجہ سے شرعی تقاضے ترک نہیں کر سکتے۔ وہ ناراض ہوں تو ہوتے رہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کا پیارا حبیب ناراض نہ ہو۔

• اسی قسم کے شعر کا سوال امام اعلیٰحضرت امام اہلسنت سے کیا گیا۔ شعر ”میم کی چادر مکھ پہ ڈالے احمد بن کر آیا ہے۔“ آپ فرماتے ہیں، اگر آیا کی ضمیر حضرت عزت جل جلالہ کی طرف ہے تو بیشک عوام کا ایسا بکنا صریح کلمہ کفر ہے۔۔۔۔ الخ (فتاویٰ رضویہ) اسی کتاب کے صفحہ ۵۵ پر پورا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• نہایت افسوس ہوتا ہے مجھے میرے دوست اور ہمارے مدرسہ کے استاذ محمد منیر صاحب نے بیان کیا کہ ہمارے علاقہ میں جاہل پیروں کے جاہل مریدین جب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ''السلام علیکم جی میرے رب'' یعنی مخاطب انسان کو اپنا رب کہتے ہیں اور اعتراض کرنے پر جواب دیتے ہیں، ہم وحدۃ الوجود والے ہیں۔ نعوذ باللہ، کیا وحدۃ الوجود جو عظیم مشائخ کا مسلک ہے، اس کا یہی مفہوم ہے کہ ہر انسان بلکہ مخلوق کا ہر فرد رب العالمین ہے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

• ابن جوزی نے اپنی کتاب میں ایک واقعہ نقل کیا کہ کتا بھونکنے لگا تو ایک جاہل وجودی نے اس کے جواب میں کہا، لبیک یا سیّدی لبیک یا سیدی۔ انٹرنیٹ پر ابن جوزی کی کتاب دیکھی جاسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

• دراصل وحدۃ الوجود کا مسئلہ انتادقیق ہے کہ عوام تو عوام خواص کے فہم سے بھی ماوراء ہے۔ حضرت پیر ممتاز احمد صابری صاحب زید مجدہ بیان فرمارہے تھے، میں نے سنا ہے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ اگر کسی عالم کو یہ مسئلہ سمجھانا چاہتے تو اسے خلوت میں لے جاکر تین تین دن تک سمجھاتے رہتے۔ عوام میں کبھی وحدۃ الوجود کا مسئلہ بیان نہ کرتے اور نہ کسی کو اجازت دیتے۔ آج جہلاء نے وحدۃ الوجود کے مسئلہ کی آڑ میں اللہ تعالیٰ سبحانہ وحدہ لا شریک بے مثل اور بے مثال کو مذاق بنالیا ہے، ہر بندہ خدا بنا ہوا ہے۔ جاہل پیروں نے خدائی کا دعویٰ کر رکھا ہے اور مریدوں سے اپنی ذات کے سجدے کرواتے ہیں جیسا کہ مولانا محمد منیر بیان کررہے تھے۔

• حاصل کلام یہ کہ اس پس منظر میں، میں نے اپنے ارادہ کی تکمیل کے لیے کوشش شروع کردی جو کہ ایک عرصہ سے ارادہ تھا کہ عقائد پر رسالہ لکھوں گا۔ چنانچہ الحمدللہ! آج مورخہ 01-05-2017 کو ''عقائد الرفیق واصحاب التوفیق''

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے نام سے کتاب کا مسودہ مکمل ہو گیا۔ اس کتاب میں اجمالاً مشکل اور پیچیدہ مسائل کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ نیز اجہل پیروں اور سجادہ نشینوں کے متعلق اور کفریہ یا موہم کفر یا دقیق اشعار کے سلسلہ میں امام اہل سنت کے فتاوی رضویہ سے سوالات اور جوابات بھی نقل کیے گئے ہیں۔

- نیز یزید علیہ ما علیہ پر لعنت کا مسئلہ اور تقدیر الٰہی کا مسئلہ اور حضرت ابو طالب کے ایمان اور سرورِ دو عالم ﷺ کے آباء اور اجداد اور امہات کے ایمان کا مسئلہ اور ضرورتِ دینی کا مفہوم اور اس پر مرتب احکام کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ نیز ضروریاتِ دین اور "مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ فَقَدْ كَفَرَ" کی توضیح کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ نیز آخر میں عقائدِ نسفی کا عربی متن اور ترجمہ درج کیا گیا ہے۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ

خاک پائے اہل ایمان
مفتی محمد رفیق حسنی عفی عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عقیدہ:

ایمان اور کفر کا فرق جاننا فرض ہے:

● ایمان اور کفر کے درمیان فرق اور امتیاز کا علم ہونا ہر مکلف مرد اور عورت پر فرض ہے تاکہ آدمی کفریات سے اجتناب کرے لہٰذا ایمان اور کفر کی تعریف ذکر کی جاتی ہے۔

ایمان کی تعریف:

هُوَ التَّصۡدِیۡقُ بِمَا جَاءَ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَ سَلَّمَ وَ عُلِمَ بِهٖ بَدَاهَةً۔ (شرح عقائد)

ترجمہ: ہر اس قول اور عمل میں سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنی اور آپ کو صادق ماننا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان امور کے ہونے کا بیان کیا اور اس قول یا عمل کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے ہونے کا بدیہی علم ہو اور نظر اور فکر پر موقوف نہ ہو، یہ ایمان ہے۔

جس طرح وحدانیت، رسالت، نماز، رمضان کے روزے، حج اور زکوٰۃ وغیرہا۔

ایمان فقط تصدیق یا اقرار:

در مختار میں ہے:

هَلۡ هُوَ فَقَطۡ اَوۡ هُوَ مَعَ الۡاِقۡرَارِ؟ قَوۡلَانِ وَ اَکۡثَرُ الۡحَنَفِیَّةِ عَلَی الثَّانِیۡ وَالۡمُحَقِّقُوۡنَ عَلَی الۡاَوَّلِ وَالۡاِقۡرَارُ شَرۡطٌ لِاِجۡرَاءِ الۡاَحۡکَامِ۔

ترجمہ: کیا ایمان فقط تصدیق ہے یا تصدیق اور اقرار ہے۔ اکثر حنفیہ کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کفر ایمان کی ضد ہے:

• کفر ایمان کی ضد ہے۔ ایمان سرورِ دو عالم ﷺ کی اختیار کے ساتھ تصدیق کرنے کا نام ہے اور کفر ہر وہ امر جس کی تصدیق ایمان تھی، اس کی اختیار کے ساتھ تکذیب کرنے اور تصدیق نہ کرنے کا نام ہے۔ جس طرح تصدیق اختیاری سے ہی آدمی اسلام میں داخل ہوتا ہے اسی طرح تکذیب اختیاری سے اسلام سے خارج ہوتا ہے۔ محققین فقہاء کے نزدیک زبان سے اقرار تصدیق قلبی کے لیے اور انکار تکذیب قلبی کے لیے علامت ہے۔ اور ایمان کے لیے یہ شرط ہے کہ آدمی تصدیق کے مطابق اقرار بھی کرے۔ کسی مسلمان کو کافر کہنے اور کافر سمجھنے میں احتیاط ضروری ہے۔ کسی مسلمان کو کافر کہنے کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ وہ مرتد مباح الدم اور واجب القتل ہے۔ اس کی تمام حسنات باطل ہیں۔ اس پر بیوی حرام ہے، وہ کسی عورت کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا۔ اس کی نمازِ جنازہ نہیں ہے، اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا کسی کو کافر کہنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ (امام غزالی)

کسی مسلم کے کافر ہونے کا ضابطہ:

• اہلِ حق علماء نے کافر ہو جانے کا ایک ضابطہ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل آئندہ ذکر کی جائے گی۔ ضروریاتِ دین سے مراد وہ دینی اصولی امور ہیں جن کا دین سے ہونا ایسی قطعی دلیل سے ثابت ہو جس میں ذرہ برابر شبہ نہ ہو جیسے قرآنی آیات اور احادیثِ متواترہ اور اجماع قطعی، قطعی الدلالۃ سے احکام ثابتہ اور ان کا دینی بات ہونا ہر عام و خاص کو معلوم ہو۔ خواص سے مراد علماء ہیں اور عوام سے مراد وہ لوگ ہیں جو عالم نہیں مگر علماء کی صحبت میں رہتے ہوں۔ اس بناء پر وہ دینی باتیں جن کا دینی بات ہونا سب کو معلوم ہے مگر ان کا ثبوت قطعی دلیل سے نہیں، وہ ضروریاتِ دین سے نہیں، مثلاً ظنی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نزدیک دوسرا قول راجح ہے اور محققین کے نزدیک پہلا قول کہ ایمان فقط تصدیق ہے، راجح ہے اور اقرار اجرائے احکام کے لیے شرط ہے۔

ایمان کی علامتیں:

حدیث شریف میں ہے:

مَنْ صَلّٰی صَلَاتَنَا وَ اسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَ أَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذَالِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِيْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَ ذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِيْ ذِمَّتِهٖ۔ (کتاب الایمان۔ مشکوٰۃ)

ترجمہ: جس شخص نے ہماری طرح نماز پڑھی اور (نماز میں) ہمارے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہماری ذبیحہ کو حلال سمجھا اور کھایا پس وہ مسلم ہے، وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی امان میں داخل ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی امان میں خیانت نہ کرو۔

کفر کا بیان:

هُوَ التَّكْذِيْبُ اَيْ عَدَمُ التَّصْدِيْقِ بِمَا جَاءَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عُلِمَ بِهٖ بَدَاهَةً (اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ)۔

ترجمہ: (العیاذ باللہ) سرورِ دوعالم ﷺ کی تکذیب (یعنی تصدیق نہ کرنا) اور آپ ﷺ کو کاذب سمجھنا ہر اس امر میں جس امر کو سرورِ دوعالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہونے کا بیان کیا اور اسے اس امر کا آپ کی جانب سے ہونے کا علم بدیہی ہو اور نظر اور فکر پر موقوف نہ ہو۔

جس طرح نماز، زکوٰۃ، حج، وحدانیت، نبوت، بعث اخروی اور رمضان کے روزوں کا اللہ کی جانب سے ہونے میں آپ ﷺ کی تکذیب کرنا یعنی آپ کو صادق نہ ماننا کفر ہے۔ تکذیب عدم تصدیق کے معنی میں ہے۔ (شامی)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اجتہادی امور۔ وہ باتیں جن کا ثبوت قطعی ہے مگر ان کا دین سے ہونا عوام اور خواص کو معلوم نہیں، وہ بھی ضروریاتِ دین سے نہیں، جیسے صلبی بیٹیوں کے ساتھ اگر پوتی ہو تو اس کو چھٹا حصہ ملے گا۔ جن دینی باتوں کا ثبوت قطعی ہو اور وہ ضروریاتِ دین سے نہ ہوں، ان کا منکر اگر ان کے ثبوت کے قطعی ہونے کو جانتا ہے تو وہ کافر اور اگر نہ جانتا ہو تو اسے بتایا جائے، بتانے پر اگر وہ حق مانے تو مسلمان اور بتانے کے بعد بھی انکار کرے تو کافر۔

(ماخوذ از نزہۃ القاری، ج ۱، ص: ۲۹۴ مطبوعہ لاہور)

کافر کو کافر اور مؤمن کو مؤمن سمجھنا ضروری ہے:

• نیز جس طرح کفر اور ایمان کی معرفت ہر مکلف مسلمان پر فرض ہے تاکہ دونوں میں فرق کیا جائے اور کفر سے اجتناب کیا جائے، اسی طرح کافر اور مومن کی پہچان بھی فرض ہے اور لوگوں میں سے کافر کو کافر سمجھنا اور بوقت ضرورت اسے کافر کہنا فرض ہے اور مسلم اور مومن کو مومن سمجھنا اور مومن کہنا فرض ہے۔ کافر سے مراد عام ہے، اصلی کافر ہو یا مرتد ہو۔ اسی لیے بہارِ شریعت میں ہے: (عقیدہ نمبر ۷) ”مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے۔“ اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذاللہ کفر پر ہوا تاوقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیلِ شرعی سے ثابت نہ ہو مگر اس سے یہ نہ ہوگا کہ جس شخص نے قطعاً (یقیناً) کفر کیا ہو (اور اس کا علم بھی ہو) اس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔۔۔۔ الخ (بہار شریعت ج ۱ ص: ۱۸۵ المکتبہ المدینہ)

• یعنی علم ہو جانے کے بعد کہ فلاں آدمی کافر ہے، اس کے ساتھ کافروں جیسے معاملات کرنا فرض ہے۔ مثلاً مسلمانوں کے پڑوس میں یہودی اور عیسائی یا ہندو رہتے ہیں، اہلِ محلہ ان کی عبادات اور رسومات اور اقرار سے جانتے ہیں کہ وہ کافر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں تو اصحابِ علم مسلمانوں پر فرض ہے کہ ان کافروں کو کافر سمجھیں، ان پر کفر کے احکام جاری کریں۔ اگر انہیں کافر نہیں سمجھیں گے، لازم آئے گا کہ ان کے کفر کو اسلام سمجھیں جو کہ کفر ہے۔ اسی طریقہ سے آپ کے علم میں مسلمان ہونے والے مسلمانوں کو مسلمان سمجھنا فرض ہے، جب تک ان سے کفر سرزد ہونے کا علم نہ ہو ورنہ اسلام کو کفر سمجھنا لازم آئے گا۔ یہ عقیدہ کہ کافر کو کافر سمجھنا فرض ہے زندہ بالفعل کافر کے لیے ہے، وہ کافر اصلی ہو یا مرتد ہو۔ بعض صوفیاء اور علماء کا یہ قول کہ غیر منصوص علیہ کافر کو کافر نہ کہا جائے، ہو سکتا ہے اس کا خاتمہ ایمان پر ہو اور کافر مرتد توبہ کر لے، یہ حکم کہنے میں ہے اور احتیاطاً ہے شرعی نہیں ہے۔ مگر مومن کو مومن سمجھنا فرض ہے اور خاتمہ کے احتمال سے اسے مومن نہ کہنا یہ بلا وجہ التباس اور اشتباہ ہے کیونکہ یہی احتمال بعض صحابہ کرام بلکہ ہر مسلمان کے حق میں ہو سکتا ہے، ہو سکتا ہے اس مسلمان کا خاتمہ ایمان پر نہ ہو، خود اپنے متعلق بھی یقین نہیں ہوتا کہ خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ کیونکہ حدیث شریف میں "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ" (اعمال کا مدار خاتمہ پر ہے)، کیا پھر کوئی مسلمان خود کو بھی مسلمان نہ کہے؟ البتہ یہاں دو ضروری باتیں ذہن نشین ہونی چاہئیں: ایک یہ کہ غیر منصوص علیہم کفار میں سے کسی معین فرد کو بعد الموت بھی احتیاطاً کافر نہیں کہنا چاہیے، ہو سکتا ہے انہوں نے عمر کے آخری حصہ میں اسلام قبول کر لیا ہو (تفصیل یزید کی بحث میں ذکر کی جائے گی)۔

کافر کو کافر پکارنے کا حکم:

• دوم، ایک امر یہ ہے کافر کو کافر سمجھنا اور اس پر کافروں کے احکام جاری کرنا یہ تو شرعاً فرض ہے اور ایک ہے کافر کو کافر کہنا، کافر کو کافر کہنا بلا ضرورت فرض نہیں ہے فتاوی رضویہ میں ہے: ہاں کافر ذمی جو سلطنتِ اسلام میں مطیع الاسلام ہو کر رہتا ہے اسے کافر کہہ کر پکارنا منع ہے اگر اسے ناگوار ہو۔ درمختار میں ہے:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شتم مسلم ذمیا عزر و فی القنیة قال الیهودی او مجوسی یا کافر یأثم ان شق علیه

ترجمہ: کسی مسلمان نے کسی ذمی کافر کو گالی دی تو اس پر تعزیر جاری کی جائے گی۔ قنیہ میں ہے کسی یہودی یا آتش پرست کو اے کافر کہا تو کہنے والا گنہگار ہوگا اگر اسے ناگوار گزرا۔ (الدر المختار باب التعزیر)

یونہی غیر سلطنتِ اسلام میں جبکہ کافر کو "او کافر" کہہ کر پکارنے میں مقدمہ چلتا ہو "فانه لا یحل لمسلم ان یذل نفسه الا لضرورة الشرعية" تو کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے مگر جب کوئی شرعی مجبوری ہو۔ (ت) مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ کافر کو کافر نہ جانے، یہ خود کفر ہے۔ (حاشیہ بہارِ شریعت، ص:۱۸۶، مکتبۃ المدینہ بحوالہ فتاوی رضویہ)

مگر بالفعل کافر کو کافر سمجھنا دینی اور بدیہی امر ہے۔ جس طرح بہارِ شریعت میں مذکور ہے، کیونکہ کافر بالفعل اور مسلم بالقوۃ میں تضاد نہیں ہے۔ بعض علماء نے "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ" سے زندہ کافروں کو کافر نہ سمجھنے پر استدلال کیا ہے، یہ صحیح نہیں ورنہ اس سے لازم آئے گا اصلی اور خاندانی کافروں اور مشرکوں کو اسلام سے خارج نہ سمجھا جائے۔ یہ اشتباہ اسلام اور کفر کے مابین عدم امتیاز اور مومن اور کافر کے جدا جدا شرعی احکام کے مابین عدم تفریق سے پیدا ہوا ہے۔

التزامِ کفر کی صورت میں جب کفر کا بالفعل ارتکاب کیا گیا تو ایمان بالفعل مفقود ہو گیا، آخری خاتمہ کے وقت دوبارہ ایمان نصیب ہونا اگرچہ فی نفسہ ممکن ہے لیکن بالقوۃ اور کفر بالفعل کے درمیان نہ تضاد ہے اور نہ تناقض، یہ دونوں جمع ہو سکتے ہیں۔ تقابل کی یہ صورتیں ایمان بالفعل اور کفر بالفعل کے درمیان متصور ہو سکتی ہیں لہٰذا جو شخص حاضر وقت میں بالفعل مومن اور مسلمان ہے، اس کو مسلمان سمجھنا اور مسلمان کہنا اور اسلام کے جملہ احکام اس پر نافذ کرنا سب مسلمانوں پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرض ہے، چاہے مستقبل اور خاتمہ کے حوالے سے کچھ بھی ہو، اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور اگر آدمی حاضر وقت میں مسلمان نہیں ہے، وہ بالیقین کافر ہے، چاہے وہ اصلی اور خاندانی کافر ہو یا مرتد ہو، اسے کافر سمجھنا اور کہنا فرض ہے اور ان کافروں پر کفر اور مرتدوں پر ارتداد کے احکام جاری کرنا فرض ہے مگر بعد الموت توبہ کے احتمال کی وجہ سے احتیاطاً شخصی طور پر انہیں کافر یا مرتد کہنے سے بعض علماء نے منع کیا ہے، ان علماء میں امام غزالی کا نام سر فہرست ہے۔ (الاقتصاد فی الاعتقاد)

استاذ العلماء بندیالوی کا قول:

• استاذ العلماء استاذ یم بندیالوی امام غزالی کی طرح کا حکم بیان فرمایا کرتے تھے، وہ کسی فرد کافر مرتد فوت شدہ کے لیے فرماتے "اِنْ كَفَرَ وَ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ فَهُوَ كَافِرٌ" اگر اس شخص نے کفر کیا اور اس کی موت کفر پر ہوئی، وہ کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تصدیق اور تکذیب کا حکم:

• تصدیق اور تکذیب، دل اور قلب کی صفات سے ہیں اور قلب میں ہوتی ہیں، نظر نہیں آتیں اور اکثر فقہاء کے نزدیک عند اللہ تصدیق اور اقرار دونوں ایمان کے جزء ہیں اور اقرار ظاہر ہے اور محققین فقہاء کے نزدیک زبان سے اقرار صرف تصدیق کی علامت ہے اور عند الناس اقرار کا نام ہی ایمان ہے۔ اسی طرح لسانی انکار بھی عند الناس کفر ہے۔ یعنی شرعی احکام کا اجراء لسانی اقرار یا انکار پر ہوگا اور نجات اور عدم نجات تصدیق اور تکذیب قلبی پر موقوف ہے۔ درحقیقت زبان سے انکار تکذیب کی علامت ہے، صرف تصدیق باعثِ نجات اور تکذیب باعثِ دخولِ نار ہے۔ فقط تصدیق کا بغیر اقرار ایمان ہونا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو معتبر ہے مگر لوگوں کے لیے اقرار ضروری ہے۔ اسی طرح تکذیبِ قلبی کفر ہے۔ اگر لسانی انکار نہ بھی ہو، تکذیب ہی باعث دخولِ نار ہے۔

(تقریرات بندیالوی)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایمان کی علامات:

• اقرار اور انکار کے علاوہ بھی ایمان اور کفر کی متعدد علامتیں ہیں مثلاً نماز پڑھنا، روزے رکھنا، حج کرنا، زکوٰۃ دینا، سرورِ دوعالم ﷺ کی تعظیم کرنا وغیرہا ایمان کی علامتیں ہیں۔ جس آدمی میں مذکورہ علامتوں میں سے کوئی علامت موجود ہو وہ شرعاً مومن شمار ہوگا، اسے بغیر شرعی ثبوت کے کافر سمجھنا جائز نہیں۔

کفر کی علامات:

• کفر کی علامتوں میں سے بتوں کو قصداً اختیار کے ساتھ سجدہ کرنا، قرآن مجید کو قاذورات اور نجاست میں قصداً پھینکنا، مزارات یا پیروں کو عبادت کا سجدہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا کفر کی علامتوں کا مرتکب کافر شمار ہوگا۔ (شرح عقائد)

• اگر کسی آدمی کے دل میں تصدیق موجود ہے اور دل سے وہ مصدق اور مومن ہے مگر تکذیب کی امارات اور علامات کا قصداً مرتکب ہوا ہے، وہ آدمی شرعاً کافر ہے، اس آدمی پر کفر کے احکام جاری ہونگے مگر عند اللہ اس کے کافر ہو جانے میں علماء کا اختلاف ہے۔ کیا اس کی تصدیق آخرت کے عذاب سے نجات کا باعث ہوگی یا نہیں؟ (شامی باب الجہاد)

وہ امور جن کا کفر کے لیے ہونا شرط ہے:

• لہٰذا اوّلاً وہ دینی امر جس کا دین سے ہونا آدمی کے لیے بدیہی ہو اور نظر اور فکر پر موقوف نہ ہو یعنی وہ امر ضروریات اور بدیہاتِ دین سے ہو۔ دوم وہ امر قطعیات سے ہو یہ کہ قرآن مجید کی کسی آیت غیر مؤول قطعی الدلالت سے یا حدیثِ متواتر سے یا اجماعِ صحابہ کے اتفاقی قول سے ثابت ہو۔ سوم منکر کو اس امر کے انکار سے یا اس امر پر عمل کرنے پر کافر ہو جانے کا علم ہو۔ چہارم منکر اس امر کا قصد اور ارادہ سے انکار کرے، انکار خطاءً یا بلا ارادہ نہ ہو۔ پنجم اس امر دینی کا انکار اختیار کے ساتھ ہو جبر اور اکراہ کی وجہ سے نہ ہو۔ ششم دینی بدیہی قطعی امر کا انکار تاویل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور کسی شرعی دلیل کے شبہ کی وجہ سے نہ ہو، آدمی تب کافر ہوگا جب مذکورہ امور موجود ہونگے یا پھر کسی اعتقادی یا عملی بدیہی دینی امر (خواہ وہ واجب ہو یا سنت ہو) کا انکار استخفاف اور استحقار اور استہانت کی وجہ سے ہو اور آدمی استخفاف کا قصداً بلا اکراہ مرتکب ہو، مذکورہ امور کا منکر یا بدیہی دینی امر کا مستخف آدمی بالاتفاق کافر و مرتد ہو جائے گا اور اس کے احکام حقیقی مرتدین کے احکام ہونگے۔ ایسا شخص غور و فکر کی مہلت کی مدت تک توبہ نہ کرے اور وہ مرد ہے تو وہ مباح الدم واجب القتل ہے اور اگر عورت ہے اسے ہمیشہ قید اور حبس میں رکھا جائے گا حتیٰ کہ توبہ کرے مگر اسلامی عدالت کے فیصلہ کے بعد ہوگا۔

کسی قول یا عمل سے کفر ہونے میں اختلاف ہو تو احتیاطاً تجدید ایمان کرایا جائے:

• مذکورہ بالا چھ امور کے انکار کے ماسوا کسی مسلمان سے کوئی ایسا کفری قول یا عمل پایا جائے، جس کے کفر ہونے میں علماء کا اختلاف ہو تو احتیاطاً ایسے آدمی سے تجدید ایمان اور اگر شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح بھی کرایا جائے گا مگر ایسے شخص کو حقیقی مرتد قرار دے کر اس پر مباح الدم اور واجب القتل ہونے کا فتویٰ نہیں لگایا جائے گا۔ مثلاً کسی آدمی کو اس دینی امر کا علم نہیں جو ضروریاتِ دین میں سے ہے اور وہ اس کا انکار کرتا ہے، اسے کافر نہیں کہا جائے گا۔ (فتاوی رضویہ)

ایک حدیث کا ذکر:

• احادیثِ شریفہ میں اس قسم کے بعض واقعات کا ذکر موجود ہے۔ (۱) مثلاً ایک شخص بارگاہِ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں پہنچا اور اسلام قبول کیا اور عرض کیا میرے لیے اسلام کے کتنے فرائض ہیں۔ آپ ﷺ نے پانچ نمازوں، رمضان کے روزوں اور زکوٰۃ کا ذکر فرمایا اور حج کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ ابھی حج فرض نہیں ہوا تھا۔ اس شخص نے ہر ایک فرض کے ذکر کے بعد کہا اللہ کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قسم میں ذکر کردہ فرائض میں نہ زیادتی کرونگا اور نہ کمی کرونگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ شخص فلاح پا گیا اگر اس نے سچ کہا۔ وہ شخص واپس اپنے گاؤں چلا گیا۔

حدیث: عن طلحة بن عبید اللہ قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اھل نجد ثائر الرأس نسمع دوی صوتہ ولا نفقہ ما یقول حتی دنا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ھو یسأل عن الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس صلوت فی الیوم واللیلة فقال ھل علی غیرھن فقال لا الا ان تطوع قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصیام شھر رمضان فقال ھل علی غیرہ قال لا الا ان تطوع قال وذکر لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الزکوة فقال ھل علی غیرھا فقال لا الا ان تطوع قال فادبر الرجل وھو یقول واللہ لا ازید علی ھذا ولا انقص منہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افلح ان صدق۔ (متفق علیہ۔ مشکوة کتاب الایمان)

حج بعد میں فرض ہوا۔ حج ضروریاتِ دین سے ہے، سائل کو اس وقت اس کا علم نہیں ہو سکا تھا، بالفرض اپنے گاؤں یا شہر جا کر حج فرض ہونے کے بعد حج کی فرضیت کا انکار کرتا تو وہ کافر نہ ہوتا کیونکہ اس کو حج کے فرض ہونے کا علم ہی نہیں تھا۔ اسی طرح بیسیوں احکام ضروریاتِ دین سے ہونگے مگر دور دراز دیہاتوں اور پہاڑوں میں رہنے والوں اور حربی نو مسلم آدمیوں کو ان کا علم ہی نہیں ہوتا کہ فلاں امر دین کا حصہ ہے یا نہ چہ جائیکہ بدیہی ہو۔ اگر ایسا شخص اس امر کا انکار کرے گا تو اس کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ معلوم ہوا ضروریاتِ دین ہر آدمی کے لیے ضروریاتِ دین مساوی اور برابر نہیں ہوتے، جس آدمی کے حق میں ضروریاتِ دین، ضروریاتِ دین سے ہوں اس کے لیے ان کا انکار کفر ہوگا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضروریاتِ دین کے متعلق اعلیٰحضرت کا قول:

• اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں:

"میرے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ ضرورت یہاں بداہت کے معنی میں ہے اور یہ بات طے شدہ ہے کہ مختلف لوگوں کے اعتبار سے بداہت و نظریت بھی مختلف ہوتی ہے۔ یہی حال ضروریاتِ دین کا ہے کہ بعض لوگوں کے لیے بدیہی، بعض کے لیے نظری، بعض کے لیے نامعلوم۔"
(فتاوی رضویہ ۲۴۳/۱)

• دوم یہ کہ وہ حکم قطعی ہو تو اس کا انکار کفر ہوگا۔ واضح ہے ظنیات کا انکار کفر نہیں ہوتا۔ مثلاً مطلقہ عورت حائض کی عدت حیض کا ہونا ظنی ہے۔ اگر شافعی حیض کے عدت ہونے کا انکار کرے تو یہ کفر نہیں ہے۔ ظنیات کا باب وسیع ہے۔

• ضروریاتِ دین کا عموماً یہ مفہوم لیا جاتا ہے کہ وہ دینی امور جن کا دین سے ہونا بدیہی ہو، نظر اور فکر پر موقوف نہ ہو۔ چنانچہ در مختار کی عبارت "قولہ تکذیبہ صلی اللہ علیہ وسلم (الی) لما علم مجیئہ ضرورۃ ای علما ضروریا لا یتوقف علی نظر و استدلال الخ" کی توضیح کرتے ہوئے علامہ شامی فرماتے ہیں کہ ضرورۃ کا مفہوم علم بدیہی کیا جاتا ہے جو نظر اور استدلال پر موقوف نہ ہو۔ (ت) مصنف کے کلام سے ظاہر ہے کہ کفر فقط بدیہی امر کا انکار ہے، قطعی ہو یا نہ ہو، یعنی ضروریاتِ دین کے انکار کے کفر ہونے میں ضرورت کا معنی فقط بدیہی کیا جاتا ہے مگر ہمارے نزدیک ضروریات سے مراد قطعیات ہیں اگرچہ بدیہی نہ ہوں بلکہ ان امور کا ثبوت قطعی طور پر ہو۔ فرمایا:

ظاھر کلامہ تخصیص الکفر بجحد الضروری فقط مع ان الشرط عندنا ثبوتہ علی وجہ القطع و ان لم یکن ضروریا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: مصنف کے کلام سے فقط ضروری بدیہی کے انکار سے کفر کی تخصیص ظاہر ہوتی ہے حالانکہ ہمارے نزدیک تکفیر کی شرط اس امر کا قطعی الثبوت ہونا ہے اگرچہ وہ بدیہی نہ ہو۔

قولاً یا عملاً استخفافِ دین کفر ہے:

پھر فرمایا:

بل قد یکون استخفافا من قول او عمل کما مرّ ولذا ذکر فی المسامرة ان ما ینفی الاستسلام او یوجب التکذیب فهو کفر (۱) فما ینفی الاستلام کل ما قدمناه من الحنفیة ای مما یدل علی الاستخفاف وما ذکر من قبله من قتل نبی اذ الاستخفاف فیه اظهر (۲) وما یوجب التکذیب جحد کل ما ثبت عن النبی صلی الله علیه وسلم وادعاه ضرورة فما لم یبلغ حد الضرورة کاستحقاق بنت الابن السدس مع البنت باجماع المسلمین فظاهر کلام الحنفیة الاکفار بجحده فانهم لم یشترطوا سوی القطع مع الثبوت ویجب حمله اذا ما علم المنکر ثبوته قطعا لان مناط التکفیر هو التکذیب او الاستخفاف عند ذالك یکون کافرا اما اذا لم یعلم فلا الا ان یذکر له اهل العلم ذالك فلیلج۔ (شامی دار الباز)

ترجمہ: بلکہ کبھی قول اور فعل استخفافاً ہوتا ہے جیسا کہ گزرا اسی وجہ سے مسامرہ میں ذکر کیا گیا ہے جو اقوال و اعمال ایمان کی نفی کرتے ہیں یا تکذیب کے لیے موجب ہوتے ہیں پس وہ کفر ہیں پس وہ اقوال یا اعمال جو ایمان کی نفی کرتے ہیں ہر وہ قول یا عمل ہے جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں احناف کی جانب سے یعنی وہ قول یا عمل جو استخفاف پر دلالت کرتا ہے اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ جو ذکر کیا گیا ہے کسی نبی کا قتل کیونکہ اس میں استخفاف اس میں زیادہ ظاہر ہے اور وہ اقوال یا اعمال جو تکذیب کے لیے موجب ہیں وہ ہر اس چیز کا انکار کرنا ہے جو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے اور آپ نے اس کا دعویٰ بداہۃً و صراحۃً کیا ہے پس وہ امر جو بداہت کی حد تک نہیں پہنچا جیسے بنت الابن کا صلبی بنت کے ساتھ وراثت میں سدس کا استحقاق ہے جس پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے۔ احناف کے کلام سے ظاہر ہے کہ اس کا انکار بھی کفر ہے کیونکہ احناف قطعی الثبوت ہونے کے علاوہ کسی دوسری چیز کی شرط نہیں کرتے پس واجب ہے ضرورت کا لفظ اس پر محمول کیا جائے کہ جب منکر اس کے قطعی الثبوت ہونے کو جانتا ہو کیونکہ تکفیر کی بنیاد تکذیب ہے یا استخفاف ہے۔ آدمی اس وقت کافر ہوگا جب اسے علم ہوگا مگر جب اسے علم نہیں ہے پس کفر نہیں ہوگا مگر یہ کہ اہل علم اس کا اسے ذکر کریں پس وہ اس کو سمجھ جائے (اور اسے اس کے کفر ہونے میں شبہ نہ رہے)۔

اعلحضرت کی تائید:

چنانچہ امام اہلسنت نے فرمایا:

"هذا موافق لما قدمناه عنه من انه يكفر بانكار ما اجمع عليه بعد العلم به و مثله في نور العين۔"

ترجمہ: یہ اس عبارت کے موافق ہے جو ہم نے ان سے پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ بے شک تکفیر کی جائے گی اس حکم کے انکار پر جس پر اجماع ہے لیکن اس کے علم کے بعد اور اس قسم کی عبارت نور العین میں ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالاتفاق و من جهل صفته من هذه الصفات و نفاها غیر مستبصر فیها فاختلف العلماء فی تکفیره والمعتمد عدمه فان هذا الجهل لا یخرجه عن الایمان و ان کان یخرجه عن کمال الایمان و لم یعتقد ذالک اعتقادا یقطع بصوابه یراه دینا و شرعا۔(المعتقد،ص:۵۰)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ کو سب کرنے والا کذب اور عجز کی اور اس قسم کی صفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرے والا کافر ہے اور اسی طرح وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ سے کسی صفت کا انکار کرتا ہے، حیٰوۃ اور علم اور قدرۃ اور سمع اور بصر اور کلام، اس میں علم بصیرت اور ادراک رکھتے ہوئے، مثل اس کے قول کہ اللہ تعالیٰ زندہ نہیں اور عالم نہیں اور اسی طرح کہ اللہ تعالیٰ جزئیات کا عالم نہیں اور قادر نہیں اور مرید نہیں اور متکلم نہیں اور سمیع نہیں اور بصیر نہیں پس وہ بالاتفاق کافر ہے اور وہ شخص جو ان صفات سے کسی صفت سے جاہل ہے اور اس کی نفی بغیر علمی بصیرت کے کرتا ہے، اس کی تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے اور معتمد عدم کفر ہے کیونکہ یہ جہل اس کو ایمان سے نہیں نکالے گا اگرچہ ایمان کے کمال سے نکال دے گا کیونکہ اس نے اس کا ایسا اعتقاد نہیں رکھا جو اس کو قطعی صواب دینی اور شرعی جانے۔

معلوم ہوا ضروریاتِ قطعیہ دینیہ کا انکار تب کفر ہے جب منکر کو علم ہو کہ یہ امر دینی اور قطعی ہے۔

فائدہ:

۱۔ معلوم ہوا ضروریاتِ دین سے مراد احناف کے نزدیک وہ احکام ہیں جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہوں اور اعلیٰ حضرت کے نزدیک ضرورۃ بمعنی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضروریاتِ دین کا واضح مفہوم:

تنبیہ: سابقہ توضیح اور امام اہلسنت کی جانب سے وضاحت کے بعد معلوم ہوا ضروریاتِ دینی سے وہ امورِ دینی مراد ہیں جو قطعی ہوں اور بدیہی ہوں اور اصولِ اسلام سے ہوں، ان امور میں سے کسی امر کا انکار کفر تب ہوگا کہ منکر کو اس امر کا دین سے ہونا اور قطعی الثبوت ہونا معلوم ہو۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کفر نہیں:

اعلیٰ حضرت نے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے انکار کو بھی کفر نہیں فرمایا اگرچہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت قطعی اجماع سے ثابت ہے اور بدیہی ہے۔ آپ فرماتے ہیں خلافتِ صدیقؓ ان مسائل سے نہیں جو اسلام کے اصول اور بنیاد ہوں۔ (ان شاء اللہ آئندہ اس کا ذکر ہونے والا ہے) علماءِ کرام غور فرمائیں کہ ضروریاتِ دین کی مذکورہ توضیح کے بعد بعض علماء کس طرح تکفیر کی مشین سے ہر آدمی کو ہدف بنانے میں جلدی کرتے ہیں۔ یہی حکم پوتی کے سدس کا ہے۔ اہلِ علم میراث کے علاوہ کس کو علم ہے کہ پوتی کو بیٹی کے ساتھ سدس ملتا ہے۔ لہٰذا پوتی کے حصہ سدس کے انکار کو بھی اعلیٰ حضرت کے قول کے مطابق کفر نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ نہایت نظری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کفر کے لیے علم کا ہونا شرط ہے:

- المعتقد میں مذکور عبارت ملاحظہ ہو:

ان ساب اللہ تعالی بنسبۃ الکذب والعجز و نحو ذالک الیہ کافر و کذا من نفی صفۃ من صفاتہ الذاتیۃ من الحیوٰۃ والعلم والقدرۃ والسمع والبصر والکلام مستبصرا فی ذالک کقولہ لیس بحی و لا عالم و کذا قولہ لیس بعالم بالجزئیات و لا قادر و لا مرید و لا متکلم و لا سمیع و لا بصیر فھو کافر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بداہتہ ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ منکر کو اس حکم کے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہونے کا علم ہو۔ جب کفر کا حکم لگانے کے لیے منکر کو حکم کے قطعی ہونے کے علم کی شرط ہے تو عوام بلکہ بعض خواص غیر عالم بھی غیر معلوم امور کے انکار کی وجہ سے کفر کی لعنت سے محفوظ رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ اگر حکم ظنی ہے یا قطعی ہے مگر منکر کو اس حکم کا علم نہیں اس کے انکار پر تکفیر کا حکم نہیں ہوگا مگر پھر بھی قطعی حکم کے انکار میں لزوم کفر ہو سکتا ہے یعنی قطعی الثبوت والدلالت کا انکار دو قسم کا ہوگا: قطعی ہونے کا علم ہوتے ہوئے انکار اور عدم علم ہوتے ہوئے انکار۔ علم کے ساتھ انکار التزام کفر ہوگا اور عدم علم کی صورت میں لزوم کفر ہوگا جس پر کفر کا فتوی نہیں دیا جاتا اور ظنی حکم کے انکار سے نہ لزوم کفر ہوگا اور نہ التزام۔ نیز معلوم ہوا دینی امر کا انکار اور استخفاف دو الگ الگ امر ہیں اگرچہ انکار میں استخفاف بھی ہو سکتا ہے اور جمع بھی ہو سکتے ہیں۔

انکار اور استخفاف میں فرق ہے:

۳۔ انکار اور استخفاف میں فرق یہ ہے کہ امور دینیہ میں سے کسی امر کا استخفاف مطلقاً کفر ہوگا جب دینی امر ہونے کی بناء پر استخفاف ہو، اگر مستخفف اور مستحقر کو اس امر کا علم ہے کہ یہ امر دینی اور اسلامی ہے اس پر تکفیر کا حکم ہوگا، بشرطیکہ اس آدمی کا استخفاف اور استحقار دینی امر کے دینی ہونے کے لحاظ سے ہو خواہ وہ دینی امر اور حکم واجب ہو سنت ہو یعنی ظنی ہو یا قطعی ہو۔ یعنی کسی دینی حکم کے استخفاف اور استحقار پر تکفیر کا حکم اس وقت ہوگا جب مستخف اور مستحقر کو اس کے دینی امر ہونے کا علم ہو اور استخفاف اور استحقار دینی امر ہونے کی حیثیت سے ہو کیونکہ استخفاف میں شارع علیہ السلام کی تکذیب اور استحقار لازم آتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

داڑھی کا استخفاف کفر ہے:

مثلاً کسی نے کہا فلاں آدمی کے چہرے پر داڑھی بری لگتی ہے یا کسی نے دوسرے آدمی کی داڑھی نوچ لی۔ ان صورتوں میں داڑھی کی تحقیر سنت ہونے کے لحاظ سے نہیں ہے لہٰذا نہ یہ کفر ہے اور نہ تکفیر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی کھینچی تھی۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے عرض کیا تھا "لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَ لَا بِرَأْسِيْ" (طٰہٰ:۹۴) (اے میری ماں کے بیٹے! میری داڑھی اور سر کے بال نہ کھینچو) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے داڑھی کی تحقیر نہیں فرمائی تھی اس لیے اس میں کوئی حرج نہیں، البتہ اگر کوئی شخص جانتے ہوئے کہ داڑھی سنت ہے اور داڑھی کو سنت ہونے کی نیت سے نوچتا ہے یا کہتا ہے داڑھی مطلقاً بری ہوتی ہے تو وہ شخص کافر ہو جائے گا۔

نور العین کی وہ عبارت جس میں انہوں نے قطعی حکم کے انکار کو تکفیر لکھا ہے۔

عبارت ملاحظہ ہو:

وہ امور جن کی وجہ سے کفر کی نفی ہوتی ہے:

اذا لم تكن الآية والخبر المتواتر قطعي الدلالة او لم يكن الخبر متواتراً او كان قطعيا لكن فيه شبهة او لم يكن الاجماع اجماع الجميع او كان و لم يكن الاجماع اجماع الصحابة او كان و لم يكن اجماع جميع الصحابة او كان اجماع جميع الصحابة و لم يكن قطعيا بان لم يثبت بالتواتر او كان قطعيا لكن كان اجماعا سكوتيا ففي كل هذه الصور لا يكون الجحود كفراً۔ (ردالمحتار۔ ص:۳۵۷)

ترجمہ: جب قرآنی آیت یا خبر متواتر قطعی الدلالۃ نہ ہوں یا خبر متواتر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ ہو یا وہ قطعی ہو لیکن اس میں شبہ ہو یا اجماع سب کا اجماع نہ ہو یا سب کا اجماع ہو مگر صحابہ کرام کا اجماع نہ ہو یا سارے صحابہ کا اجماع ہو مگر وہ قطعی نہ ہو اس طرح کہ وہ تواتر سے ثابت نہ ہو یا قطعی ہو مگر صحابہ کرام کا اجماع سکوتی ہو ان تمام صورتوں میں منکر کا انکار کفر نہیں ہوگا۔

معلوم ہوا ان صورتوں کی نفی کے وقت منکر کافر ہوگا۔

ضروریاتِ دین سے مراد صرف قطعی ہے:

• ضروریاتِ دین کے جملہ میں لفظ ضرورت صرف بداہت کے معنی میں ہے یا قطعیت کے معنی میں ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، میرے نزدیک ضرورۃ بداہت کے معنی میں ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں، احناف کے نزدیک ضرورت قطعیت کے معنی میں ہے۔ واضح ہے بداہت کے ساتھ قطعیت کا ہونا بھی ضروری ہے ورنہ ظنیات بدیہتہ کے انکار میں کفر لازم ہوتا لہٰذا ضروریاتِ دین کا معنی قطعی بدیہی دینی امور ہیں، صرف قطعی مراد نہیں۔ یہی تحقیق ہے اگرچہ علامہ شامی کی بحث سے صرف قطعیت کا ذکر سمجھ آتا ہے۔ اب ضروریاتِ دینی کا مفہوم وہی ہوگا جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اس کی بنیاد پر چونکہ بیٹی کے ہوتے ہوئے پوتی کا حصہ سدس بدیہی نہیں ہے لہٰذا اس کا منکر کافر نہیں ہوگا، جیسا گزر چکا ہے۔ (رفیق حسنی)

کفر کے فتویٰ میں احتیاط:

• کفریات کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

مع انه لا يفتى بالكفر بشي منها الا فيما اتفق المشائخ عليه كما سيجئ قال في البحر و قد الزمت نفسي ان لاافتي بشي منها۔ (در مختار۔ ص: ۳۸۵)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: باوجود اس کے ان کفریاتِ مذکورہ میں سے کسی کے ساتھ کفر کا فتویٰ نہ دیا جائے مگر اس صورت میں جس پر تمام مشائخ اور علماء کا اتفاق ہو جیسا کہ عنقریب ذکر کیا جائے گا۔ صاحب البحر نے بحرالرائق میں فرمایا میں نے اپنے نفس پر لازم کیا ہے کہ کفر کا فتویٰ (فتاوی کی کتب میں ذکر کردہ کفری جزئیات پر نہ دوں) ان میں سے کسی کے ساتھ۔

کفر کا قول یا عمل بالاتفاق کفر ہو پھر بھی اس کے قائل کو کافر کہنا ضروری نہیں:

- بالفرض کفریات قولیہ یا فعلیہ کے کفر ہونے میں مشائخ کا اتفاق بھی ہو لیکن مرتکب کے ارتکاب میں خطاء اور اکراہ اور عدم علم کا احتمال ہو پھر بھی کفریاتِ مذکورہ کے مرتکب پر کفر کا فتویٰ نہیں لگے گا کیونکہ خطاءً اور اکراہًا یا جہالۃً کفر کے ارتکاب کی بناپر تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے۔

پھر فرمایا:

اعلم انه لا يفتى بكفر مسلم امكن حمل كلامه على محمل حسن او كان فى كفره خلاف و لو كان ذالك رواية ضعيفة كما حرره فى البحر و عزاه فى الاشباه الى الصغرى و فى الدرر وغيرها اذا كان فى مسئلة وجوه توجب الكفر و واحد يمنعه فعلى المفتى الميل لما يمنعه ثم لو نيته ذالك فمسلم و الا لم ينفعه حمل المفتى على خلافه۔ (در مختار۔ جلد ۶)

ترجمہ: تمہیں معلوم ہونا چاہیے یقیناً کسی مسلم کے کفر کا فتویٰ نہ دیا جائے جس کے کلام کو کسی اچھے محمل اور مفہوم پر محمول کرنا ممکن ہو یا اس کلام کے کفر ہونے میں علماء کا اختلاف ہوا گرچہ کوئی ضعیف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روایت ہو جیسا کہ اس کو صاحب بحر نے بحر الرائق میں تحریر کیا ہے اور اشباہ میں اس کی نسبت صغریٰ کی طرف کی ہے اور درر اور غیر درر کتب میں مذکور ہے جب ایک مسئلہ میں متعدد احتمالات اور معانی کفر کے لیے موجب ہوں اور ایک احتمال اور معنی اس کو منع کرے مفتی پر واجب ہے اس احتمال کی طرف میلان کرے جو کفر کو منع کرتا ہے پس اگر قائل کی نیت بھی وہی احتمال ہے پس وہ مسلم ہے اور اگر وہ معنی مراد نہیں پس معنی کو اس کے خلاف پر محمول کرنا اس کو نفع نہیں دے گا۔

کفر کے دو حکم: استخفاف قتل اور تجدید ایمان و نکاح:

اس کی توضیح میں علامہ شامی نے فرمایا:

(و قوله لا يفتى بكفر مسلم امكن حمل كلامه على محمل حسن) ظاهره انه لا يفتى به من حيث استحقاقه للقتل و لا من حيث الحكم ببينونة زوجته و قد يقال المراد الاول فقط لان تاويل كلامه للتباعد من قتل المسلم بان يكون قصد التاويل ...الخ (الى) نعم سيذكر الشارح ان ما يكون كفرا اتفاقا يبطل العمل والنكاح و ما فيه اختلاف يومر بالاستغفار و تجديد النكاح اه و ظاهره انه امر احتياط۔ (شامی)

ترجمہ: در مختار کی عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ اس کلام کے ساتھ کفر کا فتویٰ قتل کر دینے کی حیثیت سے نہ دیا جائے اور اس حیثیت سے کہ اس کی بیوی بائن ہو گئی ہے بعض علماء نے کہا صرف قتل کا فتویٰ نہ دیا جائے اس لیے کہ تاویل کسی مسلم کے قتل سے تباعد اور دور رہنے کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وجہ سے ہے کہ ہو سکتا ہے قائل نے اس تاویل والے معنی کا قصد کیا ہو (بیوی کے بائن ہونے کا فتویٰ دے دیا جائے تو بہتر ہے۔ رفیق حسنی)

(تا) عنقریب شارحؒ ذکر کرے گا بے شک وہ کلام یا عمل جو بالاتفاق کفر ہے وہ عمل اور نکاح کو باطل کردے گا اور وہ جس میں اختلاف ہو اس میں قائل کو استغفار اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ امر احتیاط کی وجہ سے ہے۔

معلوم ہوا (کفر اور ارتداد جس کی سزا قتل ہے) کے فتوے کے لیے آدمی کے کافر ہو جانے پر تمام علماء کے اتفاق کا ہونا ضروری ہے کیونکہ کسی مسلم کو اسلام سے خارج کرنے اور مرتد قرار دینے اور واجب القتل ہونے کا حکم اور فتوی دینا بہت عظیم اور اہم حکم ہے لہٰذا تمام علماء کا متفق ہونا شرط ہے اور جس عمل میں یا کلام کے متکلم کے کافر ہونے میں علماء کا اختلاف ہو اس میں، اس پر کفر کا فتویٰ نہ دیا جائے صرف احتیاطاً اسے استغفار اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے۔

ہاذل اور مستخف کے کفر کا حکم:

و فی الفتح من هزل بلفظ کفر ارتد و ان لم یعتقده للاستخفاف فهو ککفر العناد۔ (در مختار۔۳۵۶)

ترجمہ: فتح القدیر میں مذکور ہے جس آدمی نے کفر کے لفظ کے ساتھ استہزاء کیا وہ مرتد ہے اگرچہ اس کا کفر کے معنی کا اعتقاد نہیں ہے استخفاف کی وجہ سے پس وہ کافروں کے کفر عناد کی طرح ہے۔

معلوم ہوا استخفاف بالاتفاق ارتداد ہے اور استخفاف دوسرے کفریات سے مختلف ہے جیسے ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک تاویل کا ذکر:

• علامہ شامی نے (مطلب فی حکم من شتم دین مسلم) کے تحت فرمایا:

ثم ان مقتضی کلامھم ایضاً انہ لا یکفر بشتم دین مسلم ای لا یحکم بحکم کفرہ لامکان التاویل (الی) یمکن التاویل بان (یکون مرادہ) اخلاقہ الردیۃ و معاملاتہ القبیحۃ لا حقیقۃ دین الاسلام فینبغی ان لا یکفر حینئذ (شامی۔ ص: ۳۶۷۔ دارالباز)

ترجمہ: اگر کسی مسلم نے دینِ مسلم کو گالی دی اس کے کفر کا حکم نہیں دیا جائے گا کیونکہ اس کلام کی تاویل ہو سکتی ہے یہ کہ شاتم کی مراد مسلم کے ردی اخلاق اور قبیح معاملات ہوں، دینِ اسلام کی حقیقت مراد نہ ہو۔

• معلوم ہوا اگر کوئی شخص اسلام کو گالی دے اور کسی آدمی کی طرف اسلام کی نسبت نہ کرے تو اس کے کفر اور ارتداد کا حکم کیا جائے گا کیونکہ اس کلام کی تاویل نہیں ہو سکتی مگر دینِ مسلم کے لفظ میں تاویل ہو سکتی ہے کیونکہ دین کی مسلم کی طرف اضافت ہے اس لیے اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جائے گا مگر احتیاطاً اس کے لیے تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح کا حکم کیا جائے گا۔

جاہل لوگوں کے کفریات کا حکم:

پھر فرمایا:

اما امرہ بتجدید النکاح فھو لا شک فیہ احتیاطا خصوصا فی حق الھمج الاراذل الذین یشتمون بھذہ الکلمۃ فانھم لا یخطر علی بالھم ھذا المعنی اصلا فقد سئل فی الخیریۃ عمن قال لہ الحاکم ارض بالشرع فقال لا اقبل فافتی مفت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بانه کفر و بانت زوجته فهل یثبت کفره بذالك فاجاب بانه لا ینبغی للعالم ان یبادر بتکفیر اهل الاسلام الی آخر ما حررہ فی البحر۔ (شامی۔۳۶۷)

ترجمہ: لیکن اس کا یہ امر کہ تجدید نکاح ہو اس میں شک نہیں ہے کہ یہ حکم احتیاطاً ہے خصوصاً ان جاہل رزیلوں کے حق میں جو اس کلمہ کے ساتھ گالیاں دیتے ہیں کیونکہ ان کے دلوں میں اس گالی کے کلمہ کے معنی کا اصلاً کھٹکا بھی نہیں ہوتا۔ فتاویٰ خیریہ میں ذکر ہے کہ اس آدمی کے متعلق سوال کیا گیا جس کو حاکم کہے کیا تو شرع شریف کے ساتھ راضی ہے، آدمی نے کہا میں شرع شریف کو قبول نہیں کرتا پس ایک مفتی نے فتویٰ دیا وہ کافر ہو گیا ہے اور اس کی بیوی بائن ہو گئی پس کیا اس قول کے ساتھ اس کا کفر ثابت ہو جائے گا۔ پس صاحبِ فتاویٰ خیریہ علامہ شامی کے استاذ خیر الدین رملی نے جواب دیا مناسب نہیں کسی عالم کے لیے یہ کہ اہلِ اسلام کی تکفیر میں جلدی کرے جیسا کہ بحر الرائق میں ذکر کیا گیا (یعنی اس کے ارتداد موجب اباحتِ دم کا فتویٰ نہ دیا جائے)۔

- نیز ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون (حجرات) کے تحت تفسیر قرطبی میں مذکور ہے:

علم کے شرط ہونے پر قرطبی کی عبارت:

و لیس قوله ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون بموجب ان یکفر الانسان و هو لا یعلم فکما لا یکون الکافر مؤمنا الا باختیاره الایمان علی الکفر کذالك لا یکون المومن کافرا من حیث لا یقصد الی الکفر و لا یختاره باجماع

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شیخین کی سب کفر نہیں:

لیکن رافضی شیخین کے شاتم بغیر سیدہ عائشہؓ کی تہمت اور ابو بکر صدیقؓ کی صحبت کے انکار کے اور اس کی مثل پس شیخین کی شتم کفر نہیں ہے چہ جائیکہ توبہ قبول نہ ہو بلکہ وہ گمراہی اور بدعت ہے۔

- محققین کے نزدیک اگر کافر مرد یا کافرہ عورت دار الاسلام میں ہوں، کسی نبی کی گستاخی یا دشنام کے مرتکب ہوں، وہ واجب القتل ہیں۔ علامہ شافعی نے گستاخ کافرہ عورت کے متعلق فرمایا ہے راجح اقوال میں اس کی سزا قتل ہے اور احناف کے نزدیک اس کی سزا موت ہی ہے۔ در مختار میں مذکور ہے:

وہ لوگ جن کی توبہ سزا کو ساقط نہیں کر سکتی:

و کل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا جماعة من تکررت ردته علی ما مر والکافر بسبّ نبی من الانبیاء فانه یقتل حدا و لا تقبل توبته مطلقاً و لو سب اللہ تعالیٰ قبلت لانه حق اللہ تعالیٰ والاول حق العبد لا یزول بالتوبة و من شك فی عذابه و کفره کفر و تمامه فی الدرر فی فصل الجزیة معزیا للبزازیة و کذا لو ابغضه بالقلب فتح و اشباہ و فی فتاوی المصنف و یجب الحاق الاستهزاء والاستخفاف به لتعلق حقه ایضا۔ (۳۷۰۔ باب المرتد)

ترجمہ: ہر مسلم جو مرتد ہو اس کی توبہ معتبر ہے مگر ایسی جماعت جس کا ارتداد بار بار ہو جیسا کہ گزرا اور وہ جو انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کو سب و شتم کی وجہ سے کافر ہو اس کو بطور حد قتل کیا جائے گا اور اس کی مطلقاً توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور اگر اللہ تعالیٰ کو سب کرے اس کی توبہ قبول کی جائے گی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(کسی نبی کو گالی) حق العبد ہے وہ توبہ کر لینے سے زائل نہیں ہوتا اور وہ شخص جو شاتم رسول ﷺ کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہو جائے گا اس کی پوری عبارت درر کے جزیہ کی فصل میں ہے جس کی نسبت بزازیہ کی طرف کی گئی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی نبی کے ساتھ دل میں بغض رکھے اس کے لیے شاتم کا حکم ہے (فتح القدیر اور اشباہ اور مصنف کے فتاوی میں ہے) اور کسی نبی کی استہزاء اور استخفاف کو اس کے ساتھ لاحق کرنا واجب ہے کیونکہ اس میں نبی کے حق کا تعلق ہے۔

شامی میں مذکور ہے:

(قوله فانه يقتل حدا) يعني ان جزاءه القتل على وجه كونه حدا ولذا عطف عليه قوله ولا تقبل توبته لان الحد لا يسقط بالتوبة فهو عطف تفسير و افاد انه حكم الدنيا و اما عند الله تعالىٰ فهي مقبولة كما في البحر۔ (ص: ۳۷۰۔ شامی)

ترجمہ: مصنف کا قول (فانه يقتل حدا) یعنی اس کی سزا قتل ہے حد ہونے کی حیثیت سے اور اسی وجہ سے اس پر مصنف کے قول (و لا تقبل توبته) کا عطف کیا گیا ہے کیونکہ حد توبہ سے ساقط نہیں ہوتی پس یہ عطف تفسیری ہے اور اس عبارت نے یہ فائدہ دیا کہ یہ دنیا کا حکم ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی توبہ مقبول ہے جیسا کہ بحر الرائق میں مذکور ہے۔

پھر شامی میں ذکر کیا گیا:

(قوله تمامه في الدرر) حيث قال نقلا عن البزازية و قال ابن سحنون المالكي اجمع المسلمون ان شاتمه كافر و حكمه

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

القتل و من شك فی عذابه و کفره کفر اھ۔ قلت و هذه العبارة مذکورة فی الشفاء للقاضی عیاض المالکی نقلها عنه البزازی و اخطأ فی فهمها لان المراد بها ما قبل التوبة والا لزم تکفیر کثیر من الائمة المجتهدین القائلین بقبول بتوبته و سقوط القتل عنه علی ان من قال یقتل و ان تاب یقول انه اذا تاب لا یعذب فی الآخرة کما صرحوا به و قدمناه انفا فعلم ان المراد ما قلناه قطعاً۔

(ص: ۳۷۰۔ شامی۔ مکتبہ دار الباز)

ترجمہ: مصنف کا قول (تمامہ فی الدرر) جہاں انہوں نے بزازیہ سے نقل کرتے ہوئے کہا، اور ابن سحنون مالکی نے کہا مسلمانوں کا اجماع ہے کہ شاتم النبی ﷺ کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے اور جس شخص نے اس کے عذاب اور کفر میں شک کیا وہ کافر ہے اھ۔ میں کہتا ہوں یہ عبارت شفاء میں قاضی عیاض مالکی کی ہے ان سے بزازیہ نے نقل کی ہے اور بزازی نے اس عبارت کے فہم میں خطا کی ہے اس لیے کہ اس سے مراد توبہ کر لینے سے ماقبل ہے اگر شاتم کی توبہ کے بعد اس کے کفر اور عذاب میں شک کرنے والا کافر ہو تو لازم آئے گا کہ کثیر مجتہدین ائمہ جو شاتم کی توبہ کے قبول ہونے کے قائل ہیں اور توبہ سے اس سے قتل کے سقوط کے قائل ہیں، وہ کافر ہوں کیونکہ توبہ کے بعد انہوں نے انہیں مسلمان سمجھا۔ نیز جس شخص نے کہا اسے قتل کر دیا جائے اگرچہ وہ توبہ کر لے وہ کہتے ہیں شاتم پر آخرۃ میں عذاب نہیں ہو گا جب وہ توبہ کرے گا جیسا کہ انہوں نے اس کی تصریح کی ہے اور ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں پس معلوم ہوا یقیناً مراد وہی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا ذمی کا عہد ختم ہو سکتا ہے؟

• ذمی کافر کے ساتھ اسلامی حکومت کا عہد ختم ہونے یا نہ ہونے کے سلسلہ میں صاحب در مختار نے چند امور کا ذکر کیا ہے، ان میں سے نبی کریم ﷺ کو سب کرنے کا ذکر کیا ہے، انہوں نے حاوی وغیر حاوی سے نقل کیا کہ نبی کو سب و شتم کرنے سے ذمی کا عہد ختم نہیں ہوگا۔ لکھا:

وسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لان کفرہ المقارن لہ لا یمنع فالطاری لا یرفعه فلو من مسلم قتل کما سیجیء۔

ترجمہ: ذمی کافر کا عہد نبی کریم ﷺ کو سب کرنے سے نہیں ٹوٹے گا کیونکہ اس کا کفر مقارن اسے منع نہیں کرتا پس کفر طاری اس کی امان کو نہیں اٹھائے گا اگر مسلمان کی طرف سے گالی ہوگی تو اسے قتل کیا جائے گا جیسے عنقریب ذکر کیا جائے گا۔

تبصرہ: یہ در مختار کی عبارت ہے جس سے بعض علماء کو غلط فہمی ہوئی ہے دراصل در مختار کی عبارات پر فتویٰ دینا مناسب نہیں ہوتا کیونکہ اس میں ضعیف روایات کا ذکر بھی ہوتا ہے، جیسا کہ کتاب کی ابتداء مقدمہ میں گزر چکا ہے۔ بعض مفتیان کرام نے اسی روایت کی بنیاد پر ملعونہ آسیہ مسیح کی موت کی سزا کو غیر اسلامی قرار دیا ہے۔ (مفتی رفیق حسنی)

ذمی کے عہد کی شرط:

• چنانچہ شامی میں در مختار کی مذکورہ عبارت کی تاویل کی گئی ہے:

(قولہ سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم) ای اذا لم یعلن فلو اعلن بشتمہ او اعتادہ قتل ولو امرءۃ وبہ یفتی الیوم۔

(در منتقی، ص:۶/۳۴۴، مکتبہ بیروت)

ترجمہ: مصنف کا قول کہ نبی کو سب اور شتم سے ذمی کے ساتھ عہد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ختم نہیں ہوگا یعنی جب ذمی اعلانیہ سب و شتم نہ کرے اور اگر اعلانیہ سب اور شتم کرے یا سب و شتم اس کی عادت ہو اسے قتل کیا جائے اگرچہ عورت ہو اور اسی قول پر آج فتوی ہے۔

توبہ کے بعد گستاخ کو قتل نہ کیا جائے:

پھر فرمایا:

(قولہ و لو من مسلم قتل) ای ان لم یتب لا مطلقا خلافا لما ذکرہ فی الدرر ھنا والبزازیۃ وغیرھما فانہ مذھب المالکیۃ لا مذھبنا کما سیاتی تحریرہ۔(۳۴۵)

ترجمہ:(مصنف کا قول کہ اگر مسلم سے کسی نبی کو سب و شتم ہوا اس کو قتل کیا جائے گا) یعنی اگر وہ توبہ نہ کرے نہ مطلقاً، یہ قول اس قول کے خلاف ہے جو درر میں اس جگہ انہوں نے ذکر کیا ہے اور بزازیہ میں اور اس کے غیر میں مذکور ہے کیونکہ توبہ کے باوجود قتل مالکیہ کا مذہب ہے ہمارا مذہب نہیں ہے جیسا کہ عنقریب اس کی تصریح ذکر کی جائے گی۔

توبہ کے باوجود قتل مالکیہ کا مذہب ہے:

(قولہ یودب و یعاقب الذمی ..الخ) اطلقہ فشمل تادیبہ و عقابہ بالقتل اذا اعتادہ و اعلن بہ کما یاتی۔(۳۴۵)

(مصنف کا قول کہ نبی ﷺ کے سب کرنے والے کو ادب سکھایا جائے گا اور سزا دی جائے گی) مصنف نے ادب اور سزا کو مطلق لکھا، یہ مطلق تادیب اور سزا قتل کو بھی شامل ہے جب ذمی کافر کی سب و شتم عادت ہو اور اس کا اعلان کرے جیسا کہ عنقریب ذکر کیا جائے گا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیکن تعزیراً قتل ہونا چاہیے:

قال العینی و اختیاری فی السب انه یقتل اھ و تبعه ابن الھمام قلت و به افتی شیخنا الخیر الرملی.

(قوله و به افتی شیخنا) ای بالقتل لکن تعزیرا کما قدمناہ عنه و ینبغی تقییدہ بما اذا ظھر انه معتادہ کما قیدہ فی المعروضات او بما اذا اعلن به کما یاتی۔(۳۴۶/۲)

ترجمہ: عینی نے کہا میرا اختیار نبی کی سب و شتم میں یہ ہے کہ شاتم رسول ﷺ کو قتل کر دیا جائے اور علامہ ابن ہمام نے عینی کی اتباع کی ہے۔ مصنف کہتا ہے، میں کہتا ہوں اسی پر ہمارے شیخ خیر رملی نے فتوی دیا ہے۔(مصنف کا قول به افتی شیخنا...الخ)یعنی ہمارے شیخ نے قتل کا فتوی دیا لیکن احناف کے نزدیک یہ فتوی بطور تعزیر ہے جیسا کہ ہم اس سے پہلے ان سے نقل کر چکے ہیں اور مناسب ہے اس کے قتل کو اس قید کے ساتھ مقید کیا جائے جب ظاہر ہو کہ شاتم کی یہ عادت ہے جیسا کہ معروضات میں اس کے ساتھ مقید کیا گیا ہے یا یہ قید ذکر کی جائے کہ جب وہ اعلانیہ سب و شتم کرے جیسا کہ عنقریب ذکر کیا جائے گا۔

مفتی ابوالسعود کا فتویٰ:

- معروضات مفتی ابوالسعود کے متعلق در مختار میں مذکور ہے:

ثم افتی فی بکر الیھودی قال لبشر العیسائی نبیکم عیسی (علیه السلام) ولد زنا بانه یقتل بسبه الانبیاء علیھم السلام قلت و یؤیدہ ان ابن کمال باشا قال فی احادیثه الاربعینة فی الحدیث الرابع و الثلاثین یا عائشة لا تکونی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فاحشة ما نصه. والحق انه یقتل عندنا اذا اعلن بشتم علیه السلام صرح به فی سیر الذخیرة حیث قال و استدل محمد لبیان قتل امرءة اذا اعلنت بشتم الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بما روی ان عمیر بن عدی لما سمع عصماء بنت مروان توذی الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) فقتلها لیلا مدحه صلی اللہ علیہ وسلم علی ذالک انتھی۔

(ص: ۳۴۷ شامی، دار الباز))

ترجمہ: پھر مفتی ابوالسعود نے بکر نامی یہودی جس نے بشر نامی عیسائی کو کہا کہ تمہارا نبی (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) زنا سے پیدا ہوا، کے متعلق فتوی دیا کہ اس یہودی کو قتل کردیا جائے کیونکہ اس نے انبیاء علیہم السلام کو گالی دی ہے اور اس کی ابن کمال پاشا نے اپنی احادیث اربعینہ کتاب میں ذکر کردہ حدیث نمبر ۳۴ کہ سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا، اے عائشہ تو فاحشہ نہ ہو، کے تحت اس کی تائید کی ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے، اور حق یہ ہے کہ اس شاتم کو ہمارے نزدیک قتل کردیا جائے جب وہ سب اور شتم کا اعلان کرے سیر الذخیرہ میں اس کی تصریح کی گئی ہے جبکہ صاحبِ ذخیرہ نے کہا امام محمد نے شاتمہ ذمیہ عورت کے قتل کے بیان میں یہ دلیل دی ہے کہ جب وہ سب و شتم رسول اللہ ﷺ کا اعلانیہ کرے اس حدیث کے ساتھ جو روایت کی گئی کہ عمیر ابن عدی نے جب عصماء بنت مروان سے سنا کہ وہ ایذاء پہنچاتی ہے جناب رسول اللہ ﷺ کو پس رات میں انہوں نے اس عورت کو قتل کردیا اور اس پر سرورِ دوعالم ﷺ نے قاتل عمیر بن عدی کی تعریف فرمائی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شاتم کے قتل کا حکم:

اس پر علامہ شامی لکھتے ہیں:

(قوله حیث قال....الخ) بیانه ان هذا الاستدلال من الامام محمد على جواز قتل المرءة اذا اعلنت بالشتم فهو مخصوص من عموم النهی عن قتل النساء من اهل الحرب کما ذکره فی السیر الکبیر فیدل علی جواز قتل الذمی المنهی عن قتله بعقد الذمة اذا اعلن بالشتم ایضا و استدل لذالك فی شرح سیر الکبیر بعدة احادیث منها حدیث ابی اسحاق الهمدانی قال جاء رجل الی رسول الله صلی الله علیه و سلم قال سمعت امرءة من یهود و هی تشتمك والله یا رسول الله صلی الله علیه و سلم انها المحسنة الی فقتلتها فاهدر النبی صلی الله علیه و سلم دمها۔ (شامی۔ ص:۳۳۸/۲)

ترجمہ: (مصنف کا قول حیث قال۔۔۔الخ) اس کا بیان یہ ہے کہ بے شک یہ استدلال امام محمد کی طرف سے ذمیہ کافرہ عورت کے قتل کرنے پر ہے جب ذمیہ کافرہ عورت سب و شتم کا اعلان کرے پس یہ مخصوص اور مستثنیٰ ہے اہل حرب عورتوں کو قتل کرنے کی نہی سے جیسا کہ اس کو سیر کبیر کی شرح میں ذکر کیا گیا ہے۔ پس یہ استدلال کافر ذمی کے قتل کے جواز پر دلالت کرتا ہے جس کے قتل کرنے سے عہد اور عقد ذمہ کی وجہ سے منع کیا گیا ہے، لہٰذا جب وہ ذمی کافر سب و شتم کا اعلان کرے، اسے قتل کر دیا جائے۔ اور سیر کبیر کی شرح میں اس کے جواز پر متعدد احادیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ ان احادیث میں سے ابو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسحاق ہمدانی کی ایک حدیث ہے انہوں نے کہا ایک آدمی سرورِ دو عالم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اس نے کہا میں نے ایک یہودیہ عورت سے سنا وہ آپ کو سب و شتم کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ کی قسم یارسول اللہ ﷺ وہ مجھ پر احسان کیا کرتی تھی پس میں نے اس کو قتل کر دیا۔ سرورِ دو عالم ﷺ نے اس کا خون بے قیمت کر دیا۔ (اس پر نہ قصاص کا حکم دیا اور نہ دیت کا)

ذمی کے ساتھ عہد کا مفہوم مشروط ہے:

- ذمی کافروں کے ساتھ عہد مسلمانوں کے عقائد میں مداخلت نہ کرنے کی شرط پر ہوتا ہے اس لیے ہمیں یہ شرعی حکم دیا گیا ہے ذمی کافروں کو اور ان کے دین کو ان کے عقائد پر چھوڑ دیں وہ چرچ بنائیں اپنی عبادت گاہوں میں اپنے مذہب کے مطابق عمل کریں، خنزیر یا حرام میتہ (مردار گوشت کھائیں یا دہری اور بے دین لوگ حرام جانوروں کا گوشت کھائیں یا عیسیٰ علیہ السلام یا عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہیں یا نکاح اور طلاق کے مسائل میں اپنے مذہب پر عمل کریں یا شراب نوش کریں، مسلمانوں کو اس میں دخل دینے سے منع کیا گیا ہے۔ ہماری کتب میں ہے "امرنا بترکھم و ما یدینون" یعنی ہمیں امر کیا گیا ہے کہ ہم ان ذمی غیر مسلموں اور ان کے دین میں دخل نہ دیں اور انہیں اسلامی ریاست میں جان اور مال اور عزت کا تحفظ دیں۔ انہیں اسلام لانے پر مجبور نہ کریں مگر کسی نبی کی توہین اور گالی دینا غیر مسلموں کے دین میں بھی جائز نہیں ہے، اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اسی طرح بدھ مت اور دہریوں غیر مسلموں کے لیے اللہ تعالیٰ کی توہین یا گالی دینا جائز نہیں ہے، جب اللہ تعالیٰ یا کسی نبی کی توہین کا ارتکاب کریں گے انہیں اسلامی قواعد کے مطابق سزا دی جائے گی البتہ منکرین اگر اپنے عقیدہ کے مطابق نبی یا رسول کی نبوت یا رسالت کا انکار کریں مثلاً یہودی کہیں ہم عیسیٰ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیہ السلام کو نبی نہیں مانتے یا عیسائی کہیں ہم موسیٰ علیہ السلام کو نبی نہیں مانتے یا یہود اور نصاریٰ ہمارے نبی کریم ﷺ کی نبوت کا انکار کریں ایسے انکار پر انہیں سزا نہیں دی جائے گی کیونکہ ان کا یہی عقیدہ ہے۔ سید ابوالسعود نے ذخیرہ سے نقل کیا ہے:

ذمی اپنے معتقدات میں آزاد ہوتا ہے:

اذا ذکرہ بسوء یعتقدہ و یتدین بہ بان قال انہ لیس برسول او قتل الیہود بغیر حق او نسبہ بالکذب عند بعض الائمۃ لا ینتقض عہدہ.... الخ (ص:۳۴۵)

ترجمہ: جب کافر ذمی نے نبی کو کسی برائی کے ساتھ یاد کیا اور وہ اس کا دین ہے، یہ کہ اس نے کہا وہ رسول نہیں یا اس نے یہودی کو بغیر حق کے قتل کیا یا اس نے نبی کی طرف کذب کی نسبت کی، بعض ائمہ کے نزدیک اس ذمی کا معاہدہ ختم نہیں ہوگا۔

۲) سابقہ قطعی امور کی تکذیب ذکر کردہ شرائط کے ساتھ کفر ہے اور کسی دینی امر کا استخفاف بشرطیکہ آدمی کو اس امر کے دینی ہونے کا علم ہو اور اعتراف ہو کہ یہ دینی امر ہے بالاتفاق کفر ہے۔ (نبراس مع شرح عقائد اور شامی باب العقائد)

کفر کی امارات اور علامات کا ذکر:

- اس مسئلے میں صاحب نبراس فرماتے ہیں:

نعم اذا کان (الاقدام علی الکبیرۃ) بطریق الاستحلال والاستخفاف ای بوجہ یدل علی انہ یعتقدھا حلالا او خفیفا کذا فسرہ المحققون لان الاستحلال والاستخفاف ان حملا علی ظاھرھما فھما عین التکذیب والکلام فی اماراتہ و کان کفرا لکونہ علامۃ للتکذیب (الی) ولا نزاع

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فی ان من المعاصی ما جعله الشارع امارة للتکذیب ای علامة و علم کونه کذالك ای امارة له بالادلة الشرعیة کسجود للصنم و القاء المصحف فی القاذرات ای النجاسات والتلفظ بکلمات الکفر و نحو ذالك کالاستهزاء باسم من الاسماء الالهیة او حکم من احکام الشریعة مما ثبت بالادلة انه کفر فان الاجماع منعقد علی ان هذه الافعال کفر والثابت بالاجماع ثابت بکلام الشارع (الی) و بهذا ینحل ما یقال من ان الایمان اذا کان عبارة عن التصدیق والاقرار ینبغی ان لا یصیر المؤمن المقر المصدق کافرا بشیء من افعال الکفر و الفاظه ما لم یتحقق منه التکذیب او الشك و وجه الانحلال انا لا نحکم بکفره له لدلیل عقلی حتی یرد ما قلت بل لان الشارع حکم بکفره و له ان یحکم بما شاء قال القاضی عیاض فی (کتاب الشفاء فی حقوق المصطفے) تکفر بکل فعل اجمع المسلمون علی انه لا یصدر الا من کافر و ان کان صاحبه مصرحا بالاسلام کالسجود للصنم والشمس والقمر والنار (انتهی) و مما یجب ان یحق ان العلماء اختلفوا فی ان المصدق المقر المباشر لعلامات التکذیب یکون کافرا فی الاحکام الدنیویة فقط او هو کافر عند الله ایضا والظاهر من عبارات الجمهور و کلام الشارح من مؤلفاته هو الثانی و ذهب بعض العلماء الی الاول قال فی المواقف و شرحه من سجد للصنم لا علی سبیل التعظیم و اعتقاد الالوهیة بل سجد لها و قلبه

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطمئن بالتصدیق لم نحکم بکفرہ فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ و ان اجری علیہ احکام الکفر فی الظاہر۔ انتہی۔

(نبراس۔ ص: ۳۵۱/۲۔ مکتبہ بندیال)

کبیرہ گناہ کا استحلال کفر ہے:

کبیرہ گناہ کا استخفاف بھی کفر ہے:

ترجمہ: ہاں جس وقت کبیرہ گناہ پر اقدام استحلال اور استخفاف کے طریقہ پر ہو یعنی ایسی وجہ سے جو دلالت کرے کہ ارتکاب کرنے والا اس کبیرہ گناہ کو حلال یا خفیف اور ہلکا سمجھتا ہے۔ محققین نے استحلال اور استخفاف کی اسی طرح تفسیر فرمائی ہے کیونکہ استحلال اور استخفاف اگر ظاہر پر محمول ہوں تو وہ عین تکذیب ہے اور ہماری بحث اور کلام تکذیب کی امارات میں ہے) یہ علاماتِ کفر ہونگی تکذیب کی علامت ہونے کی وجہ سے (تا) اور اس میں کوئی نزاع نہیں کہ شارع علیہ السلام نے بعض معاصی کو تکذیب کی علامت قرار دیا اور ادلہ شرعیہ سے جن معاصی کا تکذیب کی علامت ہونا معلوم ہوا جیسے بت کو سجدہ کرنا اور قرآن مجید کو قصداً نجاستوں میں پھینکنا اور کفر کے کلمات کے ساتھ تلفظ کرنا اور اس کی مثل دیگر کفریات جیسے اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں سے کسی نام کے ساتھ استہزاء کرنا یا احکامِ شریعت قطعیہ میں سے کسی ایسے حکم کے ساتھ استہزاء جس کا ادلہ قطعیہ کے ساتھ ثبوت ہو بیشک یہ کفر ہے کیونکہ ان افعال کے کفر ہونے پر اجماع ہے اور اجماع سے ثابت ایسا ہے جیسے کلام شارع علیہ السلام کے ساتھ ثابت ہوتا ہے (تا) اسی کے ساتھ یہ مسئلہ حل ہو گیا یہ جو کہا جاتا ہے ایمان جب تصدیق اور اقرار سے عبارت ہے مناسب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے کہ افعال کفریہ کے ساتھ اور الفاظِ کفریہ کی وجہ سے مومن مقر مصدق کافر نہ ہو جب تک اس آدمی سے تکذیب یا شک متحقق نہ ہو اور اس مسئلہ کے حل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہم اس آدمی کے کفر کا حکم کسی عقلی دلیل کی وجہ سے نہیں کرتے حتیٰ کہ ہمارے اوپر وہ اعتراض کیا جائے جو سائل نے کیا ہے بلکہ اس لیے اس آدمی کے کفر کا حکم کرتے ہیں کہ شارع علیہ السلام نے اس کے کفر کا حکم کیا ہے اور اسی شارع علیہ السلام کے لیے اختیار ہے کہ جو چاہے وہ حکم کرے۔

صرف کافروں کے ساتھ خاص فعل مسلمان کے لیے کفر ہوگا:

قاضی عیاض نے اپنی تصنیف (کتاب الشفاء فی حقوق المصطفیٰ) میں ذکر کیا ہے، ہم آدمی کی تکفیر کریں گے ہر اس فعل کی وجہ سے جس فعل پر مسلمانوں کا اجماع ہو کہ ایسا فعل صرف کافر سے صادر ہوتا ہے اگرچہ وہ اسلام کا صراحۃً اقرار کرے جیسے بت اور سورج اور چاند اور آگ کو سجدہ کرنا ہے۔ (انتہیٰ) اور وہ امر جو واجب ہے یہ کہ وہ حق ہے بے شک علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ مصدق مقر تکذیب کی علامتوں کا مرتکب آدمی فقط احکام دنیا میں کافر ہوگا یا وہ آدمی عند اللہ بھی کافر غیر نجات یافتہ ہوگا اور جمہور کی اور شارح کے کلام سے جو شارح کی مؤلفات سے ہیں وہ دوسرا امر ظاہر ہے (یعنی عند اللہ بھی کافر ہوگا) اور بعض علماء پہلے امر (کہ عند اللہ کافر نہیں ہوگا) کی طرف گئے۔ مواقف اور شرح مواقف میں مصنف اور شارح نے ذکر کیا ہے جس شخص نے صنم (بت) کو سجدہ کیا لیکن بطور تعظیم اور عبادت نہیں کیا اور اس کی الوہیہ کے اعتقاد کے بغیر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سجدہ کیا مگر سجدہ کے وقت اس کا دل ایمان اور تصدیق کے ساتھ مطمئن ہے ہم اس آدمی اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کفر کا حکم نہیں کریں گے اگرچہ اس پر ظاہر میں کفر کے احکام جاری کیے جائیں گے۔ (انتہی)

اگر صغیرہ گناہ دلیل قطعی سے ثابت ہو، اس کا استحلال بھی کفر ہے:

شرح نبراس کے محشی حضرت مولانا برخوردار ملتانی فرماتے ہیں:

قوله الاقدام على الكبيرة اقول كذا على الصغيرة قال القاري استحلال المعصية صغيرة او كبيرة كفر اذا ثبت كونه معصية بدلالة القطعية و كذا الاستهانة بها كفر بان يعدها هنيئة سهلة و يرتكبها من غير مبالاة منهما و يجري هما مجرى المباحات فى امر قولى بها و كذا الاستهزاء على الشريعة الغراء كفر لان ذالك من امارات التكذيب للانبياء۔ (حاشیہ نبراس ص: ۳۵۱ مکتبہ بندیال)

(شارح کا قول: قوله الاقدام على الكبيرة) میں کہتا ہوں اسی طرح صغیرہ پر ملا علی قاری نے فرمایا معصیت کو حلال سمجھنا صغیرہ ہو یا کبیرہ کفر ہے جب اس کا معصیت ہونا دلالت قطعیہ سے ثابت ہو۔ اس طرح اس معصیت کا استخفاف اور استہانت کفر ہے اس طرح کہ آدمی اس معصیت کو آسان سمجھے اور اس کا وہ بغیر مبالاۃ اور پرواہ ارتکاب کرے یعنی خلوت اور جلوت میں معصیت کے ارتکاب میں اسے شرم نہ آئے اور اس معصیت کے ارتکاب کو مباحات کی طرح جاری رکھے۔ اسی طرح شریعت بیضاء پر استہزاء کفر ہے کیونکہ یہ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی علامات سے ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہزل اور لعب میں اعتقاد کا اعتبار نہیں ہوگا:

• کفر اور عدم کفر کی توضیح میں صاحبِ بحر امام ابن نجیم کا قول امام ابن عابدین علامہ شامی ذکر فرماتے ہیں:

ثم قال فی البحر والحاصل ان من تکلم بکلمۃ الکفر هاذلا او لاعبا کفر عند الکل ولا اعتبار باعتقادہ کما صرح فی الخانیہ ومن تکلم بها مخطئا او مکرها لا یکفر عند الکل ومن تکلم بها عامدا عالما کفر عند الکل ومن تکلم بها اختیارا جاهلا بانہ کفر ففیہ اختلاف اھ۔ (ص:۳۵۸ شامی دار الکتب العلمیہ)

ترجمہ: پھر صاحبِ بحر نے بحر الرائق میں کہا حاصل کلام یہ ہے کہ جس شخص نے کفر کے کلمہ کے ساتھ مزاحاً یا لاعباً کلام کیا وہ تمام علماء کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے اس کے اعتقاد کا اعتبار نہیں ہوتا جیسا کہ فتاوی خانیہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

بلا ارادہ یا جبر کے ساتھ کفر کا قول کفر نہیں ہوگا:

اور جس شخص نے کفر کے کلمہ کے ساتھ کلام بلا ارادہ یا اکراہ اور جبر کی وجہ سے کیا وہ تمام مشائخ اور علماء کے نزدیک کافر نہیں ہوگا اور جس شخص نے قصداً کفر کے کلمہ کے ساتھ کلام کیا اسے علم تھا کہ یہ کلمہ کفر ہے وہ سارے علماء کے نزدیک کافر ہوگا۔

بغیر علم کفر کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے:

اور جس شخص نے کفر کے کلمہ کے ساتھ اختیار اور ارادہ سے کلام کیا لیکن اسے علم نہیں ہے کہ یہ کلمہ کفر ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ وہ کافر ہے یا کافر نہیں۔

فقہاء کی تحقیق یہی ہے کہ اگر کوئی شخص لاعلمی میں کفریہ اقوال یا کفریہ افعال کا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ارتکاب کرتا ہے، اسے قول یا فعل کے کفر ہونے کا علم نہیں ہے، اس کے کفر میں اختلاف ہے۔ راجح قول یہ ہے کہ اس پر کفر کا فتویٰ نہ لگایا جائے البتہ احتیاطاً اس سے تجدید ایمان کروایا جائے اور متزوج کو تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گویا یہ لزوم کفر ہے التزام کفر نہیں ہے۔

کفر کا حکم علم کے ساتھ مشروط ہے:

چنانچہ باب الایمان باب ۳۷ کے تحت علامہ عینی نقل کرتے ہیں:

وقال النووی المراد بالحبط نقصان الاعمال و ابطال بعض العبادات لا الکفر فان الانسان لا یکفر الا بما یعتقدہ او یفعل عالما بانہ یوجب الکفر۔ (۱/۲۷۴ عمدۃ القاری)

ترجمہ: معاصی سے حبطِ اعمال کا عقیدہ معتزلہ کا ہے اس لیے امام بخاری کے قول کی تاویل کرتے ہوئے امام نووی نے فرمایا یہاں حبط سے مراد اعمال کا نقصان یا بعض عبادات کا ابطال ہے کفر مراد نہیں ہے کیونکہ انسان کافر نہیں ہوتا مگر اپنے کفریہ اعتقادات کی وجہ سے یعنی کفر اس کا مذہب ہو جیسے یہود اور نصاریٰ اور مشرکین یا مسلمان ایسا عمل کرے جس کے موجب کفر ہونے کا اسے علم ہو (یہ التزام کفر ہے اور التزام کفر ارتداد ہے)۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

- اس کے بعد علامہ عینی علامہ نووی پر اعتراض کرتے ہیں:

قلت فیہ نظر لان الجمہور علی ان الانسان یکفر بکلمۃ الکفر و بالفعل الموجب للکفر و ان لم یعلم انہ کفر۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں امام نووی کے قول پر اعتراض ہے اس لیے کہ جمہور کے نزدیک انسان کلمہ کفر کے ساتھ کافر ہو جاتا ہے اگرچہ اسے علم نہ ہو یہ کلمہ کفر ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام نووی اور جمہور کے اقوال میں تطبیق:

• علامہ نووی اور جمہور کے قول میں محققین فقہاء کے اقوال کی روشنی میں توفیق یہ ہوسکتی ہے کہ علم نہ ہونے کی صورت میں لزوم کفر ہے جیسا کہ جمہور کا قول ہے اور حقیقت میں لزوم کفر، کفر نہیں ہوتا، قائل پر فتویٰ کفر نہیں لگایا جاتا۔ اور علم ہونے کی صورت میں التزام کفر ہے اور التزام کفر ارتداد اور کفر ہوتا ہے۔

علوم خمسہ کے شبہ کا جواب:

• امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان رحمہ اللہ علوم خمسہ (جن کا سورۃ لقمان کی آیت ۳۴ میں ذکر ہے: قیامت کا علم، نزولِ بارش اور ماں کے رحم میں بچوں کا علم اور کل کیا ہوگا اور کس جگہ موت ہوگی) کے شبہ کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں یہ مسئلہ پہلے سے علماء امت میں مختلف رہا ہے۔ اکثر ظاہرین جانب انکار رہے اور اولیاء عظام اور ان کے غلام علماء کرام جانب اثبات و اقرار رہے۔ اس مسئلہ میں کسی طرف تکفیر چہ معنی تضلیل کیسی تفسیق بھی نہیں ہوسکتی۔

ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے:

• مسلمانو! مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ضروریاتِ دین، ان کا منکر بلکہ ان میں ادنیٰ شک کرنے والا بالیقین کافر ہوتا ہے ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ (اس سے مراد توبہ سے پہلے شک کرنا ہے۔ کیونکہ توبہ کر لینے کے بعد کثیر علماء نے اس کی توبہ قبول ہونے کا قول کیا ہے اور اسے مومن قرار دیا ہے۔ ردالمحتار)

ضروریات عقائد اہلسنت کا منکر بدمذہب ہے:

• دوم ضروریاتِ عقائد اہلسنت، ان کا منکر بدمذہب گمراہ ہوتا ہے۔ یاد رہے ضروریاتِ اہلسنت سے وہ امور مراد ہیں جن کی وجہ سے فرقہ ضالّہ خوارج اور روافض اور جبریہ اور قدریہ مرجیہ سے اہلسنت کو اختلاف ہے۔ مثلاً آخرت میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ کی رویت اور کبیرہ گناہوں کی مغفرت اور عباد کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور کبیرہ گناہوں سے آدمی اسلام سے خارج نہیں ہوتا اور صحابہ کرام کو سبّ کرنا اور حضرت کو خلیفہ بلا فصل ماننا ناجائز ہے اور سرورِ دوعالم ﷺ کو بیداری میں جسمانی معراج کا شرف حاصل ہوا، قیامت کے دن سرورِ دوعالم ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ انسان خلق کے لحاظ سے غیر مختار اور کسب کے لحاظ سے مختار ہے۔ یہ اور اس قسم کے بیسیوں مسائل اہلسنت کی ضروریات سے ہیں، ان کا منکر ضال اور مضل بدمذہب ہے۔

- سوم: وہ مسائل جو اہلسنت میں مختلف فیہ ہیں، سے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی فقہ کے اختلافی مسائل مراد ہیں۔ مثلاً خون سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں، رفع یدین جائز ہے یا نہیں علیٰ ہذا القیاس۔ ان میں کسی طرف تکفیر اور تضلیل نہیں۔
- چہارم معمولات اہلسنت ہیں۔ مثلاً بزرگانِ دین کے اعراس اور سوئم اور چہلم اور اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام اور نمازِ جنازہ کے بعد دعا اور میلاد النبی ﷺ کے دن جلوس اور چراغاں اور اولیاء کرام کے مزارات پر غلاف چڑھانا وغیرہ وغیرہ۔ یہ مسائل معمولاتِ اہلسنت ہیں، ان کے انکار سے بھی کوئی تکفیر اور تضلیل نہیں ہوتی۔ (محمد رفیق حسنی)

مختلف فیہ مسائل کا منکر گمراہ بھی نہیں:

- واعظین اور عام مقررین علومِ خمسہ اور عام اختلافی مسائل جو ضروریات اور قطعیات دینی اور بدیہی نہیں ہوتے کی وجہ سے ایک دوسرے کو کافر کہنا شروع کر دیتے ہیں حالانکہ ان کا نہ انکار کفر ہوتا ہے اور نہ اقرار۔ ایسے خطباء کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے، غیر کافر کو کافر کہنا العیاذ باللہ اپنے کفر کا باعث ہو سکتا ہے۔

(محمد رفیق حسنی)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

توہینِ انبیاء کرام کے سلسلہ میں حضرت ہاشم ٹھٹوی رحمہ اللہ کے رسالہ "السیف الجلی" سے نقل کردہ کلام:

سرورِ دوعالم ﷺ کی توہین کفر ہونے کے سلسلہ میں تفصیلات علامہ محمد ہاشم ٹھٹوی ؒ کی جانب سے ملاحظہ ہو:

• حضرت مولانا محمد ہاشم ٹھٹوی ؒ نے اس موضوع پر ایک کتاب بنام "السیف الجلی علی شاتم النبی ﷺ" تحریر فرمائی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ شاتم النبی یا منتقص النبی ﷺ تین شخص ہو سکتے ہیں، اوّل مسلم خواہ وہ دار السلام میں ہو یا دار الحرب میں، مرد ہو یا عورت ہو۔ دوم دار السلام میں رہنے والا ذمی کافر خواہ مرد ہو یا عورت ہو۔ سوم حربی کافر خواہ مرد ہو یا عورت ہو۔ دار الحرب میں مسلمانوں کو ولایت اور حکومت حاصل نہیں ہوتی اس لیے حربی کافروں کے احکام ان کے اپنے قوانین کے مطابق ہونگے مگر اسلامی قانون میں حربی کافر ویسے ہی مباح الدم اور مباح المال ہوتے ہیں، خواہ شاتم الانبیاء ہوں یا نہ ہوں، گستاخ ہوں یا نہ ہوں۔

شاتم کی تین قسمیں:

شیخ سبکی کا مذہب:

• اگر شاتمِ انبیاء مسلمان مرد ہو، اس کے متعلق شیخ تقی الدین السبکی ؒ نے اپنی کتاب "السیف المسلول علی من سب الرسول" میں فرمایا، احمد بن محمد خطابی فرماتے ہیں، میں کسی ایک ایسے آدمی کو نہیں جانتا جس نے شاتم الرسول ﷺ کے قتل میں مخالفت کی ہو جب وہ مسلم ہے اور قاضی عیاض نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی تنقیص کرنے والے مسلم اور شاتم کے قتل پر اجماع ہے۔ اور ابو بکر المنذر نے فرمایا، عامۃ اہلِ علم کا اس امر پر اجماع ہے کہ جس مسلمان نے نبی کریم ﷺ کو سب کی ہے، اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ امام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مالک اور امام لیث اور امام شافعی اور امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب اور سفیان ثوری اور آپ کے اتباع اور امام اوزاعی ان سب کا شاتم النبی ﷺ کے قتل پر اتفاق ہے۔اس پر گنتی سے زیادہ دلائل موجود ہیں لیکن اجماع کے بعد ان کے ذکر کی ضرورت نہیں ہے۔ (السیف الجلی بحوالہ السیف المسلول)

- طحاوی کی شرح اور منتف میں مذکور ہے کہ مسلم شاتم رسول ﷺ مرتد ہے اور اس کا حکم مرتدین کا ہے۔ فتاوی بزازیہ اور درر اور شرح غرر میں مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص مرتد ہو، اسے توبہ اور رجوع کا حکم کیا جائے، اس کا تجدید نکاح کرایا جائے، توبہ کرنے سے کفر کا موجب اور سبب زائل ہو جائے گا اگر مرتد توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔
- لیکن شاتم الرسول ﷺ یا کسی بھی نبی کا شاتم اور مرتد، اس کو ہر حال میں حداً قتل کر دیا جائے، اس کی توبہ قبول نہیں ہے خواہ اس کی توبہ اس پر قدرت اور شہادۃ کے بعد ہو، خواہ خود توبہ کرے جیسے زندیقیت ہوتی ہے کیونکہ شاتم الانبیاء کا قتل حداً ہے، توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتا۔ اس میں کسی کا اختلاف متصور نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ اس کے ساتھ حق العبد کا تعلق ہے اور حق العبد توبہ سے ساقط نہیں ہوتا۔ جس طرح لوگوں کے دوسرے حقوق ہوتے ہیں اور حد القذف ہے جو کہ توبہ کرنے سے زائل نہیں ہوتی۔
- مگر وہ شخص جس نے (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ کو سب کی اور پھر توبہ کرلی، اس کی توبہ قبول ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے، توبہ کرنے سے معاف ہو جاتا ہے۔ اگر کسی شخص نے نشہ کی حالت میں رسول اکرم ﷺ کو گالی دی، اسے بھی حداً قتل کیا جائے گا، یہی مذہب ابو بکر الصدیق اور امام اعظم ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور اہلِ کوفہ اور امام مالک اور آپ کے اصحاب کا ہے۔ (بزازیہ) حضرت حسین ابن علی نے اپنے والد حضرت علیؓ سے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا: "مَنْ سَبَّ نَبِیًّا فَاقْتُلُوْہُ وَ مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَاضْرِبُوْہُ" (رواہ القاضی عیاض) ترجمہ جس آدمی نے کسی نبی کو سب کی، اسے قتل کردو اور جس آدمی نے میرے صحابہ کو گالی دی اسے ضرب لگاؤ۔ خود سرورِ دو عالم ﷺ نے کعب بن اشرف یہودی کو بغیر تنبیہ کرنے کے قتل کرانے کا حکم دیا جو آپ ﷺ کو ایذاء پہنچاتا تھا۔ اسی طرح ابو رافع یہودی اور ابن خطل گستاخ کو قتل کرانے کا حکم دیا اگرچہ ابن خطل کعبۃ اللہ کے غلاف کے ساتھ پناہ لے رہا تھا۔

شاتم کا حکم:

- خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر مسلمان نبی کریم ﷺ کا شاتم ہو، بغیر اختلاف علماء وہ مرتد ہے اور اسے قتل کیا جائے گا مگر علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ اسے ارتداد کی وجہ سے تعزیراً قتل کیا جائے گا جس طرح شرح الطحاوی میں ہے یا بطور حد قتل کیا جائے گا جس طرح بزازیہ میں ہے۔ ظاہر اور فتویٰ کے لیے مختار یہ ہے کہ اسے بطور حد قتل کیا جائے۔ اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہے، شرح الطحاوی کے قول پر توبہ کرنے سے قتل ساقط ہو جائے گا اور بزازیہ کے مطابق توبہ سے قتل ساقط نہیں ہو گا۔ (السیف الجلی، ص: ۱۲۰) صاحب فتح القدیر حنفی نے فرمایا، اسے حداً قتل کیا جائے، اس کی توبہ اس کے قتل کے اسقاط میں قبول نہیں کی جائے گی۔
- اگر شاتم الرسول ﷺ توبہ کرلے، توبہ کرنے کے بعد اسے حداً قتل کر دیا جائے یا خود مر جائے، اس کی موت مسلمان کی موت ہو گی، اس کو مسلمانوں جیسا غسل اور کفن دیا جائے گا اور اس پر نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ اسی طرح وہ شخص جس پر سب و شتم کا الزام ہے مگر اس نے انکار کر دیا اور گواہ موجود نہیں ہیں، اس کی تغسیل، تدفین، تکفین اور نماز سب کا حکم مسلمانوں جیسا ہو گا اور اگر وہ سب و شتم کا اقرار کرتا ہے اور اس پر قائم رہتا ہے توبہ بھی نہیں کرتا، وہ مرتد ہے، اسے قتل کیا جائے گا، اس کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تغسیل اور تکفین اور تدفین مسلمانوں جیسی نہیں ہوگی اور اس پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور اس کا میراث مسلمان وارثوں کے لیے ہوگا۔

(سیف جلی بحوالہ حلبی، ص: ۱۲۲)

• بحر الرائق اور فتح القدیر اور الاشباہ والنظائر میں مرقوم ہے، اگر گواہوں نے کسی مسلمان کے مرتد ہو جانے پر گواہی دی مگر وہ کفریہ کلمات یا افعال سے انکار کرتا ہے، اسے کچھ نہیں کہا جائے گا کیونکہ مرتد ہونے کا انکار توبہ اور رجوع کے حکم میں ہوتا ہے مگر یہ حکم ان مرتد لوگوں کے لیے ہے جن کی دنیا میں توبہ قبول اور معتبر ہے اور ارتداد کی وجہ سے ہے لیکن شاتم الرسول ﷺ یا شاتم الشیخین کی توبہ قبول نہیں ہے، اسے قتل کیا جائے گا۔

نصیحت:

• جب شاتم الانبیاء علیہم السلام کی توبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مختار قول پر باعثِ نجات اور مقبول ہے، بہتر یہ ہے کہ اسے توبہ کر لینے پر آمادہ کیا جائے، جب وہ توبہ کر لے پھر اسے قتل کر دیا جائے لیکن اگر اسلام پیش کرنے سے پہلے کوئی شخص اسے قتل کر دے اگرچہ ماورائے عدالت ہو، اس میں کوئی حرج نہیں (قاتل پر قصاص یا دیت نہیں ہے)۔ مطلق مرتد اگر بغیر سب اور شتم کے مرتد ہو، اس کے متعلق تاتارخانیہ نے کافی سے نقل کیا ہے، مستحب ہے کہ اس پر اسلام پیش کیا جائے لیکن اسلام پیش کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ مرتد ارتداد کے بعد اگرچہ مباح الدم ہو چکا ہوتا ہے مگر توبہ کرنے سے آخرت کے دائمی عذاب سے محفوظ رہے گا اس لیے پہلے اس پر اسلام پیش کیا جائے۔

ذمی کافر شاتم الرسول ﷺ کا حکم:

• ائمہ ثلاثہ امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور ان کے مقلد علماء کا اس امر پر اجماع ہے کہ ذمی کافر شاتم النبی ﷺ کو قتل کر دیا جائے، اس لیے کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسلام نے معاہد ذمی کافروں کو سب و شتم انبیاء پر امان اور تحفظ نہیں دیا لیکن امام اعظم ابو حنیفہ کا قول یہ ہے کہ ذمی شاتم النبی کو قتل نہ کیا جائے، اس لیے کہ ذمی کافر پہلے سے کافر ہے مگر اسے تعزیر لگائی جائے۔

(السیف الجلی بحوالہ الشفاء اور السیف المسلول اور حاشیہ حلبی، ص: ۱۲۵)

• لیکن احناف میں سے امام ابو حنیفہ کے اکثر مقلدین مشائخ نے ذمی کافر شاتم الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے قول کو اختیار کیا ہے، چنانچہ علامہ عینی نے فرمایا:

و اختیاری فی السب ان الذمی الساب یقتل لان المسلم اذا سب النبی صلی اللہ علیہ و سلم یقتل فکیف اذا صدر ھذا من مجرم عدو الدین۔ (۱۲۷)

ترجمہ: اور میرا مختار سب و شتم یہ ہے کہ شاتم ذمی کو قتل کیا جائے کیونکہ جب مسلم شاتم کو قتل کیا جاتا ہے پس یہ کیسے جب سب دین کے دشمن مجرم سے صادر ہو۔

محقق ابن ہمام نے فتح القدیر اور علامہ ابن الکمال نے اربعین کی اپنی شرح میں بیان کیا ہے کہ ذمی شاتم کے قتل میں حق یہ ہے جب سب اور شتم اعلانیہ کرے یہ کہ لوگوں کے اجتماع میں کرے یا خلوت میں ارتکاب کرے لیکن دو گواہ موجود ہوں یا گواہوں کے سامنے اقرار کرے، اس کو اظہار اور اعلان کہتے ہیں لہٰذا اس کو قتل کیا جائے اور اگر اپنے کمرہ میں سراً سب کا ارتکاب کرے، یہ سمجھتے ہوئے کہ کوئی آدمی سننے والا نہیں مگر مسلمانوں نے سن لیا اس ذمی کے قتل میں حنبلی علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء نے اعلانیہ کا مفہوم تصریح کیا ہے۔ امام بخاری نے اسی کو لیا ہے۔ مثلاً یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا تھا، "السام علیک" (بغیر لام) (آپ پر ہلاکت ہو) یہ گالی تھی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا۔ امام بخاری کا ابن حجر نے فتح الباری میں رد کر کیا کہ یہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسلام کی ابتداء تھی ورنہ کنایۃً سب کرنے میں بھی قتل پر اکثر علماء کا اجماع ہے۔

• حسب المفتین کے مصنف قاضی ابوالمعالی حنفی نے بیان کیا ہے کہ بحر المحیط مصنفہ علامہ علم الہدیٰ میں تحریر کیا گیا ہے، جس شخص نے نبی کریم ﷺ کو گالی دی یا اہانت کی یا آپ ﷺ کے دینی امور میں عیب لگایا یا آپ کی ذات اور شخصیت میں کوئی عیب لگایا یا آپ کی ذات کے اوصاف سے کسی صفت میں عیب لگایا خواہ شاتم ائمہ سے ہو یا غیر ائمہ سے، خواہ اہلِ کتاب سے ہو یا غیر اہل کتاب سے خواہ ذمی ہو یا حربی خواہ سب و شتم یا اہانت یا عیب اس سے عمداً ہو یا سہواً یا غفلت میں یا ہزلاً اور مزاحاً سب صورتوں میں وہ شخص دائمی کافر ہو گیا، اس کی توبہ ابداً قبول نہیں کی جائے گی، نہ عند اللہ اور نہ عند الناس۔ متاخرین مجتہدین فقہاء کے نزدیک شریعت مطہرہ میں اجماعاً اور اکثر متقدمین کے نزدیک اس کا حکم یقیناً قتل ہے۔ سلطان یا اس کا نائب مداہنت نہ کرے اگرچہ اس شاتم الرسول کے قتل کی وجہ سے دنیوی مصالح فوت ہو جائیں۔ اگر حکمران اسے قتل نہیں کریں گے تو وہ حکمران شاتم کے کفر پر راضی ہونگے اور کفر کے ساتھ راضی کافر ہوتا ہے۔ پس وہ حکمران کافر ہو جائیں گے۔ ان حکمرانوں کے کفر کا حکم بھی وہی ہے جو پہلے گزر چکا ہے اور اسی طرح خلفائے راشدین خصوصاً شیخین حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کا شاتم بھی کافر ہے اگر توبہ کرے، اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی نہ عند الناس اور نہ عند اللہ اور اس کا حکم بالاتاخیر قتل ہے۔ (۱۳۴)

• (قاضی ابوالمعالی کا قول کہ شاتم کی توبہ عند اللہ بھی قبول نہیں ہوگی جیسا ابوالمعالی نے نقل کیا ہے، اس قول میں اختلاف ہے۔ (السیف الجلی) اور شیخین کے شاتم کو کافر کہنا صرف بعض علماء کا قول ہے)۔ (محمد رفیق حسنی)

• حضرت تقی سبکی نے لکھا، امام اعظم کے نزدیک شاتم ذمی کافر کی سزا تعزیر ہے لیکن تعزیر سے مراد تعزیر بالقتل ہے جیسا کہ بحر الرائق اور نہر الفائق میں مذکور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔امام شامی کے استاذ خیر رملی کا بھی یہی مختار ہے۔ کفایہ شرح الہدایہ اور الاشباہ والنظائر میں مذکور ہے، ذمی کافر پر تمام حدود قائم کی جائیں گی مگر شرب خمر کی حد قائم نہیں کی جائے گی۔ (۱۳۸) (تفصیل السیف الجلی میں ملاحظہ فرمائیں)

• ہمارے ملک پاکستان میں مذکورہ اقوال کی روشنی میں ایکٹ نمبر 295/C آئین کا حصہ ہے۔ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لیے علامہ شاہ احمد نورانی اور آپ کے ساتھیوں کی کاوشوں سے اس ایکٹ کو اسمبلی میں آئین کا حصہ بنادیا گیا ہے اور اس کے مطابق عدلیہ فیصلے بھی کر رہی ہے اور شاتمین الرسول ﷺ کو موت کی سزادی جارہی ہے۔

مسلمان عورت شاتمۃ النبی ﷺ کا حکم:

• فقہاء کی روایات عامہ سے معلوم ہوتا ہے، مسلمان عورت شاتمۃ النبی ﷺ کا حکم بھی شاتم الرسول ﷺ مسلمان مردوں جیسا ہے، اسے بھی قتل کیا جائے گا۔

۱۔ فتح القدیر میں مذکور ہے، جس شخص نے خواہ مرد ہو یا عورت، سرور دوعالم ﷺ کے ساتھ بغض رکھا، وہ مرتد ہے۔ شاتم الرسول ﷺ بطریق اولی مرتد ہے پھر ہمارے نزدیک مرتد کو حداً قتل کیا جائے گا۔ قتل کے اسقاط میں اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے۔ (کتاب السیر)

۲۔ امام علاء الدین الحصکفی حنفی (ت ۱۰۸۸ھ) اپنی شرح میں لکھتے ہیں، جب وہ اعلان نہ کرے، اس کی سزا قتل نہیں ہے اور اگر ذمی کافر اعلانیہ سب وشتم کرے یا اس کی عادت ہو، اسے قتل کیا جائے گا اگرچہ وہ عورت ہو۔ آج اس پر فتویٰ ہے۔ مفتی ابوسعود کی معروضات میں اس کی تفصیل ہے، اسے دیکھیں کیونکہ ہمیں اب اس معروضات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔
(حاشیہ السیف الجلی)

۳۔ شارح شرح وقایہ اور علامہ چلپی نے بھی اسی طرح شفاء سے نقل کیا ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ شاتم یا وہ آدمی جو نبی کریم ﷺ پر عیب لگائے یا آپ کی ذات میں یا نسب میں یا دین میں یا آپ کی خصال میں سے کسی خصلت میں عیب نکالے، وہ شاتم الرسول ﷺ ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے، اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ سب کچھ ائمہ فتویٰ اور علماء کے اجماع کی وجہ سے صحابہ کرام سے آج تک یہی چلا آرہا ہے۔ (السیف الجلی، ص: ۴۶)

سوال: فقہاء کی عبارات عامہ کے عموم سے کس طرح مسلمان شاتمۃ الرسول ﷺ عورت کے قتل پر استدلال صحیح ہے جبکہ کتبِ فقہ کے متون اور شروح میں اس امر پر اتفاق ذکر کیا گیا ہے کہ مرتدہ عورت کو قتل نہ کیا جائے بلکہ اسے اسلام پر مجبور کیا جائے یا حبس میں رکھا جائے؟

جواب: ساحرہ عورت کی طرح شاتمہ عورت کا ان عبارات سے استثناء ہے اس لیے بحر الرائق میں ہے، فقہاء کا قول کہ مرتدہ کو قتل نہ کیا جائے، اس سے ساحرہ جو سحر کی وجہ سے مرتدہ ہے، وہ مراد نہیں ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے، حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عمال اور گورنروں کو لکھا تھا کہ ساحر اور ساحرہ کو قتل کر دیا جائے۔ (السیف الجلی)

۴۔ شاتمۃ الرسول ﷺ مسلمان عورت کے قتل کے سلسلہ میں فقہاء کی عبارات میں استثناء پر مزید دلائل (السیف الجلی) اور رد المحتار میں ملاحظہ فرمائیں۔

ذمیہ کافرہ شاتمہ رسول اللہ ﷺ کا حکم:

- کافرہ ذمیہ شاتمہ کو قتل کیا جائے گا جیسا کہ فتاویٰ الذخیرۃ میں مذکور ہے، آپ لکھتے ہیں، امام محمد نے "السیر الکبیر" میں کافرہ ذمیہ شاتمہ جب اعلانیہ سب و شتم کرے، کے قتل پر اس واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ عمیر بن عدی نے جب عصماء بنت مروان سے سنا کہ وہ سرورِ دوعالم ﷺ کو ایذاء پہنچا رہی ہے، اسے رات کو قتل کر دیا۔ پس رسول اکرم ﷺ نے اس پر عمیر بن عدی کی تعریف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمائی۔(السیف الجلی، ص:۱۴۸) یہ عبارات بالفاظہ، المحیط البرہانی کتاب السیر میں بھی موجود ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں کہ امام ابو یوسف کہتے ہیں، میں نے امام ابو حنیفہ سے کافرہ عورتوں اور بچوں اور بوڑھے جو قتال کی طاقت نہیں رکھتے، کو قتل کرنے کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے ان کے قتل سے منع فرمایا۔ یہ جواب اس عورت کے متعلق ہے جو حقیقۃً قتال نہیں کرتی، اگر وہ کافرہ اپنے روپے سے یادہ مالدار ہے، مال دے کر لوگوں کو قتال پر تیار کرتی ہے، اسے قتل کیا جائے گا۔ امام محمد نے السیر الکبیر میں اس عورت کے قتل پر استدلال کیا جو کسی انسان کو قتل کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی قریظہ کی عورت بنام "نباتہ" کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ اس عورت نے اپنے شوہر کے کہنے پر خلاد ابن سوید کو قتل کیا تھا اور قتال کی محرکہ کے قتل پر اس روایت سے استدلال کیا کہ زید بن حارثہ نے "ام قرنہ" نامی عورت کو قتل کیا کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قتال کے لیے لوگوں میں تحریک پیدا کرتی تھی نیز کسی انسان کی قاتلہ کے قتل پر عبدالرحمٰن ابن عمرۃؓ کے واقعہ سے استدلال کیا گیا ہے، وہ فرماتے ہیں، میں نے اپنے پیچھے سواری پر ایک کافرہ عورت کو اٹھایا، اس نے ارادہ کیا کہ وہ مجھے قتل کر دے، میں نے اسے قتل کر دیا۔ میں نے رسول اکرم ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا، اسے دفن کر دو۔(السیف الجلی)

کافرہ شاتمۃ النبی ﷺ کے قتل پر دلائل:

پہلی دلیل:

• پہلی دلیل عصماء بنت مروان کا قتل ہے، جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ مواہب لدنیہ اور اس کی شرح کے مطابق اس کا قصہ یوں ہے کہ عصماء بنت مروان یہودیہ جو کہ یزید ابن زید الانصاری الخطمی کی بیوی تھی، اسلام میں عیب نکالتی تھی اور نبی کریم ﷺ کو ایذاء پہنچاتی تھی اور آپ ﷺ کے خلاف اشعار پڑھتی تھی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عمیر بن عدی الانصاری الخطمی جو صحابی تھے اور نابینا تھے، اس نے عصماء بنت مروان کے وہ اشعار سن لیے، حضرت عمیر بن عدی رات کو اس کے گھر میں داخل ہوئے اور تلوار نکالی جبکہ وہ سو رہی تھی اور عصماء کے ساتھ اس کے بچے بھی سو رہے تھے۔ آپ نے ہاتھوں سے ٹٹول کر بچوں کو اس سے دور کیا اور عصماء کے سینے پر تلوار رکھ کر اس کو دبایا، تلوار اسے کاٹ کر اس کی پشت سے جب ظاہر ہوئی تو آپ اپنی تلوار اٹھا کر واپس مسجد الرسول ﷺ میں آگئے اور مدینہ منورہ میں سرورِ دوعالم ﷺ کی اقتداء میں صبح کی نماز ادا کی۔ سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا: "أقتلت بنت مروان؟" کیا تو نے مروان کی بیٹی کو قتل کر دیا ہے؟ عمیر نے عرض کیا، جی ہاں، کیا مجھ پر اس کے قتل کی وجہ سے کوئی چیز لازم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اس کا خون رائیگاں اور معاف ہے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمیر بن عدی کی تعریف فرمائی اور آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ كَانَ فِیْ نُصْرَةِ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اِلٰی عُمَيْرِ ابْنِ عَدِيٍّ" (جو شخص پسند کرتا ہے کہ ایسے آدمی کو دیکھے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نصرت میں تھا تو وہ عمیر بن عدی کو دیکھے) اس پر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس نابینا کو دیکھو جس نے اللہ تعالیٰ کی طاعت میں رات بسر کی۔ اس پر سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا "مَهْ يا عمر فانه بصير (سماه البصير)" (ٹھہر اے عمر! بیشک یہ عمیر بینا ہے، نابینا نہ کہو۔ (آپ نے عمیر رضی اللہ عنہ کو بصیر یعنی آنکھوں والا فرمایا۔) (السیف الجلی، ص: ۱۵۳)

- یہ قصہ ابن سعد نے اپنی تصنیف طبقات میں اور ابن عبدالبر نے استیعاب میں عمیر کے ترجمہ میں اور واقدی نے غزوہ بدر کے آخر میں اور محمد بن یوسف شامی نے سبل الہدیٰ کے باب السرایا میں ذکر کیا ہے۔
- امام تقی سبکی نے کہا، اس قصہ اور اس جیسی مثالوں سے معلوم ہوا، ان عورتوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا قتل ان کی سب و شتم کی وجہ سے تھا کیونکہ بغیر سب و شتم ان کا قتل ممکن نہ تھا کیونکہ سب و شتم کے علاوہ کوئی سبب نہیں تھا۔ خصوصاً احناف کے نزدیک کیونکہ کفر اصلی کی وجہ سے عورت کو قتل نہیں کیا جاتا، اس پر علماء کا اجماع ہے اور احناف کے نزدیک ارتداد کی وجہ سے بھی عورت کو قتل نہیں کیا جاتا جبکہ یہ مقتولہ مرتدہ نہیں تھی بلکہ یہودیہ تھی، مدینہ منوریہ کے یہودیوں میں سے تھی۔

دوسری دلیل:

• ابوداؤد نے اپنی سنن میں روایت کیا کہ عثمان بن ابی شیبہ اور عبداللہ بن الجراح نے جریر سے، انہوں نے معمر سے، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے حضرت علیؓ سے روایت کیا، بیشک ایک یہودیہ عورت رسول اللہ ﷺ کو سب و شتم کرتی تھی، ایک آدمی نے اس کا گلہ دبایا حتی کہ مرگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون باطل کردیا۔ علامہ تقی سبکی فرماتے ہیں، یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور دوسری متعدد احادیث سے مؤید ہے۔ یہ عورت مدینہ منورہ کے یہودیوں میں سے تھی اور مدینہ منورہ کے یہودی سب مواعدین اور معاہدین سے تھے۔ احناف کے نزدیک ان کا قتل قصاص کا موجب ہوتا ہے خواہ معاہد کو مسلم قتل کرے یا غیر مسلم لیکن اس یہودیہ عورت کے خون کو رسول اللہ ﷺ کا باطل کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ سب و شتم کی وجہ سے اس کا قتل واجب اور حق تھا۔

(السیف الجلی، ص:۱۵۸)

تیسری دلیل:

• ابوداؤد نے اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس بیان کرتے ہیں، ایک نابینا آدمی کی کنیز ام ولد تھی جو سرورِ دو عالم ﷺ کو سب و شتم کرتی تھی، اسے وہ نابینا آقا اور مولا منع کرتا تھا اور ڈانٹتا تھا مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ اس کے نابینا آقا نے کدال قسم کا اسلحہ پکڑا اس کنیز کے پیٹ میں اتار دیا اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کو قتل کر دیا۔ مقتولہ کی دونوں ٹانگوں کے درمیان موجود بچہ خون آلود ہو گیا۔ جب صبح ہوئی سرورِ دوعالم ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی گئی، آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع فرمایا اور فرمایا، میں اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے اس عورت کو میری وجہ سے قتل کیا وہ آدمی کھڑا ہو تا کہ ہم اسے دیکھیں۔ نابینا آدمی کھڑا ہوا اور لوگوں کی گردنوں سے خوف سے کانپتے ہوئے گزر کر سرورِ دوعالم ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ عرض کرنے لگا، میں اس عورت کا قاتل ہوں، آپ کو گالیاں دیتی تھی اور آپ کی شان میں واقع ہوتی تھی، میں نے اسے روکا لیکن باز نہیں آئی، اسے زجر و توبیخ کی مگر وہ پھر بھی باز نہیں آئی، میرے اس کنیز سے دو موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے بیٹے موجود ہیں، میری رفیقہ حیات تھی۔ گزشتہ رات اس نے آپ کو پھر گالی دی اور آپ کی شان میں گستاخی کی، میں نے کدال لے کر اس کے پیٹ پر رکھا اور اس کو دبایا حتی کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، لوگو! گواہ ہو جاؤ، اس عورت کا خون باطل ہے۔

(السیف الجلی، ص: ۱۶۲)

- علامہ سبکی فرماتے ہیں، ہم ذکر کر چکے ہیں، مدینہ منورہ میں رہنے والے سارے یہودی مسلمانوں کے معاہدین اور مہادنین تھے، ان کا قتل بغیر سب اور شتم کے نہیں ہو سکتا تھا۔ معلوم ہوا انبیاء کا سب و شتم خواہ کسی آدمی کی طرف سے ہو خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم، مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا ذمیہ عورت، قتل ہے۔ حضرت علیؓ سے مروی واقعہ اور ذکر کردہ آدمی کا قصہ دو واقعات لگتے ہیں، ہو سکتا ہے ایک واقعہ ہو۔ (السیف الجلی)

چوتھی دلیل:

- سرورِ دوعالم ﷺ نے عبد اللہ بن خطل کی ان دو کنیزوں کے قتل کا حکم دیا جو سرورِ دوعالم ﷺ کی شان میں گستاخانہ اشعار کے مشرکین کو گانے سناتی تھیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور بنی عبدالمطلب کی کنیز سارہ کے قتل کا بھی حکم دیا اور ان سب کے خون کو باطل قرار دیا۔ "مواہب لدنیہ" اور اس کی شرح میں ذکر کردہ کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ سرورِ دوعالم ﷺ نے فتح مکہ کے دن تیرہ لوگوں کے خون کے باطل ہونے کا حکم دیا تھا، ان میں سے آٹھ مرد تھے اور پانچ عورتیں تھیں مگر ان میں سے تین مردوں اور تین عورتوں کے قتل کا حکم دیا اور باقی مرد اور عورتیں مسلمان ہو گئے تھے۔ مقتولین میں ابن خطل کی دو کنیزیں بھی تھیں، ایک کا نام "فرتنا" اور دوسری کا نام "ارنب" تھا اور تیسری کا نام سارہ تھا۔ یہ خواتین ابن خطل کے اکسانے پر گستاخانہ گانے پڑھا کرتی تھیں۔

• علامہ تقی سبکی فرماتے ہیں، کافرہ خواتین کے قتل کا سبب سرورِ دوعالم ﷺ کی توہین اور سب و شتم تھا اور نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فتح مکہ سے کئی سال پہلے حکم دیا تھا کہ قتال میں کافروں کی عورتوں خصوصاً کنیزوں اور غلاموں کو قتل نہ کیا جائے اور بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کیا جائے اگرچہ امن اور صلح کے معاہدات نہ ہوں لیکن ان خواتین کے قتل کرنے کا سبب کفر نہیں تھا بلکہ سب و شتم تھا۔ (السیف الجلی بحوالہ السیف المسلول، ص: ۱۶۴)

پانچویں دلیل:

• مہاجر ابن ابی امیہ سے روایت ہے کہ جب وہ حضرت ابو بکرؓ کی طرف سے یمن کے امیر اور گورنر تھے، ان کی عدالت میں ایک عورت لائی گئی جس نے نبی کریم ﷺ کی گستاخی میں گانا پڑھا تھا۔ یمن کے امیر مہاجر ابن ابی امیہ نے اسے ننگا کر کے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جب اس واقعے کی خبر حضرت ابو بکر الصدیقؓ کے پاس پہنچی تو آپ نے فرمایا، اگر یمن کے امیر نے اس عورت کو قطع ید کی سزا نہ دی ہوتی تو میں اس عورت کے قتل کا حکم دیتا۔

(السیف الجلی بحوالہ السیف المسلول امام سبکی، ص: ۱۶۵)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چھٹی دلیل:

• علامہ کازرونی نے اپنی سیرت کی کتاب میں نقل کیا ہے، ایک عورت سرورِ دوعالم ﷺ کو سب و شتم کرتی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا "مَنْ یَّکْفِیْنِیْ عَدُوَّتِیْ" (میری عدوہ (دشمن عورت) سے میری کون کفایت کرے گا؟ حضرت خالد بن ولید نے جاکر اس کو قتل کردیا۔ (السیف الجلی، ص:۱۶۶)

ساتویں دلیل:

• روایت ہے کہ عمیر بن امیہ نے اپنی بہن کو قتل کردیا جو سرورِ دوعالم ﷺ کو سب اور شتم کرتی تھی جیسا کہ حافظ ابن حجر نے الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں ذکر کیا ہے۔ (السیف الجلی)

سوال اور جواب:

سوال: خود سرورِ دوعالم ﷺ نے بعض گستاخوں کو معاف فرمادیا تھا جیسا غزوۂ حنین وغیرہا کے واقعات میں ذکر کیا جاتا ہے، لہٰذا گستاخ کے قتل کے وجوب کا قول کس طرح صحیح ہے؟

جواب: امام تقی سبکی نے اس کے جواب میں السیف المسلول میں فرمایا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لیے معاف فرمایا کیونکہ آپ ﷺ صاحبِ حق تھے، آپ کو اپنا حق معاف کرنے کا اختیار حاصل تھا لیکن آپ ﷺ کے بعد کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ شاتم الرسول ﷺ کو معاف کرے کیونکہ یہ حق الرسول ہے لہٰذا عدلیہ کو بھی معاف کرنے کا حق نہیں۔

سوال: کیا شاتم الرسول ﷺ کے قتل کا معاملہ امام (ملک کا سربراہ) یا اس کے نائب قاضی کے سپرد کیا جائے یا کسی بھی مسلمان کے لیے اس کا قتل کرنا جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو قاتل پر قصاص یا دیت واجب ہے یا نہیں؟

جواب: امام اور (ملکی سربراہ) یا قاضی کے فیصلہ کے ماوراء اگر کوئی شخص شاتم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الرسول ﷺ کو قتل کر دے، اس پر نہ قصاص واجب ہے اور نہ دیت لہٰذا بغیر اذن شاتم کے قاتل آدمی پر شرعاً نہ قصاص واجب ہے اور نہ دیت کیونکہ اگر شاتم مسلمان ہے، وہ شتم کی وجہ سے مرتد ہے اور مرتد کا خون معاف ہے جیسا کہ بحرالرائق وغیرہ میں مذکور ہے اور اگر شاتم کافر ذمی ہے تو بھی اس کے قتل پر قاتل پر نہ قصاص واجب ہے اور نہ دیۃ کیونکہ ذمی کے ساتھ معاہدہ میں سب و شتم داخل نہیں ہوتی اور اگر کافر حربی ہے تو وہ ویسے ہی مباح الدم ہے۔

- سابقہ دلائل سے ثابت ہے خود رسول اکرم ﷺ نے ان کافرہ عورتوں اور مردوں کا خون رائیگاں اور باطل قرار دیا جو شاتم تھے، جیسے کعب بن اشرف یہودی اور عبداللہ ابن خطل اور ابو رافع یہودی اور عصماء بنت مروان اور ابن خطل کی کنیزیں وغیرہا کا خون باطل قرار دیا۔

ملکی سربراہ کے اذن کے بغیر قتل کا حکم:

- شاتم الرسول ﷺ کو امام یا اس کے نائب کے اذن کے بغیر قتل کرنے میں بعض احناف کا قول اگرچہ عدم جواز کا ہے لیکن قتل کا جائز نہ ہونا اور قاتل پر قصاص یا دیۃ کا واجب ہونا دو الگ الگ امر ہیں۔ احناف کے نزدیک شاتم الرسول ﷺ اور گستاخ کو وقت کے سربراہ یا قاضی کے اذن کے بغیر قتل کرنا جائز تو نہیں ہے کیونکہ اس کا قتل بطور حد ہے یا بطور تعزیر ہے۔ اگر گستاخ مسلمان ہے تو اس کا قتل بطور حد ہے اور گستاخ غیر مسلم ہے تو اس کا قتل بطور تعزیر ہے یا بطور حد ہے جیسا کہ ذکر کیا گیا اور حدود اور تعزیر حاکم کے اذن کے بغیر جائز نہیں ہوتے مگر کوئی شخص بلا اذن اسے ماورائے عدالت قتل کر دے تو اس پر قصاص اور دیۃ واجب نہیں ہوگی کیونکہ شاتم اور گستاخ مرتد ہے اور مرتد حربی کافر کی طرح مباح الدم ہوتا ہے، اس لیے اس کے قاتل پر قصاص یا دیۃ کی سزا نہیں ہوگی۔ فتح القدیر میں ہے:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان الحدود لا یثبت تولیتها الا للولاۃ و کذالک التعزیر الذی یجب حقا للعبد بالقذف وغیرہ فانہ لا یقیمہ الا الحاکم بخلاف التعزیر الذی یجب حقا للہ تعالیٰ فانہ یجوز لکل احد اقامتہ عن اللہ تعالیٰ۔(فتح القدیر کتاب الحدود)

ترجمہ: بیشک حدود کی تولیۃ ثابت نہیں مگر حکام کے لیے اور اسی طرح وہ تعزیر جو حق عبد کی وجہ سے واجب ہو، الزام وغیرہ لگانے پر پس بے شک نہیں قائم کرے گا اس تعزیر کو مگر حاکم بخلاف اس تعزیر کے جو اللہ تعالیٰ کے حق کی وجہ سے واجب ہو، اس تعزیر کو قائم کرنے کا ہر ایک کو حق ہے۔

• اگر سوال کیا جائے کہ صحابہ کرام نے بعض شاتمین کو قتل فرمایا تھا اور سرورِ دو عالم ﷺ نے اس پر انکار نہیں فرمایا تھا، آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اکثر صحابہ کرامؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے شاتمین اور گستاخان النبی ﷺ کو قتل کیا تھا۔ جیسے کعب بن اشرف اور ابورافع اور عبد اللہ ابن خطل اور اس کی دو کنیزیں وغیرہا اور وہ قتل جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اذن کے بغیر تھے، آپ ﷺ نے انکار نہیں فرمایا، اس کا علامہ سبکی نے السیف المسلول میں یہ جواب دیا ہے کہ ہو سکتا ہے آپ ﷺ کا عدم انکار اس وجہ سے ہو کہ لوگ سمجھیں گے شاتم قتل ہونے کا مستحق نہیں تھا، ہو سکتا ہے عدم انکار کسی فتنہ کے خوف کی وجہ سے تھا اور امام کے لیے یہ جائز ہوتا ہے اگرچہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں فتنہ کا خوف نہیں تھا کیونکہ سارے صحابہ عادل تھے۔ اگر آپ ﷺ انکار نہ فرمائیں، ان کی جانب سے کسی کو ضرر پہنچانے کا اندیشہ نہیں تھا مگر باقی لوگ صحابہ کرام کی طرح نہیں تھے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(السیف الجلی علی شاتم النبی ﷺ، ص:۱۶۹)

• ذکر کردہ تفصیل اکثر دینی اور فقہ کی کتابوں میں موجود ہے مگر جس طرح

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترتیب اور توضیح حضرت علامہ مولانا محمد ہاشم سندھی ٹھٹوی حنفی نے ''السیف الجلی'' میں ذکر فرمائی ہے۔ یہ انہی کا خاصہ ہے۔ قارئین کو اس کتاب کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کا توہین رسالت پر فیصلہ:

ایک پادری اور بچوں کا واقعہ:

اَلْآنَ عَزَّ الْاِسْلَامُ۔ (آج اسلام غالب ہو گیا)

فی لعب الغلمان ما حکی ان غلماننا من اهل البحرین خرجوا یلعبون بالصوالجة و اسقف البحرین قاعد فوقعت الكرة على صدره فاخذها فجعلوا يطلبونه لها منه فابى فقال غلام منهم سئلتك بحق محمد صلى الله عليه و سلم الّا رددتها علينا فابى لعنة الله عليه و سبّ رسول الله صلى الله عليه و سلم فاقبلوا عليه بصوالجهم فما زالوا يخبطونه حتى مات لعنة الله عليه فرفع ذالك الى عمر رضى الله تعالى عنه فوالله ما فرح بفتح و لا غنيمة كفرحته بقتل الغلمان لذالك الاسقف و قال الآن عز الاسلام ان اطفالنا صغارا شتم نبيهم فغضبوا له و انتصروا و اهدر دم الاسقف المستطرف فى كل فن مستظرف۔ (گوگل) (امام شہاب الدین محمد بن احمد ابی الفتح الابشیھی باب ۷۵ ص ۶۸۹ مطبع موسسۃ المختار قاہرہ مصر)

ترجمہ: بحرین میں چند بچے ہاکیوں سے کھیل رہے تھے اور بحرین کے عیسائیوں کا بڑا پادری بشپ بھی قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔ دورانِ کھیل گیند اس کے سینے پر جا لگی اس نے گیند اٹھا کر اپنے پاس رکھ لی اور منت سماجت کے باوجود گیند دینے سے انکار کر دیا۔ بچوں میں سے ایک نے آگے بڑھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کر گیند واپس کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا، میں حضرت محمد ﷺ کے وسیلے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو گیند واپس کردے۔ اس نے انکار کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کردی۔ غیرتِ اسلامی سے سرشار بچوں نے اس پادری کو ہاکیوں سے مار مار کر قتل کردیا۔ یہ مقدمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ حضرت عمرؓ فتوحاتِ اسلامی اور غنائم سے اتنا خوش نہ ہوئے جتنا ان بچوں کے پادری کو قتل کرنے پر ہوئے۔ آپ نے فرمایا، اس گستاخ پادری کے خون کی کوئی قیمت نہیں، آج اسلام معزز ہوگیا۔

- نیز امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

حکی عن بعض المنافقین انه کان یوم الناس و لا یقرء الا سورة عبس لما فیها من العتاب مع رسول الله صلی الله علیه و سلم فهم عمر بقتله و رأی فعلیه حراما لما فیه من الاضلال۔ (باب حجج القائلین بتحریم السماع ص ۲۸۵ ج ۲ مطبع بیروت)

ترجمہ: منافقوں سے بعض کی حکایت بیان کی گئی ہے کہ وہ لوگوں کی امامت کرتا تھا اور (جہری نمازوں میں) صرف سورۃ "عَبَسَ وَ تَوَلّٰی" ہی پڑھتا تھا اس لیے کہ اس سورت میں (اس کے فہم میں) اللہ تعالیٰ کی طرف سے جناب رسول اللہ ﷺ کو عتاب کیا گیا تھا۔ پس حضرت عمرؓ نے اس کے قتل کا ارادہ فرمایا یعنی اسے قتل کردیا اور آپ نے اس کے فعل کو حرام سمجھا اس لیے کہ لوگوں کو گمراہ کرتا تھا۔

معلوم ہوا اگر کوئی شخص قرآن مجید کی کسی آیت کی تلاوت نبی کریم ﷺ کی توہین کے ارادہ سے کرے وہ آدمی کافر مرتد اور مباح الدم ہو جاتا ہے اگرچہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِّثْلُكُمْ" (سورۃ کہف:۱۲۰) (ترجمہ: آپ فرما دیں بیشک میں بشر ہی ہوں تمہاری مثل) یا "قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ" (انعام:۵۰) (ترجمہ: آپ فرمائیں میں تمہارے لیے نہیں کہتا کہ میرے پاس (بغیر عطا) اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں (بغیر عطا) غیب جانتا ہوں۔) یا "قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَ لَا بِكُمْ" (احقاف:۹) (ترجمہ: آپ فرمائیں، میں سابقہ رسولوں سے مختلف رسول نہیں ہوں اور میں (بغیر وحی) نہیں جانتا میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔) یہ آیات یا اس قسم کی آیات سرورِ دو عالم ﷺ کی ذات اور صفات یا علم کی تنقیص اور لوگوں کی تضلیل کے ارادہ سے تلاوت کرے گا تو وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اگرچہ وہ شخص قرآن کی تلاوت کر رہا ہو گا۔ یہی حکم احادیث شریفہ کا ہے۔ کیونکہ اس امر پر اتفاق اور اجماع ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ کی تحقیر اور تنقیص صراحۃً ہو یا کنایۃً اور اشارۃً ہو یا کلام اور گفتگو کے انداز اور طرزِ تکلم سے ہو، کفر ہے خواہ قرآن اور احادیث کے ضمن میں بھی ہو۔ حضرت عمرؓ نے جس آدمی کو قتل کیا وہ سورہ عبس و تولی کی تلاوت سرورِ دو عالم ﷺ کی تنقیص کی نیت سے کرتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اسے کافر اور منافق سمجھا اور قتل فرمایا کیونکہ کسی مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

سرورِ دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کفر ہے۔ اس سلسلہ میں شفاء بحقوق المصطفیٰ سے بعض جزئیات کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ اہلِ ایمان اپنے ایمان کی حفاظت کر سکیں۔

- کتاب اور سنت اور اجماعِ امت سے نبی کریم ﷺ کے حقوق کا اجمالاً وجوب ثابت ہو چکا ہے۔ آپ کی توقیر اور تعظیم اور اکرام کے فرضیت کا تعین قبل ازیں مذکور ہو چکا ہے اسی وجہ سے اپنی کتاب میں سرورِ دو عالم ﷺ کی ایذاء امت پر حرام کر دی ہے۔ امت کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ کی تنقیص کے مرتکب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسلمان اور آپ ﷺ کے شاتم کو قتل کر دیا جائے۔ فتاوی قاضی خان وغیرہ کتب میں مذکور ہے، اگر کسی آدمی نے سرورِ دو عالم ﷺ کی ذات میں، صفات میں، ازواجِ مطہرات ور آل پاک اور اصحاب میں اور آپ کی عادات میں، افعال میں، اقوال میں معمولاتِ شرعیہ اور عادیہ میں حالت حیات یا حالت وصال میں قصداً ایذاء رسانی کے ارادہ سے عیب لگایا، وہ کافر ہے۔ اگر سرورِ دو عالم ﷺ کے شعر (بال مبارک) کو "شُعیر" تصغیر کے ساتھ ہلکا اور بے وقار بال کہا وہ کافر ہو گیا۔ اسی وجہ سے ایذاء اور تحقیر کی حرمت اور کفر ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ — یعنی بنوع من الاذیٰ لا فی حیاته ولا بعد مماته" (۳۸۶/۲ شرح الشفاء ملا علی قاری) تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم ایذاء پہنچاؤ رسول اللہ ﷺ کو یعنی کسی قسم کی ایذاء نہ آپ کی حیات میں اور نہ آپ کی وفات کے بعد۔ "وَلَا تَنْكِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ اَبَدًا۔ ای بعد وفاته ولا بعد فراقه بها دخل بها ام لا تعظیما لقدره و تفخیما لامره" اور نہ نکاح کرو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کے ساتھ آپ کے بعد ہمیشہ یعنی آپ ﷺ کی وفات اور فراق کے بعد نکاح نہ کرو خواہ ان کے ساتھ آپ نے ازدواجی عمل فرمایا ہو یا نہیں فرمایا۔ آپ کے قدر کی تعظیم اور آپ کے امر کی توقیر کے لیے۔ پھر فرمایا "ان ذالكم (یعنی اذیٰ) كان عند الله عظیما" (احزاب: ۵۳) اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ مقاتل ابن حسین کہتے ہیں، حضرت طلحہ بن عبید اللہ مصاحب جو کہ صحابی تھے، اس نے کہا تھا جب رسول اکرم ﷺ فوت ہو جائیں گے، میں حضرت عائشہؓ سے شادی کروں گا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ یاد رہے حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان جو عشرہ مبشرہ سے ہیں، ان کا یہ قول نہیں ہے۔ یہ طلحہ کوئی دوسرے صحابی ہیں" کما بینہ قاری محمد طیب بحوالہ اسد الغابہ۔"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• ایسے الفاظ جن کی تعریضاً اور اشارۃً آپ ﷺ کی طرف نسبت گستاخی ہو، ایسے الفاظ کو بھی اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا۔ چنانچہ فرمایا "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا" (الآیہ) اس آیت کا اصل سبب یہ ہے کہ جب یہود "راعنا یا محمد (ﷺ)" کہتے تھے وہ اس لفظ سے رعونت مراد لیتے تھے حالانکہ صحابہ کرام ؓ مراد اس کلمہ کے متبادل معنی "ہماری رعایت فرمانا اور توجہ فرمانا" تھا۔ یہود اس کلمہ کے تلفظ کے بعد باہر اکٹھے ہو کر ہنستے تھے۔ حضرت سعد ابن معاذؓ نے ان سے یہ کلمہ سن لیا اور ان کا قبیح ارادہ بھی سمجھ لیا تو آپ نے قسم اٹھا کر فرمایا، اگر تم یہودیوں میں سے کسی سے میں نے آئندہ یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن اڑادونگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بھی مومنین کو سرورِ دوعالم ﷺ کے ساتھ اس کلمہ کے ساتھ متوجہ کرنے اور کلام کرنے کو منع فرما دیا تاکہ یہ لفظ کافروں اور منافقوں کے لیے استہزاء کا ذریعہ نہ ہو اور یہود کے ساتھ تشبیہ نہ ہو بلکہ بعض علماء نے فرمایا صرف لفظی مشارکت کی وجہ سے منع فرمایا یا سوءِ ادب کی وجہ سے منع فرمایا کیونکہ انصار کی زبان میں "رَاعِنَا" کا مفہوم یہ تھا کہ آپ ہماری رعایت کرینگے تو ہم رعایت کرینگے تو انصار کو منع کر دیا گیا کیونکہ انصار پر بلا شرط حضور ﷺ کی رعایت فرض تھی۔

• معلوم ہوا ایسے الفاظ جن کے بعض معانی شانِ رسالت کے مناسب نہ ہوں، ان کلمات کو آپ کے حق میں تلفظ حرام ہے۔

• آپ ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں اپنی کنیت ابو القاسم رکھنے سے صحابہ کرام کو منع کر دیا تھا تاکہ یہ کلمہ آپ کی ایذاء کا باعث نہ ہو۔ چنانچہ ایک آدمی نے باآواز بلند کہا یا ابا القاسم تو سرورِ دوعالم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے اس کا جواب دیا۔ اس شخص نے کہا، میں نے آپ کو نہیں بلایا۔ اس سے آپ کو ایذاء پہنچی اس کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کو اپنی کنیت ابا القاسم رکھنے سے منع

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمادیا تھا تاکہ منافقین یہی کلمہ بول کر پکاریں اور پھر کہیں ہماری مراد کوئی دوسرا شخص ہے۔ مقصد بلاوجہ التفات سے آپ کو ایذاء پہنچانا ہوتی اس لیے منع فرمادیا۔ تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔(شرح الشفاء للقاری ۳۸۷)

• اسی لیے حکم ہے اگر کسی آدمی کا نام محمد ہے، اس نام کی تعظیم کی جائے۔ چنانچہ حدیث شریف میں "تُسَمُّوْنَ اَوْلَادَكُمْ مُحَمَّدًا ثُمَّ تَلْعَنُوْنَهُمْ" (۲/۳۸۹ شرح الشفاء) تم اپنی اولادوں کے نام اسم محمد کے ساتھ رکھتے ہو پھر اسے گالیاں دیتے ہو۔ یعنی پھر تمہیں اس نام کی تعظیم کرنا واجب ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے بھائی زید ابن الخطاب کے بیٹے کا نام محمد تھا۔ حضرت عمرؓ نے سنا ایک آدمی کہہ رہا ہے "فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ يَا مُحَمَّدُ وَصَنَعَ" (اے محمد تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ ایسے ایسے کرے) تو حضرت عمرؓ نے اپنے بھائی کے بیٹے کو فرمایا "لَا اَرٰى مُحَمَّدٌ ﷺ يُسَبُّ بِكَ" میں یہ نہیں دیکھ سکتا کہ تیری وجہ سے محمد ﷺ کو گالیاں دی جائیں۔ آپ نے اس کا نام عبدالرحمٰن رکھ دیا۔

• حضرت طلحہ بن عبیداللہ کے بیٹے کا نام محمد تھا، سجاد کے نام سے معروف تھا۔ یوم الجمل سیدہ عائشہؓ کی جماعت میں شریک رہے اور انہیں قتل کردیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت طلحہؓ کے بیٹے سے فرمایا، نام تبدیل کرلو تاکہ اس نام کی توہین نہ ہو۔ حضرت محمد بن طلحہ نے عرض کیا، یاامیر المؤمنین جب میں پیدا ہوا مجھے آپ ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا اور میرا نام خود آپ نے محمد رکھا۔ حضرت عمرؓ خاموش ہوگئے۔ آپ کا ارادہ تھا مبارک ناموں کی تعظیم کے تحفظ کے لیے لوگوں کو انبیاء کرام کے نام رکھنے سے منع کردوں لیکن جب محمد بن طلحہ سے مکالمہ ہوا تو آپ نے اپنا ارادہ ملتوی کردیا، نام رکھنے پر پابندی نہ لگائی مگر ایسے مبارک ناموں کی تعظیم کا حکم دے دیا۔

(شرح الشفاء، ص: ۳۸۹، ج ۲)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے محمد ابن الحنفیہ کا نام محمد رکھا اور ان کی کنیت ابوالقاسم رکھی۔ ایک روایت ہے کہ حضرت علیؓ کو سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا:

سَیُوْلَدُ لَكَ بَعْدِیْ غُلَامٌ وَ قَدْ نَحَلْتُهُ اِسْمِیْ وَ کُنْیَتِیْ وَ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ مِنْ اُمَّتِیْ بَعْدَهٗ۔ (شرح الشفاء، ص: ۳۹۰، ج ۲)

ترجمہ: میرے بعد عنقریب اللہ تعالیٰ تجھے بیٹا دے گا میں نے اس کو اپنا نام اور کنیت عطا کی اور اس کے بعد میری امت سے کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہوگا کہ وہ میرے نام اور کنیت کو جمع کرے۔

• معلوم ہوا انبیاء کرام کے اسماء مبارک کی تعظیم فرض ہے اور قصداً علم کے باوجود توہین کفر ہے۔

سرورِ دوعالم ﷺ کی قصداً گستاخی اور نقص کا ارتکاب صراحۃً ہو یا اشارۃً کفر ہے:

• سرورِ دوعالم ﷺ کو سب و شتم کرنے والا اور عیب لگانے والا اور آپ کی ذات میں یا صفات میں یا نسب میں یا دین اور سیرت اور حکومت میں اور آپ کے خصال میں سے کسی خصلت میں نقص لگانے والا صراحۃً یا اشارۃً یا آپ کو کسی شے کے ساتھ سب و شتم اور تحقیر اور استخفاف کے ارادہ سے تشبیہ دینے والا، آپ کی شان میں تحقیر اور عیب جوئی کرنے والا یہ سب لوگ گستاخ اور شاتم الرسول ہیں، ان کا حکم قتل ہے، جس طرح پہلے بیان ہو چکا۔ اسی طرح آپ ﷺ پر لعنت کرنے والا، آپ کے خلاف دعا مانگنے والا اور آپ کے ضرر کی تمنا کرنے والا آپ کی طرف ایسی چیز کی بطور ذم نسبت کرنے والا جو آپ کی شان کے لائق نہیں یا قبیح کلام اور فحش کلام اور جھوٹا کلام بطور مزاح آپ کی طرف منسوب کرنے والا اور آپ پر قصداً افترا کرنے والا اور فقر اور مبارک دانتوں کی شہادت جیسے امتحانی امور کے ساتھ آپ پر عیب لگانے والا اور بعض عوارض بشریہ جیسے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھوک اور اغماء اور ان جیسے امور کے ساتھ آپ کی توہین اور تحقیر کا قصد کرنے والا گستاخ اور کافر ہے۔ اس پر مفسرین اور محدثین، تمام علماء اور ائمہ فتویٰ کا اور تمام مجتہدین کا صحابہ کرام سے لے کر آج تک اجماع ہے۔ قاضی ابو بکر منذر نے کہا، تمام اہلِ علم کا اجماع ہے کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گستاخ کی سزا قتل ہے۔ حضرت امام مالک صاحب کا مذہب اور لیث ابن سعد اور امام احمد بن حنبل اور اسحاق ابن راہویہ اور امام شافعی کا یہی قول ہے اور قاضی عیاض بیان کرتے ہیں، یہی ابو بکر الصدیق کے قول کا مقتضیٰ ہے۔ ان علماء کے نزدیک گستاخ کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی یعنی توبہ کرنے سے قتل کی سزا معاف نہیں ہو گی اور امام ابو حنیفہ اور آپ کے تلامذہ صاحبین اور امام سفیان ثوری اور امام اوزاعی اور اہلِ کوفہ بیان کرتے ہیں، گستاخی ارتداد ہے، گستاخ کی توبہ قبول کی جائے گی یعنی توبہ کے بعد اسے قتل نہیں کیا جائے گا، اگر توبہ سے انکار کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ امام سمنون نے فرمایا، گستاخی زندقہ کی طرح ارتداد ہے (زندیق وہ شخص ہے جس کا کوئی دین نہ ہو، ہر چیز کو مباح کہے اور کسی ملت پر نہ ہو)۔ (شرح شفاء ص: ۳۹۲)

- اس پر علماء کا سلفاً اور خلفاً اجماع ہے کہ زندیق مباح الدم ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

لَا نَعْلَمُ خِلَافًا فِیْ اِسْتِبَاحَةِ دَمِهٖ بَیْنَ عُلَمَاءِ الْاَمْصَارِ وَ سَلَفِ الْاُمَّةِ وَقَدْ ذَکَرَ غَیْرُ وَاحِدٍ الْاِجْمَاعُ عَلٰی قَتْلِهٖ وَ تَکْفِیْرِهٖ۔ (ص: ۳۹۳)

ترجمہ: ہم زندیق کے مباح الدیم ہونے میں علمائے امصار اور سلف صالحین امت کا اختلاف نہیں جانتے۔

اختلاف صرف اس کی توبہ قبول ہونے میں ہے اور اس کی تکفیر میں ہے یعنی کیا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

توبہ کے بعد اس کا قتل حداً ہے یا تعذیراً سیاستۃً ہے یا کفر اور ارتداد کی وجہ سے ہے۔امام محمد ابن سحنون فرماتے ہیں،انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے گستاخ کا حکم بھی زندیق کی طرح ہے۔امام محمد ابن سحنون فرماتے ہیں،شاتم الرسول کافر ہے،اس پر علماء کا اجماع ہے،اس کی سزا قتل ہے۔"مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ فَقَدْ كَفَرَ" (جس شخص نے اس کے کفر میں شک کیا وہ بھی کافر ہے)اس قول کی تفصیل گزر چکی ہے۔علامہ ابراہیم بن حسین فقیہ نے اس کی دلیل حضرت خالد بن ولید کا مالک ابن نویرہ کو قتل کرنا پیش کیا ہے۔اس کا قصہ یہ ہے کہ مالک بن نویرہ تمیمی یربوعی اہل فارس سے تھا،اپنی قوم کا سردار اور مطاع تھا۔حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا۔آپ ﷺ نے اسے اس کی قوم بنی یربوع کے صدقات اور زکوٰۃ وصول کرنے کا عامل مقرر فرمادیا تھا۔مالک بن نویرہ نے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت قائم ہوتے ہی دوسرے مانعینِ زکوٰۃ کی طرح زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا۔حضرت ابو بکرؓ نے اس کی طرف حضرت خالد بن ولید کو بھیجا۔جب حضرت خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ سے زکوٰۃ نہ دینے پر کلام فرمایا تو مالک بن نویرہ نے کہا،میں نماز پڑھوں گا زکوٰۃ نہیں دوں گا۔حضرت خالدؓ نے فرمایا،تو نہیں جانتا،نماز اور زکوٰۃ دونوں کا حکم ایک ہے،ایک کا انکار دوسرے کا بھی انکار ہے۔مالک بن نویرہ نے کہا"قَدْ كَانَ صَاحِبُكَ يَقُوْلُ ذَالِكَ" بیشک تمہارا صاحب یعنی رسول اللہ ﷺ جو تمہارے صاحب تھے،وہ یہی کہتے تھے۔حضرت خالدؓ نے فرمایا"وَمَا تَرَاهُ لَكَ صَاحِبًا" اور کیا تو آپ ﷺ کو اپنا صاحب نہیں مانتا؟"وَاللّٰهِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَكَ" (اللہ تعالیٰ کی قسم اس گستاخی پر میں ارادہ کرتا ہوں کہ تجھے قتل کردوں)یہ کہ تو رسول اللہ ﷺ کو اپنا صاحب نہیں مانتا۔مالک ابن نویرہ اپنے کلام میں بار بار 'صاحبک' بولتا رہا۔حضرت خالدؓ نے فرمایا،میں تجھے قتل کروں گا یعنی تو اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گستاخی کی وجہ سے مرتد مباح الدم ہو چکا ہے۔ وہاں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو قتادہ بھی موجود تھے، انہوں نے حضرت خالد بن ولید کو نرمی کرنے کا مشورہ دیا لیکن حضرت خالد نے ان کے مشورہ کو رد کر دیا اور ضرار بن الازور کو حکم دیا اس کی گردن اڑا دے، اس نے مالک بن نویرہ کو قتل کر دیا۔ حضرت خالدؓ نے مالک بن نویرہ کی بیوی کے ساتھ نکاح کر لیا یا کنیز بنا لیا۔ جب اس واقعہ کی تفصیل مدینہ منورہ پہنچی حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کو عرض کیا، خالد زانی ہے، اسے رجم کریں۔ آپ نے فرمایا، میں اسے رجم نہیں کرتا، اس نے اجتہادی غلطی کی مگر رجم نہیں ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا، اس نے مسلمان کو قتل کیا، اس کو قصاص میں قتل کریں۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا، حضرت خالدؓ نے اسے کافر سمجھ کر قتل کیا، اس پر قصاص نہیں ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا، اس کو امارت اور کمانڈری سے معزول کر دیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا، میں سیف اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی تلوار کو جو اس نے حضرت خالدؓ کی صورت میں مشرکین پر فرمائی ہے، کو بند نہیں کر سکتا۔ (شرح الشفاء، ص: ۳۹۳، ج ۱)

اس واقعہ سے ابراہیم بن حسین بن خالد فقیہ نے رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کے قتل کے وجوب پر استدلال کیا ہے۔

• امام مالک سے عبداللہ المصری ابن وہب روایت کرتے ہیں، جس شخص نے عیب لگانے کے ارادہ سے کہا، سرورِ دوعالم ﷺ رداء (چادر مبارک) یا ازار (تہہ بند) یا رداء یعنی اوڑھنی (کمبل) یا آپ ﷺ کے شعار (دستار، ٹوپی، نعلین، عصا مبارک، گدا، تکیہ اور بچھونا، جائے نماز، چٹائی پیالہ، استعمال کے تمام برتن اور آپ کی سواری، زین، پالان اور دیگر سواری کے لیے استعمال کی اشیاء) اور اعضاء میں سے کوئی عضو، آپ ﷺ کی جلد یا آپ ﷺ کے بٹن میلے تھے، وہ کافر اور واجب القتل ہے۔ کیونکہ اس نے عیب لگانے کی نیت سے ایسا کہا،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس لیے وہ گستاخ ہے اور اگر کوئی شخص نفس الامری حقیقت بیان کرنے کے کی نیت سے کہتا ہے تو وہ کافر نہیں ہے کیونکہ وہ گستاخ نہیں ہے۔(شرح شفا: ۳۹۵)

- علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اگر کسی نے کسی نبی کے خلاف ہلاکت یا عذاب یا کسی ناپسندیدہ چیز کی دعا کی وہ کافر ہے اور واجب القتل ہے۔
- امام ابوالحسن القابسی نے فتویٰ دیا، اگر کسی شخص نے سرورِ دوعالم ﷺ کو جمال (اونٹ بان) یا یتیم ابی طالب توہین اور استحقار کی نیت سے کہا تو وہ کافر اور واجب القتل ہے کیونکہ یہ الفاظ استحقار کی نیت سے کہنے والا گستاخ ہے اور اگر استحقار کی نیت نہیں تو کفر نہیں۔
- اگر کوئی بدصورت آدمی مجلس سے گزرا اور کسی نے کہا سرور دوعالم ﷺ کی صورت اور شکل (العیاذ باللہ) اس شخص کی طرح تھی، وہ کافر اور واجب القتل ہے۔
- امام احمد بن ابی سلیمان صاحب سحنون نے فرمایا، اگر کسی شخص نے کہا رسول اللہ ﷺ اسود (سیاہ رنگ) تھے، وہ کافر واجب القتل ہے۔اس لیے کہ "کان ابیض کانما صیغ من فضۃ" آپ ﷺ سفید تھے گویا آپ کو سفید صاف چاندی سے بنایا گیا تھا۔حدیث شریف میں ہے:

کان ابی ملیحا مقصدا و فی روایۃ کان بیاضہ مشربا بالحمرۃ و فی روایۃ کان احسن الناس وجھا و فی روایۃ کان ازھر اللون۔

(شرح الشفاء ۲/۳۹۶)

ترجمہ آپ ﷺ سفید اور پر کشش متناسب رنگ رکھتے تھے۔آپ ﷺ کے سفیدی میں سرخی ملی ہوئی تھی، سب لوگوں سے آپ کا چہرہ مبارک احسن تھا۔آپ ﷺ خوبصورت لون اور رنگ والے تھے۔

اسود کہنے والے شخص کا کفر آپ ﷺ کی گستاخی اور استحقار کی وجہ سے ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• اندلس کے فقہاء نے ابن حاتم طلیطلی کے کفر اور قتل کا حکم دیا جس نے مناظرہ کے دوران سرورِ دوعالم ﷺ کو حقارۃ کے ارادہ سے یتیم اور ختن حیدرۃ کہا یعنی فاطمۃ الزہراء زوجہ حضرت علی رضی اللہ عنہما کی وجہ سے حضرت علیؓ کا خسر ختن اور سسر کہا۔ نیز ابن حاتم نے کہا، سرور دوعالم ﷺ کا زہد اور فقر اضطراری تھا۔ آپ اس میں عاجز تھے۔ اگر طیبات پر آپ قادر ہوتے تو طیبات کا اکل و شرب فرماتے مگر ابن حاتم کا یہ قول باطل ہے کیونکہ سرورِ دوعالم ﷺ کو اختیار دیا گیا تھا کہ آپ نبی بادشاہ ہونا پسند فرماتے ہیں یا نبی عبد ہونا پسند فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، میں نبی عبد ہونا پسند کرتا ہوں۔ ایک دن جوع کے ساتھ ہوں اور ایک دن کھانے کے ساتھ ہوں، بھوک میں صبر نصیب ہو اور کھانے پر شکر کی توفیق ہو۔ بہر حال ابن حاتم بدبخت نے اس قسم کے دیگر کفریات کا ارتکاب بھی کیا تو اندلس کے فقہاء نے اس کے کفر اور قتل کا فتویٰ صادر فرمایا۔

• ابراہیم مزاری شاعر فن اور علومِ کثیرہ کا ماہر تھا۔ قاضی ابوالعباس بن طالب کی مجلس میں مناظرہ کے لیے حاضر ہوا اس پر انبیاء علیہم السلام رسول اکرم ﷺ کو مجلس میں استہزاء اور استخفاف کرنا ثابت ہو گیا۔ قاضی ابوالعباس اور قیروان کے فقہاء اور اصحاب سحنون نے کفر کا فتویٰ دیا اور قبلہ رخ سولی کے تختہ پر لٹکایا گیا۔ جب پھانسی کے بعد تختہ سے بندھی رسیاں دور کی گئیں تو تختہ قبلہ کی جانب سے خود بخود گھوم گیا۔ جب اس منظر کو لوگوں نے دیکھا تو تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور پیچھے سے ایک کتا بھاگتا ہوا آیا، اس نے مصلوب کے خون میں منہ ڈالا۔ اسی وقت علامہ یحییٰ بن عمر نے فرمایا "صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ" (رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا) اور انہوں نے حدیث بیان فرمائی "اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ لَایَلَغُ الْکَلْبُ فِیْ دَمِ مُسْلِمٍ" کہ کتا کسی مسلمان کے خون میں منہ نہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مارے گا یعنی مسلمان کا خون نہیں پیے گا۔ معلوم ہوا یہ گستاخِ رسول گستاخی کی وجہ سے مسلمان نہیں تھا۔

• حضرت دلجی شارح شفاء نے کہا، اس حدیث کی کوئی اصل نہیں، کس نے اس حدیث کو روایت کیا۔ حضرت ملا علی قاری جواب دیتے ہیں، اس کی ترکیب بھی صحیح ہے اور معنی بھی لہٰذا مبنی کے لحاظ سے اس حدیث میں رکالت نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے علامہ یحییٰ نے اس حدیث سے استدلال اس لیے کیا کہ کسی قضیہ اور واقعہ میں اس کا ثبوت علامہ پر منکشف ہوا جس طرح عارف باللہ سیدی محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں، مجھے یہ بات پہنچی تھی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس آدمی نے لا الٰہ الا اللہ کلمہ تہلیل ستر ہزار مرتبہ پڑھ لیا، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا۔ حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں، ستر ہزار عدد والی حدیث کا تذکرہ تو میں کرتا تھا مگر مجھے کسی سے اس کی سند نہ ملی حتی کہ ایک ضیافت میں ہم جمع ہوئے، جس میں ایک مشہور نوجوان صاحب کشف موجود تھا۔ کھانے کے دوران وہ رونے لگا، میں نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی۔ کہنے لگا، میں نے اپنی امی اور ابو کو عذاب میں مبتلا دیکھا ہے۔ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں، میں نے دل میں ستر ہزار مرتبہ تلاوت کردہ کلمہ طیبہ کا ثواب اس نوجوان کے والدین کو ایصال کیا اور میں نے آہستہ کہا ''وَهَبْتُ ثَوَابَ التَّهْلِيْلِ الْجَلِيْلِ لِمَيِّتَا هٰذَا الرَّجُلِ الْجَمِيْلِ فَضَحِكَ....الخ'' میں نے کلمہ جلیل کا ثواب اس جمیل نوجوان کے ابوین کو ہبہ کیا تو وہ ہنسنے لگا۔ میں نے ہنسنے کی وجہ پوچھی، اس نوجوان نے کہا، میرے والدین سے عذاب اٹھا لیا گیا ہے۔ سماع کردہ حدیث کی صحت اور ثبوت اس نوجوان کے کشف کے ذریعہ سے معلوم ہوئی۔

• لہٰذا قاضی یحییٰ کی حدیث کا ثبوت بھی صحیح کشف کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اس حدیث کا انکار نہ کیا جائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• اگر کسی شخص نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی غزوہ میں شکست ہوئی، یہ بھی کفر ہے اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی ہے۔ حضرت براء بن عاذب کہتے ہیں، غزوہ حنین میں سرورِ دوعالم ﷺ ثابت قدم رہے۔ حضرت براء کہتے، جب غزوات میں شدت کا خوف ہو جاتا، ہم آپ ﷺ کا سہارا لے کر اپنی حفاظت کرتے تھے۔ (شرح الشفا ۲/۳۹۸)

حاصل کلام:

• تنبیہ: حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں، ذکر کردہ امور سے کفر اس وقت ہے جب ان کا ارتکاب قصداً اور ارادہ کے ساتھ اور اس علم کے ساتھ کہ فلاں کفری قول یا فعل میں سرورِ دوعالم ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی ہے اور ہزل اور استہزاء بھی عمداً میں داخل ہے (بلکہ استہزاء اور ہزل میں خطا یا سہو یا جہالت کا عذر بھی قبول نہیں) اگر گستاخی اور کلمہ کفر کا ارتکاب بلا ارادہ یعنی خطاً ہو یا سہواً ہو یا نسیاناً ہو تو یہ کفر نہیں ہے اور اگر کلمہ کفر اور گستاخی جہالۃً سرزد ہو کہ آدمی کو کلمہ کفر کا کفر ہونا معلوم نہیں تھا، اکثر علماء کے نزدیک جہالت عذر نہیں، ایسا شخص کافر ہو جائے گا اور بعض علماء کے نزدیک جہالت عذر ہے، کفر نہیں ہے۔

(شرح الشفاء ص:۳۹۹)

تنبیہ:

• علامہ حبیب ابن الربیع القروی کہتے ہیں، امام مالک اور آپ کے اصحاب کے نزدیک دنیا میں گستاخ کی توبہ قبول نہیں، سزا سے نہیں روک سکتی اور اس کی سزا قتل ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب کے نزدیک دوسرے مرتدین کی طرح گستاخ کی توبہ کا اعتبار ہے۔ گستاخ اگر توبہ کر لے تو عدالت اُسے قتل کی سزا تعزیراً تو دے سکتی ہے ضروری نہیں اور زندیق جس نے اسلام ترک کر دیا اور اس کا کوئی دین نہیں یا ابتداء سے ملحد ہے اور بے دین ہے۔ نہ یہودی نہ عیسائی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وغیرہم، اس کا حکم اور سزا بھی انبیاء عظام علیہم السلام کے گستاخوں کی طرح ہے۔

• فرمایا، زندیق کے متعلق دو روایتیں ہیں، ایک یہ کہ اس کی توبہ بھی قبول نہیں جس طرح امام مالک کا قول ہے۔ دوسری روایت ہے، اس کی توبہ قبول کی جائے گی جیسا کہ امام شافعیؒ کا قول ہے۔

هٰذَا فِیْ اَحْکَامِ الدُّنْیَا وَ اَمَّا فِیْمَا بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ اللّٰهِ تَعَالٰی فَتُقْبَلُ بِلَا خِلَافٍ۔ (شرح الشفاء، ۲/۳۹۹)

ترجمہ: یہ دنیا میں ہے، دنیا میں اس کی سزا موقوف نہیں ہوگی لیکن زندیق اور اللہ تعالیٰ کے درمیان زندیق کی توبہ بلا خلاف قبول ہے۔

تنبیہ:

• اگر کسی نے سرورِ دو عالم ﷺ پر بکریاں چرانے کا عیب لگایا اور اس کا تحقیراً ذکر کیا، وہ کافر ہے۔ اسی طرح آپ پر سہو اور نسیان کا عیب اور نقص لگانا یا آپ پر جادو کے اثر ہو جانے کا عیب لگانا اور آپ کا نقص ذکر کرنا کفر ہے حالانکہ سہو اور نسیان اور سحر سب ثابت ہیں مگر بطور تحقیر ذکر کرنا کفر ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ پر زخمی ہو جانے اور دانت مبارک شہید ہو جانے یا چہرہ اقدس کے زخمی ہو جانے کا عیب کی نیت سے ذکر کرنا کفر ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے بعض لشکروں کی ہزیمت جس طرح غزوۂ اُحد اور غزوۂ حنین میں واقع ہوئی، بطور نقص اور استحقار ذکر کرنا کفر ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی ایسی تکالیف اور ایذاء جو آپ کے زمانے میں دشمنوں کی طرف سے پہنچائی گئی تھیں، آپ پر بطور عیب اور استہزاء کے ارادہ سے تذکرہ کفر ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کا اپنی ازواج کی طرف میلان اور ازواج کے لحاظ سے تنقید اور اعتراض کفر ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔ (النساء: ۵۴)

ترجمہ: کیا وہ لوگوں پر حسد کرتے ہیں ان نعمتوں کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمائیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت حسن بصری اور حضرت مجاہد نے فرمایا، 'الناس' سے مراد صرف جناب رسول اللہ ﷺ ہیں۔ کفار آپ ﷺ کی ازواج کی کثرت پر حسد کرتے تھے اور کہتے تھے، کیا آپ کا کام صرف نکاح کرنا ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا

کَدَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ۔ (النساء: ۵۴)

ترجمہ: پس بیشک ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور ہم نے ان کو عظیم ملک عطا فرمایا جس طرح حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کو۔

چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویاں تھیں، تین سو منکوحات اور حرۃ تھیں اور سات سو کنیزیں اور حضرت داؤد علیہم السلام کی ایک سو بیویاں تھیں جبکہ سرورِ دو عالم ﷺ کی صرف نو بیویاں تھیں۔ ہمارے بعض علماء نے صراحت کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ اگر کسی شخص نے چار نکاح کیے اور ایک ہزار کنیزیں رکھیں، کسی آدمی نے اس کی اس پر مذمت کی اور عیب لگایا وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے کنیزیں جو "وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ" سے حلال کی گئی تھیں گویا ان کو حرام سمجھا، اس لیے اس نے عیب لگایا اور قرآن سے استہزاء کیا۔ ذکر کردہ جزئیات اور تفصیلات کا حکم ہر اس آدمی کے کفر کا ہے جس نے ان امور سے آپ ﷺ پر عیب لگایا یا آپ کے نقص کا ارادہ کیا۔ (شرح الشفاء: ۲/۴۰۰)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تنبیہ:

● قاضی عیاض بیان فرماتے ہیں، اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کے مرتکب کے حالات اور قرائین سے معلوم ہو کہ اس نے گستاخی کا ارادہ نہیں کیا تھا کیونکہ وہ سرورِ دو عالم ﷺ کا نہایت ادب اور احترام کرنے والا ہے، اس پر فوراً کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جائے گا مگر اس سے پوچھا جائے گا کہ اس نے کلمہ کفر اور گستاخی کا ارتکاب کیوں کیا ہے؟ اگر وہ عقلِ سلیم رکھتا ہے، کلمہ کفر کے گستاخی ہونے سے لاعلمی کا عذر بیان کرتا ہے اور کہتا ہے جہالت کی وجہ سے غلطی ہوئی یا شدۃ ضیق قلب اور شدت غم کا عذر بیان کرتا ہے یا قلتِ التفات اور ضبطِ کلام کی قلت کا عذر بیان کرتا ہے یا زبان کی لغزش بیان کرتا ہے، مختار قول یہ ہے کہ وہ شخص کافر ہے اسے سزا دی جائے مگر بعض علماء فرماتے ہیں، اس کا عذر مسموع اور مقبول ہے، اس پر کفر اور اس کی سزا لازم نہیں ہے، جہالت بھی عذر ہے۔ مختار قول کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا علم اور انبیاء عظام علیہم السلام اور ان کی صفات اور آداب کا علم فرضِ عین ہے۔ مقامِ اجمال میں اجمالاً اور مقامِ تفصیل میں تفصیلاً فرض ہے، جہالت کا عذر معتبر نہیں ہے۔

(شرح الشفاء: ۴۲۸/۲)

● اگر سکر اور نشہ کی حالت میں حرام منشیات کا شارب یا آکل کلمہ کفر اور گستاخی کا ارتکاب کرتا ہے، علامہ ابو الحسن قابسی فرماتے ہیں، ایسا آدمی کافر ہے، اسے بھی حداً قتل کیا جائے کیونکہ حدود سکر سے ساقط نہیں ہوتیں۔ جس طرح حد قذف ہے یا قتل یا باقی حدود ہیں کیونکہ جس شخص نے شراب پی جبکہ وہ جانتا ہے کہ اس سے عقل زائل ہو جاتی ہے اور اس کی زبان سے کچھ بھی صادر ہو سکتا ہے، وہ سکران عامد اور صاحی کی طرح ہے لہٰذا زجراً اس پر جملہ حدود اور قصاص اور طلاق اور قطع ید وغیرہ نافذ ہوں گی۔ (شرح الشفاء)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• اس پر سیدنا امیر حمزہؓ کے واقعہ سے اعتراض نہیں ہو سکتا کہ حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں، شراب کی حرمت سے پہلے ایک محفل میں سیدنا امیر حمزہؓ اور دیگر نے شراب پی لی اور سکر اور بدحواسی کی حالت میں حضرت علیؓ کی دو اونٹنیاں جو صحن میں بندھی ہوئی تھیں تاکہ حضرت علیؓ ان اونٹنیوں پر تجر (ایک خوشبودار پودا) لا کر فروخت کریں اور سیدنا فاطمۃ الزہراءؓ کے ساتھ نکاح کرنے پر ان کی رقم سے تعاون حاصل کریں۔ اس وقت اس شراب نوشی کی محفل میں کنیزیں گانا سنا رہی تھیں، ایک نے "اَلَا یَا حَمْزُ بِالشُّرُفِ النِّوَاءِ" گایا، حضرت امیر حمزہؓ باہر نکلے اور اونٹنیوں کی کوہانیں کاٹ دیں اور ان کی کمریں پھاڑ دیں۔ حضرت علیؓ نے سرورِ دو عالم ﷺ کو اطلاع دی، آپ ﷺ تشریف لائے۔ جب سیدنا حمزہؓ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا، حضرت حمزہؓ نے حالتِ نشہ میں غیر مناسب کلام شروع کر دیا اور کہنے لگے "وَ هَلْ اَنْتُمْ اِلَّا عَبِيْدٌ لِاَبِيْ" (تم نہیں مگر میرے باپ کے غلام) جب سرورِ دو عالم ﷺ نے سیدنا امیر حمزہؓ کی یہ حالت دیکھی کہ وہ ہوش و حواس کھو چکے ہیں تو آپ نے فرمایا، یہ حواس باختہ ہے اور آپ واپس تشریف لے گئے۔ اس واقعے سے گستاخ سکران کی سزا پر اعتراض اس لیے نہیں ہو سکتا کیونکہ اس وقت خمر (شراب) حرام نہیں تھی لہٰذا اس کے پینے میں کوئی گناہ نہیں تھا۔ آج بھی اگر کوئی نوم کی حالت میں یا دواء وغیرہ مباح پینے سے سکر پیدا ہو جائے اور اس حالت میں مذکورہ امور کا ارتکاب کرے گا تو اس پر زجراً کوئی حد نہیں ہوگی۔ (شرح الشفاء: ۴۲۹)

جنابِ رسول اللہ ﷺ کی قبرِ انور کی زیارت واجب ہے:

• قاضی عیاض فرماتے ہیں، سرورِ دو عالم ﷺ کی قبرِ انور کی زیارت مسلمانوں کے لیے سنت ہے اور زیارت کے سنت ہونے پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے۔ اجماع ہونے کا امام نووی اور علامہ ابن ہمام نے ذکر فرمایا "بَلْ قِيْلَ اِنَّهَا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واجبۃٌ“ بعض بعض علماء نے فرمایا، آپ ﷺ کی قبر انور کی زیارت واجب ہے۔(شرح الشفاء: ۲/۱۵۰)

• آپ کی قبر انور کی زیارت باعث ثواب اور فضیلت ہے، اس کے لیے ترغیب دی گئی ہے۔(شرح الشفاء: ۲/۱۵۰)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (بِسَنَدِهٖ) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ اَیْ حَقَّتْ وَ ثَبَتَتْ۔(شرح الشفا: ۲/۱۵۰)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس آدمی نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے یعنی ثابت ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (بِسَنَدِهٖ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ زَارَنِیْ فِی الْمَدِیْنَةِ مُحْتَسِبًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ وَ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔(شرح الشفا: ۲/۱۵۰)

ترجمہ: سیدی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے مدینہ میں ثواب کے ارادہ سے میری زیارت کا شرف حاصل کر لیا وہ میرے جوار اور میرے ذمہ میں ہوگا اور قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کرونگا۔

علامہ ملا علی قاری محتسب کا مفہوم بیان کرتے ہیں:

”اَیْ نَاوِیًا ذَالِكَ الْجَنَابَ طَالِبًا لِلثَّوَابِ لَیْسَ لَهٗ غَرَضٌ آخَرُ فِیْ هٰذَا الْبَابِ۔“

ترجمہ: یعنی جناب رسول اکرم ﷺ کی زیارت کی نیت کرنے والا اور ثواب کا طالب اس سلسلہ میں اس کی کوئی دوسری غرض نہیں ہے، اسے یہ سعادت حاصل ہوگی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ وَفِیْ رِوَایَةٍ بَعْدَ وَفَاتِیْ فَكَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔
(شرح الشفاء: ۲/۱۵۰)

ترجمہ: جس شخص نے میری زیارت میری وفات کے بعد کی پس گویا اس نے میری زیارت میری حیات میں کی۔

- حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں، زیارت کے مسئلہ میں احادیث کثیرہ موجود ہیں، ان میں سے ایک حدیث مرفوع حضرت علیؓ سے مروی ہے:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَكَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ لَّمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ۔

ترجمہ: جس شخص نے میری موت کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت میری حیات میں کی اور جس شخص نے میری قبر کی زیارت نہیں کی، اس نے مجھ سے جفا کی یعنی بے وفائی کی۔

بعض علماء نے اس حدیث سے زیارت کا وجوب ثابت کیا ہے۔ (شرح الشفاء)

- حضرت انسؓ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ اَحَدٍ مِنْ اُمَّتِیْ لَهٗ سَعَةٌ ثُمَّ لَمْ یَزُرْنِیْ اِلَّا لَیْسَ لَهٗ عُذْرٌ۔

ترجمہ: میری امت میں سے کوئی ایک آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے استطاعت دی ہے پھر اس نے زیارت نہیں کی، آگاہ رہو اس کے لیے کوئی عذر نہیں۔

- ابن عدی سے روایت ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ" یعنی جس آدمی نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہیں کی، اس نے میرے ساتھ بے وفائی کی۔

- امام مالکؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے "زُرْنَا قَبْرَ النَّبِیِّ ﷺ" کہنے کو مکروہ کہا حالانکہ آپ کے عشق اور محبت کے واقعات کثرت سے مروی ہیں اور آپ روزانہ زیارت کرتے تھے۔ علماء نے اس قول کی مختلف تاویلات ذکر کی ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سب سے اولیٰ تاویل قاضی عیاض نے بیان کی، فرماتے ہیں، امام مالکؒ نے زیارت کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کی طرف کرنے کو مکروہ فرمایا ہے، ان کے نزدیک "زُرْنَا النَّبِیَّ ﷺ" کہنا مکروہ نہیں ہے۔ یعنی زیارت کی اضافت خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہونی چاہیے کیونکہ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ قَبْرِیْ

اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی میرے بعد عبادت کی جائے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِھِمْ مَسَاجِدَ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا اس قوم پر شدید غضب ہے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا۔

امام مالکؒ اس لفظ کی قبر کی طرف اضافت کرنے سے اجتناب کرنے کی وجہ سے اس لفظ "زُرْنَا قَبْرَ النَّبِیِّ ﷺ" کو ناپسند فرمایا تاکہ زمانہ ماضی کے لوگوں کے ساتھ تشبیہ لازم نہ آئے۔ یہ سبب اور یہ ذریعہ اس کی علت ہے ورنہ امام مالکؒ کی زندگی مدینہ منورہ اور ریاض الجنۃ میں قبرِ انور کی زیارتیں کرتے گزری۔ لہٰذا وہ فرماتے ہیں زیارت کرنے والے "زُرْنَا النَّبِیَّ ﷺ" کہیں۔

- استاد حضرت علامہ مولانا حامد علی صاحب رحمہ اللہ بیان فرمایا کرتے کہ امام مالکؒ نے "زُرْنَا قَبْرَ النَّبِیِّ ﷺ" کہنے سے اس لیے منع فرمایا کہ قبر تو میت کی ہوتی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو زندہ ہیں۔ لیکن یہ توجیہہ ضعیف ہے۔
- حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں، احادیث میں زیارت کی نسبت قبرِ انور کی طرف موجود ہے جیسا کہ احادیث میں گزر چکا ہے لہٰذا یہ کراہت کی علت بیان کرنا بھی اعتراض سے خالی نہیں اور جن احادیث میں زیارت کی نسبت نبی کریم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ کی طرف کی گئی ہے، ان سے مراد بھی قبرِ انور کی زیارت ہے کیونکہ وفات کے بعد آپ کی ذات کی زیارت کا تصور بعید ہے اگرچہ ہمارا اعتقاد ہے کہ انبیاء عظام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں کیونکہ جب شہداء زندہ ہیں تو انبیاء بطریق اولیٰ زندہ ہیں۔ (شرح الشفا: ۱۵۲/۲)

- امام شافعی اور نخعی کا قول کہ قبروں کی زیارت مکروہ ہے، شاذ غیر معتبر اور مردود ہے کیونکہ اجماع کے خلاف ہے۔ (شرح الشفاء)
- حنابلہ میں سے ابن تیمیہ نے نہایت تفریط کا ارتکاب کیا کیونکہ وہ کہتا ہے، نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لیے سفر کرنا حرام ہے جیسا کہ بعض علماء نے افراط کا ارتکاب کیا، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی قبرِ انور کی زیارت کے لیے سفر کو حرام کہنا کفر ہے کیونکہ آپ کی زیارت ان عبادات سے ہے جو ضروریاتِ دین سے ہیں۔ لہٰذا زیارت کے جواز یا استحباب کا منکر کافر ہے۔ ملا علی قاری اس کے بعد بیان کرتے ہیں "لَعَلَّ الثَّانِيَ اَقْرَبُ اِلَى الصَّوَابِ" یعنی دوسرا قول صواب کے زیادہ قریب ہے کیونکہ اس امر کی تحریم جس کے استحباب پر علماء کا اجماع ہو، کفر ہے۔ مستحب متفق علیہ مباح کی تحریم سے فوق ہے جب مباح مجمع علیہ کی تحریم کفر ہے تو مستحب مجمع علیہ کی تحریم کا قول بطریق اولیٰ کفر ہے۔
- شاید حضرت ملا علی قاری کے نزدیک مدینہ منورہ سرورِ دوعالم ﷺ کی زیارت کے لیے سفر کرنے کو حرام کہنے والا کافر ہے، اس فتویٰ کی ضرب ابن تیمیہ پر اور اس کے قول کو تسلیم کرنے والوں پر پڑے گی۔ ہماری ضروریاتِ دین کے مفہوم پر تحقیق گزر چکی ہے کہ وہ امور جو ضروریاتِ دین سے ہو، اس کا احناف کے نزدیک مفہوم یہ ہے کہ وہ امر قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ نص یا اجماع قطعی سے ثابت ہو اور وہ بدیہی بھی ہو جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں مذکور ہے۔ اس لحاظ سے زیارت کے لیے سفر ضروریاتِ دین میں داخل نہیں ہو سکتا جس کا انکار

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کفر ہو کیونکہ یہاں نہ نص قطعی ہے اور نہ اجماع قطعی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ لیکن ابن تیمیہ کا قول نہایت گمراہ کن اور ضلال ہے۔ اسی لیے ملا علی قاری نے اسے تفریط فرمایا مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ کی زیارت کے سفر کو سرورِ دو عالم ﷺ کی تحقیر کے ارادہ سے حرام کہنا کفر ہے۔

- حرمین طیبین پر آجکل ابن تیمیہ کے مقلدین اور متبعین کی حکومت ہے بعض مبلغین اور مبلغان اس کے قول کی تبلیغ کر رہے ہوتے ہیں، لہٰذا اہلِ اسلام کو معلوم ہونا چاہیے، ابن تیمیہ کا قول باطل ہے۔

- اسحاق بن ابراہیم فقیہہ فرماتے ہیں، ہمیشہ قدیم زمانے سے حجاج کرام کی عادت رہی ہے حج سے پہلے یا حج کے بعد مدینہ منورہ کا سفر کرتے ہیں اور بارگاہِ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضری دیتے ہیں۔ نیز مسجد نبوی شریف میں نمازیں پڑھتے اور ریاض الجنۃ اور منبر شریف اور آپ ﷺ کے تشریف فرما ہونے کے مقامات مقدسہ اور محراب اقدس اور مبارک ہاتھوں سے ملموس مواضع اور قدمین اقدسین کے بوسے لینے والی جگہیں اور وہ ستون جن کو آپ کے جسم اقدس کی ملامست کا شرف حاصل ہوا اور دیگر متبرکات سے تبرک حاصل کرنے کی سعادت حاصل کرنے کا قصد کرتے ہیں اور یہ عمل الحمدللہ صحابہ کرامؓ اور ائمہ مسلمین سے لے کر آج تک جاری ہے اور خواص اور عوام تبرک حاصل کرتے آرہے ہیں۔

- ابن ابی فدیک جو نہایت ثقہ عالم اور تابعی ہیں، اصحاب صحاحِ ستہ نے ان پر اعتماد کیا ہے، وہ فرماتے ہیں بعض صحابہ کرام سے یہ حدیث پہنچی ہے، جو شخص سرورِ دو عالم ﷺ کی قبرِ انور کے قریب واقف اور حاضر ہوا اور اس نے سلام کے بعد دعا سے پہلے یہ آیت کریمہ تلاوت کی "اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا" (احزاب: ۵۶) پھر اس نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ستر (۷۰) مرتبہ درود شریف ان الفاظ کے ساتھ پڑھا "صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ" تو اسے ایک فرشتہ بلند آواز سے جواب دیتا ہے "صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ یَا فُلَانُ" اس کے نام کے ساتھ اور اس کی کوئی حاجت ساقط نہیں ہوتی۔ یعنی اس کی دعا اللہ تعالیٰ کی طرف بلند ہو جاتی ہے۔ حاجت دنیوی ہو یا اُخروی وہ عطا کر دی جاتی ہے۔ (الحدیث رواہ البیہقی من طریق ابن ابی الدنیا) یہ حدیث ابن ابی الدنیا کی سند سے امام بیہقی نے روایت کی ہے۔ (شرح الشفاء: ۱۵۲)

- حضرت ملا علی قاری لکھتے ہیں، اگر درود شریف کے ان الفاظ کو اس طرح ادا کیا جائے تو بہتر ہے "صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْكَ وَسَلَّمَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ" واللہ تعالیٰ اعلم۔
- مزید تفصیل اور آدابِ زیارت میری کتبِ حج خصوصاً رفیق المناسک میں ملاحظہ فرمائیں۔
- یزید بن ابی سعید المھری بیان کرتے ہیں، حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس حاضر ہوا، جب میں واپس ہونے لگا تو انہوں نے فرمایا "لِیْ اِلَیْكَ حَاجَةٌ" (میرا آپ سے ایک کام ہے) وہ یہ کہ جب تو مدینہ منورہ پہنچے اور قبرِ انور پر حاضری ہو "فَاَقْرِءْهُ مِنِّی السَّلَامَ" (میری طرف سے سلام پیش کرنا) اور دوسرے حضرات روایت کرتے ہیں، حضرت عمر بن عبدالعزیز خلافت کے ایام میں شام میں مقیم تھے اور امورِ خلافت میں مصروفیت کی وجہ سے مدینہ منورہ خود تو حاضر نہ ہوتے مگر ایک آدمی بھیجتے تاکہ ان کی طرف سے سرورِ دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں سلام پیش کرے۔
- بعض راوی کہتے ہیں، میں نے حضرت انس کو دیکھا حضرت انس قبرِ انور پر حاضر ہوتے اور کچھ دیر ٹھہرے رہتے پھر دونوں ہاتھ اٹھاتے یعنی دعا مانگتے اور پھر واپس تشریف لے جاتے۔
- حضرت نافع بیان کرتے ہیں، حضرت عبداللہ ابن عمر قبرِ انور کے نزدیک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے تھے۔ میں نے انہیں ایک سو سے زیادہ مرتبہ سلام پیش کرتے دیکھا۔ سلام کے الفاظ ”اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَتُهٗ وَبَرَکَاتُهٗ“ اور ”اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَابَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبِیْ“ یا ”اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ“ دونوں روایتیں کتب احادیث میں موجود ہیں۔

• نیز حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں، حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ کو دیکھا گیا، آپ سرورِ دوعالم ﷺ کے منبر مبارک سے آپ کے بیٹھنے کی جگہ پر ہاتھ رکھتے اور اس جگہ کو ہاتھوں سے چھوتے اور لمس کرتے اور پھر دونوں ہتھیلیاں اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔ (شرح الشفاء: ۱۵۴)

• حضرت ابن قسیط اور العتبی بیان کرتے ہیں، جب مسجد عام لوگوں سے خالی ہو جاتی تھی صحابہ کرام منبر شریف کے رمانہ (انار کے مشابہ گول پائے کا سر) جس کو سرورِ دوعالم ﷺ دورانِ خطبہ دائیں ہاتھ سے پکڑتے تھے اور وہ قبر شریف کی جانب سے سیدھے ہاتھ پر ہے، صحابہ کرام اس لکڑی کے رمانہ کو دائیں ہاتھوں سے مس کرتے پھر قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا کرتے۔ حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں، منبر شریف کے پائے کے گول سر پکڑنے کی وجہ یہ تھی کہ ”طَلَبًا لِلْیُمْنِ وَالْبَرَکَةِ فِیْ زِیَادَةِ الْاِیْمَانِ وَاَیْقَانِ وَالْاِحْسَانِ“ یعنی صحابہ کرام یہ عمل ایمان اور احسان میں زیادتی میں برکت کے حصول کے لیے کرتے تھے۔ پھر ملا علی قاری دعا کرنے کی وجہ بیان کرتے ہیں ”اَیْ یَدْعُوْنَ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ بِهٰذِهِ الْوَسِیْلَةِ الْمُشْتَمِلَةِ عَلَی الْفَضِیْلَةِ“ (رواہ ابن سعد) یعنی صحابہ کرام لکڑی کے رمانہ اور اس حصہ کو چھونے سے جس پر سرورِ دوعالم ﷺ ہاتھ مبارک رکھتے تھے، اس کو دعا کا وسیلہ بناتے تھے کیونکہ اس میں فضیلت تھی کہ وہ ید اللہ کے ساتھ مس ہوا تھا۔ (شرح الشفاء: ۲/۱۵۴)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• معلوم ہوا اہل سنت و جماعت یعنی سنی بریلوی لوگ جو مقاماتِ مقدسہ سے تبرک حاصل کرتے ہیں اور ان مقدس مقامات کی فضیلت کی وجہ سے انہیں اپنی حاجات اور دعاؤں کی قبولیت اور اجابت میں وسیلہ بناتے ہیں، یہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا معمول تھا اور یہی عقیدہ تھا۔ الحمد للّٰہ علی ذالك۔ منکرین کو اپنے گمراہ کن نظریات سے توبہ کرنی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سرورِ دوعالم ﷺ کے ابوین کریمین بلکہ آباء اور اجداد کرام کے ایمان کا مسئلہ:

علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی اپنی کتاب سبل الہدیٰ میں بیان فرماتے ہیں کہ سرورِ دوعالم ﷺ کے ابوین کریمین بلکہ تمام آباء اور اجداد اور امہات اور جدات شرک اور کفر سے بری تھے۔ سب مومن اور موحد تھے۔ سرورِ دوعالم ﷺ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ۔" (شعراء: ۲۱۸) (تیرا رب وہ ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے، تجھے اور تیرا کروٹیں بدلنا سجدہ کرنے والوں میں دیکھتا ہے۔) سرورِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "لم ازل انقل من اصحاب الطاهرين الى ارحام الطاهرات" (میں ہمیشہ طاہرین آباء کی پشتوں سے طاہرات امہات کے ارحام میں منتقل ہوتا رہا۔) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ" (بیشک مشرک نجس ہیں)۔ امام رازی اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں، جب ساجدین سے آپ ﷺ کے آباء اور اجداد اور امہات مراد ہیں اور حدیث شریف میں اس کی توضیح موجود ہے، اس سے معلوم ہوا سرورِ دوعام ﷺ کے تمام آباء اور اجداد اور امہات اور جدات مومن اور موحد اور شرک و کفر سے پاک اور بری تھے۔

(سبل الہدیٰ، جلد اول، ص: ۲۵۵)

• علامہ الصالحی الشامی نے اپنی کتاب سبل الہدیٰ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے آباء اور اجداد کے ایمان اور توحید کے ثبوت میں تین مسلک تحریر فرمائے ہیں: (۱) بعض علماء کا مسلک یہ ہے کہ آپ کے وہ آباء اور اجداد جو نبی تھے یا کسی نبی کے زمانہ نبوت میں تھے وہ بلاشبہ مومن تھے اور بعض آباء اور اجداد زمانہ فترۃ میں توحید پر تھے اور بعض خود نبی اور رسول تھے اور بعض اپنے زمانہ کے انبیاء کے دین پر تھے۔ وہ آباء واجداد جو زمانہ فترۃ میں تھے کہ پہلے نبی اور دوسرے نبی کی بعثت میں صدیوں کا بُعد تھا جیسے عیسیٰ علیہ السلام اور نبی کریم ﷺ کے درمیان تقریباً چھ سو سال کا وقفہ تھا، اس عرصہ میں ان کی طرف کسی نبی کی دعوت نہیں پہنچی، ان کے لیے فقط موحد ہونا کافی تھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا" (بنی اسرائیل: ۱۵) لہٰذا زمانہ فترۃ کے آباء اور اجداد اور امہات جنت میں جائیں گے۔

- بعض علماء کا مسلک یہ ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ کے زمانہ فترۃ کے آباء اور اجداد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے۔
- اور بعض علماء کا مسلک یہ ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ کے زمانہ فترۃ کے آباء اور اجداد کو سرورِ دو عالم ﷺ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندہ فرمایا اور انہوں نے زندہ ہو کر سرورِ دو عالم ﷺ پر کلمہ پڑھا اور پھر وصال فرمایا۔
- امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی نے اپنی کتاب سبل الہدیٰ میں تمام مسالک کا ذکر کیا اور وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب دیا اور سب کے دلائل تفصیل کے ساتھ ذکر کیے۔ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ لکھا اور ثابت کیا کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔ اگر تفصیل مطلوب ہو تو سبل الہدیٰ، جلد اول یا مسالک الحنفاء فی والدی المصطفےٰ، الحاوی للفتاوی: امام جلال الدین سیوطی یا امام زرقانی کی شرح المواہب اللدنیہ یا امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خان کے فتاویٰ رضویہ میں تحقیقی مقالہ ملاحظہ فرمائیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعلیٰ حضرت کے بیس (۲۰) دلائل:

• امام اہلسنت نے سرورِ دو عالم ﷺ کے آباء اور اجداد کے ایمان پر انیس (۱۹) دلائل ذکر کیے، اس کے بعد فرمایا: بیسویں دلیل یہ ہے کہ ابوین کریمین کے ایمان کی تائید کرنے والے علماء کرام کے پینتیس (۳۵) اسماء گرامی ملاحظہ فرمائیں: (۱) امام عمر بن احمد شاہین (۲) احمد بن علی خطیب بغدادی (۳) علی ابن حسن ابن عساکر (۴) عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیل صاحب الروض الانف (۵) امام محب الدین الطبری (۶) امام ناصر الدین ابن المنیر صاحب شرف المصطفیٰ (۷) امام ابوالفتح محمد ابن محمد صاحب عیون الاثر (۸) علامہ صلاح الدین صفدی (۹) امام شمس الدین دمشقی (۱۰) ابن حجر عسقلانی (۱۱) امام محمد بن عبداللہ ابن العربی مالکی (۱۲) امام ابوالحسن ماروری بصری (۱۳) امام محمد بن خلف شارح صحیح مسلم (۱۴) امام ابو بکر قرطبی (۱۵) امام فخر الدین الرازی (۱۶) امام شرف الدین مناوی (۱۷) امام جلال الدین السیوطی (۱۸) امام ابن حجر ہیتمی (۱۹) امام نور الدین علی بن الجزار (۲۰) محمد بن ابی شریف شارح شفاء (۲۱) علامہ محقق سنوی (۲۲) علامہ عبدالوہاب شعرانی (۲۳) علامہ احمد بن محمد صاحب مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات (۲۴) علامہ زرقانی شارح المواہب (۲۵) امام محمد بن محمد بزازی (۲۶) امام ابن نجیم مصری (۲۷) علامہ حموی (۲۸) علامہ حسین بن محمد دیار بکری (۲۹) امام شہاب الدین خفاجی (۳۰) امام طاہر فتنی (۳۱) امام عبدالحق محدث دہلوی (۳۲) علامہ صاحب کنز الفوائد (۳۳) مولانا بحر العلوم عبدالعلی (۳۴) سید احمد طحطاوی (۳۵) سید ابن عابدین الشامی صاحب رد المحتار۔

• الٰہی بحرمۃ ہذہ الاسماء المبارکۃ و اصحابہا اشفنی من الامراض الموجودۃ الحاضرۃ و احفظنی من الآفات الآتیۃ۔ آمین۔

(محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابو طالب کے ایمان کا مسئلہ:

• حضرت علیؓ کے والد حضرت ابو طالب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا کے ایمان میں علماء کا اختلاف رہا ہے۔ میرے استاذ استاذ العرب والعجم سیدی مولانا عطا محمد بندیالوی گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابو طالب کے ایمان کے قائل تھے۔ اس موضوع پر ان کا مقالہ ''مقالات بندیالوی'' جلد دوم میں شائع ہو چکا ہے۔ آپ کے اکثر تلامذہ اور جید علماء نے آپ سے اتفاق کیا ہے اور فرمایا ہے، یہی قول راجح ہے۔

• آپ تحریر فرماتے ہیں، ایمان کے لیے دو چیزیں اہم ہیں: اول تصدیق، جس کا تعلق دل کے ساتھ ہے، دوم اقرار جس کا تعلق زبان کے ساتھ ہے۔ پھر لکھتے ہیں تصدیق قلبی مسلمان سے کبھی ساقط نہیں ہوتی خواہ کتنا ہی خوف اور اکراہ ہو لیکن اقرار جان اور اعضاء کی ہلاکت کے صحیح خوف سے ساقط ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ (سورۃ نحل:۱۰۶)

ترجمہ: جس شخص نے ایمان کے بعد کفر کیا (وہ کافر ہو گیا) مگر وہ شخص جس پر جبر کیا گیا اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن تھا۔

• آپ لکھتے ہیں، جب اپنی جان کو اعداء سے خطرہ ہو تو زبان پر کفریہ کلمات کا اجراء ایمان کے منافی نہیں جس طرح حضرت عمار بن یاسر کے ساتھ ہوا اور اگر اپنی جان کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جان کو بھی خطرہ ہو تو زبان پر کفریہ کلمات کا اجراء بطریق اولیٰ ایمان کے منافی نہیں۔

• میں کہتا ہوں شاید آپ کا اشارہ حضرت ابو طالب کی زبان پر ''اخترت النار علی العار'' کی طرف ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ کے جواب میں حضرت ابو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طالب کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوئے تھے اور اقرار کے سقوط سے نجاشی بادشاہ کے ایمان کی طرف اشارہ ہے جو صرف تصدیق قلبی کی وجہ سے صحابیِ رسول قرار پایا اور سرورِ دو عالم ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ مدینہ منورہ میں ادا فرمائی۔

(واللہ تعالیٰ اعلم)

- نیز آپ بیان فرماتے ہیں، اگر کسی کے ایمان اور کفر پر دلائل متعارض ہوں تو ایمان کے دلائل کو ترجیح ہوگی خواہ وہ دلائل ضعیف کیوں نہ ہوں کیونکہ کتب فقہ میں اس کی تصریح موجود ہے "اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْا وَلَا یُعْلٰی" (اسلام غالب ہے اور مغلوب نہیں ہے)۔
- ایمانِ حضرت ابی طالب پر زمانہ قریب میں علامہ مولانا محمد بن رسول برزنجی (م ۱۱۰۳ھ) نے ایک رسالہ تحریر کیا، اس کے بعد حضرت ابو طالب کے ایمان پر حضرت علامہ سید احمد بن زینی دحلان مفتی الحرم نے ایک رسالہ بنام "اسنی المطالب فی نجات ابی طالب" تحریر فرمایا۔ ماضی قریب میں اس رسالہ کا اردو میں ترجمہ محشی نبراس شرح شرح العقائد مولانا برخوردار ملتانی نے بنام "القول الجلی فی نجاۃ عم النبی و ابی علی" تحریر فرمایا۔
- قبلہ استاذیم رحمہ اللہ نے حضرت ابو طالب کے ایمان پر تیرہ براہین اور دلائل ذکر فرمائے اور منکرین کے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے۔ تفصیل جاننے کے لیے آپ کا تحریر کردہ مقالہ ملاحظہ فرمائیں۔
- حضرت ابو طالب نے سرورِ دو عالم ﷺ کے دفاع میں جو خدمات دیں، ایسی دفاعی خدمات صاحبِ ایمان ہی دے سکتا ہے۔ نیز استاذ العلماء بندیالوی رحمہ اللہ نے حضرت ابو طالب کے چند اشعار اور خطبات نقل فرمائے ہیں جو ایمان ابی طالب پر نہایت قوی دلائل سمجھے جاتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابو طالب کے اشعار:

۱۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِیْنَ مُحَمَّدٍ
مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّۃِ دِیْنًا۔

ترجمہ: اور بیشک میں جانتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دین انبیاء اور غیر انبیاء کے ادیان میں دین ہونے کے اعتبار سے سب سے بہتر ہے۔

۲۔ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اِنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا
رَسُوْلًا کَمُوْسٰی خُطَّ فِی الْکُتُبِ۔

ترجمہ: کیا تم نہیں جانتے ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول پایا جو کہ کتب میں صحیح ہے۔

۳۔ وَشَقَّ لَہٗ مِنْ اِسْمِہٖ لِیُجِلَّہٗ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَھٰذَا مُحَمَّدٌ۔

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اپنے اسم مبارک محمود سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام محمد مشتق فرمایا تاکہ آپ کو جلا اور روشنی بخشے۔

یہی شعر حضرت حسان بن ثابتؓ کی طرف بھی منسوب ہے۔

خطبات:

حضرت ابو طالب کے خطبات میں مطلوبہ کلمات درج ذیل ہیں:

۱۔ وَاللّٰہِ لَکَاَنِّیْ بِہٖ وَقَدْ غَلَبَ وَدَانَتْ لَہُ الْعَرَبُ وَالْعَجَمُ فَلَا یَسْبِقَنَّکُمْ سَائِرُ الْعَرَبِ فَیَکُوْنُوْا اَسْعَدَ بِہٖ مِنْکُمْ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی قسم! گویا میں دیکھ رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غالب آ گئے اور عرب اور عجم نے ان کی اطاعت کر لی تم سے باقی عرب ایمان لا کر سبقت نہ لے جائیں پس وہ تم سے سعادت مند ہو جائیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ كُونُوا لَهٗ وُلَاةً وَ لِحِزْبِهٖ حُمَاةً وَاللّٰهِ لَا يَسْلُكُ اَحَدٌ سَبِيْلَهٗ اِلَّا رَشَدَ وَلَا يَأْخُذُ اَحَدٌ بِهَدْيِهٖ اِلَّا سَعِدَ۔

ترجمہ: اے قریش کی قوم! تم آپ ﷺ کے قریب ہو جاؤ اور آپ ﷺ کی جماعت کی مدد کرو، اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ کے راستہ پر کوئی نہیں چلے گا مگر وہ ہدایت پائے گا اور آپ ﷺ کی سیرت کوئی نہیں اپنائے گا مگر وہ سعادت مند ہو جائے گا۔

۳۔ مَنْ تَزَالُوْا بِخَيْرٍ مَا سَمِعْتُمْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَ مَا اتَّبَعْتُمْ بِاَمْرِهٖ فَاَطِيْعُوْهُ تَرْشُدُوْا۔

ترجمہ: جب تک تم محمد ﷺ کی بات سنو گے اور آپ کے امر کی اتباع کرو گے تم ہمیشہ خیر کے ساتھ رہو گے۔

• مذکورہ اشعار اور خطبات علامہ برزنجی اور سید احمد زینی دحلان نے مستند تاریخ کی کتابوں سے نقل کیے ہیں۔ قارئین ان رسالوں کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

• سرورِ دوعالم ﷺ کا بچپن تھا، مکہ مکرمہ میں قحط پڑ گیا۔ قریش نے حضرت ابو طالب سے بارش کے لیے درخواست کی۔ حضرت ابو طالب دعا کے لیے سرکارِ دوعالم ﷺ کو مطاف میں لے آئے۔ حضرت ابو طالب نے آپ ﷺ کے توسل سے بارش کے لیے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے بارش عطا فرمادی۔ حضرت ابو طالب نے خوش ہو کر آپ ﷺ کے مدح میں اشعار پڑھے، ان میں سے ایک شعر یہ ہے:

وَ اَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثُمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

ترجمہ: اور گورے چہرہ والے جس کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے، وہ یتیموں کا سہارا اور بیوہ عورتوں کا محافظ ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مدینہ منورہ میں بارش اور ابو طالب کے لیے خیر کی خبر:

پھر ایک عرصہ کے بعد مدینہ منورہ میں قحط پڑا۔ ایک صحابی نے جمعہ کے اجتماع میں سرورِ دوعالم ﷺ سے دعا کے لیے درخواست کی، آپ ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ بادل ظاہر ہوئے۔ ایک ہفتہ تک بارش ہوتی رہی۔ دوسرے جمعہ اسی صحابی نے عرض کیا، یارسول اللہ! بارش بند ہونی چاہیے، اس کی زیادتی سے اہلِ مدینہ کا کافی نقصان ہو رہا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا "اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا لَا عَلَيْنَا" (اے اللہ تعالیٰ! ہمارے اوپر نہیں ہمارے مدینہ سے باہر ارد گرد بارش برسے)۔ اسی وقت بادلوں نے مدینہ کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابو طالب تو ہجرت سے پہلے وفات پاچکے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"لِلّٰهِ دَرُّ اَبِيْ طَالِبٍ لَوْ كَانَ حَيًّا لَقَرَّتْ عَيْنَاهُ"

(ابو طالب کے لیے اللہ تعالیٰ سے خیر کثیر ہو، وہ اگر زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔)

- ان کلمات سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو طالب کے لیے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیر کثیر کی دعا فرمائی اور ان کی خوشی اور آنکھوں کی ٹھنڈک کی خبر دی ہے، خیر اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ سے خوشی مومن کو ہو سکتی ہے۔ ان دلائل سے معلوم ہوا، حضرت ابو طالب کا خاتمہ ایمان پر ہوا، یہی ہمارا عقیدہ ہونا چاہیے۔ (خلاصہ از مقالات بندیالوی، جلد دوم)
- جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء کے بقیہ دلائل اور اعتراضات کے جوابات دیکھنے کے لیے آپ کے مقالہ کو دیکھیں، ہم اس مختصر کتاب میں انہی کلمات پر اکتفاء کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کافروں کے اجمالاً چار گروپ ہیں:

۱۔ اہلِ کتاب ۲۔ مشرک ۳۔ کافر غیر مشرک ۴۔ مرتد

۱۔ اہلِ کتاب سے مراد وہ کافر ہیں جو انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کی نبوت پر ایمان رکھتے ہوں اور انبیاء پر نازل آسمانی کتب یا صحائف میں سے کسی کتاب یا صحیفہ کو حق مانتے ہوں لیکن ہمارے آقا سرورِ دوعالم ﷺ کی نبوت کا انکار کرتے ہوں یا آپ کی نبوت کو عامتہ نہ مانتے ہوں، صرف عربوں کے لیے نبی مانتے ہوں۔ جیسے بعض یہودی اور عیسائی۔

۲۔ مشرک سے مراد وہ کافر ہیں جو کسی نبی کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ کسی آسمانی کتاب کو مانتے ہیں۔ مشرک اور کافر کے درمیان عموم اور خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ شرک کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو واجب الوجود یا عبادت کا مستحق سمجھا جائے۔ مجوسی دو الہ واجب الوجود مانتے ہیں۔ یزدان خالق خیر اور اہرمن خالق شر دونوں کو ازلی اور ابدی مانتے ہیں۔ اور مشرکین مکہ بتوں کو اور یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عبادت کا مستحق سمجھتے ہیں۔ یہ کافر مشرک ہیں اور ان کے علاوہ دہری اور کمیونسٹ اور سکھ وغیرہا کافر ہیں لیکن مشرک نہیں۔ شرک کے صرف یہی دو قسم ہیں مگر کفر کے لاتعداد اقسام ہیں۔ نماز یا زکوٰۃ یا صیامِ رمضان کا منکر بھی کافر ہوتا ہے مگر مشرک نہیں۔

۳۔ مرتد وہ کافر ہے جو پہلے صحیح العقیدہ مسلمان ہو اور پھر اسلام ترک کر کے کفر اختیار کر لے۔ (ردالمحتار)

۴۔ کافر غیر مشرک وہ کافر ہیں جو کسی نبی کو اور آسمانی کتاب کو نہیں مانتے اور شرک کے علاوہ دوسری کفریات کے ارتکاب سے کافر ہوں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اہلِ کتاب، مشرک، کافر اور مرتد کے متعلق احکام:

• اہلِ کتاب کفار کی ذبیحہ حلال ہے اور ان کی لڑکیوں کے ساتھ مسلمانوں کا نکاح کرنا جائز ہے مگر مسلمان لڑکیوں کے ساتھ اہلِ کتاب مردوں کا نکاح جائز نہیں۔ اور اہلِ کتاب کافروں کے لیے مغفرت کی دعا اور ان کی نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ علم کے ہوتے ہوئے کافر کے لیے مغفرت کی دعا کرنا کفر ہے۔ جب معلوم ہو میت یقیناً کافر ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ کافر کے لیے مغفرت کی دعا کفر ہے، ان دو شرطوں کے ہوتے ہوئے کافر میت کے لیے دعا کرنا کفر ہے۔

• اہلِ شرک اور غیر اہلِ کتاب کافر لوگوں کا ذبیحہ حرام ہے اور ان کی عورتوں کا مسلمان مردوں کے ساتھ اور مسلمان عورتوں کا ان کے مردوں کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے لیکن باہم ایک دوسرے کے ساتھ ان کافروں کے نکاح جائز ہیں اور ان کافروں کے لیے بھی مغفرت کی دعا اور ان کی نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

• مرتدین کفار کی ذبیحہ حرام اور ان کے مردوں کے ساتھ مسلمان عورتوں کا اور ان کی عورتوں کے ساتھ مسلمان مردوں کا نکاح جائز نہیں اور مرتدین کافروں کا ایک دوسرے کے ساتھ بھی نکاح جائز نہیں۔ اور ان کے لیے مغفرت کی دعا اور ان کی نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (کتب فقہ)

اہلِ کتاب کی تعیین:

• محققین فقہاء ابن ہمام اور شامی وغیرہما کے نزدیک وہ غیر اسلامی کافر فرقہ جو انبیاء عظام علیہم السلام میں سے کسی نبی پر ایمان رکھتا ہے اور اس پر نازل شدہ کتاب کے ساتھ اپنے اعتقادات پر استدلال کرتا ہے، وہ کافر اہل کتاب سے ہے اگرچہ اس کا عقیدہ مشرکانہ اور کافرانہ بھی ہو۔

• چنانچہ یہودی اپنے معتقدات پر تورات سے اور عیسائی اپنے معتقدات پر انجیل (بائبل) سے استدلال کرتے ہیں۔ اس لیے یہودی اور عیسائی اہلِ کتاب کافر ہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اگرچہ یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا اور مستحقِ عبادت ہونے کا اعتقاد رکھنے کی وجہ سے مشرک بھی ہیں لیکن جمہور فقہاء کے نزدیک سارے یہودی اور عیسائی خواہ مشرک ہوں یا غیر مشرک، اہلِ کتاب سے شمار ہوں گے، ان کے احکام اہلِ کتاب کے احکام ہونگے۔ ان کی ذبیحہ حلال اور ان کی لڑکیوں کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ (ردالمحتار)

مدعیانِ اسلام میں سے کافر فرقوں کا بیان:

• پاکستان میں موجود قادیانی، آغاخانی اور بعض علماء کے نزدیک پرویزی اور ذکری فرقہ، کفریہ اعتقادات ان کا مذہب ہے، جس کی وجہ سے وہ اصلی کافر ہیں للہذا اگر یہ فرقے کسی نبی اور کسی کتاب منزل پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنے اعتقادات پر قرآن مجید سے استدلال کرتے ہیں اور دوسری اور تیسری پشت یا اس سے زائد نسل کے لوگ ہیں، انہیں اہلِ کتاب کافر کہنا زیادہ صحیح ہے۔

جس فرقہ کا مذہب کفریہ عقیدہ ہو وہ پورا فرقہ کافر ہے:

• اور غالی گستاخانِ صحابہؓ اور گستاخانہ رسالت مآب ﷺ جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اگر گستاخانہ کفریہ اعتقادات ان کا مذہب ہے تو وہ بے شک من حیث المذہب کافر ہیں کیونکہ اگر کفر کسی فرقہ کا مذہب ہو تو وہ پورا فرقہ اور ان کی اولادیں کافر ہوتی ہیں۔ کفریہ اعتقادات کا مذہب ہونا اور کسی مسلم آدمی سے اتفاقیہ کفریہ کلمات کا صادر ہو جانا الگ الگ امر ہیں۔ مذہب اور کفر کے صدور میں التزام اور لزوم کا فرق ہے۔

جس فرقہ کے بعض افراد سے کفر صادر ہو وہ فرقہ کافر نہیں:

• للہذا اگر کفریہ اعتقادات کسی فرقہ کا مذہب نہیں مگر ان کے بعض افراد سے کفریہ کلمات کا صدور ہو تو وہ پورا فرقہ جماعت کی حیثیت سے کافر نہیں ہوگا، صرف اس فرقہ کے وہ افراد کافر ہوں گے جن سے کفر کا صدور ہوا اور انہوں نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کا التزام کر لیا لہٰذا اہلسنت کے علاوہ باقی اسلامی فرقوں کے متعلق ہمارے علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ ان کی پوری جماعت کافر نہیں صرف وہ لوگ کافر ہیں جن سے کفر کا صدور ہوا اور انہوں نے توبہ نہیں کی بلکہ کفر کا التزام کیا اور اس پر ڈٹے رہے۔ گستاخی اور توہین آمیز تحریر جس کی وجہ سے انہیں کافر کہا جاتا ہے، ان کا مذہب نہیں ہے بلکہ انبیاء علیہم السلام کی توہین ان کے مذہب میں بھی کفر ہے اگر ان فرقوں کے بعض افراد گستاخ تھے یا ہیں، وہ کافر ہیں بخلاف قادیانیوں کے فرقہ کے کیونکہ ختم نبوت کا انکار قادیانیوں کا مذہب ہے، اس وجہ سے پوری قادیانیت اور ان کی اولادیں کافر ہیں۔

مرتد فرقوں کی اولادیں اہلِ کتاب کی طرح ہیں:

● مگر اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ قادیانی لوگوں کی اولادیں مرتد کافر ہیں یا کافر مشرک ہیں یا اہلِ کتاب کافروں میں سے ہیں؟ اگر دیکھا جائے کہ قادیانی لوگ اشرف الانبیاء ﷺ کی نبوت پر ایمان تو رکھتے ہیں مگر صفت خاتم النبیین کا انکار کرتے ہیں اور اپنے اعتقاد کے مطابق نمازیں، روزے اور حج بھی کرتے ہیں اور اسلام کو اپنا دین ہونا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے معتقدات پر قرآن مجید سے استدلال بھی کرتے ہیں مگر اعتقادات کفریہ کی وجہ سے کافر ہیں تو یہ اہلِ کتاب کی طرز کے کافر ہیں کیونکہ ان کی پہلی نسل اولاد سے کفر اصلی شروع ہو جاتا ہے، کفر طاری نہیں ہوتا، ان کے بچے بھی جناب رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے اور مرزا غلام احمد لعنہ اللہ کو نبی مانتے ہیں لہٰذا ان کی اولادوں کا کفر طاری نہیں ہوتا، ان کے احکام اہلِ کتاب کافروں جیسے ہونے چاہئیں۔ مگر قادیانی ہونے والے وہ لوگ جنہوں نے اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کیا اور مرزائی بن گئے، وہ مرتد ہیں۔ آغا خانی اور پرویزی اور ذکری فرقوں کے متعلق بھی یہی تفصیل ہے۔ آئندہ ان شاء اللہ تفصیل ذکر کی جائے گی۔ اور وہ گستاخ جن کی کفریہ گستاخیاں ان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا مذہب ہیں اور وہ اپنے معتقدات پر قرآن مجید سے استدلال کرتے ہیں اور وہ آیات جو ان کے اعتقادات کے منافی ہیں، ان کی تاویل کر کے الٹا اپنی تصدیق میں پیش کرتے ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کرتے ہیں، جس طرح گستاخِ صحابہ شیعوں کا حال ہے، ان کے مختلف فرقے ہیں۔

اہلِ تشیع کے تین فرقے:

• دراصل ہمارے علم کے مطابق اہلِ تشیع کے اجمالاً تین فرقے ہیں: تفضیلی اور سبی اور غالی۔ ا۔ تفضیلی شیعہ صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو باقی صحابہ پر فضیلت دیتے ہیں، ان کے بقیہ عقائد اہلسنت کی طرح ہیں، ایسے شیعہ مومن اور بدعتی ہیں۔ ۲۔ سبی شیعہ وہ شیعہ ہیں جو صحابہ کرام کو حتی کہ شیخین کو گالیاں دیتے ہیں لیکن صحابہ کرام کو صحابہ مانتے ہیں اور قرآن مجید کو مکمل اور صحبتِ صدیق اور عصمتِ سیّدہ عائشہ کے قائل ہوتے ہیں۔ ان کا بقیہ عقیدہ اہلسنت کی طرح ہوتا ہے۔ یہ بھی اسلام سے خارج نہیں کیونکہ صرف صحابہ کرام اور شیخین رضی اللہ عنہم کو سب کرنا محققین فقہاء کے نزدیک کفر نہیں۔ ۳۔ غالی شیعوں سے وہ شیعہ مراد ہیں جو صحبتِ صدیق کے منکر اور قذف سیّدہ عائشہ کے قائل اور بعض حضرت علیؓ کی الوہیت کے قائل، حضرت جبرئیل علیہ السلام کی وحی میں غلطی یا ارواح کا تناسخ اور رجعتِ اموات کے قائل ہیں۔ ایسے لوگ بہت کم ہیں، پہلے ادوار میں ہوتے ہونگے لیکن ایسے لوگ بھی کافر مرتد ہیں۔ ان کے کفریہ اعتقادات ان کا مذہب ہیں۔ اسلام ترک کر کے ایسا شیعہ ہونے والے شیعہ مرتد ہیں اور ان کی اولادیں اگر ان کے اعتقادات پر قائم ہیں تو ان کا حکم اصلی کافروں کا ہے۔ (عالمگیری)

• دیکھا جائے تو اس فرقہ کی پہلی نسل اور اولاد ہم عقیدہ کا کفر اصلی ہوتا ہے اور ان کے نابالغ بچے بھی قذف ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کے معتقد اور صحبتِ صدیق کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منکر اور قرآن مجید کے ناقص ہونے کے معتقد ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کا کفر بھی اصلی کفر ہے اور اہل کتاب کے کفر کی طرح ہے۔

اہل تشیع کی اولادوں کا حکم:

• لہٰذا اس فرقہ کی اولادوں کے لیے اہل کتاب جیسے احکام ہونے چاہئیں کیونکہ محقق ابن ہمام اور آپ کے تلامذہ کی تحقیق کی روشنی میں ایسے فرقے اہل کتاب کافر قرار پاتے ہیں۔ چنانچہ فتح القدیر میں کتابی کافر کی تعریف میں مذکور ہے:

اہل کتاب کی تعریف:

الکتابی من یؤمن بنبی و یقر بکتاب والسامریة من الیهود و اما من آمن بزبور داؤد و صحف ابراهیم و شیث فهم اهل کتاب تحل منا کحتهم عندنا۔ (کتاب النکاح)

ترجمہ: کتابی وہ شخص ہے جو کسی نبی پر ایمان لایا ہو اور کسی آسمانی کتاب کا اقرار کرتا ہوں۔ سامری (بچھڑے کو معبود بنانے والا) فرقہ بھی یہودی اور اہل کتاب سے ہے۔ وہ لوگ جو حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور اور حضرت ابراہیم اور شیث علیہ السلام کے صحیفوں کے ساتھ ایمان لائے ہیں پس وہ اہل کتاب ہیں۔ ہمارے نزدیک ان کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔ (۲۲۱/۳ مکتبہ علمیہ بیروت)

اہل کتاب کی اس تعریف کے مطابق دنیا میں موجود ضروریاتِ دین کے منکر لیکن مسلمان کہلانے والوں کی اولادیں اہل کتاب قرار پائیں گی۔

پھر فرمایا:

و اما المعتزلة فمقتضی الوجه حل منا کحتهم لان الحق عدم تکفیر اهل القبلة و ان وقع الزاما فی المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومة بالضرورة من الدین مثل القائل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بقدم العالم و نفی العلم بالجزئیات علی ما صرح به المحققون و اقول و کذا القول بالایجاب بالذات و نفی الاختیار۔
(۲۲۱/۳ فتح القدیر)

معتزلہ کے ساتھ مناکحت کا حکم:

ترجمہ: اور معتزلہ پس دلیل کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے ساتھ باہمی مناکحت حلال ہے کیونکہ حق یہ ہے کہ اہلِ قبلہ کی تکفیر نہ کی جائے اگرچہ ان کے ساتھ ان سے بحث میں ان سے کفر کا لازم ہونا واقع ہو بخلاف ان لوگوں کے جو قطعی امور جن کا دین سے ہونا غور و فکر کے بغیر معلوم ہے، کے مخالف ہیں (وہ اہلِ قبلہ نہیں ہیں اور وہ کافر ہیں) جیسے عالم کے قدیم ہونے کے قائل اور اللہ کے لیے جزئیات کے علم کی نفی کے قائل جیسا کہ محققین نے اس کی تصریح کی ہے اور میں کہتا ہوں اسی طرح اللہ تعالی کے اختیار کی نفی اور اللہ تعالی سے اشیاء کے صدور کا بغیر اختیار کے ایجاب اور اضطرار بالذات کا قول بھی کفر ہے۔

معتزلہ کافر ہیں:

اسی مقام پر علامہ شامی نے فرمایا:

(و قوله و ان وقع الزاما فی المباحث) معناه و ان وقع التصریح بکفر المعتزلة و نحوهم عند البحث معهم فی رد مذهبهم بانه کفر ای یلزم من قولهم بکذا الکفر و لا یقتضی ذالك کفرهم لان لازم المذهب لیس بمذهب و ایضا فانهم ما قالوا ذالك الا لشبهة دلیل شرعی علی زعمهم و ان اخطئوا فیه و لزمهم المحذور علی ان لیسو بادنی حالا من اهل الکتاب بل هم مقرون باشرف الکتب و لعل القائل بعدم حل مناکحتهم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یحکم بردتھم بما اعتقدوہ و ھو بعید لان ذالك اصل اعتقادھم فان سلم انه کفر لا یکون ردۃ قال فی البحر و ینبغی ان من اعتقد مذھبا یکفر به ان کان قبل تقدم الاعتقاد الصحیح فھو مشرك و ان طرأ علیه فھو مرتدا ہ و بھذا ظھر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوھیة فی علی او ان جبرائیل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدۃ الصدیقة فھو کافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدین بالضرورۃ بخلاف ما اذا کان یفضل علیا او سب الصحابة فانه مبتدع لا کافر کما اوضحته فی کتابی (تنبیه الولاۃ والحکام علی احکام شاتم خیر الانام او احد اصحابه الکرام علیه وعلیھم الصلوۃ والسلام)۔(۱۳۵/۴دارالبازمکۃالمکرمہ)

مذہب کا لازم مذہب نہیں ہوتا:

ترجمہ: مصنف کا قول (وان وقع الزاما فی المباحث) کا معنی یہ ہے اگرچہ معتزلہ اور معتزلہ جیسے فرقوں کے لیے ان کے ساتھ بحث کرتے وقت کفر کی تصریح واقع ہو ان کے مذہب کو رد کرتے ہوئے کہا جائے کہ یہ کفر ہے، یعنی ان کے ایسا قول کرنے سے کفر لازم آتا ہے، اس طرح کی تصریح ان کے کافر ہو جانے کا تقاضا نہیں کرتی کیونکہ مذہب کا لازم مذہب نہیں ہوتا اور نیز بیشک معتزلہ نے وہ قول نہیں کیا مگر دلیل شرعی کے شبہہ کی وجہ سے اپنے گمان میں اگرچہ اس میں معتزلہ نے خطا کی اور ان کو ممنوع امر لازم آگیا۔ علاوہ ازیں بیشک معتزلہ کا حال اہل کتاب سے کمتر نہیں ہے بلکہ معتزلی سب کتابوں سے اشرف کتاب (قرآن) کے ساتھ اقرار اور تصدیق رکھتے ہیں شاید معتزلہ کے ساتھ نکاح کو حلال نہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہنے والا شخص ان کے اعتقادات کی وجہ سے ان پر مرتد ہونے کا حکم کرتا ہے اور یہ حکم بعید ہے، کیونکہ یہ اعتقادات ان کا اصل اعتقاد ہیں (طاری نہیں) پس اگر بالفرض تسلیم کرلیا جائے کہ ان کے اعتقادات کفریہ ہیں تو یہ کفر ارتداد نہیں ہوگا۔ صاحب بحر الرائق نے بحر الرائق میں فرمایا "اور مناسب ہے کہ جو شخص ایسے مذہب کا اعتقاد رکھتا ہے، جس کے ساتھ اس کی تکفیر کی گئی ہے، اگر اس کا کفریہ اعتقاد صحیح اعتقاد سے پہلے ہے تو وہ شخص اصلی کافر ہے۔ اور اگر صحیح اعتقاد پر طاری ہے تو وہ مرتد ہے۔" اھ۔ اور اس تحقیق سے ظاہر ہوا بیشک رافضی اگر ان لوگوں سے ہیں جو حضرت علیؓ میں الوہیت کا اعتقاد رکھتے ہیں یا ان کا اعتقاد ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے وحی میں غلطی کی (کہ غلطی سے وحی جناب رسول اکرم ﷺ پر نازل کردی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر نہیں کی) یا وہ رافضی حضرت ابوبکر صدیق کی صحابیت کا منکر ہے یا ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت کا اعتقاد رکھتا ہے تو وہ رافضی کافر ہے کیونکہ وہ رافضی شخص قطعی امور جن کا قرآن مجید سے صراحت کے ساتھ ثبوت ہے اور ان قطعی امور کا دین سے ہونا بغیر غور و فکر کے ثابت ہے، کا مخالف اور منکر ہے بخلاف اس رافضی کے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلفائے ثلاثہ پر فضیلت دیتا ہے یا صحابہ کرام کو گالیاں دیتا ہے، وہ بدعتی ہے کافر نہیں ہے جیسا کہ میں نے اس کی وضاحت اپنی کتاب (تنبیہ الولاۃ والحکام) میں کردی ہے۔

علامہ ابن ہمام اور علامہ شامی کی تحقیق کی روشنی میں درج ذیل امور معلوم ہوئے:

۱۔ معتزلہ جو آدمی کو اپنے افعال اختیاریہ کا خالق مانتے ہیں یعنی دو خالق بلکہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اربوں خالق مانتے ہیں اور خلقِ قرآن کے قائل ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے منکر ہیں کہ صفات اللہ تعالیٰ کی ذات کے ماسوا کا نام نہیں بلکہ عین ذات ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اصلح کے صدور کو واجب مانتے ہیں اور بندے کے افعال کے وجود سے قبل اللہ تعالیٰ کے علم کی نفی کرتے ہیں باوجود مذکورہ اعتقادات کے ان کے ساتھ مناکحت اور رشتہ کرنا جائز ہے اور ان کو کافر کہنا جائز نہیں۔ بالفرض اگر کافر ہیں تو پھر اہلِ کتاب جیسے کافر ہیں۔ لہٰذا ان کے ساتھ مناکحت جائز ہے۔

اوّلاً اس لیے کہ وہ کافر نہیں ہیں مسلمان ہیں لہٰذا ان کے ساتھ نکاح کا معاملہ مسلمانوں کے ساتھ معاملہ ہے۔

ثانیاً بالفرض والتسلیم اگر وہ کافر ہیں تو پھر اہلِ کتاب کفار جیسے ہیں اور جب اہلِ کتاب کفار (یہود ونصاریٰ) کے ساتھ مناکحت جائز ہے تو معتزلہ کے ساتھ بطریق اولیٰ جائز ہے۔

لہٰذا جن علماء نے معتزلہ کے نکاح کو جائز نہیں رکھا انہوں نے معتزلہ کو مرتد قرار دیا مگر یہ بعید ہے کیونکہ معتزلہ کے معتقدات اگر کفریہ ہیں تو یہ معتقدات اصلی اعتقادات ہیں، طاری اور ایمان کے بعد عارض ہونے والے نہیں لہٰذا ان کو مرتد کہنا غلط ہوگا۔ اگر معتزلہ کافر ہیں تو اصلی کافر اور اہلِ کتاب میں سے ہوں گے۔

۲۔ دوم معلوم ہوا رافضی جماعت کے وہ لوگ جو حضرت علی کرمہ اللہ وجہہ الکریم کی الوہیت یا جبریل علیہ اسلام کی وحی میں غلطی کے قائل ہیں یا صحبتِ صدیق کے منکر ہیں یا سیدہ عائشہؓ پر تہمت کے قائل ہیں یا ان امور کے منکر ہیں جن کا قطعی ہونا اور دین سے ہونا بدیہی ہے، ایسے لوگ کافر ہیں مگر تفضیلی اور صحابہ کرام کو سب کرنے والے رافضی کافر نہیں ہیں۔ واضح ہے جو رافضی یا شیعہ کافر نہیں ہیں ان کے ساتھ مناکحت جائز ہے اور وہ رافضی جو کافر ہیں یا مرتد ہیں یا پھر اصلی کافر ہیں، اگر اصلی کافر ہیں تو اہلِ کتاب جیسے کافر یا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مشرک ہیں؟ اگر کہا جائے ان کے اعتقادات کفریہ اصلی اعتقادات ہیں، ایمان پر طاری نہیں اور اپنے اعتقادات پر قرآن مجید کے ساتھ استدلال بھی کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں تو یہ رافضی اہلِ کتاب کفار جیسے ہیں، ان کے ساتھ بھی مناکحت جائز ہونی چاہیے۔

• امام ابن ہمام اور شامی کی تحقیق سے یہی معلوم ہوتا ہے اور ظاہر بھی یہی ہے کیونکہ کافروں کی طرح ان کے نابالغ بچوں کے اعتقادات بھی بڑوں کے اعتقادات کی طرح کفریہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کے غیر بالغ عاقل بچے بھی کافر ہوتے ہیں اور بالغ ہونے کے بعد ان کے کفری اعتقادات اصلی اعتقادات ہوتے ہیں، ایمان پر طاری نہیں ہوتے لہٰذا انہیں اہلِ کتاب کفار سے شمار کرنا ظاہر ہے اور انہیں غیر اہلِ کتاب مرتد کہنا محلِ نظر ہے۔ اگرچہ عالمگیری میں زیدیہ اور بعض انتہائی غالی رافضیوں کے متعلق مذکور ہے کہ ان کے احکام مرتدین کے احکام ہوں گے مگر فتح القدیر اور شامی کی درج بالا تحقیق کی روشنی میں ان کا اہلِ کتاب ہونا ظاہر ہے۔ عالمگیری کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

فرقہ زیدیہ کا ذکر:

و یجب اکفار الزیدیة کلھم فی قولھم بانتظار نبی من العجم ینسخ دین نبینا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کذا فی الوجیز للکردی۔ و یجب اکفار الروافض فی قولھم برجعة الاموات الی الدنیا او بتناسخ الارواح و بانتقال روح الالہ الی الآئمة و بقولھم فی خروج امام باطن و بتعطیلھم الامر و النھی الی ان یخرج الامام الباطن و بقولھم ان جبرئیل علیہ السلام غلط فی الوحی الی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم دون علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ھؤلاء القوم خارجون عن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملة الاسلام و احکامهم احکام المرتدین۔ (۲/۲۶۴ ماجدیہ)

ترجمہ: شیعوں کے زیدیہ سارے فرقہ کو کافر کہنا واجب ہے کیونکہ وہ عجمی نبی کے انتظار کا قول کرتے ہیں جو ہمارے نبی ﷺ کے دین کو منسوخ کردے گا۔ اسی طرح وجیز کردری میں ہے اور روافض کی تکفیر ان کے اس قول کی وجہ سے واجب ہے کہ مردے دنیا میں واپس لوٹ آتے ہیں اور ارواح میں تناسخ ہوتا ہے (میت سے روح نکل کر زندہ میں داخل ہو جاتی ہے) اور اللہ تعالیٰ کی روح آئمہ کی طرف منتقل ہوتی ہے اور ان کے اس قول میں کہ امام باطن کا خروج ہوگا اور امام باطن کے خروج تک اوامر اور نواہی معطل رہیں گے اور ان کے اس قول میں کہ جبریل علیہ السلام نے وحی میں غلطی کی کہ محمد ﷺ کو وحی پہنچائی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو نہیں پہنچائی۔ یہ قوم ملت اسلامی سے خارج اور ان کے احکام مرتدوں کے احکام ہیں۔ اسی طرح فتاویٰ ظہیریہ میں ہے۔

زیدی دو فرقے ہیں:

نوٹ: زیدی ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو حضرت زید بن زین العابدین کی اولاد سے ہیں یا آپ کے معتقدین سے ہیں۔ یہ لوگ سُنی بھی ہوتے ہیں اور رافضی بھی۔ چنانچہ ہمارے پڑوسی سیّد گوہر حسین زیدی ہمارے مدرسہ میں پڑھتے ہیں اور نمازیں ہمارے ائمہ کے پیچھے پڑھتے ہیں اس لیے یہ کہنا کہ زیدی صرف شیعہ ہوتے ہیں، صحیح نہیں ہے کیونکہ جن لوگوں نے حضرت امام زید بن زین العابدین کو صحابہ کرامؓ خصوصاً شیخینؓ کی فضیلت بیان کرنے پر اور ان کی تنقیص کرنے سے انکار کردیا تو شدت پسند زیدیوں نے حضرت زید کو چھوڑ دیا تھا اس لیے انہیں رافضی یعنی ترک کرنے والا کہا گیا اور جو لوگ آپ کے عقیدہ کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطابق صحابہ کرامؓ سے محبت کرتے تھے، وہ زیدی سنی رہے۔ امام زید بن زین العابدین کے ہم عقیدہ زیدی سُنی ہیں اوران کو ترک کر کے بغاوت کرنے والے بدعقیدہ رافضی ہیں۔ زیدی دو قسم کے ہو گئے: سنی اور رافضی۔ ہماری کتب میں رافضیوں کی مذمت ہے۔ رفض کے معنی چھوڑ دینا ہے، جنہوں نے امام حق کو چھوڑ دیا وہ گمراہ ہو گئے۔ (از کتب سیرت)

- شاید یہاں وہ زیدی مراد ہیں جو صحیح اسلامی عقیدہ ترک کر کے مذکور الصفات رافضی ہو جاتے ہیں۔ واضح ہے وہ مرتد ہیں مگر ان کی اولادیں جو اپنے آباء کے باطل اعتقادات پر قائم ہیں تو وہ اصلی کافر ہیں اور مشرکین سے ہیں کیونکہ یہ لوگ ختم نبوت کے بھی قائل نہیں ہیں۔ (محمد رفیق حسنی)
- اگر روافض کا کوئی فرقہ اور براہِ عالمگیری میں تحریر کردہ اعتقادات رکھتے ہیں تو یقیناً کافر ہیں اور وہ اگر بچپن سے یہی اعتقادات رکھتے ہیں تو مشرکوں کی طرح اصلی کافر ہیں کیونکہ ہمارے نبی ﷺ آخری نبی اور قرآن مجید کو نہیں مانتے، وہ مشرک ہیں۔ انہیں مرتد کافر کہنا ہماری سمجھ سے ماوراء ہے۔ مگر یہ کہا جائے کہ عالمگیری کی عبارت سے مراد زیدیہ غیر سنی ہیں جو پہلے زیدیہ نہیں تھے پھر زیدی بن گئے، واضح ہے اسلام ترک کر کے کافر ہو جانے والے لوگ مرتد ہوتے ہیں۔ ہمارے علم کے مطابق آج کل پاکستانی روافض ایسے نہیں ہیں بلکہ اکثر تفضیلی ہیں یا پھر سبی ہیں۔

ٹی وی پر پیش آنے والے واقعہ کا ذکر:

- مشاہدہ: ٹی وی کے پروگرام ''عالم آن لائن'' میں ہمارے ساتھ شریک ایک شیعہ عالم جو نہایت معتدل عالم تھے، ایک پروگرام میں ہمارے مولانا شبیر اظہری مرحوم کے ساتھ شریک تھے۔ میزبان جناب ڈاکٹر عامر لیاقت نے سوال کیا کہ یزید اور امام حسین میں کیا فرق ہے؟ تو شیعہ عالم نے جواب دیا کہ: یزید

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شجرہ ملعونہ کا ثمر ہے اور امام حسین رضی اللہ عنہ شجرہ طیبہ کا ثمر ہے۔ شیعہ عالم نے اس جواب میں کاتبِ وحی صحابی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ پر لعنت کر کے سبّ کا ارتکاب کیا۔ اس دن سے مجھے اندازہ ہوا کہ شیعہ آدمی کتنا ہی نرم ہو وہ سبّی ضرور ہوگا۔ اگرچہ ہمارے آبائی گھر ضلع بھکر میں اکثر جاہل شیعاؤں کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب و شتم کرنا عادت ہونا معلوم تھا مگر وہ جاہل ہیں۔ میں سمجھتا تھا کم از کم شیعہ علماء ایسے نہیں ہوں گے مگر شیعہ علماء بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سبّ کرتے ہیں، نہایت تعجب ہوا۔

لاہور میں پیش آنے والا واقعہ:

• لاہور میں ایک مرتبہ شیعہ اور سنی علماء کی میٹنگ ہوئی جس میں تقریباً چالیس علماء شریک تھے۔ میرے ساتھ کراچی سے مولانا غلام دستگیر افغانی بھی شریک ہوئے۔ سیاسی اتحاد کی ضرورت کی وجہ سے اتحاد کے نکات پر دستخط کرائے گئے۔ ان نکات میں ایک نکتہ یہ تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سب و شتم کرنے والا آدمی اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب و شتم کرنے والا آدمی کافر ہوگا۔ جب شیعہ عالم حامد موسوی نے دستخط کر دیئے تو میں نے انہیں کہا کہ: آپ نے دستخط بطور تقیہ کر دیئے ہیں یا آپ واقعی صحابہ کرام کی سب و شتم کو کفر سمجھتے ہیں؟ میں نے کہا: میرا گھر ضلع بھکر حافظ آباد میں ہے، وہاں تو اہلِ تشیع صبح کی اذان کے بعد بھی کبھی کبھی اسپیکر پر صحابہ کرام کو گالیاں بکتے ہیں۔ مثلاً صدیق پر لعنت، عمر پر لعنت وغیرہا بلند آواز سے کہتے ہیں اور سارے لوگ سنتے ہیں، آپ سب و شتم کو کفر کیسے کہہ رہے ہیں؟ حامد موسوی نے جواب دیا کہ میں رافضی نہیں ہوں۔ ہمارے متعدد فرقے ہیں۔ گالیاں دینے والا فرقہ رافضی کہلاتا ہے، وہ شیعہ نہیں ہے، ہم شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا کفر ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شیعہ عالم کا اولی الامر کا غلط معنی کرنا:

• ٹی وی پروگرام میں شریک شیعہ عالم نے اولی الامر کی وضاحت کے سوال کے جواب میں کہا کہ : اولی الامر تو صرف امام حسینؓ تھے اور ان کا اولی الامر ہونا اتنا قوی تر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر عصا مارا تو سمندر نے راستے چھوڑ دیئے۔ اگر امام حسینؓ عصا مارتے تو سمندر خشک ہو جاتا۔ اس جواب میں شیعہ عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی امام حسینؓ کو بڑھا دیا۔ (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ) یہ ان کے معتدل علماء کا حال ہے، معلوم نہیں متشدد اور متعصب علماء کا کیا حال ہوگا؟ مجھے افسوس ہوا کہ ٹی وی پر جس کو دنیا سن رہی ہے، صحابہ کرامؓ کو سب و شتم کیا گیا مگر ہمارے مولانا شبیر اظہری صاحبؒ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (محمد رفیق حسنی)

قادیانیوں کا حکم:

۳۔ قادیانی ختم نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے منکر اور مرزا غلام احمد قادیانی کذاب لعنہ اللہ کی نبوت یا اس کی مجددیت کے قائل لوگوں کو کہا جاتا ہے۔ پاکستان کی حکومت قادیانیوں کو کافر قرار دے چکی ہے۔ کذاب مرزا غلام احمد لعنہ اللہ تعالیٰ مدعی نبوت مرتد کافر ہے، اس کے ماننے والے قادیانی بیشک شرعاً کافر ہیں۔ ان کے کفریہ اعتقادات بھی اصلی ہیں، طاری نہیں، انہیں مرتد کافر کہنا محل تامل ہے۔ کیونکہ ارتداد کفر طاری کا نام ہے۔ یہ واضح ہے کہ بظاہر قادیانی قرآن مجید اور ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کو تو مانتے ہیں مگر آپ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے اور آیت کریمہ کی تاویل کرتے ہیں۔ جبکہ آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا قرآن مجید اور قطعی اجماع سے ثابت ہے اور قطعی ہے اور آپ کے خاتم النبیین ہونے کا دین سے ہونا بدیہی ہے۔ لہٰذا خاتم النبیین کی صفت کا انکار بالاتفاق کفر ہے مگر مرزائی اصلی اہل کتاب کافر ہیں یا مرتد کافر ہیں، ان کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیٹیوں کے ساتھ مناکحت جائز ہے یا جائز نہیں ہے؟ اور ان کی ذبیحہ حلال ہے یا نہ؟ اس میں غور و فکر کی ضرورت ہے۔ بعض علماء کے خیال میں مرزائی اہل کتاب کفار کی طرح ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ یہودی اور عیسائی جب ہمارے نبی محترم جناب رسول اللہ ﷺ کو تمام انسانوں کے لیے مبعوث نہیں مانتے بلکہ نبوت کا ہی انکار کرتے ہیں اور قرآن مجید کو نہیں مانتے، ہمارے نزدیک پھر بھی وہ اہل کتاب ہیں۔ مرزائی جو آپ ﷺ کو صرف خاتم النبیین زمانی نہیں مانتے اور قرآن مجید کی آیات کی تاویل کرتے ہیں اور اپنے معتقدات پر قرآن مجید سے استدلال کرتے ہیں اور ان کے نابالغ بچے بھی بڑوں والے اعتقادات رکھتے ہیں تو ان کا حکم اہل کتاب جیسا ہونا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور بعض علماء کے نزدیک قادیانی زندیق ملحد اور مفسد ہیں، ان کے احکام مرتدین کے احکام ہیں۔ ان کے ساتھ مناکحت جائز نہیں اور ان کی ذبیحہ حرام ہے۔ قادیانی زندیقیت کی وجہ سے مباح الدم اور مباح المال ہیں یعنی ان کے احکام مرتدین کے احکام ہیں۔ ہمارے علماء اسی قول کو ترجیح دیتے ہیں۔

آغاخانیوں کا حکم:

۴۔ میری معلومات کے مطابق آغا خانی شیعہ ہمارے علماء کے نزدیک بالاتفاق کافر ہیں مگر یہ اصلی کافر اور مشرک ہیں، ان کے ساتھ مناکحت جائز نہیں ہے اور ان کی ذبیحہ حلال نہیں ہے۔ کیونکہ یہ لوگ مشرکوں کی طرح شرک کرتے ہیں، اہل کتاب نہیں ہیں۔ آغا خان کی عبادت کرتے ہیں اور آغا خان کو اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں شریک مانتے ہیں اور آخرت پر صحیح ایمان نہیں رکھتے۔ نماز اور رمضان کے روزوں اور حج کی فرضیت کے منکر ہیں۔ بعض علماء ان کو مرتد کافر کہتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ لوگ مشرکوں کی طرح اصلی کافر ہیں کیونکہ ان کے عقائد بچپن سے کافرانہ اور اصلی ہوتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پرویزیوں کا حکم:

۵۔ میری معلومات کے مطابق پرویزی جملہ احادیث اور انبیاء عظام علیہم السلام کے معجزات کے منکر ہیں اور جملہ احادیث اور معجزات کا انکار کفر ہے اور قرآن مجید کی بعض آیات کی من گھڑت تاویلات کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو یہ لوگ کافر ہیں۔ یہ لوگ قرآن مجید کو بھی نہیں مانتے۔ سنا ہے خنزیر جانور کو حلال کہتے ہیں اور قرآن مجید میں لفظِ خنزیر کے معنی غدود اور گلٹیوں کا کرتے ہیں۔ یعنی جانور کے اعضاء میں گلٹیاں اور غدود حرام ہیں مگر ان کے نزدیک جنگلی جانور خنزیر حرام نہیں ہے۔ ابابیل بمعنی پرندوں کی کنکروں سے ابرہ کے لشکر کا ہلاک ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ قرآن مجید کی آیات کے معانی کفر اور جہالت کے دور کی لغت عربی کے تناظر میں کرتے ہیں اور صحابہ کرام اور علمائے حق کے بیان کردہ معانی کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس قسم کے فرقہ کے لیے شرح عقائد میں ہے:

و رد النصوص بان ینکر الاحکام التی دلت علیها النصوص القطعیة من الکتاب والسنة کحشر الاجساد مثلا کفر لکونه تکذیبا صریحا للہ و رسوله۔ (ص:۵۶۶)

ترجمہ: اور نصوص کا رد کرنا اس طرح کہ کوئی شخص ایسے احکام کا انکار کرے جن پر کتاب اور سنت سے نصوص قطعیہ غیر محتملہ دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً اجسام کے حشر کا انکار کفر ہے اس لیے کہ یہ صراحۃً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب ہے۔

پرویزی نظریہ کے حامل بھی بعض قطعی احکام کا انکار کرتے ہیں اور قرآن مجید کے احکام کو کفر اور جہالت کے دور کی عربی لغت کے تناظر میں بیان کرتے ہیں۔ اس لیے علماء نے انہیں کافر قرار دیا ہے۔

- ناروے اور دیگر بیرونی ممالک میں ان لوگوں کی کثیر تعداد موجود ہے۔ ان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے ساتھ مناکحت بھی جائز نہیں کیونکہ یہ لوگ ملحدین کافروں کی طرح یا مرتد ہیں کیونکہ ان کے عاقل بچے کلمہ توحید اور اجمالی اقرار کی وجہ سے مسلمان ہو جاتے ہیں مگر جب بالغ ہو کر تفصیلات پر مطلع ہوتے ہیں اور پرویزی معتقدات کی تصدیق کرتے ہیں، اسلام ترک کر کے کافر ہو جاتے ہیں، اسی لیے مرتد ہوں گے یا پھر اصلی کافر مگر ملحد اور مفسد ہیں اور ان کے احکام بھی مرتدین جیسے ہیں۔

ہندو، سکھوں اور دہریوں کا حکم:

۶۔ ہندو، سکھ، دہری، بدھ مت اور اسی قسم کے دوسرے لوگ بے دین اور اصلی کافر ہیں۔ یہ کسی نبی اور آسمانی کتاب کے ساتھ ایمان نہیں رکھتے۔ ان کے ساتھ نکاح جائز نہیں مگر یہ کہ یہ لوگ مسلمان ہو جائیں۔ ان میں سے اگر کوئی عورت مسلمان ہو جائے یا اس کا شوہر مسلمان ہو جائے قاضی یا مفتی دوسرے فریق بیوی یا شوہر کو اسلام کی دعوت دے گا، انکار کی صورت میں قاضی کے فیصلہ سے فرقت واقع ہو جائے گی۔ چونکہ اسلام لانے کی وجہ سے مسلمان ہونے والے شوہر یا اس کی بیوی نے اسلامی احکام پر چلنے کا التزام کیا ہے اس لیے فرقت کے بعد دونوں صورتوں میں عدت لازم ہو گی۔ جس طرح پہلے گزر چکا ہے۔ اور اگر کافر زوجین میں بغیر اسلام لائے فرقت اور طلاق واقع ہو جائے تو شوہر کے اعتقاد کے مطابق عدت کا حکم ہو گا اگر پہلے کافر شوہر کے علاوہ دوسرا کافر مطلقہ کافرہ کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو شوہر کے عقیدہ کے مطابق عدت کے لزوم یا عدم لزوم پر عمل کیا جائے گا۔

مرتد فرقوں کی اولادوں کا حکم:

افادہ: بعض فقہاء کے نزدیک اسلام کا دعویٰ کرنے والے فرقے جن کے اعتقادات کفریہ ہیں اور کفریہ عقیدہ ان کا مذہب ہے، وہ فرقے اور ان کی اولادیں کافر مرتد ہیں جیسا کہ فتاوی رضویہ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ اعلیٰ حضرت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے نزدیک غالی روافض اور بعض دوسرے بد عقیدہ فرقے اور ان کی اولادیں مرتد کافر ہیں، ان کو اصلی کافر نہیں کہتے اور ان کی اولادوں کے ارتداد کی وجہ ان فرقوں کے نابالغ عاقل بچوں کو مسلم قرار دیتے ہیں اور پھر تفصیل جاننے پر اسلام پر کفر کا طاری ہونا بیان فرماتے ہیں۔ ان کی ذبیحہ کو حرام اور ان کی لڑکیوں سے نکاح کو باطل قرار دیتے ہیں۔ مگر فتح القدیر اور شامی کی عبارتوں سے واضح ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کا حکم اہلِ کتاب کی طرح ہونا چاہیے کیونکہ ان کے بچے اپنے آباء و اجداد کے عقیدہ پر ہوتے ہیں۔ اگر آباء واجداد کا عقیدہ اور مذہب کفر ہے تو بچوں کا مذہب اور عقیدہ بھی کفر ہوگا اس لیے انہیں اصلی کافر اہلِ کتاب شمار کرنا راجح ہے۔ (رفیق حسنی)

اعلیٰ حضرت کی تفصیلی عبارت کہ مرتدین کی اولادیں بھی مرتد ہیں:

فتاوی رضویہ میں مذکور ہے فی الواقع جو بدعتی ضروریاتِ دین میں سے کسی شے کا منکر ہو باجماع مسلمین یقیناً قطعاً کافر ہے اگرچہ کروڑ بار کلمہ پڑھے، پیشانی اس کی سجدے میں ایک ورق ہو جائے، بدن اس کا روزوں میں ایک خاکہ رہ جائے، عمر میں ہزار حج کرے، لاکھ پہاڑ سونے کے راہِ خدا پر دے، واللہ ہرگز ہرگز قبول نہیں جب تک حضور پر نور ﷺ کی ان تمام ضروری باتوں میں جو وہ اپنے رب کے پاس سے لائے، تصدیق نہ کرے۔ ضروریاتِ اسلام مثلاً ہزار ہیں تو ان میں سے ایک کا بھی انکار ایسا ہے جیسا نو سو ننانوے (۹۹۹) کا (تا) اگر ضروریاتِ دین کا انکار بھی کفر نہیں تو اے عزیزو! بت پرستی میں کیا زہر گھل گیا ہے، وہ بھی آخر اس لیے کفر ٹھہری کہ اول ضروریاتِ دین یعنی توحیدِ الٰہی عزوجل کے خلاف ہے (تا) یہ سب فرقے بالقطع والیقین کافر مطلق ہیں (تا) اور جو شخص ابتداء میں صحیح الاسلام تھا بعدہ ان خرافات کی طرف رجوع کیا، اس کے مرتد ہونے میں شبہ نہیں۔ اس قدر پر تو اجاعِ قطعی قائم ہے۔ اب رہی تحقیق اس بات کی کہ ان میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو شخص قدیم سے ایسے ہی عقائد پر ہو اور بچپن سے یہی کفریات سیکھے جیسے وہ مبتدعین جن کے باپ دادا سے یہی مذاہب کفرہ چلے آتے ہیں، انکی نسبت کیا حکم ہونا چاہیے کہ کفار چند قسم کے ہیں، کچھ ایسے کہ باوجود کفر شرع مطہر نے ان کی عورتوں سے نکاح اور ذبائح کا تناول جائز فرمایا، وہ کتابی ہیں اور بعض وہ جن کے نساء وذبائح حرام مگر ان سے جزیہ لینا مناسب ہو تو صلح کرنا غلبہ پائیں تو رقیق بنانا جائز ہے اور انہیں خواہی نخواہی اسلام پر جبر نہ کریں گے، وہ مشرکین ہیں اور بعض ایسے جن کے ساتھ یہ سب باتیں ناجائز وہ مرتدین ہیں آیا ان ہمیشہ کے بدعتی کفار مدعیان اسلام پر کسی قسم کے احکام جاری ہوں، مطالعہ کتب فقہ سے اس بارے میں چار قول مستفاد ہوتے ہیں، جن کی تفصیل فقیر نے رسالہ "المقالۃ المفسرۃ عن احکام البدعۃ المکفرۃ" میں بما لا مزید علیہ ذکر کی، ان میں مذہب صحیح و معتمد علیہ یہی ہے کہ یہ مبتدعین بحکم شرع مطلقاً مرتدین ہیں خواہ یہ بدعت ان کے باپ دادا سے چلی آتی ہو یا خود انہوں نے ابتداء سے اختیار کی ہو۔ (۱۲۸/۱۴ مکتبہ ضیاء فاؤنڈیشن)

اعلیٰ حضرت کی عبارت پر تبصرہ:

● اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں (اس بارے میں چار قول مستفاد ہوتے ہیں) اہل علم جانتے ہیں اگر مبتدعین فرقوں کی اولادوں کو مرتد تسلیم کیا جائے تو ان کا قتل کرنا جائز بلکہ واجب اور ان کی ذبائح حرام اور ان کے ساتھ مناکحت اور بیع و شراء حرام اور باطل قرار پائیں گے، ان کی جائیدادیں زندگی میں تقسیم کرنا پڑیں گی، وہ کسی کے وارث نہیں ہوں گے کیونکہ مرتد کافروں کا حکم یہی ہے۔ (کما فی الدر المختار ورد المحتار) مگر نفس الامری اور زمینی حقائق یہ ہیں کہ اس قول پر عمل کرنا نہایت مشکل ہے۔ آج کل تمام فرقے ہر ملک میں باہمی معاملات اور لین دین میں شریک ہوتے ہیں اور اکثر برادریوں میں مختلف فرقے رشتوں میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منسلک ہیں۔ اگر انہیں اہلِ کتاب قرار دیا جائے جیسا کہ فقہاء کرام میں سے ابن ہمام اور شامی کا قول ہم نقل کر چکے ہیں تو مشکلات دور ہو سکتی ہیں کیونکہ ہمارا مشاہدہ ہے بعض علماء جو مذکورہ بدعتی فرقوں کو مرتد سمجھتے ہیں، ان کے ساتھ مرتدین کے احکام کے مطابق معاملات نہیں کرتے۔ لہٰذا اگر فتح القدیر اور شامی کی تحقیق کے مطابق ان بدعتی فرقوں کی اولادوں کو اہلِ کتاب قرار دیا جائے تو اس سے دنیاوی معاملات میں آسانی ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ: معلوم نہیں امام اہلسنت کی بدعتی فرقوں سے کون سے فرقے مراد ہیں کیونکہ بدعات مکفرۃ جن فرقوں کا مذہب ہے وہ فرقے تو من حیث الفرقہ کافر ہیں ورنہ بعض افراد کے کفر سے باقی کلمہ گو نماز اور روزوں کے عامل لوگوں کے صغیر اور کبیر تمام افراد کا کفر لازم نہیں آتا کیونکہ کسی ایک فرد کا کفر پورے فرقے کا مذہب نہیں ہوتا۔

• کسی کافر کا خواہ اہلِ کتاب سے ہو یا غیر اہلِ کتاب سے، مسلمان عورت کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔ اگر نکاح ہو جائے تو فوراً مسلمان عورت کو شوہر سے الگ ہونا فرض ہے اور عدت نہیں ہے۔ (رفیق الزوجین، ص: ۵۷۹-۵۸۰)

• علامہ شامی رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ مطلب البدعۃ خمسۃ اقسام کے تحت گمراہ فرقوں کے متعلق بیان کرتے ہیں:

محقق ابن ہمام کے نزدیک معتزلہ کا حکم:

قال المحقق ابن الهمام فی آواخر التحریر و جهل المبتدع کالمعتزلة ما نهی ثبوت الصفات زائدة و عذاب القبر و الشفاعة والرؤية وخروج مرتكب الكبيرة عن الاسلام لا يصلح عذرا لوضوح الادلة من الكتاب والسنة الصحيحة لكن لا يكفر اذ تمسكهم بالقرآن والحديث او العقل للنهي عن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تکفیر اھل القبلة والاجماع علی قبول شھادتھم و لا شھادۃ لکافر علی مسلم۔

ترجمہ: محقق ابن ہمام نے اپنی کتاب تحریر کے آخر میں ذکر فرمایا اور بدعتی آدمی کا جاہل ہونا جس طرح معتزلہ جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے ذاتِ باری تعالیٰ سے زائد ہونے کے منکر ہیں اور عذابِ قبر اور شفاعۃ اور اللہ تعالیٰ کی رویت کے منکر ہیں اور کبیرہ گناہ کے مرتکب کے اسلام سے خارج ہونے کے قائل ہیں، ان کا جاہل ہونا عذر نہیں ہے لیکن ان کی تکفیر نہیں کی جائے گی کیونکہ ان کا امورِ مذکورہ پر استدلال قرآن یا صحیح حدیثوں یا عقل کے ساتھ ہوتا ہے۔ عدم تکفیر اس لیے ہے اہلِ قبلہ کی تکفیر سے منع کیا گیا ہے اور معتزلہ کی گواہی قبول ہونے پر اجماع ہے حالانکہ کافر کی مسلم پر شہادۃ معتبر نہیں ہے۔

- ہمارے زمانہ کے بعض شدت پسند علماء کو علامہ شامی اور فتح القدیر کی مذکورہ عبارات پر غور کرنا چاہیے۔ اہلسنت اہل حق کے علاوہ باقی فرقوں کو من حیث الجماعت ہر ایک آدمی کو کافر کہنا کتنا عظیم الزام اور بہتان ہے۔ اور یہی حال دوسرے فرقوں کا ہے، وہ اہلسنت و جماعت (بریلوی) حضرات کے ہر فرد کو مشرک کہنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے۔

مجمع علیہا مسائل کے انکار کا حکم:

- نیز انوار البروق فی انواع الفروق میں مذکور ہے:

فکم من المسائل المجمع علیھا اجماعا لا یعلمه الا خواص الفقھاء فجحد ھذه المسائل التی یخفی الاجماع فیھا لیس کفرا بل قد جحد اصل الاجماع جماعة کبیرة من الروافض والخوارج کالنظام ولم ار احدا قال بکفرھم من حیث انھم جحدوا اصل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الاجماع و سبب ذالك انهم بذلوا جهدهم فی ادلته فما ظفروا بها کما ظفر بها الجمهور فکان ذالك عذرا فی حقهم اھ۔

ترجمہ: کتنے ہی مجمع علیہ مسائل ہیں جن کو فقہاء میں سے صرف خواص جانتے ہیں لہٰذا ایسے مسائل جن پر اجماع مخفی ہوتا ہے، کا انکار کفر نہیں ہے بلکہ اصل اجماع کے دلیل ہونے کا روافض اور خوارج ایک بڑی جماعت نے انکار کیا ہے جیسے نظام (معتزلی) مگر میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے ان کے کفر کا قول اس وجہ سے کیا ہو کہ انہوں نے اصل اجماع کا انکار کیا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے اجماع کے ادلہ میں نہایت کوشش کی ہے مگر وہ کامیاب نہیں ہوئے جس طرح جمہور فقہاء کامیاب ہوئے۔ یہ ان کے حق میں عذر ہے جس کی وجہ سے انہیں کافر کہنا صحیح نہیں ہے۔

- فتح القدیر باب البغاۃ میں ہے:

و فی المحیط ان بعض الفقهاء لا یکفر احدا من اهل البدع و بعضهم یکفرون البعض و هو من خالف ببدعته دلیلا قطعیا و نسبه الی اکثر اهل السنة والنقل الاول اثبت و ابن المنذر اعرف بنقل کلام المجتهدین نعم یقع فی کلام اهل المذهب تکفیر کثیر و لکن لیس من کلام الفقهاء الذین هم المجتهدون بل من غیرهم و لا عبرة بغیر الفقهاء والمنقول من المجتهدین ما ذکرنا۔

ترجمہ: اور محیط میں ہے بے شک بعض فقہاء اہل البدع (بد عقیدہ لوگوں) میں سے کسی ایک فرقہ کو کافر نہیں کہتے اور بعض فقہاء بعض فرقوں کو کافر کہتے ہیں۔ وہ فرقہ جو اپنی بدعت اور بد اعتقادی سے قطعی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دلیل کا منکر ہو، اس قول کی اہل سنت کے اکثر علماء کی طرف نسبت کی گئی ہے حالانکہ پہلا قول زیادہ ثابت ہے اور ابن المنذر مجتہدین کے کلام نقل کرنے میں زیادہ معرفت رکھتے ہیں۔ البتہ اہل مذہب کے کلام میں کثیر تعداد میں تکفیر واقع ہے لیکن وہ اہل مذہب کے تکفیری کلام مجتہدین فقہاء کی کلام میں سے نہیں بلکہ ان کے غیر کے کلام میں ہے اور غیر فقہاء کا اعتبار نہیں ہے اور مجتہدین سے وہی منقول ہے جو ہم نے ذکر کیا۔

مذکورہ فقہی عبارات نقل کرنے سے مقصود یہ ہے کہ مدعی اسلام اور اسلامی فرقے کہلانے والوں کی تکفیر کے مسائل میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

نماز بدمذہب کی اقتداء میں نہ پڑھی جائے:

البتہ نماز میں احتیاط یہ ہے کہ کسی بدمذہب کی اقتداء میں نماز نہ پڑھی جائے اگر پڑھیں تو اس نماز کا اعادہ کر لینا بہتر ہے۔ کیونکہ ذکر کردہ ابحاث اہل قبلہ مدعی اسلام فرقوں کے متعلق جماعت من حیث الجماعت کے متعلق ہمارے علماء نے تحریر فرمائی ہیں اور انہیں کافر نہیں کہا لیکن ان فرقوں میں بعض افراد موجباتِ کفر کے مرتکب ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کی اقتداء میں نماز باطل ہوتی ہے۔ اگر اہل اہواء فرقے کفریہ بدعات کے مرتکب نہ ہوں اور فتویٰ کی حد تک ان کا کفر ثابت نہ ہو مگر ان فرقوں اور اہل اہواء خوارج اور روافض وغیرہا کی گمراہی اور ضلال میں علماء اہل سنت کا اجماع ہے لہٰذا ان کی اقتداء میں پڑھی گئی نمازیں مکروہ ہونگی لہٰذا نمازوں کا اعادہ واجب ہے۔ شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے:

ان المراد بعدم تکفیر احد من اهل القبله عند اهل السنة انه لا یکفر احد ما لم یوجد شیء من امارات الکفر و علاماته و لم یصدر عنه شیء من موجباته۔ (شرح فقہ اکبر، ص: ۹۴)

یعنی اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ کی تکفیر ناجائز ہونے سے مراد یہ ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ جب تک ان میں سے کسی فرد میں کفر کی علامات اور امارات میں سے کوئی چیز نہ پائی جائے اور اس فرد سے کفر کے موجبات سے کوئی چیز صادر نہ ہو۔

وہابیہ کی اقتداء میں نماز کا حکم:

اسی لیے فتح القدیر میں ہے:

ان الصلوۃ خلف اھل الاھواء لا تجوز۔

(باب الامۃ بحوالہ فتاوی رضویہ، ج۶، ص: ۶۳۰)

بے شک اہل ہوا کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

ان اہل ہوا سے مراد شاید وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ کفر تک پہنچ چکا ہو یا پھر لا تجوز سے مراد ''تکرہ'' ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں اور وہابیہ زمانہ اب بدعت اور ضلالت سے ترقی کر کے معراجِ کفر تک پہنچ چکے ہیں۔ بہر حال ان کے پیچھے نماز ناجائز۔ (فتاوی رضویہ ج۶، ص:۵۲۹)

ایک جگہ لکھتے ہیں، ان دیار میں وہابی ان لوگوں کو کہتے ہیں جو اسماعیل دہلوی کے پیرو اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان کے معتقد ہیں۔ یہ لوگ مثل شیعہ، خارجی، معتزلہ وغیرہم اہل سنت جماعت کے مخالف مذہب ہیں، ان میں جس شخص کی بدعت حدِ کفر تک نہ ہو (تا) اس کی اقتداء مکروہ تحریمی ہے اور جو اس حد تک پہنچ گئی تو اقتداء اس کی اصلاً صحیح نہیں۔ شرح عقائد نسفی میں ہے:

وما نقل عن بعض السلف من المنع من الصلوۃ خلف المبتدع فمحمول على الکراھۃ اذ لا کلام فی کراھۃ الصلوۃ خلف الفاسق والمبتدع ھذا اذا لم یؤدی الفسق والبدعۃ الی حد الکفر و اما اذا ادی الیہ فلا کلام فی عدم جواز الصلوۃ خلفہ۔

ترجمہ: اور وہ جو بعض پہلے علماء سے مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنے کا منع

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منقول ہے پس وہ کراہت پر محمول ہے کیونکہ فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز کی کراہت میں کوئی کلام نہیں ہے اور یہ مبتدع وہ ہے جسے فسق اور بدعت حدِ کفر تک نہ پہنچائے اور لیکن جب اسے بدعت حدِ کفر تک پہنچائے، پس اس کے پیچھے نماز کے عدم جواز میں کوئی کلام نہیں۔

- ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ اسی طرح بحر الرائق میں محیط اور خلاصہ اور مجتبیٰ سے منقول ہے:

حیث قال قیدہ فی المحیط والذخیرۃ والمجتبیٰ وغیرھا بأن لا تکون بدعۃ تکفرہ فان کانت تکفرہ فالصلوٰۃ خلفہ لا تجوز۔
(فتاوی رضویہ، ج۶، ص: ۴۴۰)

ترجمہ: جس مقام پر جوازِ صلوۃ کا کہا وہاں جواز صلوۃ کو محیط اور ذخیرہ اور مجتبی وغیرہ میں مقید کیا گیا اس امر کے ساتھ کہ اہل بدعت کی بدعت اسے کفر تک نہ پہنچائے پس اگر اسے کفر تک پہنچائے تو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

- ایک جگہ جماعت کے تکرار کے سوالات کے جواب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

وہابی اور تفضیلی اور امکانِ کذب کے قائل کی اقتداء میں نماز مکروہ ہے:

جس نے جماعت اولی کی (امامت کی) وہ فاسد العقیدہ بدمذہب بدعتی تھا۔ مثلاً وہابی یا تفضیلی یا معاذ اللہ امکان کذب الٰہی تعالیٰ شانہ ماننے والا یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا جاننے والا کہ عند التحقیق ایسوں کی اقتداء بکراہت شدیدہ سخت مکروہ ہے۔ اھ۔ (فتاوی رضویہ، ج۷، ص: ۱۱۴)

یعنی وہابی یا تفضیلی شیعہ یا دیوبندی امکان کذب باری تعالیٰ کا قائل یا سارے صحابہؓ کو برا کہنے والے شیعہ امام کی اقتداء میں نماز ادا تو ہو جائے گی مگر کراہتِ شدیدہ کی وجہ سے واجب الاعادہ ہو گی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فتاویٰ رضویہ میں تعارض کا جواب:

- فتاوی رضویہ میں بعض جگہ وہابیوں کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کو اس طرح باطل قرار دیا گیا ہے جس طرح یہودیوں کی اقتداء میں نماز باطل ہوتی ہے اور بعض جگہ وہابیوں کی اقتداء میں نماز کو مکروہ تحریمی قرار دیا گیا ہے۔ دراصل آپ کے زمانہ کے بعض وہابی نہایت غالی تھے، اس لیے کبھی عدم جواز اور کبھی جواز کا اجمالاً جواب دیا کسی فرد اور شخص کو بغیر ثبوت یقینی کافر نہیں فرمایا، جن اشخاص کا کفر یقیناً آپ کے نزدیک ثابت تھا ان پر کفر کا فتوی لگایا۔ آپ کا فتوی سب کو معلوم ہے۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جب اہل سنت و جماعت کے مخالف فرقے من حیث الجماعۃ کافر نہیں تو جماعت کرانے والے امام کی اقتداء میں شخصی عقیدہ جواز یا عدم جواز کے لیے بنیاد ہو گا اور ظاہر میں تو مسلمان ہے، اس کے کفر کے ثبوت کے لیے اس کی طرف سے کفریہ عقیدہ کا اقرار یا عادل گواہوں کی ضرورت ہو گی۔ کیونکہ بہارِ شریعت کا وہ ضابطہ گزر چکا ہے کہ مسلمان کو مسلمان سمجھنا ضروریاتِ دین سے ہے۔ لہٰذا بلا ثبوت کسی مسجد کے کلمہ گو نمازی حاجی اسلامی شعائر پر عمل کرنے والے شخصی امام کو غیر مسلم قرار دینا اور اس کی اقتداء میں نماز کو باطل کہنا غلط ہو سکتا ہے۔ موجودہ دور میں عوام اور اکثر ائمہ اور خطباء کو اپنے اکابر سے صادر کفریات کا علم بھی نہیں بلکہ اکابر کا علم بھی نہیں ہوتا، اس لیے ہر شخص کلمہ گو اور نماز پڑھنے اور پڑھانے والے کو کافر سمجھ لینا صحیح نہیں ہے۔ جیسا ہمارے علماء متقدمین اور اعلیحضرت نے اپنے دور کے روافض اور خوارج کے متعلق شخصی کفر میں احتیاط کا حکم دیا ہے۔

کفر کے قول میں جلدی نہیں کرنی چاہیے:

- اول اس امر پر اتفاق ہے کہ ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے لیکن ضرورۃ سے مراد بداہۃ اور حکم کا قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہونا ہے اور حکم کا اصولِ اسلام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے ہونا ضروری ہوتا ہے۔ قارئین پڑھ چکے ہیں، امام اہلسنت نے فرمایا، ضروریاتِ دین ہر شخص کے حق میں ضروریاتِ دین میں سے نہیں ہوتے لہٰذا بلا تحقیق کسی فرد کو کہہ دینا کہ وہ ضرورتِ دینی کا منکر ہے، جائز نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے اسے اس حکم کا علم ہی نہ ہوا گر ہو تو اس کے ضروریاتِ دینی ہونے کا علم نہ ہو۔ نیز کفر کے متفقہ فتوے کے لیے ضرورتِ دینی کے منکر کا قصداً اختیار کے ساتھ منکر ہونا لازم ہے، بلا ارادہ خطاءً یا جبر و اکراہ کی وجہ سے انکار پر متفقہ تکفیر نہیں ہے۔ دوم قاضی عیاض ؒ کے قول "مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ فَقَدْ كَفَرَ" پر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ صحیح ہے مگر یہ اس وقت ہے جب شک کرنے والے کے نزدیک کافر فرد کا کفر بدیہی اور ثابت ہو یہ کہ اس کے سامنے کافر قطعی اتفاقی کفر کا بلا جبر اور اکراہ قصداً اقرار کرے یا اس کے اقرار پر گواہ موجود ہوں اور شک کرنے والا کافر مرتد کی توبہ سے پہلے ایسے کافر کے کفر میں شک کرے۔ اگر کافر نے کفر سے توبہ کرلی ہے، اس کی توبہ کے قبول ہونے میں بڑے بڑے علماء کے اقوال موجود ہیں۔ وہ علماء اس تائب کے ایمان کا یقین رکھتے ہیں، انہیں کافر کہنا لازم آئے گا۔ اگر کسی آدمی کے کفر میں اختلاف ہو، اس کے کفر میں شک کرنا یا اس کے ایمان کا قول کرنا کفر نہیں ہوگا۔ جس طرح یزید کا مسئلہ ہے۔ امام غزالی اور بڑے بڑے علماء نے یزید کے کفر کا انکار کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ نے توقف فرمایا ہے لہٰذا یزید کے کفر میں شک کرنے والے آدمی کو یا اس کے ایمان کے قائل کو کافر کہنا بالکل ناجائز ہے۔ بعض لوگ جھٹ پٹ کہہ دیتے ہیں "مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ فَقَدْ كَفَرَ"، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔ (شامی)

- ہمارے لوگ لاابالی ہیں، دونوں مقامات پر احتیاط نہیں کرتے اور فقہاء کرام کی تحقیق اور شرائط کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو کہ اُن کے اپنے ایمان کے لیے نہایت خطرناک ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• بعض لوگ نہایت بے باکی سے فریق مخالف کے سب لوگوں کو مشرک کہنے میں توقف نہیں کرتے، یہ بدبخت میلاد النبی ﷺ کو بدعت اور شرک انبیاء عظام علیہم السلام اور اولیاء کرام کی مزاراتِ مقدسہ کے احترام اور حالتِ قیام میں درود شریف اور الصلوٰۃ والسلام پڑھنے کو بدعت اور شرک کہنے میں خود کو حق بجانب سمجھتے ہیں اور ھند و پاک میں بریلوی اور دیگر ممالک میں ان کے ہم عقیدہ اہلسنت و جماعت کے لوگوں کو مشرک کہتے ہیں لیکن تعجب یہ ہے کہ مشرک کہنے والے بریلوی ائمہ اور خطباء کی اقتداء میں نمازیں بھی پڑھتے اور پڑھنے کو جائز سمجھتے ہیں حالانکہ مشرک کافر ہوتا ہے اس کی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی۔ یہ منافقانہ کردار مناسب نہیں ہے۔

• اور ہمارے اہلسنت و جماعت (بریلوی) حضرات مخالفین کے ہر فرد کو انبیاء عظام علیہم السلام اور اولیاء کرام کا گستاخ کہتے ہیں جبکہ انبیاء علیہم السلام کا گستاخ سب کے نزدیک کافر ہوتا ہے۔ جبکہ بعض افراد کے سوا اس فرقہ کے اکثر لوگ گستاخ نہیں ہوتے۔ یہ بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم کو ایمان اور توہین اور گستاخی کو کفر سمجھتے ہیں۔ دونوں جانب الزامات کی آگ لگی ہوئی ہے۔ کسی فرد اور شخص پر کفر اور توہین کا الزام بغیر تحقیق اور ثبوت کے اپنی عاقبت خراب کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بغیر تحقیق آگ بھڑکانے اور فساد پھیلانے والے جہلاء سے اپنی امان عطا فرمائے۔ آمین۔

واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

ایمان کا بیان

ایمان کی دو قسمیں:

• جیسا گزر چکا ہے محققین علماء اہل سنت کے نزدیک ایمان کی دو قسمیں ہیں: (۱) ایمان مطلق (۲) ایمان کامل۔ مطلق ایمان جو خلود فی النار سے بچائے اور ایمان کامل جو دخول فی النار سے بچائے۔ مطلق ایمان عند اللہ فقط تصدیق اختیاری کا نام ہے۔ اقرار اجرائے احکام کے لیے عند الناس شرط ہے۔ اللہ تعالٰی کے نزدیک وہ شخص مومن ہے جو اپنے اختیار کے ساتھ بغیر اکراہ اور جبر، دل سے سرورِ دو عالم ﷺ کی ہر اس امر میں تصدیق کرے جو آپ نے اس امر کا اللہ تعالٰی کی جانب سے ہونا بیان فرمایا اور سامع کو اس امر کا علم ہو کہ یہ امر سرورِ دو عالم ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ اس عقیدہ سے آدمی عند اللہ مومن ہوگا اور جہنم سے نجات کے لیے یہ عقیدہ کافی ہے۔

• چنانچہ ملا علی قاری فرماتے ہیں:

والحق ان اشتراطه مع اظهاره انما هو لاجراء احكام الاسلام عليه فى الدنيا من عصمة دمه و ماله و نحو ذالك فمن آمن بقلبه و لم يتلفظ بهما نفعه ايمانه عند الله تعالى و كان تاركا للافضل كذا ذكره الدلجى۔ (شرح الشفاء ص: ۵۴ مطبع بیروت)

ترجمہ: اور حق یہ ہے کہ تلفظ کی شرط اس کے اظہار کے ساتھ بیشک اس لیے ہوا ہے کہ اس پر اسلام کے احکام جاری ہوں، اس کے خون کی عصمت اور مال کی اور اس کی مثل پس وہ شخص جس نے اپنے دل سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تصدیق اور توحید اور رسالت کا تلفظ نہیں کیا، اس کا ایمان اس کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک نفع دے گا اور وہ افضل کا تارک ہوگا۔ اسی طرح دلجی نے ذکر کیا۔

• عقائد کی کتابوں میں ایمان کی تعریف درج ذیل الفاظ سے کی گئی ہے:

الایمان ھو التصدیق بما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلم بہ بداھۃ۔ (کتب عقائد)

ترجمہ: ایمان ہر اس امر کے ساتھ تصدیق کا نام ہے جو سرورِ دوعالم ﷺ نے بیان فرمایا اور اس کا علم بدیہی ہے، نظر اور فکر پر موقوف نہیں۔ یعنی اس امر کا دین ہونا معلوم ہو جس طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ

اور زبان سے اس تصدیقِ قلبی کا اقرار اور اظہار کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت کی صورت میں شرعی احکام کے لیئے شرط ہے اور عند الناس اقرار لسانی اور کلمہ شہادت ہی ایمان ہے بشرطیکہ ضروریاتِ دین کا انکار نہ ہو اور علاماتِ کفر کا ارتکاب نہ ہو۔ جو شخص توحید اور رسالت اور اجزائے ایمان کا اقرار کرتا ہے وہ مومن ہے، اس پر مومنین کے احکام جاری ہونگے۔ اس کے دل کو جانچنے اور پرکھنے کی یا اس پر شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ اللہ تعالیٰ اور بندے کا معاملہ ہے۔ تفصیل ہماری کتاب ”رفیق العلماء“ میں ملاحظہ فرمائیں۔

• لیکن اہلِ حق کا اس امر پر اجماع ہے کہ عوام کے لیے صرف کلمہ شہادت کا اجمالی مفہوم ایمان کے لیے کافی ہے مگر علماء کے لیے صرف کلمہ شہادت کے اجمالی مفہوم کو تسلیم کر لینا ایمان کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ کلمہ شہادت کے لیے جو امور بنیاد اور اساس ہیں ان کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہے اور وہ چار امور ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کی ذات کا وجود (۲) اللہ تعالیٰ کی صفات کا اثبات (۳) اللہ تعالیٰ کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

افعال کا اثبات (۴) سرورِ دو عالم ﷺ کے صدق کا یقین۔ (امام غزالی)

• غیر اہلِ علم اور عوام کے لیے کلمہ شہادت کے اجمالی مفہوم کا علم نجات کے لیے کافی ہے بلکہ اگر کوئی عام آدمی کلمہ توحید یا کلمہ شہادت کا تلفظ نہ کر سکے مگر اسے اپنے آباء اور اجداد کی تقلید میں کلمہ توحید کے مفہوم کا یقین ہو کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی دوسرا واجب الوجود اور عبادت کا مستحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالی کے آخری رسول ہیں تو بھی وہ شخص مومن ہے۔ تفصیل اور استدلال علماء کے ایمان کے لیے ضروری ہے اور غیر علماء کے لیے اجمالی اور تقلیدی تصدیق کافی ہے۔

(الاقتصاد فی الاعتقاد للامام غزالی و شرح عقائد و شرح مواقف)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایمانیات

ایمان کے ارکان:

ایمان کا پہلا رکن:

- ایمان کا پہلا رکن اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔ اس کے لیئے دس اصولوں کا علم ہونا ضروری ہے۔ (غزالی)
- اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت کے لیے جن دس اصولوں کا علم ضروری ہے، ان میں سے پہلا اصل:

اول: اللہ تعالیٰ کے وجود یعنی موجود ہونے کا یقینی علم ہو کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور وہ اول اور آخر میں عدم اور فناء سے مبرا اور پاک ہے۔

دوم: اس امر کا یقینی علم ہو کہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے حادث اور مسبوق بالعدم نہیں ہے۔

سوم: اللہ تعالیٰ کا وجود دائمی ہے اس کے وجود پر زوال نہیں۔

چہارم: اللہ تعالیٰ جوہر نہیں وہ فلاسفہ کے اصطلاحی جوہر ہونے سے پاک ہے۔

پنجم: اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے وہ جسم نہیں۔

ششم: اللہ تعالیٰ عرض نہیں، اللہ تعالیٰ عرض ہونے اور غیر کے ساتھ قائم ہونے سے پاک ہے، وہ خود قائم بالذات ہے۔

ہفتم: اللہ تمام جہات سے پاک ہے۔ فوق، تحت، یمین، یسار، امام اور خلف کی جہتوں سے پاک ہے۔ نہ وہ فوق ہے اور نہ تحت اور نہ وہ دائیں ہے اور نہ بائیں اور نہ وہ کسی چیز کے آگے ہے اور نہ پیچھے۔

ہشتم: اللہ تعالیٰ کا کسی مکان پر استقرار اور قیام نہیں نہ وہ عرش پر مستقر ہے اور نہ کسی دوسرے مکان پر اور اللہ تعالیٰ زمانے سے پاک ہے اس کے لیے زمانہ نہیں نہ اس کے لیے ماضی ہے نہ حال اور نہ مستقبل۔ اس کی ذات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زمانوں سے پاک ہے۔

نہم: اللہ تعالیٰ کی رویت اور دیدار ممکن ہے محال نہیں۔

دہم: اللہ تعالیٰ واحد ہے۔ اثنینیت اور دوئی سے پاک ہے۔

(الاقتصاد فی الاعتقاد للامام غزالی)

پہلے رکن کے دس اصولوں کی تفصیل:

عقیدہ نمبر ۱:

• اوّل یہ کہ اس امر کا علم ہو کہ عالم اور کائنات کے خالق کا وجود حق ہے اور وہ موجود ہے۔ کائنات کے خالق (اللہ تعالیٰ) کے وجود کی معرفت درج ذیل آیات سے معلوم ہوتی ہے:

آیاتِ توحید:

۱۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝

(سورۃ نبا، آیت: ۶ تا ۱۶)

ترجمہ: کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ کیا اور پہاڑوں کو میخیں اور تمہیں جوڑے بنایا اور تمہاری نیند کو آرام بنایا اور رات کو پردہ پوش کیا اور دن کو روزگار کے لیے بنایا اور تمہارے اوپر سات مضبوط چنائیاں چنیں اور ان میں ایک نہایت چمکتا چراغ رکھا اور پھر بدلیوں سے زور کا پانی اتارا کہ اس سے پیدا فرمائیں، اناج اور سبزہ اور گھنے باغ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ○ (سورۃ بقرہ، آیت: ۱۶۴)

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کا بدلتے رہنا اور کشتیاں جو کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہیں اور وہ جو اللہ نے آسمانوں سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے زندہ کیا اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل جو آسمان و زمین کے درمیان اللہ کے حکم کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں، ان سب میں عقلمندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں۔

۳۔ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ○ (سورۃ واقعہ۔۵۸-۵۹)

ترجمہ: پس کیا تم خبر دو جو تم منی گراتے ہو کیا تم اس (سے انسان) کو پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں؟

توحید پر دلائل:

• کم عقل آدمی بھی ان آیات اور ان جیسی بیسیوں آیات میں غور اور فکر کرے اسے معلوم ہو جائے گا یہ عجیب اور مستحکم نظام پر چلنے والی دنیا بغیر خالق اور مدبر کے نہیں ہو سکتی گویا کہ فطرت گواہی دے گی اس عالم مصنوع کا خالق اور صانع موجود ہے۔ اسی وجہ سے کافروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَئِنْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سَئَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ○'' (اگر تو کافروں سے پوچھے کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، ضرور جواب دیں گے، اللہ تعالی نے پیدا کیا۔ سورہ لقمان: ۲۵) اگرچہ انسانی فطرۃ اور قرآنی شواہد کے بعد اللہ تعالی کے وجود پر چند عقلی دلائل کی ضرورت نہیں تھی پھر بھی ہم عقلی دلائل ذکر کیے دیتے ہیں۔ (امام غزالی)

● اس میں کوئی شک نہیں عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث اور مسبوق بالعدم ہوتا ہے لہٰذا عالم حادث ہے اور ہر حادث اپنے وجود میں موجد اور محدث کا محتاج ہوتا ہے لہٰذا اس عالم کے لیے عقلاً موجد اور محدث واجب اور ضروری ہے اور عالَم کا محدث اور موجد ممکن نہیں ہو سکتا ورنہ دور اور تسلسل لازم آئے گا جیسا عقائد کی کتابوں میں موجود ہے۔ اور دور اور تسلسل باطل ہے لہٰذا عالَم کا ممکن محدث اور موجد ہو یہ بھی باطل ہے اور ممتنع بھی محدث اور موجد نہیں ہو سکتا کیونکہ ممتنع خود معدوم ہے۔ ممتنع کے اندر کسی کو وجود عطا کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے لہٰذا عالم کا موجد اور محدث وہ ذات ہے جو واجب الوجود مستجمع جمیع کمالات اور موجود ہے اور وہ اللہ تعالی کی ذات ہے۔ یہی عقیدہ وجودی اور خدا شناسی ہے۔

● اس عقیدہ کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی کا یہ عقیدہ ہونا ضروری ہے کہ اللہ تعالی جو کہ کائنات اور عالمین کو وجود عطا کرنے والا ہے وہ موجود ہے عالم یا کائنات خود وجود میں نہیں آئی۔ دہریت کہ کائنات کا کوئی خالق نہیں، دنیا بخت اور اتفاق اور ارتقائی نظام سے پیدا ہوئی، باطل ہے اور اللہ تعالی اور خالق کے وجود کا انکار کرنا عقلاً بھی باطل ہے۔

عقیدہ نمبر ۲: اللہ تعالی واجب الوجود اور صفات کاملہ کا جامع ہے:

● اللہ تعالی واجب الوجود اور جمیع صفات کاملہ کا جامع ہے اور صفات ناقصہ سے پاک اور مبرا ہے۔ اللہ تعالی ذاتی اور اصلی وجود کے ساتھ موجود ہے اور اللہ تعالی کا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وجود (بعض علماء اہل سنت کے نزدیک) اس کی ذات کا عین ہے اور بعض علماء کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا وجود اقدس دوسری صفات کی طرح اللہ کی ذات کا عین نہیں بلکہ ذات سے زائد اور ذات کے علاوہ ایک صفت ہے مگر اللہ تعالیٰ کے لیے وجود کا ثبوت واجب اور ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وجود کا زوال اور عدم محال ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وجود کے لیے نہ ابتداء ہے اور نہ انتہاء ہے، وہ ازلی ہے، اس کے وجود کی ابتداء نہیں اور وہ ابدی ہے اس کے وجود کی انتہا نہیں۔ وہ دائمی ہے زوال اور فناء سے پاک ہے۔

عقیدہ نمبر ۳: اللہ تعالیٰ کی صفاتِ سبعہ قدیم ہیں:

• اللہ تعالیٰ اور اس کی ذاتی صفات سبعہ حیاۃ، قدرت، علم، کلام، ارادہ، سمع، بصر قدیم اور ازلی ابدی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے سوا ساری کائنات اور مخلوق کو عالم کہا جاتا ہے۔ عالم کا اصطلاحی مفہوم ماسوی اللہ و صفاتہ ہے اور ماسوی اللہ کو ممکنات کہا جاتا ہے۔ ممکنات اور عالم اپنے وجود کے ساتھ موجود ہیں، اوہام اور خیالات نہیں (شرح عقائد) لیکن ممکنات یا عالم کا وجود غیر اصلی اور غیر ذاتی اور عطائی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وجود کے بغیر ممکن اور اس کی صفات موجود نہیں ہو سکتے لیکن اللہ تعالیٰ ممکنات کے بغیر موجود ہے اور موجود رہے گا۔ ہر ممکن اپنے وجود میں ہر وقت ہر آن اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے۔

وجودِ ظلی اور عطائی کا حکم:

• ممکنات کا وجود اور عدم دونوں غیر ضروری ہیں۔ اگر ممکن کا وجود ضروری ہو تو ممکن واجب ٹھہرے گا اور اگر ممکن کا عدم ضروری ہو تو ممکن ممتنع ہو جائے گا لہٰذا ممکن کا نہ وجود ضروری ہے اور نہ عدم ضروری ہے۔ چونکہ ممکن کا وجود اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ سے عطا شدہ ممکنات کے وجود کو ظلی وجود بھی کہتے ہیں لیکن ظلی وجود کا یہ مفہوم نہیں کہ ممکنات کا وجود اللہ تعالیٰ کے وجود

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا ظل اور سایہ ہے بلکہ یہ مفہوم ہے کہ ممکنات کا وجود اللہ تعالی کے وجود پر دلیل ہے، کسی مرئی چیز کے ظل کی طرح مرئی چیز کے وجود کی دلیل ہے۔ اگرچہ اللہ تعالی مرئی مشاہد نہیں، جس طرح آئینہ میں شے کا عکس اس شے کے وجود کی دلیل ہوتا ہے۔ دیکھنے والا شے کے عین کو نہیں دیکھ رہا ہوتا بلکہ اس کے عکس کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اور اس عکس سے شے کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ بلا تشبیہ اسی طرح ممکنات کے دیکھنے سے واجب تعالی کا علم اور یقین حاصل ہو جاتا ہے۔

ممکنات کے عکس ہونے کا مفہوم:

• ممکنات کو اللہ تعالی کے لیے آئینہ میں عکس کے ساتھ تشبیہ کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالی کی بعینہ ذات ممکنات کی ذوات میں نظر آتی ہے یا ذات کا عکس ممکنات میں نظر آتا ہے کیونکہ آئینہ میں عکس محدود ہوتا ہے مگر اللہ تعالی غیر محدود ہے۔ غیر محدود کا عکس ممکن محدود میں نظر نہیں آسکتا۔ اللہ تعالی امکان کے محدود آئینہ میں نظر نہیں آسکتا۔ اس تشبیہ کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اللہ تعالی کی صورت ممکن کی صورت میں منعکس ہوتی ہے یا ممکن کی صورت اللہ تعالی کی صورت کا عین ہے۔ جس طرح آئینہ میں موجود مثلاً بعینہ آدمی کی صورت اور عکس ہوتا ہے، اللہ تعالی ایسے عکس محدود اور صورت سے پاک ہے، ممکن کی صورت کا اللہ تعالی اور واجب کی صورت ہونا باطل ہے کیونکہ عکس یا ظل کثیف چیز کا ہوتا ہے، لطیف اشیاء کا آئینہ میں عکس نہیں آسکتا۔ ہوا اور فرشتے اور جنات جب اپنی صورت میں ہوں، ان کو کسی آئینہ میں نہیں دیکھا جا سکتا۔ جب فانی اور غیر حقیقی لطیف مخلوق اشیاء کا عکس نہیں ہے۔ اللہ تعالی جو کہ ہر لطیف سے زیادہ لطیف ہے، اس کا عکس کسی ممکن اور صورت میں کیسے سما سکتا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا "لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ" اللہ تعالی کی کوئی چیز مثل نہیں ہے۔ جب اللہ تعالی صورت سے پاک ہے یعنی اللہ تعالی کی صورت ہی نہیں تو امکان کے آئینہ میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کی صورت کا عکس کیسے نظر آ سکتا ہے۔ صرف محدود اور کثیف اشیاء کے عکس کی آئینہ میں گنجائش ہوتی ہے۔ غیر محدود اور لطیف ذات کے لیے کونسا غیر محدود آئینہ ہے جس میں اس کا عکس نظر آئے۔ لہٰذا ممکنات کو اللہ تعالیٰ کا عکس کہنے کا مفہوم وہی ہے جو ہم ذکر کر چکے ہیں۔ صرف اس حد تک کہا جا سکتا ہے کہ ممکنات کے وجود سے اللہ تعالیٰ کے وجود کا علم حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ کہا گیا "وَ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَہٗ اٰیَۃٌ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَاحِدٌ" ہر شے میں باری تعالیٰ پر آیت ہے جو دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود اور واحد ہے۔ اس لیے ممکنات کو اللہ تعالیٰ کا مظہر بھی کہا جاتا ہے۔

یہ کہنا جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ظہور آدمی کی صورت میں ہے:

لیکن یہ کہنا صحیح نہیں کہ فلاں آدمی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی صورت کا ظہور ہوتا ہے۔ جس طرح حضرت جبریل علیہ السلام کی ملکی صورت کا ظہور حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں ہوتا تھا یا جس طرح حضرت جبریل علیہ السلام کا سیدہ مریم علیہا السلام کے لیے ظہور آدمی اور بشریت کی صورت میں ہوا۔ قرآن مجید میں ہے "فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا" (مریم:۱۷) (سیدہ مریم علیہا السلام کے لیے فرشتہ بشر کی صورت میں متمثل ہوا۔) (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ ذکر کردہ تمثل سے پاک ہے اور جو "خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ" (الحدیث) حدیث شریف میں وارد ہوا، اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا، اس حدیث میں علمائے حق کا قول یہ ہے کہ صورت صفت کے معنی میں ہے یا جیسے "لَقَدْ رَئَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ" یا "مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ" میں صورت یا حق صفت کے معنی میں ہے یا حضرت آدم کی طرف اضافتِ تشریفیہ ہے جیسے بیت اللہ کی اضافت۔ (مرقاۃ ملا علی قاری) یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کی صورت میں متمثل ہوا یعنی حضرت آدم علیہ السلام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی صورت اللہ تعالیٰ کی صورت تھی، جس آدمی نے آدم علیہ السلام کو دیکھا اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا، نہایت غلط عقیدہ بلکہ کفر ہے۔ اسی طرح یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کی صورت میں متمثل تھا یعنی مدینہ منورہ میں تشریف فرما رسول اکرم ﷺ در حقیقت اللہ تعالیٰ ہی تھے، اللہ تعالیٰ کا ظہور سرورِ دوعالم ﷺ کی صورت میں ہوا تھا، نہایت غلط ہے جیسا کہ بعض شعراء نے سرائیکی زبان میں کہا:

"احد ہو کر احمد سڈ اونڑ توں صدقے۔۔تیڈا میم دا برقعہ پاونڑ توں صدقے"

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ۔

اللہ تعالیٰ صورت سے پاک ہے:

• اللہ تعالیٰ صورت سے پاک ہے اپنے محبوب کو خاص پیاری صورت میں تخلیق کیا جس کی نسبت تشریفیہ کے اظہار کے لیے بعض مشائخ نے صورتِ محمد ﷺ کی نسبت اور اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دی، جس سے عوام اور جاہل پیر اس کلام سے سمجھنے لگے کہ محمد ﷺ کی صورت اللہ تعالیٰ کی صورت ہے۔

"وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ" کے معنیٰ:

• یہ اضافتِ تشریفی اسی طرح ہے جیسے "وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ" (الحجر: ۲۹) اور "نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ" (تحریم: ۱۲) ان آیات میں روح کی اضافت اور نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف تشریفیہ ہے مگر جاہل نصاریٰ نے سمجھا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ عیسیٰ علیہم السلام میں اللہ تعالیٰ کی روح منتقل ہو گئی ہے، وہ روح اللہ ہیں اور بعض جہلاء نے سمجھا حضرت آدم علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح داخل فرمائی، وہ بھی روح اللہ ہیں اور ان کی صورت اللہ تعالیٰ کی صورت کا عین ہے اور جبریل علیہ السلام بھی روح اللہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا عین ہیں۔ حالانکہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور ممکنات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے ہیں۔ مذکورہ اضافتیں انبیاء کرام اور ملائکہ کو شرف عطا کرنے کے لیے ہیں، ان کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت فرمادی گئی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو شرف بخشنے کے لیے بیت اللہ فرمادیا حالانکہ وہ مکان سے پاک ہے لہٰذا خالق کو مخلوق کا عین کہنا صحیح نہیں ہے۔

- ہاں اہلِ حق کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ظہور اور رویت آخرت میں ہوگی لیکن وہ ظہور بلا کیف ہوگا جس کو آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ (کتب عقائد)

"اَلْوُجُوْدُ وَاحِدٌ وَالْمَوْجُوْدُ اِثْنَانِ" کا مفہوم:

- فائدہ: فلاسفہ اور بعض علمائے حق کا بیان ہے "اَلْوُجُوْدُ وَاحِدٌ وَالْمَوْجُوْدُ اِثْنَانِ" (وجودِ حقیقی ایک ہے، موجود دو ہیں) استاذیم حضرت عبدالغفور ہزاروی رحمہ اللہ وحدت الوجود کی روشنی میں اس قول کی وضاحت اس طرح فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود اصل اور حقیقی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کا عین ہے اور اللہ تعالیٰ کا وجود ممکنات کے لیے منشاء انشاء کی طرح ہے اور ممکنات انتزاعیات نفس الامری کی طرح ہیں اور وجودِ حقیقی سے منتزع ہو رہی ہیں۔ جس طرح آسمان سے فوقیت منتزع ہو رہی ہے اور زمین سے تحتیت منتزع ہو رہی ہے اور فوقیت یا تحتیت دونوں نفس الامری انتزاعات سے ہیں۔ ان کا منشاء خارج میں موجود ہے۔ ممکنات انتزاعی غیر نفس الامری نہیں ہیں جیسے سراب یعنی زمینی میدان سے پانی منتزع ہوتا ہے جس کا منشاء خارج میں موجود نہیں ہوتا، ممکنات اس طرح انتزاعی نہیں ہیں۔ چونکہ انتزاعیات کا اپنا وجود نہیں ہوتا بلکہ منشا کا وجود ہی انتزاعی کا وجود ہوتا ہے۔ وجود ایک ہوتا ہے، دو وجود نہیں ہوتے۔ بلا تشبیہ اسی طرح واجب کا وجود منشاء انتزاع ہے اور ممکنات انتزاعیات نفس الامری ہیں، ممکنات کا اپنا وجود نہیں ہے بلکہ وجود واجب اور وجود منشاء سے موجود ہیں۔ مگر ہر ممکن کا انتزاع دوسرے ممکن سے مختلف ہے۔ مثلاً ایک آدمی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قبلہ رخ بیٹھا ہے اس سے چھ جہتیں قدام، خلف، یمین، یسار، فوق اور تحت منتزع ہو رہی ہیں۔ ہر انتزاعی کا مرتبہ دوسرے انتزاعی سے مختلف ہے اور ہر ممکن کا حکم دوسرے ممکن سے مختلف ہے۔ منشاء کا وجود منشاء کے مرتبہ میں واجب ہے اور انتزاع کے مرتبہ میں ممکن ہے۔ پھر ہر ممکن کا حکم دوسرے سے مختلف ہے۔ کوئی کافر ہے اور کوئی مومن۔ اسی انتزاعی مرتبہ پر زوال آتا ہے اور منشاء وقدیم لازوال ہے چونکہ مراتب مختلف ہوتے ہیں اسی لیے کسی نے کہا ''ہر مرتبہ از وجودے حکم دارد، گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی'' ۔

حضرت عبدالغفور ہزاروی کا تبصرہ:

• ہم نے حضرت العلامہ مولانا حضرت عبدالغفور ہزاروی گولڑوی سے ان کی زندگی کے آخری رمضان کے دورہ تفسیر میں شرکت کی تھی۔ آپ وحدت الوجود کے قائل تھے۔ اسباق میں عموماً وحدت الوجود پر گفتگو فرماتے تھے۔ ہم لوگ بندیال شریف سے وزیر آباد دورۂ تفسیر میں شرکت کے لیے حاضر ہوئے تھے، ہمارے استاد حضرت مولانا عطا محمد بندیالوی رحمہ اللہ بھی گولڑوی تھے مگر انہوں نے کبھی اس مسئلہ پر ہمارے دور میں گفتگو نہیں فرمائی تھی۔ ہمیں جو قبلہ ہزاروی صاحب کی گفتگو یاد تھی، لکھ دی ہے مگر ان کی تقریر ہمارے اذہان سے آج تک ماوراء رہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

• نفس الامر میں وجود ایک ہے یا متعدد، اس میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے پیروکاروں کا قول یہ ہے کہ وجود ایک ہے ممکنات کا وجود اس وجودِ حقیقی کا عکس اور ظل ہے مگر حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ نفس الامر میں دو وجود ہیں، وجود واجب جو کہ حقیقی وجود اور ذاتی وجود ہے اور وجود ممکن جو کہ عطائی اور غیر ذاتی وجود ہے لہٰذا شرک نہیں ہے لیکن اس امر میں اتفاق ہے موجود دو ہیں، وحدت الوجود سے وحدت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الموجودین کا عقیدہ کہ واجب اور ممکن ایک ہیں اور ان میں اتحاد ہے، صحیح نہیں، ایسا عقیدہ الحاد اور زندقہ ہے۔ (فتاوی رضویہ) واجب اور ممکن ایک نہیں ہو سکتے۔

- وحدت الوجود یا وحدت الشہود ظنی اور ذوقی مسائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ کسی قول کا اقرار یا انکار کفر نہیں ہے، ہر ایک عالم نے اس مسئلہ کو سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی ہے مگر نہایت دقیق اور حساس مسئلہ ہونے کی وجہ سے اس میں بحث کرنا غیر ضروری بلکہ خطرناک ہے اور خاموشی بہتر ہے۔

وحدۃ الوجود حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا قول:

- حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے فرمایا، وحدت الوجود کا مسئلہ خالص کشفی مسئلہ تھا جو اہلِ باطن تک محدود رہنا چاہیے تھا مگر عوام الناس میں لانے کی وجہ سے یہ مسئلہ نزاع اور فساد کا باعث بن گیا اور بعض نافہم لوگوں نے وحدت الوجود کی جگہ وحدۃ الموجودین واجب اور ممکن اور خالق اور مخلوق کی وحدت کا عقیدہ بنالیا اور ہر ممکن کو واجب تعالیٰ کا عین سمجھنا اور کہنا شروع کر دیا۔ میں کہتا ہوں اس لیے جہلاء نے قبروں اور جاہل پیروں کو سجدے کرنا شروع کر دیے۔ آجکل فیس بک اور انٹرنیٹ پر مخالفین نے ان مناظر کی ویڈیوز جاری کر دی ہیں جس سے اہلسنت کا کافی نقصان ہوا اور ہو رہا ہے۔ معلوم ہوا الہدیٰ انٹرنیشنل کے مدارس میں شرکیہ وڈیوز جن میں مزارات کو سجدے کیے جا رہے ہیں، دکھا کر بچیوں اور بچوں کو بتایا جاتا ہے کہ یہ لوگ مشرک ہیں۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔

- حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے مکتوبات میں بعض مقامات پر ذکر فرمایا کہ آدمی جب فنا کے مقام پر پہنچتا ہے تو اسے کشف میں صرف ایک وجود نظر آتا ہے۔ کشف میں ممکنات کا وجود نظر نہیں آتا۔ اس پر بعض عارفین نے فرمایا کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نفس الامر میں وجود ایک ہی ہے حالانکہ نفس الامر میں دو وجود ہوتے ہیں۔ حالتِ کشف میں فانی کو ممکنات کا وجود نظر نہیں آتا جس طرح دن کے وقت سورج کی روشنی کی وجہ سے ستاروں کا وجود نظر نہیں آتا مگر نفس الامر میں ستاروں کا وجود ہوتا ہے، ستارے معدوم نہیں ہوتے۔ اسی طرح ممکنات موجود ہوتے ہیں مگر نظر نہیں آتے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنے قول کی تعبیر وحدت الشہود سے کرتے ہیں۔ ان کا یہ قول علمائے اہلسنت کے اقوال کے مطابق ہے جیسا کہ شرح عقائد اور شرح مواقف اور دیگر عقائد کی کتابوں سے واضح ہے اور آپ وحدۃ الوجود کے مشہور معنی کا انکار کرتے ہیں لیکن حق کیا ہے، اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مگر علمائے شریعت کے اقوال ہمارے عقیدوں کی عمارت کے لیے بنیاد ہیں اور ہماری رسائی انہی کے اقوال تک ہے۔

- وحدت الوجود کا فہم بطور شریعت علمائے شریعت کے لیے نہایت مشکل ہے اور عقل سے ماوراء ہے البتہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا قول فہم کے قریب اور شرع شریف کے مطابق علمائے شریعت کے لیے آسان تر ہے جس طرح آئندہ سطور میں آپ پڑھیں گے۔

آج کا المیہ:

- المیہ یہ ہے کہ وحدت الوجود کے عدم فہم سے بعض جاہل صوفی وحدت الوجود کی بجائے وحدت الموجود کا قول کرنا شروع کر دیتے ہیں یعنی بعض نافہم ممکن کے واجب کا عین ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں یا واجب ممکن کا عین سمجھتے ہیں۔ خصوصاً انبیاء کرام بالخصوص سرورِ دوعالم ﷺ کو واجب تعالیٰ کا عین مانتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ ہم ایسے جاہل صوفیاء کے اشعار آخر میں ذکر کریں گے۔
- اعلیٰ حضرت امام اہلسنت حضرت مولانا احمد رضا خان رحمہ اللہ نے فرمایا، وحدت الوجود حق ہے مگر وحدت الموجود اور اتحاد الحاد اور زندقہ ہے۔ آپ نے فرمایا،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اتحاد (واجب تعالیٰ اور ممکن کے درمیان) باطل ہے اور اس کا ماننا الحاد۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

''اِنۡ کُلُّ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحۡمٰنِ عَبۡدًا'' (۱۹/۹۳)

ترجمہ: نہیں آسمانوں اور زمین کوئی آدمی مگر آئیں گے وہ رحمان کی بارگاہ میں بندے ہو کر۔

وجود واحد ہے اور موجود واحد باقی سب ظل اور عکوس۔ (فتاویٰ رضویہ ۶۱۸۱/۱۴)

اور وجود اور موجود سے وجود حقیقی اور موجود حقیقی مراد لینا مناسب ہے۔

(رفیق حسنی)

قرب، معیت اور احاطہ کا حکم:

- ہمارے علماء اہلسنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے قرب اور معیت اور احاطہ سے قرب اور معیت اور احاطہ صفاتی مراد ہے، ذاتی قرب اور معیت اور احاطہ مراد نہیں ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اور آخر میں سوال اور جواب کی صورت میں فتاوی رضویہ کی عبارت ذکر کریں گے۔
- کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے، علمائے اہل سنت و جماعت کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت اور علم اور ارادہ ہر جگہ موجود ہے اور ہر شے کو محیط ہے۔ فتاوی رضویہ میں امام اہل سنت بیان فرماتے ہیں، صفاتِ باری تعالیٰ کے محیط ہونے کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ علم اور قدرت ہر جگہ متمکن ہے کیونکہ جگہ یا ظرف جسم کی شان اور حال ہے بلکہ احاطۂ علم کے یہ معنی ہیں کہ ہر شے واجب یا ممکن یا ممتنع معدوم یا موجود، حادث یا قدیم اسے معلوم ہے اور احاطہ قدرت کے معنی یہ ہیں کہ ہر ممکن پر اسے قدرت حاصل ہے یعنی احاطہ صفاتی مراد ہے، احاطہ ذاتی مراد نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے کا مطلب بھی احاطہ صفاتی ہے۔ یہ مفہوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذات ہر جگہ موجود ہے اور آیاتِ مبارکہ جن میں اللہ تعالیٰ کا ہر جگہ ہونا جیسے "هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ" یا "اَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" سے بھی احاطہ صفاتی مراد ہے۔ چنانچہ امام اہلسنت بیان کرتے ہیں:

عمرو کا یہ کہنا کہ کوئی مکان کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں ذاتِ خدا موجود نہ ہو کلمہ کفر ہے کہ اس کی ذات کے لیے جگہ ثابت کرنا ہے (تا) عمرو پہ توبہ فرض ہے، اپنے عقیدہ باطلہ سے تائب ہو اور کلمہِ اسلام پڑھے (تا) الحمدللہ! معیت وقرب واحاطہ الٰہیہ پر ہر مسلمان کا ایمان ہے مگر نہ ان معانی پر جو ان الفاظ سے لغوی اور عرفی طور پر سمجھ آتے ہیں بلکہ ان پر جو مراد الٰہی ہیں اور ہمارے عقول سے ماوراء ہیں، معاذاللہ اگر یہی ظاہری معانی مراد لیے جائیں جن پر یہ کہا جائے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) بذاتہ ہر مکان ہر جگہ ہر گوشہ میں موجود ہے تو اس سے زائد ذلیل تر کوئی عیب لگانا نہ ہوگا۔۔۔الخ۔ (۶۲۱/۱۴)

ہر جگہ ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا باطل ہے:

- امام اہلسنت وہ عیب شمار کرتے ہیں جو ذاتی طور ہر جگہ موجود ہونے سے لازم آتے ہیں۔ فرماتے ہیں اور پھر لازم آئے گا معاذاللہ اللہ تعالیٰ نجس جگہوں اور قبل اور دبر میں موجود ہو اور نجاست کے ساتھ موجود ہو اور محیط کے اندر چونکہ جوف ہوتا ہے لازم آئے گا اللہ تعالیٰ کا جوف ہو پھر لازم آئے گا اللہ تعالیٰ فلک الافلاک کے اوپر محیط ہو اور محاط بھی ہو پھر شہ رگ کے قریب کیسے ہو سکتا ہے پھر اگر بالذات محیط ہو تو زمین کو محیط ہوگا تو لازم آئے گا چلنے والوں کے جوتوں کے نیچے ہو اور قبل اور دبر سے نجاستیں اس پر گریں (نعوذ باللہ من ذالک)۔ لہٰذا اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے علم اور قدرت اور ارادہ کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اپنی شان کے لائق بلا کیف لا مکان ہے یعنی اللہ تعالیٰ مکان سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاک ہے۔ تفصیل فتاوی رضویہ جلد ۱۴ اور ۱۵ میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا قول:

- حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

مخدوما ہر چند اقربیت او تعالیٰ بما بنص قطعی ثابت شدہ است اما چہ تواں کرد کہ او تعالیٰ از عقول وافہام ما واز علوم وادرکات ماوراء الوراء است ــــــــ الخ (مکتوب ۲۷۵۔ درالمعرفت ۶۹)

ترجمہ: اے ہمارے مخدوم بے شک اللہ تعالیٰ کی ہمارے ساتھ اقربیت نص قطعی (نحن اقرب) سے ثابت ہے لیکن کیا کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے عقول اور افہام اور ادراکات اور علوم سے وراء الوراء ہے۔

افادہ:

ذاتِ باریِ تعالیٰ کو مجہول مطلق کہنا عجب ہے (حضرت مجدد علیہ الرحمۃ):

ایک جگہ فرماتے ہیں:

علوم سابقہ (کشفیہ) کہ منبئ از اتحاد و وحدت وجود بودہ اند روبزوال آوردند واحاطہ سریاں وقرب ومعیت ذاتیہ کہ دراں مقام منکشف شدہ بود مستتر گشتند وبہ یقین معلوم گشت کہ صانع را جل شانہ باعالم ازین نسبتائے مذکورہ (احاطہ و سریاں و معیت ذاتیہ و قرب ذاتی) ہیچ ثابت نیست احاطہ وقرب او تعالیٰ علمی است چنانچہ مقرر اہل حق است شکر اللہ سعیہم واو سبحنہ تعالیٰ باہیچ چیز متحد نیست او او است تعالیٰ و تقدس و عالم عالم۔ او سبحانہ بیچوں وبیچگونہ (بے مثل و بے مثال) است و عالم سراسر بداغ چونی وچگونگی متسم بیچوں راعین چوی نتواں گفت واجب تعالیٰ راعین ممکن نتواں خواند قدیم ہر گز عین حادث نمیشود ممتنع العدم عین جائز العدم نگردد وانقلاب حقائق محال است عقلا و شرعا وصحت حمل یکے بر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیگرے منع است اصلا ورأسا عجب است کہ شیخ محی الدینؒ وتابعاں او ذات واجب تعالیٰ وتقدس را مجہول مطلق گویند ومحکوم علیہ بہیچ حکمے نے دانند مع ذالک احاطہ ذاتی وقرب ومعیت ذاتیہ اثبات مے نمایند وماھو الا حکم الذات تعالیٰ وتقدس فالصواب ما قال العلماء من اہل السنت من القرب العلمی والاحاطۃ العلمیۃ (ص: ۸۴ مکتوب ۱۳۱ دفتر اول، حصہ اول)

ترجمہ: سابقہ علوم جو اتحاد اور وحدت الوجود سے خبر دینے والے تھے وہ علوم زائل کر دیے گئے اور احاطہ اور حلول سریانی اور قرب اور معیت ذاتی جو اس مقام میں منکشف ہوئے وہ پوشیدہ ہو گئے اور یقین کے ساتھ معلوم ہوا کہ صانع (اللہ تعالیٰ) جل شانہ کا ان مذکورہ نسبتوں میں سے (احاطہ اور سریان اور معیت ذاتیہ اور قرب ذاتی) کوئی نسبت ثابت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب اور احاطہ علمی ہے جیسا کہ اہل حق کے نزدیک مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی کوششوں کی جزائے خیر دے) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں اور وہی ہے بلند اور پاک اور عالم عالم ہے۔

بے مثل کو مثل کا عین اور واجب کو ممکن کا عین نہیں کہہ سکتے:

اللہ تعالیٰ بے مثل بے مثال ہے اور عالم سراسر مثلیت اور مثالیت کے داغ سے متصف ہے۔ بے مثل کو مثل کا عین نہیں کہہ سکتے۔ واجب تعالیٰ کو ممکن کا عین نہیں پڑھ سکتے قدیم ہر گز حادث کا عین نہیں ہو سکتا ممتنع العدم جائز العدم کا عین نہیں ہو سکتا اور حقائق کا انقلاب محال ہے (کہ واجب ممکن ہو جائے) عقلاً وشرعاً اور کسی ایک کے دوسرے پر حمل کی صحت اصل میں بالکل منع ہے۔ تعجب ہے کہ شیخ محی الدین ابن العربیؒ اور اس کے پیروکار واجب تعالیٰ وتقدس کو مجہول مطلق کہتے ہیں اور کسی حکم کا محکوم علیہ نہیں جانتے باوجود اس کے احاطہ ذاتی اور قرب اور معیت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذاتی ثابت کرتے ہیں اور یہ نہیں مگر ذات تعالیٰ و تقدس پر حکم پس صواب وہ عقیدہ ہے جو علماء اہل سنت نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب اور احاطہ سے مراد علمی قرب اور علمی احاطہ ہے۔ اھ۔

افادہ:

• قبل ازیں علماء کے قول "الوجود واحد والموجود اثنان" کی تاویل ذکر کی گئی تھی بعض علماء اس کی تاویل یہ فرماتے ہیں، وجودِ حقیقی ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا عین ہے، اس وجودِ حقیقی کے ساتھ موجود واجب تعالیٰ ہے، دوسرا موجود ممکن ہے۔ واجب تعالیٰ نے ممکن کو تخلیق کیا اور وجود عطا فرمایا جسکی وجہ سے ممکن موجود کہلایا۔ واجب کا وجود ازل سے ہے اس کی ابتداء میں عدم اور نفی نہیں ہے اور ممکن کا وجود ازل سے نہیں ہے۔ ممکن کے وجود سے پہلے عدم تھا پھر اسے وجود عطا ہوا۔ قرآن مجید میں ہے:

"هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ ......الخ" کا مفہوم:

"هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْــًٔا مَّذْكُوْرًا" (سورۃ انسان، آیت: ۱)

ترجمہ: بے شک آدمی پر ایک وقت زمانے سے ایسا گزرا کہ وہ کوئی شے جس کا ذکر ہو، نہ تھا۔

اور حدیث قدسی ہے:

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ وَ تَجَلَّيْتُ عَلَيْهِمْ فَعَرَفُوْنِيْ (اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)

(فتوحات مکیہ۔ ابن عربی، ص: ۱۶۷/۳ و عبدالکریم الجیلی فی لسان القدر بنسیم السحر، ص: ۳۴ و الشعرانی فی الطبقات، ص: ۳۰۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں پوشیدہ خزانہ تھا میں نے پسند کیا کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں پہچانا جاؤں پس میں نے خلق کو پیدا کیا اور ان پر میں نے تجلی فرمائی پس انہوں نے مجھے پہچانا۔۔۔۔الخ

ملا علی قاری نے فرمایا، بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف یا موضوع فرمایا مگر اس کے معنی صحیح اور آیت "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ...... اَیْ لِيَعْرِفُوْنَ" سے مستفاد ہے اور کثیر صوفیہ کے کلام میں واقع ہے۔

(کشف الخفاء، ص: ۱۲/۱۷۳)

خلق کا مفہوم کسی کو وجود عطا کرنا ہوتا ہے۔اس حدیث قدسی سے معلوم ہوا خلق کا وجود عطائی ہے، پہلے مخلوق نہیں تھی پھر اسے وجود عطا کیا گیا۔ خلق کا وجود عدم کے بعد ہے اور اللہ تعالٰی کا وجود دائمی ازلی اور ابدی ہے۔اللہ تعالٰی کے وجود سے پہلے عدم نہیں ہے، اللہ تعالٰی کا وجود ذاتی ہے خواہ ذات کا عین ہو جیسے فلاسفہ اور بعض صوفیاء کہتے ہیں یا صفاتِ ذاتیہ کی طرح ذات کے سوا زائد ہو جس طرح متکلمین اور علماء اہلسنت کہتے ہیں جب ممکنات کا وجود عطائی ہے پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وجود عطائی ذاتی کا عین ہو اور وجود بعد العدم وجود دائمی کا عین ہو، وجود حقیقی وجود عارضی کا عین ہو۔جب مخلوقات کا وجود مخلوق ہے تو مخلوق کا وجود خالق کے وجود کا عین نہیں ہو سکتا۔ایک وجود سے دو موجود ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ کہ ممکن کے وجود کو اللہ تعالٰی نے پیدا کیا یعنی اللہ نے ممکن کو وجود دیا اگر وجود عین ذات ہو، ذات خالق ہے تو خالق کا وجود بھی خالق ہے لہٰذا نفس الامر میں دو وجود ہیں۔ایک حقیقی دائمی اور غیر مخلوق اور ایک غیر حقیقی غیر دائمی اور مخلوق اور اگر وجود ذات پر زائد ہو جیسا علماء اہلسنت کا قول ہے تو دو وجود ہوئے، ایک واجب تعالٰی کا اور ایک ممکن کا۔چونکہ ممکن کا وجود ظلی اور عطائی ہے اس لیے اس کا اعتبار نہ کرتے ہوئے کہہ دیا جاتا ہے الوجود واحد یعنی حقیقی وجود ایک ہے اور موجود دو ہیں: ایک واجب الوجود اور دوم ممکن الوجود۔ان میں لفظ وجود

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مشترک لفظی ہے، ہر ایک کی حقیقت دوسرے سے مختلف ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ عبدیت کے مقام کو ولایت کے مراتب کی نہایت فرماتے ہیں اور عبدیت کے مفہوم کو واضح کرنے کے لیے فرماتے ہیں:

دریں مقام خود را با مولای خود ہیچ مناسبت نے یابد الا الا حتیاج من جانبہ والا ستغناء الاتم ذاتا و صفتہ من جانب المولی تعالی و تقدس نہ آنست کہ ذات خود را باذات او تعالی و صفات خود را باصفات او عز سلطانہ و افعال خود را بافعال او سبحانہ بہ ہیچ وجہ مناسب داند اطلاق ظلیت ہم از مناسبات است ازیں ہم تنزہ مے نماید او را سبحانہ را خالق اور خود را مخلوق میداند (تا) و ہمچنیں است و علوم کہ در توحید وجود گفتہ اند مبنائی آن سکر وقت و غلبہ حال است علامت درستی علوم لدنیہ مطابقت است باصریح علوم شرعیہ اگر سر مو تجاوز است از سکر است۔

(مکتوب ۳۰۔ ص: ۸۱۔ دفتر اول۔ حصہ مکتوبات)

ترجمہ: اس مقام میں بندہ خود اپنے مولا کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں پاتا مگر عبد کی جانب سے احتیاج اور مولا تعالیٰ و تقدس کی جانب سے ذاتا و صفۃ استغناء اتم یہ نہیں ہے کہ بندہ خود اپنی ذات کا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ اور اپنی صفات کا اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ اور اپنے افعال کا اللہ تعالیٰ کے افعال کے ساتھ کسی وجہ سے مناسبت رکھتا ہے۔ ظلیت کا اطلاق بھی مناسبات سے ہے، اس سے بھی بندہ خود تنزہ اور براۃ کرتا ہے، اللہ سبحانہ کو خالق اور اپنے آپ کو مخلوق جانتا ہے (تا) اور اسی طرح سے اور وہ علوم جو توحید وجودی میں کہے جاتے ہیں ان کی بنیاد سکر وقت اور غلبہ حال ہے اور علوم لدنیہ کی درستگی کی علامت ان علوم کی علوم شرعیہ صریحہ کے ساتھ مطابقت ہے، اگر بال کے برابر تجاوز ہے، وہ سکر ہے۔ اھ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• لہٰذا یہ کہنا کہ واجب ممکن کا عین ہے، باطل اور الحاد اور زندقہ ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ سے گزرا ہے۔(محمد رفیق حسنی) (فتاوی رضویہ)

افادہ: ذات اور صفات کے مظہر ہونے کا حکم:

• کہا جاتا ہے کہ سرورِ دوعالم ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات کے مظہر ہیں اور دوسرے انبیاء عظام علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرضوان اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے مظہر ہیں۔ اگرچہ یہ قول صحیح ہے مگر سرورِ دوعالم ﷺ کو ذات کا مظہر کہنے سے مراد اسم ذات لفظ اللہ کا مظہر ہونا ہے یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام لفظ اللہ کے مظہر ہیں کیونکہ لفظ اللہ باقی اسماء اور صفات کا جامع ہے گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے وہ تمام اسماء اور صفات جن کا مظہر ہونا ممکن کے لیے جائز ہے، کے مظہر ہیں اور باقی انبیاء علیہم السلام کسی ایک یا دو اسم یا صفات کے مظہر ہیں۔ جیسے ایک مقام پر ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں کہتے ہیں۔

• حضرت ملا علی قاری حضرت اویس قرنی کے چچا عصام کے متعلق بعض صوفیاء کا قول نقل کرتے ہیں کہ حضرت عصام سرورِ دوعالم ﷺ کے زمانۂ حیاۃ میں قطب تھے، اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ:

اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ۔

میں یمن کی جانب سے رحمٰن کی خوشبو پاتا ہوں۔

پھر فرمایا:

هُوَ مَظْهَرٌ خَاصٌّ لِلتَّجَلِّي الرَّحْمَانِيِّ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَظْهَرًا خَاصًّا لِلتَّجَلِّيِ الْإِلٰهِيِ الْمَخْصُوْصِ بِاسْمِ الذَّاتِ وَ هُوَ اللّٰهُ۔ (مرقاۃ ۳۴۴۳، مکتبہ دار الفکر)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: حضرت عصام صفت رحمانی کی تجلی کے لیے خاص مظہر تھے جس طرح (ہمارے) نبی کریم ﷺ تجلی الٰہی جو اسم ذات کے ساتھ مخصوص ہے، جو کہ وہ اسم ذات لفظ اللہ ہے، کے مظہر خاص تھے۔

معلوم ہوا رسول اکرم ﷺ لفظ اللہ کے مظہر تھے، ذات کے مظہر نہیں تھے۔ چونکہ لفظ اللہ اسم مبارک تمام اسماء اور صفاتِ الٰہی کو اجمالاً متضمن ہے لہٰذا سرورِ دوعالم ﷺ تمام صفات اور صفاتِ الٰہیہ کے مظہر ہیں مگر یہ سمجھنا کہ سرورِ دوعالم ﷺ اللہ تعالیٰ کی بے مثل اور بے مثال ذات کے مظہر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات کا سرورِ دوعالم ﷺ کی ذات میں ظہور ہے، صحیح نہیں۔

افادہ:

- قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ (سورۃ آل عمران: ۱۹۱)

ترجمہ: اور اہلِ دانش آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں تدبر اور تفکر کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ان کو تونے باطل اور بلاوجود اور بغیر فوائد پیدا نہیں فرمایا۔

اگر یہاں باطل کا معنی معدوم کیا جائے تو تخلیق کا کوئی مفہوم نہیں ہو سکتا اور نہ تفکر اور تدبر کا کیونکہ معدوم کا اپنی ذاتِ معدومہ کی حیثیت سے تخلیق کا محتاج نہ ہونا بدیہی ہے اور نہ معدوم کے خلق میں تفکر اور تدبر کی دعوت دی جاسکتی ہے۔ جب یہاں باطل کا معنی بلا حقیقت اور بلاوجود نہیں تو اس کا معنی با حقیقت اور باوجود ہوگا۔ یعنی آسمانوں اور زمین کا وجود اور حقیقت ثابت ہے، اس میں تفکر کرو اور زکریا علیہ السلام سے فرمایا ''وَ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَیْئًا'' (سورہ مریم: ۹) اس سے پہلے میں نے تجھے پیدا کیا تھا اور تو کچھ نہ تھا۔ عالمِ تخلیق

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے پہلے عدم تھا، اگر تخلیق کے بعد بھی معدوم ہو اس میں کیا فرق ہے، یہ مسئلہ میری ناقص عقل سے ماوراء ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ذات کا مظہر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت اور شکل میں اللہ تعالیٰ کی صورت اور شکل کا ظہور ہے کیونکہ ذات باری تعالیٰ کا ظہور کسی ممکن میں نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ صورت اور شکل سے پاک ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، ممکن کی کیا مجال کہ واجب کے لیے آئینہ بنے۔ فرماتے ہیں، واجب تعالیٰ و تقدس کہ بے چوں و چگونہ است ہر گز در مرایائے چونی نگنجید و در مجال چندی نیاید لا مکانی در مکان گنجائش ندارد و بیچوں را بیرون دائرہ چوں باید جست لا مکان را ماورائے مکان باید طلبید آنچہ در آفاق و انفس دیدہ میشود آیات اویند سبحانہ و تعالیٰ و تقدس قطب دائرہ ولایت یعنی حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ الاقدس فرمودہ اند کہ ہر چہ دیدہ شد و دانستہ شد آن ہمہ غیر است۔

(مکتوب ۳۱۔ ص ۸۶۔ دفتر اول۔ حصہ اولی مکتوبات)

ترجمہ: واجب تعالیٰ و تقدس جو بے مثل و بے مثال ہے ہر گز مثلیت کے آئینوں میں گنجائش نہیں رکھتا اور مثلیت کے محل میں نہیں آ سکتا لا مکانی مکان میں گنجائش نہیں رکھتا اور بے مثل کو مثلیت کے دائرہ سے خارج تلاش کیا جائے لا مکانی کو مکان کے ماوراء میں طلب کیا جائے اور وہ جو آفاق اور انفس میں دیکھا جاتا ہے وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی آیات اور دلائل ہیں دائرہ ولایت کے قطب حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ الاقدس نے فرمایا کہ ہر وہ چیز جو دیکھی جاتی ہے اور جانی جاتی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا غیر ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صفات اور اسماء کے لیے مظہر ہونے کا مفہوم:

• یہ کہنا کہ دیگر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء کے مظہر ہیں اس کی توضیح میں حضرت مجدد نے فرمایا:

معلوم گشت کہ عالم ہر چند مرایا کمالات صفاتی است و مجالی ظہورات اسمائے اما مظہر عین ظاہر نیست و ظل عین اصل نہ چنانکہ مذہب اہل توحید وجودیست۔ (۸۴۰۔ مکتوب ۳۱۔ دفتر اول۔ حصہ اول)

ترجمہ: معلوم ہوا کہ عالم اگرچہ کمالات صفاتی کا آئینہ ہے اور اسماء حسنیٰ کی تجلیات کا ظہور ہے لیکن عین ذات کا مظہر ہونا ظاہر نہیں اور ظل اصل کا عین نہیں جیسا کہ توحید وحدۃ الوجود والوں کا مذہب ہے کہ (کہ عالم عین ذاتِ باری تعالیٰ کا مظہر اور عین ذات کا ظل موجود ہے)۔

عالم امکان کی مظہریت کا مفہوم:

ہمارے فہم کے مطابق صفات اور اسماء کے لیے عالم امکان کی مظہریت کا یہ مفہوم ہے کہ عالم اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر دلیل ہے کہ خصوصاً انبیاء عظام اور اولیاء کرام صفات اور اسماء مقدسہ کے کمالات کے لیے مظہر اور آئینہ ہیں۔ مثلاً اگر کوئی نبی صفت مقدسہ لطیف کا مظہر ہے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس ولی میں عطاء شدہ لطف اور شفقت غالب ہوگی۔ مظہر ہونے کا یہ مفہوم نہیں کہ اس نبی میں اللہ تعالیٰ کی بعینہ صفت لطیف پائی جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت تو قدیم ہے، قدیم حادث میں نہیں پایا جاسکتا اسی طرح یہ کہنا کہ سرورِ دوعالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے اسم ذاتی لفظ اللہ کے مظہر ہیں، اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اور اسماء کے کمالات کا عکس اور مقتضیٰ عطا شدہ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"چونکہ مقرر شدہ است کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم جامع کمالات اسمائی وصفاتی است ومظہر جمیع آنہا بر سبیل اعتدال۔

(مکتوب ۷۰۔ دفتر اول۔ حصہ اول۔ ص:۶۹)

کہ یہ امر ثابت اور مقرر ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ جمیع کمالات اسمائی اور صفاتی کے جامع ہیں اور ان سب کے اعتدال کے طریقہ پر مظہر ہیں۔

لہٰذا ہمارا عقیدہ ہے کہ سرورِ دوعالم ﷺ میں اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اور اسماء کی جھلک اور اثر پایا جاتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفت رحمٰن ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس صفت کا مظہر بنا کر رحمۃ للعالمین کی صفت عطا فرمائی۔ صفت رحیم کا مظہر بنا کر آپ کو رؤف اور رحیم کا لقب عطا فرمایا لیکن صفت ازلی اور قدیم اور واجب الوجود اور معبودیت اور خالقیت جیسی صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں، ان صفات کا کوئی مظہر نہیں ہے۔

سالک، واصل اور عارف کا مفہوم:

• فائدہ: صوفیاء کرام کی اصطلاح میں سالک، واصل اور عارف کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ سالک کا مفہوم صوفیوں کے نزدیک روحانیت کا وہ طالب جو روحانیت اور باطن کی طہارت حاصل کرنے کے لیے ریاضت کرنے والا ہو یعنی روحانیت کے طالب کو سالک کہا جاتا ہے جیسے شرعی علوم کے پڑھنے والے کو طالب کہا جاتا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا جب تیسری صدی میں روحانیت کی تعلیم مساجد کی بجائے آستانوں میں منتقل ہوگئی کیونکہ مساجد میں مناظرے شروع ہوگئے، خصوصاً چاروں فقہ کے علماء نے باہم مناظرے شروع کردیئے تو روحانیت کے طالب علموں کے لیے علماء باطن اور طریقت نے خانقاہیں بنا کر سالکین کی تربیت شروع کردی۔ روحانیت کے طلباء کے لیے ایک نصاب مقرر کیا گیا۔ حضرت داتا علی ہجویریؒ نے کشف المحجوب میں فرمایا، طریقت کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نصاب میں سب سے پہلے سال خدمتِ خلق کا وظیفہ مقرر ہوا۔ سالکین انسان تو انسان زخمی جانوروں کی خدمت اور مرہم پٹی کرتے تھے حتیٰ کہ کتوں کی دیکھ بھال بھی سالک کرتے تھے اور مساجد میں علومِ ظاہریہ کے مدارس قائم ہو گئے اور خانقاہوں میں علومِ طریقت کے مدارس قائم ہو گئے۔ رفتہ رفتہ خانقاہی نظام جاہل سجادہ نشینوں کے قبضہ میں چلا گیا اور اکثر خانقاہوں میں سلوک اور طریقت تو کجا شریعت اور علومِ ظاہری کے پڑھنے پڑھانے کا نظام بھی نہ رہا۔ اکثر خانقاہوں میں بد مذہب، ملنگ اور شرابی رہنے لگے۔ عقابوں کے نشیمن زاغوں کے تصرف میں چلے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ نہ سالک رہے اور نہ سالک گر الاماشاء اللہ۔

• عارف کا ظاہری معنی معرفت اور پہچان والا ہے۔ صوفیاء کرام نہایت کامل اور صالح آدمی کو عارف کہتے ہیں اور اس سے مراد عارف باللہ لیتے ہیں کیونکہ عارف باحکام اللہ تو علماء کرام ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں تھا کہ صوفیاء کے نزدیک عارف وہ شخص ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت حاصل ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو اس طرح جانتا ہو جیسے زید عمرو کو جانتا ہے یعنی اسے اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت حاصل ہو کیونکہ صفات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کہ وہ علیم قدیم سمیع بصیر مرید متکلم محی محیط رازق اور غفار ہے، کا علم سب مومنوں کو حاصل ہے مگر عام مومنین کو عارف نہیں کہا جاتا اس لیے نہایت صالح اور کامل آدمی کو عارف کہنے کی وجہ شاید ذات کی معرفت بذاتہ ہو سکتا ہے لیکن معلوم ہوا صوفیاء کے نزدیک عارف اس آدمی کو کہا جاتا ہے جس کو وجدان اور ذوق سے یہ علم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت بذاتہ نہیں ہو سکتی یعنی ذات باری کی عدمِ معرفت کا اعتراف کرنے والے کو صوفیاء عارف کہتے ہیں۔ صوفیاء فرماتے ہیں:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اَلْعِجْزُ عَنِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ":

اَلْعِجْزُ عَنِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ

اللہ تعالیٰ کے ادراک سے عاجز ہونے کا اعتراف ادراک ہے۔

اس لیے بعض صوفیاء نے فرمایا:

مَا عَرِفَ اللّٰهَ بِالْحَقِيْقَةِ سِوَى اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ۔ (نبراس)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی حقیقی معرفت صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، اللہ عزوجل کے سوا اغیار کو حاصل نہیں ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

اور حضرت ابو بکر الصدیقؓ نے خطبہ میں فرمایا تھا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَجْعَلْ لِلْخَلْقِ سَبِيْلًا اِلٰى مَعْرِفَتِهٖ اِلَّا بِالْعِجْزِ مِنْ مَعْرِفَتِهٖ۔ (حاشیہ نبراس، ص: ۱۹۵)

ترجمہ: سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے اپنی معرفت کی طرف مخلوق کے لیے راستہ نہیں بنایا مگر اپنی معرفت سے عجز کے ساتھ۔

یعنی عارف وہ ہے جو وجدانی اور ذوقی کیفیت سے جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت بعینہا نہیں ہو سکتی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا بذاتہ تصور اس لیے ممکن نہیں کیونکہ متصور وہ ہو سکتا ہے جو ذہن میں حاصل ہو اور ذہن میں حصول اس کا ہو سکتا ہے جو محدود ہو اور اللہ تعالیٰ غیر محدود ہے۔ اس لیے کسی ممکن کے ذہن میں ذاتِ باری تعالیٰ بشخصہ کا حصول ممکن نہیں۔ صوفیاء کاملین کو اپنے عجز کا علم ذوقی اور وجدانی ہوتا ہے اور عام علماء کو اپنے عجز اور عدم معرفت کا علم استدلالی اور عقلی ہوتا ہے اس لیے عارف اور غیر عارف کا فرق کیا جاتا ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"دران موطن جز عجز و جہل را گنجائش نیست جہل را تعبیر بمعرفت میکنند و عجز را ادراک مے نامند۔ (مکتوب ۲۵۔ ص:۵۲۔ درالمعرفت، سعید ایچ کمپنی)

ترجمہ: اس جگہ عجز اور جہل کے سوا کسی چیز کی گنجائش نہیں۔ یہ لوگ جہل کو معرفت سے تعبیر کرتے ہیں اور عجز کو ادراک کا نام دیتے ہیں۔ یعنی عجیب معاملہ ہے صوفیاء کے نزدیک جاہل کو عارف اور ادراک اور علم سے عاجز کو عالم کہا جاتا ہے۔

اے برتر از قیاس و گمان و وہم:

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

اے برتر از قیاس و گمان و وہم
وز ہرچہ گفتند شنیدم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت بپایاں رسید عمر
ماہمچناں در وصف اول تو ماندہ ایم۔

اے باری تعالیٰ قیاس اور گمان اور وہم سے برتر جو کچھ انہوں نے کہا ہم سنتے ہیں اور پڑھتے ہیں دفتر مکمل ہو گئے اور عمر اختتام کو پہنچ گئی ہم اسی طرح تیری پہلی صفت میں سرگرداں ہیں۔ ایک جگہ فرمایا:

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں:

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بماند تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

ترجمہ: نہ اللہ تعالیٰ کے حسن کی غایت ہے اور نہ شیخ سعدی کا قول آخری ہے، پیاسا ہمیشہ تشنا اور پیاسا رہا اور دریا اسی طرح باقی۔

"مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ" کا مفہوم:

- سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ کا قول ہے:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَلٰكِنْ عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ"

یا اللہ! تو سب عیبوں سے پاک ہے، ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا لیکن ہم نے تجھے پہچانا جیسے پہچاننے کا حق ہوتا ہے۔

اس قول کا مفہوم حضرت مجدد کی زبان سے سنیئے، فرماتے ہیں:

در عدم ادائے حق عبادت خود ظاہر است لیکن حصول حق معرفت بنا بر آنست کہ نہایت معرفت در ذات تعالی شانہ جز و آن نیست کہ بے چونی و بیچگونی بشناسد۔ (مکتوب ۳۸۔ ص: ۱۰۱۔ دفتر اول۔ حصہ اول)

ترجمہ: عبادت کا حق ادا نہ کرنا تو ظاہر ہے معرفت کے حق کا حصول اس بنا پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں معرفت کی نہایت اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ بے مثل اور بے مثال کو پہچانے یعنی آدمی کو ذاتی اور وجدانی طور پر معرفت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ بے مثل اور بے مثال ہے گویا عارف وہ مرد کامل ہے جسے ذاتِ باری تعالیٰ کے ادراک سے عاجز ہوتے کا علم ہو جائے۔

عجیب معاملہ ہے کہ اہلِ حقیقت جاہل کو عارف کہتے ہیں اور غیر واصل کو واصل کہتے ہیں۔ واصل کا مفہوم یہ ہے آدمی اللہ تعالیٰ کی طلب میں سلوک کا راستہ طے کر لے۔ شیخ کی جانب سے بتائی گئی ریاضتیں اور وظائف مکمل کر لے اور اسے یقین حاصل ہو جائے کہ اس کی ذات تک وصول نہیں ہو سکتا جس طرح درس نظامی کا کورس مکمل کرنے والے طالب علم کو فاضل کہا جاتا ہے اسی طرح روحانی طریقت کا کورس مکمل کرنے والے طالب علم کو واصل کہا جاتا ہے۔ جس طرح علوم شریعت کے طلباء اور علماء کے علم میں زیادتی جاری رہتی ہے اسی طرح واصلین کی روحانیت میں عروج جاری رہتا ہے۔ مرتبہ نہایت پر پہنچ کر انہیں اس چیز کا ادراک ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تک وصول ناممکن ہے البتہ اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالیٰ کی صفات میں ان کی سیر جاری رہتی ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اسے سیر الی اللہ کہا جاتا ہے۔ سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کی تفصیل مکتوبات شریف میں ملاحظہ فرمائیں۔

الحاصل:

- یہاں تک ایمان کا پہلا رکن کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت فرض ہے اور اس کے لیے دس اصول ہیں، جن کا جاننا ضروری ہے۔ پہلا اصل کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا علم ہو، کی تحریر مکمل ہوگئی۔ سابقہ تحریرات سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کی ذات کی بذاتہ بغیر صفات کے معرفت ممکن نہیں۔ اس سلسلہ میں صاحب سلم حضرت محب اللہ بہاری نے سلم العلوم میں جو خطبہ توحید اور رسالت درج فرمایا، مجھے بہت پسند ہے۔ خطبہ سنیے:

سلم العلوم کا خطبہ:

سُبْحَانَہٗ مَا اَعْظَمَ شَانَہٗ لَا یُحَدُّ وَ لَا یُتَصَوَّرُ وَ لَا یُنْتِجُ وَ لَا یَتَغَیَّرُ تَعَالٰی عَنِ الْجِنْسِ وَالْجِهَاتِ جَعَلَ الْکُلِّیَّاتِ وَالْجُزْئِیَّاتِ اَلْاِیْمَانُ بِہٖ نِعْمَ التَّصْدِیْقُ وَالْاِعْتِصَامُ بِہٖ حَبَّذَا التَّوْفِیْقُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بُعِثَ بِالدَّلِیْلِ الَّذِیْ فِیْہِ شِفَاءٌ لِکُلِّ عَلِیْلٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ هُمْ مُقَدِّمَاتُ الدِّیْنِ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی ذات پاکیزہ ہے اس کی عظیم شان ہے۔ اس کی ذاتیات کے ساتھ تعریف نہیں کی جاسکتی اور اس کا تصور بالکنہ و بکنہ نہیں ہو سکتا اور وہ نہ کسی کا والد ہے اور نہ مولود یعنی لم یلد و لم یولد ہے اور اس کی ذات اور صفات میں تغیر نہیں ہو سکتا۔ ذاتیات یعنی جنس اور فصل سے اور جہات ستہ فوق تحت قدام خلف یمین اور یسار سے پاک ہے۔ اس نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کلیات اور جزئیات سب کو پیدا فرمایا۔ اس کے ساتھ تصدیق اچھی ہے اور اسے مضبوطی سے تھامنا توفیق اچھی ہے اور صلوٰۃ و سلام اس ذات پر جسے ایسی دلیل اور معجزہ (قرآن) کے ساتھ بھیجا گیا جس میں ہر پیاسے اور بیمار کے لیے شفاء ہے۔ اور صلوٰۃ و سلام آپ کی آل اور اصحاب پر جو دین کے مقدمات اور دین امت تک پہنچانے والے ہیں۔

سابقہ تحریر کا خلاصہ:

- معلوم ہوا اللہ تعالیٰ وجودِ حقیقی کے ساتھ موجود ہے اور عالم امکان اپنے غیر حقیقی وجود کے ساتھ موجود ہے اگرچہ عالم کا وجود عطائی ہے، لیکن موجود ہے۔ عالم کا وجود توھمات اور انتزاعیات محضہ سے نہیں ہے۔ اسی کو صوفیاء کی زبان میں وحدۃ الشہود کہتے ہیں۔ وحدۃ الوجود بھی اہل حق صوفیاء کا قول ہے جس کی تفسیر اور تفصیل سے علماء ظاہر قاصر ہیں۔
- معلوم ہوا بعض لوگوں کا کہنا کہ واجب تعالیٰ اور ممکن میں اتحاد ہے اور واجب ممکن کا عین ہے، یعنی وحدۃ الموجودین، یہ عقیدہ الحاد اور زندقہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)
- معلوم ہوا بعض لوگوں کا کہنا اللہ تعالیٰ کا عالم میں حلول سریانی ہے جس طرح دودھ یا پانی میں چینی کا حلول ہوتا ہے، باطل اور غلط ہے۔

معیت ذاتی اور احاطہ ذاتی کا مفہوم:

- معلوم ہوا معیت ذاتی اور احاطہ ذاتی کا قول کہ اللہ تعالیٰ کی ذات عالم کی ہر زرہ کے ساتھ ہر جگہ ہے اور اس کی ذات ہر چیز کے لیے محیط ہے۔ جس طرح برتن میں ریت کے ذروں کو پانی محیط اور ان کے ساتھ پانی کی معیت ہوتی ہے، ایسا عقیدہ بھی غلط ہے جیسا کہ اس کا رد فتاویٰ رضویہ میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔
- بعض علماء کا یہ کہنا کہ عالم اللہ تعالیٰ کی ذات کا ظل اور سایہ ہے، ہماری سمجھ سے ماوراء ہے مگر یہ کہا جائے اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح ظل اور سایہ ذی ظل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی دلیل ہوتا ہے اسی طرح عالم بھی مصنوع اور مخلوق ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلیل ہے۔ وہ ذات بے سایہ ہے، سایہ کثیف چیز کا ہوتا ہے اور واجب تعالیٰ لطیف بلکہ الطف ہے۔

• معلوم ہوا کہ بعض علماء کا یہ فرمانا کہ عالم یا ممکن اللہ تعالیٰ کی ذات کا عکس ہے، ہماری سمجھ سے ماوراء ہے، مگر یہ کہا جائے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ عالم یا ممکن اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلیل ہے جیسے عکس ذی العکس پر دلیل ہوتا ہے۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ عالم کے آئینہ میں معکوس ہو جاتا ہے سما جاتا ہے، جیسے آئینہ دیکھنے والے یا آئینہ کے مقابل ہونے والی اشیاء آئینہ میں محدود ہو کر نظر آتی ہیں، ایسا نہیں ہے۔ عکس اور ظل کے تصور کو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے تسلیم نہیں کیا۔

عکس اور ظل کی مثال:

• عکس کے قائلین حضرات مثالیں پیش کرتے ہیں کہ اگر ایک کمرہ میں مختلف رنگوں کے آئینے لگا دیئے جائیں اس کمرہ میں داخل شخص کی تصاویر آئینوں کے رنگوں کی نسبت سے کہیں سرخ اور کہیں پیلی اور کہیں نیلی وغیرہا نظر آئیں گی۔ مثال دینے والوں نے واجب تعالیٰ کے لیے ممکنات کے مختلف روپ کہیں زید اور کہیں عمرو اور کہیں جانور اور کہیں پہاڑ کو اللہ تعالیٰ کا عکس اسی طرح کا بیان کیا ہے۔ اشکال اور صور کے اختلاف کو ممکنات کے آئینوں کے اختلاف سے تشبیہ دی ہے کہ مرئی تو ایک ذات ہے مگر وہ ذات مختلف صورتوں میں نظر آتی ہے۔ حالانکہ اس مثال سے مرئی کے محدود ہونے اور اس کے زوال پر اعتراض ہو سکتا ہے جو ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ جب واجب تعالیٰ غیر محدود اور ہمیشہ موجود غیر مزیل اور غیر متغیر ہے تو اس کا عکس محدود مزیل اور متغیر کیوں ہے۔ لہٰذا عکس اور ظل کے قول کا مفہوم یا وہی سمجھ میں آنے والا ہے جو ہم نے بیان کیا ہے یا پھر کوئی صاحب ذوق آدمی ہمیں سمجھا دے، اللہ تعالیٰ اس کو اجر دے گا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• لہٰذا اللہ تعالیٰ موجود حقیقی ہے نہ کسی ممکن کے ساتھ اس کا اتحاد ہے اور نہ وہ کسی ممکن کا عین ہے۔ اس کی معیت اور احاطہ صفاتی ہے، ذاتی نہیں وہ خود بذاتہ کسی جگہ موجود نہیں اس کی صفات ہر جگہ موجود ہیں۔ حضرت مجددؒ کے نزدیک عالم اور ممکن کو ظل اور عکس کہنا بھی تنزیہہ باری تعالیٰ کے لائق نہیں۔ بس وہ خالق ہے اور عالم مخلوق ہے، صرف یہی نسبت موجود ہے کتب عقائد میں۔ یہی علمائے اہلسنت کا مسلک ہے اور مجدد علیہ الرحمۃ نے کشفاً وذوقاً اس کی تائید فرمائی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے پر دس اصولوں سے دوسرا اصل:

اللہ تعالیٰ قدیم ہے:

• دوم یہ کہ اس امر کا علم ہو کہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے، ازلی ہے۔ اس کے لیے ابتداء نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سب سے اول ہے اس پر دلائل گزر چکے ہیں اگر نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ قدیم نہ ہو تو حادث ہوگا اور ہر حادث اپنے وجود میں موجد (وجود دینے والا) اور محدث کا محتاج ہوتا ہے پھر اس کا محدث بھی حادث ہوگا یا واجب ہوگا۔ اگر حادث ہو پھر اس کا محدث حادث ہو الی آخرہ۔ اگر حادث جاری رہے تو تسلسل اور اگر واپس لوٹے تو دور دور اور تسلسل باطل ہے۔ لہٰذا موجد حادث ہو، باطل ہے اور اگر موجد واجب ہو اور قدیم ہو تو پھر اللہ تعالیٰ ہی قدیم کیوں نہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ قدیم ہے۔ (امام غزالی)

تیسرا اصل: اللہ تعالیٰ کا وجود دائمی ہے:

• سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کا وجود دائمی ہے اس پر زوال اور فنا نہیں کیونکہ عقلاء کے نزدیک یہ ثابت ہے "ما ثبت قدمہ استحال عدمہ" (جس کا قدیم ہونا ثابت ہو جائے اس کا عدم محال ہوتا ہے۔ جب واجب تعالیٰ کا قدم ثابت ہے تو زوال اور فنا محال ہے اور وجود دائمی ہے۔ (امام غزالی)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صفاتِ سلبیہ کا ذکر:

چوتھا اصل: اللہ تعالیٰ جوہر نہیں:

• چہارم اللہ تعالیٰ جوہر نہیں، جوہر ہونے سے پاک ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ پر لفظ جوہر کا اطلاق جائز نہیں کیونکہ فلاسفہ کی اصطلاح میں جوہر وہ ہوتا ہے جو حیز اور مکان میں محصور اور محدود ہو۔ اسے اپنے مکان اور محل میں متحرک یا ساکن ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مکان میں محصور ہونا اور متحرک یا ساکن ہونا لازم آئے گا۔ حرکت اور سکون اور محدود ہونا حادث اور ممکن کے لوازمات سے ہیں لہٰذا واجب تعالیٰ ان سے اور جوہر ہونے سے پاک ہے۔

پانچواں اصل: اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے:

• پنجم۔ اللہ تعالیٰ جسم اور جسمانیات سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ پر جسم کا اطلاق جائز نہیں ہے کیونکہ جسم جواہر لاتجزیٰ سے مرکب ہوتا ہے اور ترکیب حوادث کے خواص سے ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کو جسم کہنا جائز نہیں۔

• فرقہ مجسمہ ایک گمراہ فرقہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو جسم مانتا ہے۔ مجسمہ کا آئندہ رد کیا جائے گا۔

چھٹا اصل: اللہ تعالیٰ عرض نہیں:

• ششم۔ اللہ تعالیٰ عرض نہیں ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ پر عرض کا اطلاق جائز نہیں کیونکہ فلاسفہ کی اصطلاح میں عرض جسم کے ساتھ قائم ہوتا ہے یا کسی جسم میں اس کا حلول ہوتا ہے۔ سواد اور بیاض عرض ہیں اور جسم کے ساتھ قائم ہیں اور خط اور سطح حلول طریانی کے ساتھ اپنے محل میں حال ہیں یا جیسے شکر کا پانی میں حلول سریانی ہوتا ہے۔ اپنے وجود میں غیر کا محتاج ہونا اور غیر کے ساتھ قائم ہونا اور حلول سریانی حوادث کے لوازمات سے ہیں اس لیے واجب تعالیٰ ان سے پاک ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتواں اصل: اللہ تعالیٰ جہات سے پاک ہے:

• ہفتم۔ اللہ تعالیٰ جہات فوق، تحت، یمین، یسار، امام اور خلف سے پاک ہے۔ یہ جہات ستہ حوادث اور مخلوق کی صفات سے ہیں۔ یہ جہتیں بدلتی رہتی ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ تغیرات اور حدوث سے پاک ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ جہات سے بھی پاک ہے۔ یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اوپر نیچے دائیں بائیں یا آگے پیچھے موجود ہے، جائز نہیں ہے مگر ہر جگہ اس کی قدرت اور تصرف موجود ہے۔ (فتاوی رضویہ) عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان اور جہات سے پاک ہے اس کی شان یہ ہے کہ "لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ" (اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی چیز نہیں) دعا کے وقت آسمان کی طرف ہاتھ اس لیے اٹھائے جاتے ہیں کہ آسمان دعا کا قبلہ ہے ورنہ اللہ تعالیٰ جہت فوق سے پاک ہے جس طرح ہم نماز میں جہت کعبہ کی طرف منہ کرتے ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ کعبہ اللہ تعالیٰ کے لیئے جہت ہے بلکہ کعبہ نماز کی ادا کے لیئے قبلہ اور جہت ہے۔ (احیاء العلوم۔ ص:۱۰۷)

آٹھواں اصل: اللہ تعالیٰ مکان اور زمان سے پاک ہے:

• ہشتم۔ اللہ تعالیٰ مکان اور زمان سے پاک ہے۔ وہ زمان اور مکان سے پہلے ہے اور ازلی ہے۔ وہ ابتداء سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قیام یا استقرار کسی مکان پر نہیں۔ قرآن مجید کی آیت "ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ" (حدید:۴) مؤول ہے۔ عرش پر استوا کا مفہوم استقرار اور قیام نہیں بلکہ غلبہ اور استعلاء مراد ہے۔ جس طرح سورۃ دخان میں ارشاد ہے "ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ" (حٰم سجدہ:۱۱) اس آیت میں استواء سے مراد غلبہ اور استعلاء ہے۔ اہل حق کے نزدیک ایسی آیات اور احادیث جن میں اللہ تعالیٰ کے جسم ہونے یا جہت میں ہونے کا وہم ہوتا ہے وہ متشابہات سے ہیں، جن کا مفہوم اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول جانتا ہے یا پھر مؤول ہیں: کیونکہ دلائل عقلیہ قطعیہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور جسمانیات سے پاک ہے۔ لہٰذا استویٰ کی تاویل استعلاء اور غلبہ سے کی گئی ہے۔ اسی طرح آیت کریمہ "وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ" (حدید: ۴) (اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو) اور حدیث شریف "قلب المومن بین اصبعین من اصابع الرحمٰن" (مومن کا دل رحمٰن عزوجل کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے)۔ اس آیتِ کریمہ اور حدیث شریف میں احاطہ قدرت اور تصرف مراد ہے اور سرورِ دوعالم ﷺ کا قول مبارک "الحجر الاسود یمین اللہ فی ارضہ" کہ حجرِ اسود زمین میں اللہ تعالیٰ کا دائیاں ہاتھ ہے۔ یہاں اضافت تشریفیہ ہے۔ حجرِ اسود کی برکات اور اکرام مقصود ہے۔ حاصل کلام یہ ہے ان جیسی آیات اور احادیث کا اگر ظاہری معنی مراد لیا جائے تو محالات لازم آئیں گے اور ضابطہ یہ ہے کہ مستلزمِ محال کا محال اور ممتنع ہوتا ہے۔ لہٰذا ان آثار کے ظاہری مفاہم باطل اور محال ہیں۔ فتنہ پرور لوگ دانستہ یا اللہ تعالیٰ کی شان کی تنزیہات سے جاہل علماء اور صوفیاء ان جیسی احادیث اور آیات کا ظاہری معنی مراد لیتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

تعالی اللہ عز و جل عن خرافاتھم۔

نواں اصل: اللہ تعالیٰ کی رویت کا حکم:

- نہم۔ اللہ تعالیٰ باوجود اس کے کہ وہ صورت اور مقدار سے پاک ہے مگر آخرۃ میں بلا حجاب اور بیداری میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رویت ہوگی۔ قرآن مجید میں ہے "وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ" (قیامۃ: ۲۲-۲۳) قیامت کے روز بہت لوگوں کے چہرے روشن ہونگے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہونگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رویت کے سوال کے جواب میں فرمایا "لن ترانی" آپ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ کی رویت اور دیدار محال ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رویت کا سوال ہی نہ کرتے۔ کیونکہ نبی کو محال یا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غیر محال کا علم نہ ہو، ایسا ممکن نہیں اور محال کا سوال نبی کی شان کے لائق نہیں ہے۔ کیا فرقہ قدریہ اور معتزلہ منکرین رویت کے علم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم کم تھا۔

نیز رویت ایک قسم کا علم اور کشف ہے جب اللہ تعالی کے ساتھ انسان کے علم کا تعلق ہو سکتا ہے تو رویت کا تعلق بھی ہو سکتا ہے۔ جس طرح علم کے لیے جہت شرط نہیں تو رویت کے لیے بھی جہت شرط نہیں اور اللہ تعالی کے لیے کائنات کے ذرہ ذرہ کی رویت بغیر شرط تقابل ثابت ہے۔ اسی طرح مخلوق کے لیے بلا تقابل رویت ممکن ہے اور آخرۃ میں بالفعل ہو گی۔ قرآنی آیات اور احادیث رویت کے ظاہری مفاہیم مراد لینے میں کوئی محال لازم نہیں آتا اس لیے رویت کی احادیث اور آیات کے ظاہری معانی مراد ہونگے۔ تاویل کی ضرورت نہیں۔ جس طرح منکرین رویت معتزلہ کرتے ہیں۔

دسواں اصل: اللہ تعالی کی وحدانیت کا حکم:

- دہم۔ یہ کہ اللہ تعالی واحد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اپنی ذات اور صفات اور افعال میں وحدہ لاشریک ہے۔ اللہ تعالی فرد ہے اس کے لیے نہ ضد مثل مخالف ہے اور نہ مثل موافق۔ وہ کائنات کی تخلیق اور ایجاد میں منفرد ہے۔ قرآن مجید میں "لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا" (سورۃ انبیاء: ۲۲/۷) اگر زمین اور آسمان میں متعدد الٰہ ہوتے تو زمین اور آسمان فاسد ہو جاتے۔ بالفرض ایک جیسی طاقت کے ازلی ابدی دو الٰہ ہوں، ایک الٰہ نے ایک امر کا ارادہ کیا دوسرا الٰہ اس کی موافق پر مضطر ہو یا قادر ہوگا۔ اگر دوسرا مضطر ہوگا تو وہ عاجز ہوگا اور عاجز الٰہ نہیں ہو سکتا۔ اگر دوسرا قادر ہوگا پہلے کی مخالفت کر سکے گا تو اول عاجز ہوگا اور الٰہ نہیں ہو سکے گا۔ لہٰذا دو الٰہ نہیں ہو سکتے۔ مزید تفصیل شرح عقائد میں "اللہ واحد" کے قول کے تحت ص: ۷۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- اس کائنات میں موجود ذوات اور اعراض اور اعمال کا خالق ایک ہی ہے، دو نہیں اور وہ خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ بعض مجوسی اس کائنات کے دو خالق مانتے ہیں: خالق خیر اور خالق شر۔ خالق خیر کا نام یزدان اور خالق شر کا نام اہرمن بیان کرتے ہیں، یہ لوگ مشرک و کافر ہیں۔
- اور معتزلہ ایک ایسا فرقہ ہے جو بندوں کو اپنے اختیاری افعال کا خالق مانتا ہے۔ یہ لوگ گمراہ ہیں۔ تفصیل عقائد کی کتابوں میں ہے۔
- اور بعض فلاسفہ عقل عاشر کو کائنات کا خالق مانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ واحد ہے اور ''اَلْوَاحِدُ لَا یَصْدُرُ عَنْهُ اِلَّا الْوَاحِدُ'' کہ واحد سے واحد ہی صادر ہو سکتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے صرف عقل اول کو پیدا کیا پھر عقل اول نے عقل ثانی اور فلک الافلاک کو پیدا کیا پھر عقل ثانی نے عقل ثالث اور فلک ثانی کو پیدا کیا حتی کہ عقول عشرہ نے ہر ایک نے دوسرے کو اور ایک ایک فلک کو پیدا کیا اور عقل عاشر جس کو عقل فعال بھی کہتے ہیں، نے ساری کائنات کو پیدا کیا۔ اس عقیدہ کی وجہ سے یہ فلاسفر بھی کافر ہیں۔

خالق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے:

- اہل ایمان کا عقیدہ یہ ہے کہ خلق کا معنی وجود عطا کرنا ہے، ممکنات معدوم تھے ان کو وجود اللہ تعالیٰ نے ہی عطا فرمایا لہٰذا ممکنات کا خالق ایک ہے جو واجب الوجود ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ ممکن خود اپنے وجود میں غیر کا محتاج ہوتا ہے وہ کسی دوسرے کو وجود نہیں دے سکتا ورنہ تسلسل یا دور لازم آئے گا جیسا کہ عقائد کی کتابوں میں تفصیل مذکور ہے لہٰذا ممکنات کو وجود وہ ذات دے سکتی ہے جو اپنے وجود اور ہستی میں کسی کی محتاج نہ ہو اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا تمام ممکنات ذوات اور اعراض اور افعال اختیاریہ اور غیر اختیاریہ کا خالق وحدہ لاشریک اللہ تعالیٰ ہے۔ مجوسیوں اور فلاسفہ اور قدریہ اور معتزلہ کا مذہب باطل ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام غزالی رحمہ اللہ کا عقیدہ:

• امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّهٗ فِيْ ذَاتِهٖ وَاحِدٌ لَا شَرِيْكَ لَهٗ فَرْدٌ لَا تَمْثِيْلَ لَهٗ صَمَدٌ لَا ضِدَّ لَهٗ مُنْفَرِدٌ لَا نِدَّ لَهٗ وَاِنَّهٗ وَاحِدٌ قَدِيْمٌ لَا اَوَّلَ لَهٗ اَزَلِيٌّ لَابِدَايَةَ لَهٗ مُسْتَمِرُّ الْوُجُوْدِ لَا اٰخِرَ لَهٗ اَبَدِيٌّ لَا نِهَايَةَ لَهٗ قَيُّوْمٌ لَا انْقِطَاعَ لَهٗ دَائِمٌ لَا انْصِرَامَ لَهٗ لَمْ يَزَلْ وَلَا يَزَالُ مَوْصُوْفًا بِنُعُوْتِ الْجَلَالِ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

(احیاء عقیدہ اہل السنت)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ فرد اور یکتا ہے، اس کی کوئی مثال نہیں، کسی کا محتاج نہیں۔ اس کی کوئی ضد نہیں، منفرد ہے، اس کی کوئی مثل نہیں۔ واحد ہے، قدیم ہے، اس کے انشاء اور پیدائش نہیں، ازلی ہے اس کی ابتداء نہیں ہے، دائم الوجود ہے، اس کے لیے آخر نہیں۔ ابدی ہے اس کا کوئی آخر نہیں۔ قیوم ہے اس کے لیے انقطاع نہیں۔ دائم ہے اس کے لیے ختم ہونا نہیں۔ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ جلال کی صفتوں کے ساتھ موصوف ہے۔ وہی اول ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے اور ہر شے کا علم رکھنے والا ہے۔

شرک کی تعریف:

• اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو ازلی ابدی واجب الوجود تسلیم کرنا یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو عبادت کا مستحق سمجھنا شرک ہے، کفر شرک سے عام ہے اور شرک خاص ہے۔ ہر مشرک کافر ہوگا لیکن یہ ضروری نہیں ہر کافر مشرک ہو لہٰذا جس طرح متعدد واجب الوجو ازلی ابدی قدیم آلہہ اور خداؤں کا عقیدہ کفر اور شرک ہے اسی طرح متعدد معبودوں کا عقیدہ بھی کفر اور شرک ہے۔ اگر کوئی شخص ازلی ابدی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک واجب الوجود الٰہ تسلیم کرتا ہے مگر عبادت کے لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر اللہ کو بھی عبادت کا مستحق سمجھتا ہے تو وہ بھی کافر اور مشرک ہے۔ یعنی شرک کی دو قسمیں ہیں (۱) غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کی طرح ازلی ابدی قدیم واجب الوجود سمجھنا اور (۲) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر اللہ کو عبادت کا مستحق سمجھنا اور استحقاقِ عبادت میں اللہ تعالیٰ کی طرح شریک سمجھنا۔ ذاتی شرک کی صرف یہی دو صورتیں ہیں: مجوسی پہلی قسم کے مشرک تھے اور مشرکین مکہ اور ہندو وغیرہا جو بتوں کو عبادت کا مستحق سمجھتے ہیں اور یہودی جو حضرت عزیر علیہ السلام کو اور عیسائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عبادت کا مستحق سمجھتے ہیں دوسری قسم کے مشرک ہیں۔ کیونکہ مکہ مکرمہ کے مشرک یہ سمجھتے تھے کہ اصنام اور بت ازلی ابدی قدیم نہیں ہیں، ان بتوں کو اپنے ہاتھوں سے بناتے تھے، بتوں کا حادث اور مسبوق العدم ہونا اور قدیم نہ ہونا بدیہی تھا مگر وہ اپنے آباء اور اجداد کی تقلید میں بتوں کو عبادت کا مستحق سمجھتے تھے اور ان کی عبادت بھی کرتے تھے۔ استحقاقِ عبادت کے عقیدہ کی وجہ سے ان کا بتوں کے متعلق یہ عقیدہ تھا کہ یہ بت اللہ تعالیٰ سے ہماری شفاعت کرتے ہیں اور ہمارے کام ہو جاتے ہیں حالانکہ بت جمادات اور پتھروں سے بنائے گئے تھے کسی کو نفع اور نقصان پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

- یہودیوں کو غلط فہمی ہوئی کہ حضرت عزیر علیہ السلام ایک سو سال کے بعد واپس تشریف لائے لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور ہماری عبادت کے حقدار ہیں۔ انہوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کی عبادت شروع کر دی اور شرک کا ارتکاب کیا۔ حالانکہ یہودی عزیر علیہ السلام کو قدیم نہیں مانتے۔
- عیسائیوں کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور مادر زاد نابیناؤں کو بینا بنا دیتے ہیں اور ابرص سفید داغ والی لاعلاج بیماری کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مریض کو شفا دلا دیتے ہیں اور غیب کی خبر دیتے ہیں اور ابھی تک آسمانوں میں زندہ موجود ہیں لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور عبادت کے مستحق ہیں۔ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت شروع کر دی۔ اسی وجہ سے یہودی اور عیسائی مشرک قرار پائے اگرچہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کو آخری رسول یا ساری خلق کے لیے رسول اللہ نہ ماننے کی وجہ سے سارے یہودی اور عیسائی کافر ہیں مگر ان میں سے وہ لوگ جو حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ سمجھ کر انہیں عبادت کا مستحق بھی سمجھنے لگے وہ شرک سے دوسرے قسم کے مشرک ہو گئے۔

- الحمد للہ! امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ نے اپنے نبی مختار افضل الرسل ﷺ کے معجزات بے حد وعدد دیکھے یا سنے مگر آج تک کسی ایک فرد نے بھی سرورِ دو عالم ﷺ کو عبادت کا مستحق نہیں سمجھا۔ آپ ﷺ کے امتی عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو سمجھتے ہیں۔ لہٰذا امتِ محمدیہ شرک سے پاک ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے تو اپنی امت کے لیے سجدہ تعظیمی بھی حرام قرار دیا۔ چنانچہ جب اونٹوں اور درختوں نے آپ ﷺ کو سجدے کیے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، جب جانور اور درخت آپ کو سجدے کرتے ہیں، آپ ہمیں بھی اجازت دیں ہم آپ کو سجدہ کریں۔ سرورِ دو عالم ﷺ نے جواب میں فرمایا، اگر میں کسی غیر اللہ کے لیے سجدہ کی اجازت دیتا تو بیویوں کو اجازت دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں لیکن اس کی اجازت بھی نہیں ہے۔

حضرت مجدد رحمہ اللہ نے جہانگیر کو سجدہ نہ کیا:

- چنانچہ جب نائب رسول اللہ ﷺ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کو جہانگیر بادشاہ کے لیے سجدہ تعظیمی کے لیے مجبور کیا گیا آپ نے فرمایا سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہے اور سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سجدہ سے انکار پر انہیں جیل بھیج دیا گیا۔ عبادت کا سجدہ اللہ تعالی کے سوا کسی کو کرنا شرک اور کفر ہے اور سجدہ تعظیمی حرام ہے کفر نہیں ہے۔ ان دونوں سجدوں میں فرق صرف نیت سے ہو سکتا ہے۔ اگر غیر اللہ کو عبادت کا مستحق سمجھ کر سجدہ کیا جائے تو یہ عبادت کا سجدہ ہے اور اگر غیر اللہ کو عبادت کا مستحق نہیں سمجھا گیا بلکہ تعظیم کے ارادہ سے سجدہ کیا گیا تو یہ سجدہ تعظیم کا ہے۔ بعض جہلاء اولیاء کرام کی مزارات کو سجدہ کرتے ہیں اور بعض خود ساختہ زندہ مشائخ کو بھی سجدہ کرتے ہیں، سجدہ کرنے والوں کو جاہل سجادہ نشین اور متولی اور جاہل پیر اپنے مریدین کو تسلی دیتے ہوئے کہتے ہیں، یہ سجدہ تعظیمی ہے اور جائز ہے مگر عموماً پھر بھی ان جہلاء کے اعتقاد میں صاحبِ مزار بزرگ خدا نہیں ہوتا۔ جب بھی ان سے سوال کیا جائے خود سجدہ کرنے والے کہتے ہیں کہ ہم صاحبِ مزار یا زندہ شخص کو خدا سمجھ کر سجدہ نہیں کر رہے تھے۔ واللہ تعالی اعلم۔ اگر واقعی ان کا سجدہ تعظیمی ہوتا ہے انہیں کافر نہیں کہا جا سکتا مگر سجدہ کرنے اور کرانے والے حرام اور گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

- ان امورِ ممنوعہ کے ذمہ دار دنیا کے لالچی اور انتہائی جاہل سجادہ نشین اور مزارات کے متولی لوگ سب ہیں۔ یہ ناخلف لوگ مزارات پر سجدہ اور طواف کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کی بجائے حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ اللہ تعالی ایسے سجادہ نشینوں اور متولیوں کے شر سے پناہ عطا فرمائے۔ آمین
- مسلک اہلسنت میں غیر اللہ کی عبادت شرک ہے۔ الحمد للہ! اہلسنت کے عوام اور خواص میں سے کوئی فرد بھی اس کا قائل نہیں بلکہ سجدہ تعظیمی بھی حرام ہے اگرچہ ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں اور والدین نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا یہ بھی شریعتِ محمدیہ میں حرام ہے مگر ان انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعت میں جائز تھا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• الحاصل اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان کے لیے کلمہ شہادت پڑھنے کے ساتھ ساتھ ان دس امور کا علم ہونا ضروری ہے کہ اللہ موجود ہے اور قدیم ہے اور دائم ہے اور اللہ تعالیٰ جوہر اور جسم اور عرض نہیں اور اللہ تعالیٰ جہات سے اور مکان اور زمان سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رویت اور دیدار حق ہے اور وہ ایک ہے اور لاشریک ہے۔

• مذکورہ دس امور میں سے بعض کا انکار کفر ہے اور بعض کا انکار ضلال اور گمراہی ہے۔ تفصیل عقائد کی کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

• مگر جہنم سے نجات کے لیے زبان سے کلمہ شہادت کے ساتھ تصدیقِ قلبی کافی ہے اگر صاحبِ ایمان اللہ تعالیٰ کو موجود اور قدیم دائم الوجود اور صفاتِ ثبوتیہ اور صفاتِ سلبیہ کو اجمالاً مانتا ہے مگر ان امور کی تفصیلات اور دقیق ابحاث سے بے خبر ہے، وہ مومن ہے، اسے کافر سمجھنا جائز نہیں۔ (کتب عقائد) (محمد رفیق حسنی)

اعلیٰ حضرت کا ذاتِ باری تعالیٰ اور صفات میں بیان:

• امام اہلسنت سیدی مولانا احمد رضا خان فرماتے ہیں:

عقیدہ اولیٰ: ذات وصفات باری تعالیٰ:

• حضرت حق سبحانہ وتبارک وتعالیٰ شانہ واحد ہے (اپنی ربوبیت والوہیت میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ یکتا ہے اپنے افعال میں۔ مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا۔ وہ اکیلا ہے اپنی ذات میں۔ کوئی اس کا قسیم نہیں۔ یگانہ ہے اپنی صفات میں کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ ذات وصفات میں یکتا و واحد مگر) نہ عدد سے (کہ شمار و گنتی میں آسکے اور کوئی اس کا ہم ثانی و جنس کہلا سکے تو اللہ کے ساتھ، اس کی ذات و صفات میں، شریک کا وجود، محض وہم انسانی کی ایک اختراع وایجاد ہے) خالق ہے (ہر شے کا، ذوات ہوں خواہ افعال، سب اسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں) نہ علت سے (اس کے افعال نہ علت و سبب کے محتاج، نہ اس کے فعل کے لیے کوئی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غرض، کہ غرض اس فائدہ کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے اور نہ اس کے افعال کے لیے غایت، کہ غایت کا حاصل بھی وہی غرض ہے) فعال ہے (ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا) نہ جوارح (و آلات) سے (جبکہ انسان اپنے ہر کام میں اپنے جوارح یعنی اعضائے بدن کا محتاج ہے۔ مثلاً علم کے لیے دل و دماغ کا، دیکھنے اور سننے کے لیے آنکھ، کان کا۔ لیکن خداوند قدوس کہ ہر پست سے پست آواز کو سنتا اور ہر باریک سے باریک کو کہ خوردبین سے محسوس نہ ہو دیکھتا ہے مگر کان آنکھ سے اس کا سننا دیکھنا اور زبان سے کلام کرنا نہیں کہ یہ سب اجسام ہیں۔ اور جسم اور جسمانیت سے وہ پاک) قریب ہے (اپنے کمالِ قدرت و علم و رحمت سے) نہ (کہ) مسافت سے (کہ اس کا قرب ماپ و پیمائش میں سما سکے) ملک (و سلطان و شہنشاہ زمین و آسمان) ہے مگر بے وزیر (جیسا کہ سلاطینِ دنیا کے وزیر باتدبیر ہوتے ہیں کہ اس کے امورِ سلطنت میں اس کا بوجھ اٹھاتے اور ہاتھ بٹاتے ہیں) والی (ہے۔ مالک و حاکم علی الاطلاق ہے۔ جو چاہے اور جیسا چاہے کرے مگر) بے مشیر (نہ کوئی اس کو مشورہ دینے والا۔ نہ وہ کسی کے مشورہ کا محتاج، نہ کوئی اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا۔ ولایت، ملکیّت، مالکیت، حاکمیّت کے سارے اختیارات اسی کو حاصل۔ کسی کو کسی حیثیت سے بھی اس ذات پاک پر دسترس نہیں۔ ملک و حکومت کا حقیقی مالک کہ تمام موجودات اس کے تحتِ ملک و حکومت ہیں۔ اور اس کی مالکیت و سلطنت دائمی ہے جسے زوال نہیں) حیات و کلام و سمع و بصر و ارادہ و قدرت و علم (کہ اس کے صفاتِ ذاتیہ ہیں اور ان کے علاوہ تکوین و تخلیق و رزّاقیت یعنی مارنا، جِلانا، صحت دینا، بیمار کرنا، غنی کرنا، فقیر کرنا، ساری کائنات کی ترتیب فرمانا اور ہر چیز کو بتدریج اس کی فطرت کے مطابق کمالِ مقدار تک پہنچانا، انہیں ان کے مناسبِ احوال روزی رزق مہیا کرنا) وغیرہا (صفات جن کا تعلق مخلوق سے ہے اور جنہیں صفاتِ اضافیہ اور صفاتِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فعلیہ بھی کہتے ہیں اور جنہیں صفاتِ تخلیق و تکوین کی تفصیل سمجھنا چاہیے۔ اور صفاتِ سلبیہ یعنی وہ صفات جن سے اللہ تعالیٰ کی ذات منزہ اور مبرا ہے مثلاً وہ جاہل نہیں، عاجز نہیں، بے اختیار و بے بس نہیں، کسی کے ساتھ متحد نہیں جیسا کہ برف پانی میں گھل کر ایک ہو جاتی ہے۔ غرض وہ اپنی صفاتِ ذاتیہ، صفاتِ اضافیہ اور صفاتِ سلبیہ) تمام صفاتِ کمال سے ازلاً ابداً موصوف (ہے۔ اور جس طرح اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں اور ذات وصفات باری تعالیٰ کے سواسب چیزیں حادث و نوپید، یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔ صفاتِ الٰہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے گمراہ بے دین ہے۔ اس کی ذات وصفات) تمام شیون (تمام نقائص، تمام کوتاہیوں سے و شین و عیب (ہر قسم کے نقص و نقصان) سے اوّلاً و آخراً بری (کہ جب وہ مجتمع ہے تمام صفات کا، جامع ہے ہر کمال و خوبی کا تو کسی عیب، کسی نقص، کسی کوتاہی کا اس میں ہونا محال۔ بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان وہ بھی اس کے لیے محال)۔

ذاتِ پاک ند اور ضد سے پاک ہے:

• ذات پاک اس کی نِدّ و ضد (نظیر و مقابل) شبیہ و مثل (مشابہ و مماثل) کیف و کم (کیفیت و مقدار) شکل و جسم و جہت و مکان و امد (غایت و انتہا اور) زمان سے منزہ (جب عقیدہ یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ قدیم ازلی ابدی ہے اور اس کی تمام صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ ان تمام چیزوں سے جو حادث ہیں یا جن میں مکانیت ہے یعنی ایک جگہ سے دوسری طرف نقل و حرکت یا ان میں کسی قسم کا تغیر پایا جانا ہو، ان سے پاک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ یا اس کے اوصاف کا متغیر ہونا، یا اس کے اوصاف کا مخلوق کے اوصاف کے مانند ہونا۔ یہ تمام امور اس کے لیے محال ہیں، یا یوں کہیے کہ ذاتِ باری تعالیٰ ان تمام حوادث و حوائج سے پاک ہے جو خاصہ بشریت ہیں) نہ والد ہے نہ مولود (نہ وہ کسی کا باپ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے نہ کسی کا بیٹا، کیونکہ کوئی اس کا مجالس وہم جنس نہیں اور چونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث و مخلوق کی شان) نہ کوئی شے اس کے جوڑ کی (یعنی کوئی اس کا ہمتا کوئی اس کا عدیل نہیں۔ مثل و نظیر و شبیہ سے پاک ہے اور اپنی ربوبیت والوہیت میں صفاتِ عظمت و کمال کے ساتھ موصوف)۔

ذاتِ پاک صفات مشابہت سے مبرا ہیں:

• اور جس طرح ذاتِ کریم اس کی مناسبتِ ذوات سے مبرا اسی طرح صفاتِ کمالیہ ان کی مشابہت صفات سے معرّا (اس کا ہر کمال عظیم اور ہر صفت عالی، کوئی مخلوق کیسی ہی اشرف و اعلیٰ ہو اس کی شریک کسی حیثیت سے ــــ کسی درجہ میں نہیں ہو سکتی)۔

• مسلمان پر لا الٰہ الا اللہ ماننا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو واحد، صمد، لاشریک لہ جاننا فرض اول و مدارِ ایمان ہے کہ اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں کہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" (اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں) نہ صفات میں کہ "لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ" (سورہ شوریٰ:۱۱) (اس جیسا کوئی نہیں) نہ اسماء میں کہ "هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا" (سورہ مریم:۶۵) (کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو؟) نہ احکام میں کہ "وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا" (اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا) نہ افعال میں کہ "هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ" (سورہ فاطر:۳) (کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے) نہ سلطنت میں کہ "وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ" (اسراء:۱۱۱) (اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں) تو جس طرح اس کی ذات اور ذاتوں کے مشابہ نہیں یونہی اس کی صفات بھی صفاتِ مخلوق کے مماثل نہیں۔

مخلوق پر صفات کا اطلاق اشتراک لفظی ہے:

• اور یہ جو ایک ہی نام کا اطلاق اس پر اور اس کی کسی مخلوق پر دیکھا جاتا ہے جیسے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیم، حکیم، کریم، سمیع، بصیر اور ان جیسے اور، تو یہ محض لفظی موافقت ہے نہ کہ معنوی شرکت۔ اس میں حقیقی معنی میں کوئی مشابہت نہیں و للہذا مثلاً) اوروں کے علم و قدرت سے (محض لفظی یعنی) فقط ع، ل، م۔ ق، د، ر، ت میں مشابہت ہے (نہ کہ شرکت معنوی) اس (صوری و لفظی موافقت) سے آگے (قدم بڑھے تو) اس کی تعالی و تکبّر (برتری و کبریائی) کا سراپردہ کسی کو بار نہیں دیتا (اور کوئی اس کی شاہی بارگاہ کے ارد گرد بھی نہیں پہنچ سکتا۔ پرندہ وہاں پر نہیں مار سکتا۔ کوئی اس میں دخل انداز نہیں) تمام عزتیں اس کے حضور پست (فرشتے ہوں یا جن یا انسان یا اور کوئی مخلوق، کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں، سب اس کے فضل کے محتاج ہیں۔ اور زبانِ حال و قال سے اپنی پستیوں، اپنی احتیاجوں کے معترف اور اس کے حضور سائل، اس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے ہوئے اور ساری مخلوقات چاہے وہ زمینی ہوں یا آسمانی اپنی اپنی حاجتیں اور مرادیں اسی حق تعالی سے طلب کرتی ہیں) اور سب ہستیاں اس کے آگے نیست (نہ کوئی ہستی ہستی، نہ کوئی وجود وجود) ''کُلُّ شَیۡءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ'' (سورہ قصص: ۸۸) (بقا صرف اس کی وجہ کریم کے لیے ہے باقی سب کے لیے فنا، باقی باقی، باقی فانی) وجود واحد اسی حیّ و قیوم ازلی ابدی کا) موجود واحد (وہی ایک حیّ و قیوم ازلی ابدی) باقی سب اعتبارات ہیں (اعتبار کیجیے تو موجود ورنہ محض معدوم) ذرّاتِ اکوان (یعنی موجودات کے ذرہ ذرہ) کو اس کی ذات سے ایک نسبتِ مجہولۃ الکیف ہے (نامعلوم کیفیت) جس کے لحاظ سے من و تو (ما و شما و ایں و آں) کو موجود و کائن کہا جاتا (اور ہست و بود سے تعبیر کیا جاتا) ہے۔ (اگر اس نسبت کا قدم درمیان سے اٹھالیں۔ ہست، نیست اور بود، نابود ہو جائے۔ کسی ذرہ موجود کا وجود نہ رہے کہ اس پر ہستی کا اطلاق روا ہو) اور اس کے آفتاب وجود کا ایک پرتو (ایک ظل، ایک عکس، ایک شعاع) ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ نگاہِ ظاہر میں جلوہ آرائیاں کر رہا ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(اور اس تماشاگاہِ عالم کے ذرہ ذرہ سے اس کی قدرتِ کاملہ کے جلوے ہویدا ہیں) اگر اس نسبت وپر تو سے (کہ ہر ذرہ کون و مکان کو اس آفتاب وجود حقیقی سے حاصل ہے) قطع نظر کی جائے (اور ایک لحظہ کو اس سے نگاہ ہٹالی جائے) تو عالم ایک خوابِ پریشاں کا نام رہ جائے۔ ہُو کا میدان عدم بحت کی طرح سنسان (محض معدوم و یکسر ویران، تو مرتبہ وجود میں صرف ایک ذاتِ حق ہے باقی سب اسی کے پرتو وجود سے موجود ہیں۔ مرتبہ کون میں نور ابدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے۔ اس نسبتِ فیضان کا قدم، درمیان سے نکال لیں تو عالم دفعۃً فنائے محض ہو جائے کہ اسی نور کے متعدد پرتووں نے بے شمار نام پائے ہیں۔ ذاتِ باری تعالیٰ واحد حقیقی ہے، تغیر و اختلاف کو اصلاً اس کے سراپردہ عزت کے گرد بار نہیں۔ یہ مظاہر کے تعدد سے یہ مختلف صورتیں، بے شمار نام، بے حساب آثار پیدا ہیں۔ نورِ احدیت کی تابش غیر محدود ہے۔ اور چشم جسم و چشم عقل دونوں نابینا ہیں اور اس سے زیادہ بیان سے باہر، عقل سے وراء ہے)۔

موجود واحد ہے:

• موجود واحد ہے نہ وہ واحد جو چند (ابعاض واجزاء) سے مل کر مرکب ہوا (اور شے واحد کا نام اس پر ٹھہرا) نہ وہ واحد جو چند کی طرف تحلیل پائے (جیسا کہ انسانِ واحد یا شے واحد کہ گوشت پوست وخون واستخوان وغیرہا اجزاء وابعاض سے ترکیب پاکر مرکب ہوا اور ایک کہلایا۔ اور اس کی تحلیل و تجزی اور تجزیہ، انہی اجزاء واعضاء وابعاض کی طرف ہوگا جن سے اس نے ترکیب پائی اور مرکب کہلایا کہ یہی جسم کی شان ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کا کسی میں حلول نہیں:

• اور ذاتِ باری تعالیٰ عزشانہ جسم وجسمانیات سے پاک ومنزہ ہے) نہ وہ واحد جو بہ تہمت حلول عینیت (کہ اس کی ذاتِ قدسی صفات پر یہ تہمت لگائی جائے کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ کسی چیز میں حلول کیے ہوئے یا اس میں سمائی ہوئی ہے یا کوئی چیز اس کی ذاتِ احدیت میں حلول کیے ہوئے اور اس میں پیوست ہے اور یوں معاذاللہ وہ) اوجِ وحدت (وحدانیت ویکتائی کی رفعتوں) سے حضیض اثنینیت (دوئی اور اشتراک کی پستیوں) میں اتر آئے۔ "هُوَ وَ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا هُوَ" آیت کریمہ "سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ" (سورہ یونس:۱۸) (پاکی اور برتری ہے اسے ان شریکوں سے) جس طرح شرک فی الالوہیت کو رد کرتی ہے (اور بتاتی ہے کہ خداوند قدوس کی خدائی اور اس معبود برحق کی الوہیت وربوبیت میں کوئی شریک نہیں "وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ" (سورہ زخرف:۸۴) وہی آسمان والوں کا خدا اور وہی زمین والوں کا خدا۔ تو نفسِ الوہیت وربوبیت میں کوئی اس کا شریک کیا ہوتا، اس کی صفاتِ کمال میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں "لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ" (سورہ شوریٰ:۱۱) اس جیسا کوئی نہیں)۔

اس کی ذات اور صفات نقائص سے منزہ ہیں:

• یونہی (یہ آیت کریمہ) اشتراک (معنوی) فی الوجود کی نفی فرماتی ہے (تو اس کی ذات بھی منزہ اور اس کی تمام صفاتِ کمال بھی مبرا ان تمام نالائق امور سے جو اہلِ شرک و جاہلیت اس کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ وجود (حقیقی) اسی ذاتِ برحق کے لیے ہے، باقی سب ظلال وپرتو)۔ یعنی باقی سب فانی اور عطائی وجود کے ساتھ موجود ہیں۔

غیر تش غیر در جہاں نہ گزاشت ؎
لا جرم عین جملہ معنی شد۔

عالم مرتبہ ذات میں وجود اور ہستی سے بہرہ نہیں رکھتا:

(اور وحدت الوجود کے جتنے معنی اور جس قدر مفاہیم عقل میں آسکتے ہیں وہ یہی ہیں کہ وجود واحد، موجود احد۔ باقی سب اسی کے مظاہر اور آئینے کہ اپنی حدِ ذات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں اصلاً وجود وہستی سے بہرہ نہیں رکھتے۔ اور حاش ثم حاش یہ معنی ہر گز نہیں کہ من و تو، ما و شما، ایں وآں، ہر شے خدا ہے۔ یہ اہلِ اتحاد کا قول ہے جو ایک فرقہ کافروں کا ہے اور پہلی بات مذہب ہے اہلِ توحید کا کہ اہلِ اسلام وہ صاحبِ ایمان حقیقی ہیں)۔

توضیح:

• اہلسنت وجماعت بریلوی مکتبہ فکر کو مخالفین مشرک کہتے ہیں (العیاذ باللہ)۔ امام غزالی اور امام اہلسنت کے بیان کردہ عقیدہ توحید ہی حقیقی توحید ہے۔ شرک کا الزام سراسر زیادتی ہے۔ اگر یہ شرک ہے تو توحید کس چیز کا نام ہے۔

• امام اہلسنت جہاں وجودِ واحد اور موجود واحد فرماتے ہیں وہاں وجودِ حقیقی اور موجود حقیقی مراد لیتے ہیں، اس لیے مقالہ کے آخر میں فرمایا باقی سب فانی اور عطائی وجود کے ساتھ موجود ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب سے اعلیٰ، سب سے اولیٰ:

• یعنی سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اہلِ حق کا عقیدہ۔

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فتاویٰ رضویہ سے اقتباس:

• فتاویٰ رضویہ سے منقول۔ امام اہل سنت فرماتے ہیں:

بایں ہمہ (کہ اس کی ذاتِ کریم دوسری ذوات کی مناسبت سے معرا ہے اور اس کی صفاتِ عالیہ اوروں کی صفات کی مشابہت سے مبرا) اس نے اپنی حکمتِ کاملہ (و رحمت شاملہ) کے مطابق عالم (یعنی ماسوی اللہ) کو جس طرح وہ (اپنے علمِ قدیم ازل سے) جانتا ہے، ایجاد فرمایا (تمام کائنات کو خلعت وجود بخشا۔ اپنے بندوں کو پیدا فرمایا۔ انہیں کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ عطا فرمائے اور انہیں کام میں لانے کا طریقہ الہام فرمایا پھر اعلیٰ درجہ کے شریف جوہر یعنی عقل سے ممتاز

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا۔ پھر لاکھوں باتیں ہیں جن کا عقل ادراک نہیں کر سکتی تھی۔ لہٰذا انبیاء بھیج کر، کتابیں اتار کر ذرا ذرا سی بات بتادی اور کسی کو عذر کی کوئی جگہ باقی نہ چھوڑی) اور مکلفین کو (جو تکلیف شرعی کے اہل، امر و نہی کے خطاب کے قابل، بالغ عاقل ہیں) اپنے فضل و عدل سے دو فرقے کر دیا "فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ" (ایک جنتی اور ناجی، جس نے حق قبول کیا) "وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ" (دوسرا جہنمی و ہالک، جس نے قبولِ حق سے جی چرایا) اور جس طرح پرتو وجود (موجود حقیقی جل جلالہ) سے سب نے بہرہ پایا (اور اسی اعتبار سے وہ ہست و موجود کہلایا) اسی طرح فریقِ جنت کو اس کے صفاتِ کمالیہ سے نصیبہ خاص ملا (دنیا و آخرت میں اس کے لیے فوز و فلاح کے دروازے کھلے اور علم و فضل خاص کی دولتوں سے اس کے دامن بھرے) دبستان (مدرسہ) "عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ" (سورہ نساء:۱۱۳) (دارالعلوم عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (سورہ العلق:۵) میں تعلیم فرمایا (کہ جو کچھ وہ جانتا تھا اسے سکھایا پھر) "وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا" (سورہ نساء:۱۱۳) نے اور رنگ آمیزیاں کیں (کہ اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم اس پر جلوہ گستر رہا۔ مولائے کریم نے گوناگوں نعمتوں سے اسے نوازا۔ بے شمار فضائل و محاسن سے اسے سنوارا۔ قلب و قالب، جسم و جاں، ظاہر و باطن کو رذائل اور خصائلِ قبیحہ مذمومہ سے پاک صاف اور محامد و اخلاق حسنہ سے اسے آراستہ، پیراستہ کیا۔ اور قربِ خداوندی کی راہوں پر اسے ڈال دیا) اور یہ سب تصدّق (صدقہ و طفیل) ایک ذات جامع البرکات کا تھا جسے اپنا محبوب خاص فرمایا (مرتبۂ محبوبیت سے سرفراز فرمایا کہ تمام خلق حتیٰ کہ نبی و مرسل و ملک مقرب جویائے رضائے الٰہی اور وہ ان کی رضا کا طالب)۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سرکارِ دو عالم ﷺ کو مرکزِ کُن بنایا:

• مرکزِ دائرہ (کُن) و دائرہ مرکزِ کاف و نون بنایا، اپنی خلافتِ کاملہ کا خلعتِ رفیع المنزلت اس کے قامتِ موزوں پر سجایا کہ تمام افرادِ کائنات اس کے ظلِّ ظلیل (سایہ ممدود رافت) اور ذیلِ جلیل (دامن معمورِ رحمت) میں آرام کرتے ہیں۔ اعاظم مقربین (کہ اس کی بارگاہِ عالی جاہ میں قربِ خاص سے مشرف ہیں) (ان کو (بھی) جب تک اس مامنِ جہاں (پناہ گاہ کون و مکان) سے توسّل نہ کریں (انہیں اس کی جناب والا میں وسیلہ نہ بنائیں) بادشاہ (حقیقی عزاسمہ و جل مجدہ) تک پہنچنا ممکن نہیں۔ کنجیاں، خزائنِ علم و قدرت، تدبر و تصرف کی اس کے ہاتھ میں رکھیں۔ عظمت والوں کو مہ پارے (چاند کے ٹکڑے، روشن تارے) اور اس کو اس نے آفتابِ عالم تاب کیا کہ اس سے اقتباسِ انوار کریں (عرفان و معرفت کی روشنیوں سے اپنے دامن بھریں) اور اس کے حضور انا زبان پر (اور اپنے فضائل و محاسن، اس کے مقابل، شمار میں) نہ لائیں۔ اس (محبوب اجل و اعلیٰ) کے سراپردۂ عزت و اجلال کو وہ عزت و رفعت بخشی کہ عرشِ عظیم جیسے ہزاروں ہزار اس میں یوں گم ہو جائیں جیسے بیدائے ناپیدا کنار (وسیع و عریض بیابان، جس کا کنارہ نظر نہ آئے اس) میں ایک شلنگ ذرہ کم مقدار (کہ لق و دق صحرا میں اس کی اڑان کی کیا وقعت اور کیا قدر منزلت)۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اولین و آخرین کے علوم عطا فرمائے:

• علم وہ وسیع و غزیر (کثیر در کثیر) عطا فرمایا کہ علومِ اوّلین و آخرین، اس کے بحرِ علوم کے قطرے، یا جوششِ فیوض کے چھینٹے قرار پائے (شرق تا غرب، عرش تا فرش انہیں دکھایا، ملکوت السمٰوٰت والارض کا شاہد بنایا، روزِ اوّل سے روزِ آخر تک کا، سب ما کان و ما یکون انہیں بتایا) ازل سے ابد تک تمام غیب و شہادت (غائب و حاضر) پر اطلاع تام (و آگاہی تمام انہیں) حاصل "الا ماشاء اللّٰہ"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(اور ہنوز ان کے احاطۂ علم میں وہ ہزار در ہزار، بے حد و بے کنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک و مولیٰ جل و علا) بصر (و نظر) وہ محیط (اور اس کا احاطہ اتنا بسیط) کہ شش جہت (پس و پیش، چپ و راست، زیر و بالا) اس کے حضور (ان کی نگاہوں کے روبرو، ایسے ہیں جیسے) جہت مقابل (کہ بصارت کو ان پر اطلاعِ تام حاصل) دنیا اس کے سامنے اٹھالی کہ تمام کائنات تا بروزِ قیامت، آنِ واحد میں پیشِ نظر (تو وہ دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنی ہتھیلی کو اور ایمانی نگاہوں میں نہ یہ قدرتِ الٰہی پر دشوار نہ عزت و وجاہتِ انبیاء کے مقابل بسیار) سمع والا کے نزدیک پانچ سو برس راہ کی صدا جیسے کان پڑی آواز ہے۔ اور (بعطائے قادرِ مطلق) قدرت (و اختیارات) کا تو کیا پوچھنا کہ قدرتِ قدیر علی الاطلاق جل جلالہ کی نمونہ و آئینہ ہے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم علوی اور سفلی کے اختیارات عطا فرمائے:

• عالمِ علوی و سفلی (اقطار و اطرافِ زمین و آسمان) میں اس کا حکم جاری۔ فرمانروائی کن کو اس کی زبان کی پاسداری۔ مردہ کو قُم کہیں (کہ بحکمِ الٰہی کھڑا ہو جا تو وہ) زندہ۔ اور چاند کو اشارہ کریں (تو) فوراً دو پارہ ہو۔ جو (یہ) چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔ منشورِ خلافت مطلقہ (تامہ، عامہ، شاملہ، کاملہ) و تفویضِ تام (کا فرمانِ شاہی) ان کے نام نامی (اسم گرامی) پر پڑھا گیا۔ اور سکہ و خطبہ ان کا ملائے ادنیٰ سے عالمِ بالا تک جاری ہوا۔ (تو وہ اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں اور تمام ماسوی اللہ، تمام عالم ان کے تحت، تصرف ان کے زیرِ اختیار، ان کے سپرد کہ جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں واپس لیں، تمام جہاں میں کوئی ان کا پھیرنے والا نہیں اور ہاں کوئی کیونکر ان کا حکم پھیر سکے کہ حکمِ الٰہی کسی کے پھیرے نہیں پھرتا۔ تمام جہاں ان کا محکوم اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمام آدمیوں کے وہ مالک، جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوتِ سنت سے محروم۔ ملکوت السمٰوٰت والارض ان کے زیر فرمان، تمام زمین ان کی ملک اور تمام جنت ان کی جاگیر)۔

جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہ سے ملتا ہے:

• دنیاودیں میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہِ عرش اشتباہ سے ملتا ہے (جنت ونار کی کنجیاں دستِ اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیاوآخرت حضور ہی کی عطا کا ایک حصہ ہے۔

؎ فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا

ترجمہ: (بے شک دنیاوآخرت آپ کے جود وسخا سے ہے۔)

دین اور دنیا کی نعمتیں آپ ﷺ سے ملتی ہیں:

تو تمام ماسوی اللہ نے جو نعمت، دنیاوی واُخروی، جسمانی یا روحانی، چھوٹی یا بڑی پائی انہی کے دستِ عطا سے پائی۔ انہی کے کرم، انہی کے طفیل، انہی کے واسطے سے ملی۔ اللہ عطا فرماتا ہے اور ان کے ہاتھوں ملا، ملتا ہے اور ابد الآباد تک ملتا رہے گا جس طرح دین وملت، اسلام وسنت، صلاح وعبادت، زہد وطہارت اور علم ومعرفت ساری دینی نعمتیں ان کی عطا فرمائی ہوئی ہیں یونہی مال ودولت، شفاء وصحت، عزت ورفعت اور فرزند وعشرت یہ سب دنیاوی نعمتیں بھی انہیں کے دستِ اقدس سے ملی ہیں۔

قال الرضا:

؎ بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط، یہ ہوس بے بصر کی ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقال الفقیر:

؎ بے اُن کے توسّل کے، مانگے بھی نہیں ملتا
بے اُن کے توسّط کے، پرسش ہے نہ شنوائی۔

وہ بالادست حاکم کہ تمام ماسوی اللہ ان کا محکوم اور ان کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں۔ (ملکوت السمٰوٰت والارض میں ان کا حکم جاری ہے۔ تمام مخلوقِ الٰہی کوان کے لیے حکمِ اطاعت وفرمانبرداری ہے۔ وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا:

؎ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا۔

جو سر ہے ان کی طرف جھکا ہوا، اور جو ہاتھ ہے وہ ان کی طرف پھیلا ہوا۔)
سب ان کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج (وہی بارگاہِ الٰہی کے وارث ہیں اور تمام عالم کو انہی کی وساطت سے ملتا ہے) قرآن عظیم ان کی مدح وستائش کا دفتر (اور) نام ان کا ہر جگہ نامِ الٰہی کے برابر (مذکور اور ملفوظ)۔

؎ و رفعنا لك ذكرك کا ہے سایہ تجھ پر
ذکر اونچا ہے ترا، بول ہے بالا تیرا۔

احکامِ شرعیہ سب آپ کے قبضہ میں ہیں:

احکامِ تشریعیہ، شریعت کے فرامین، اوامر ونواہی سب ان کے قبضہ میں، سب ان کے سپرد، جس بات میں جو چاہیں اپنی طرف سے فرمادیں، وہی شریعت ہے۔ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں، اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کردیں اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں، وہی شرع ہے۔ غرض وہ کارخانۂ الٰہی کے مختارِ کل ہیں، اور خسروانِ عالم اس کے دستِ نگر ومحتاج)۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ کون؟ "اعنی سید المرسلین":

• (وہ کون؟) "اعنی سید المرسلین" (رہبرِ رہبراں)، "خاتم النبیین" (خاتم پیغمبراں)، "رحمۃ للعالمین" (رحمتِ ہر دو جہاں)، "شفیع المذنبین" (شافعِ خطاکاراں)، "قائد الغر المحجلین" (ہادی نوریاں و روشن جبیناں)، "سرّ اللہ المکنون" (ربّ العزت کا راز سربستہ)، "درّ اللہ المخزون" (خزانۂ الٰہی کا موتی، قیمتی و پوشیدہ)، "سرور القلب المحزون" (ٹوٹے دلوں کا سہارا)، "عالم ما کان و ما یکون" (ماضی و مستقبل کا واقف کار)، "تاج الاتقیاء" (نیکوکاروں کے سر کا تاج)، "نبی الانبیاء" (تمام نبیوں کا سرتاج)، "محمد (المصطفیٰ) رسول ربّ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ اٰلہ و صحبہ و بارک و سلّم الیٰ یوم الدین"۔

حاش للہ کہ عینیت یا مثلیت کا گمان:

• بایں ہمہ (فضائل جمیلہ و فواضل جلیلہ و محاسن حمیدہ و محامد محمودہ وہ) خدا کے بندہ و محتاج ہیں (اور "یَسْئَلُہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" (سورہ رحمٰن:۲۹) کے مصداق حاش للہ کہ عینیت یا مثلیت کا گمان (تو گمان یہ وہم بھی ان کی ذاتِ کریم، ذاتِ الٰہی عز شانہ کی عین یا اس کے مثل و مماثل یا شبیہ و نظیر ہے) کافر کے سوا مسلمان کو ہو سکے۔

خزانۂ قدرت میں ممکن کے لیے جو کمالات متصور تھے، سب پائے:

• خزانۂ قدرت میں ممکن (و حادث و مخلوق) کے لیے جو کمالات متصور تھے (تصور و گمان میں آ سکتے تھے یا آ سکتے ہیں) سب پائے، کہ دوسرے کو ہم عنانی (و ہمسری اور ان مراتبِ رفیعہ میں برابری) کی مجال نہیں، مگر دائرۂ عبدیت و افتقار (بندگی و احتیاج) سے قدم نہ بڑھا، نہ بڑھا سکے۔ العظمۃ للہ، خدائے تعالیٰ سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذات وصفات میں مشابہت (ومماثلت) کیسی۔ (اس سے مشابہ ومماثل ہونے کا شبہ بھی اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل ایمان منزل میں اس کا خطرہ گزر سکے، جبکہ اہلِ حق کا ایمان ہے کہ حضور اقدس سرورِ عالم، عالم اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وبارک وسلم ان احسانات الٰہی کا جو بارگاہِ الٰہی سے ہر آن، ہر گھڑی، ہر لحظہ، ہر لمحہ ان کی بارگاہِ بیکس پناہ پر مبذول رہتے ہیں، ان انعامات اور ان) نعمائے خداوندی کے لائق جو شکر وثنا ہے اسے پورا پورا بجا نہ لا سکے۔ نہ ممکن کہ بجالائیں کہ جو شکر کریں وہ بھی نعمت آخر موجب شکر دیگر "الی ما لا نہایۃ لہ نعم و افضال خداوندی" (ربّانی نعمتیں اور بخششیں خصوصاً آپ پر) غیر متناہی ہیں (ان کی کوئی حد ونہایت نہیں، انہیں کوئی گنتی وشمار میں نہیں لا سکتا) "قال اللہ تعالیٰ وَلَلۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لَّكَ مِنَ الۡاُوۡلٰى" (سورہ ضحیٰ: ۴) (اے نبی بیشک ہر آنے والا لمحہ تمہارے لیے گزرے ہوئے لمحہ سے بہتر ہے اور ساعت بساعت آپ کے مراتبِ رفیعہ ترقیوں میں ہیں) مرتبہ "قاب قوسین او ادنیٰ" کا پایا (اور یہ وہ منزل ہے کہ نہ کسی نے پائی اور نہ کسی کے لیے ممکن ہے اس تک رسائی۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ شبِ اسریٰ مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا) قسم کھانے کو فرق کا نام رہ گیا۔

کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو!

کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو! تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے۔

دیدارِ الٰہی بچشمِ سر دیکھا، کلامِ الٰہی بے واسطہ سنا (بدن اقدس کے ساتھ، بیداری میں اور یہ وہ قربِ خاص ہے کہ کسی نبی مرسل و ملک مقرب کو بھی نہ کبھی حاصل ہوا اور نہ کبھی حاصل ہو)۔

محملِ لیلیٰ (ادراک سے ماوراء) کروڑوں منزل سے کروڑوں منزل (دور) (اور)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خرد خردہ میں (عقل نکتہ دان، دقیقہ شناس) دنگ ہے۔ (کوئی جانے تو کیا جانے اور کوئی خبر دے تو کیا خبر دے) نیا سماں ہے نیا رنگ ہے (ہوش و حواس ان وسعتوں میں گم اور دامانِ نگاہ تنگ) قرب میں بُعد (نزدیکی میں دوری) بُعد میں قُرب (دوری میں نزدیکی) وصل میں ہجر (فرقت میں وصال)۔

عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت:

؎ عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

یہاں وصل اور فرقت کے بچھڑنے اور گلے ملنے کا ذکر ہے۔ ان سے اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ السلام مراد نہیں ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کا مجسم ہونا لازم آئے گا جو کہ صحیح نہیں۔ یہ الفاظ کنایات سے ہیں کہ من وجہ وہاں فرقت تھی اور من وجہ وصل اور ملاقات تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (محمد رفیق حسنی)

عقل و شعور کو خود اپنا شعور نہیں۔ دست و پابستہ خود گم کردہ حواس ہے۔ ہوش و خرد کو خود اپنے لالے پڑے ہیں۔ وہم و گمان دوڑیں تو کہاں تک پہنچیں۔ ٹھوکر کھائی اور گرے: ؎

سراغ این و متیٰ کہاں تھا:

سراغ این و متیٰ کہاں تھا، نشانِ کیف و الیٰ کہاں تھا
نہ کوئی راہی، نہ کوئی ساتھی نہ سنگِ منزل، نہ مرحلے تھے

جس راز کو اللہ جل شانہ ظاہر نہ فرمائے، بے بتائے کس کی سمجھ میں آئے اور کسی بے وقار کی کیا مجال کہ درونِ خانہ خاص تک قدم بڑھائے)۔

خلق کے آقا، خالق کے بندے:

• گوہر شناور دریا (گویا موتی پانی میں تیر رہا ہے) مگر (یوں کہ) صدف (یعنی سیپی) نے وہ پردہ ڈال رکھا ہے کہ نم سے آشنا نہیں (قطرہ تو قطرہ، نمی سے بھی بہرہ ور نہیں) اے جاہلِ ناداں! علم (وکُنہ حقیقت) کو علم والے پر چھوڑ اور اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میدان دشوار جولان سے (جس سے سلامتی سے گزر جانا جوئے شیر لانا ہے اور سخت مشقتوں میں پڑنا) سمندِ بیان (کلام و خطاب کی تیز و طرار سواری کی عنان (باگ ڈور) موڑ (اس والا جناب کی رفعتوں، منزلتوں اور قربتوں کے اظہار کے لیے) زبان بند ہے پر اتنا کہتے ہیں کہ خلق کے آقا ہیں، خالق کے بندے، عبادت (و پرستش) ان کی کفر (اور نا قابلِ معافی جرم) اور بے ان کی تعظیم کے حبط (برباد، نا قابلِ اعتبار، منہ پر مار دیئے جانے کے قابل)، ایمان ان کی محبت و عظمت کا نام (اور فعل تعظیم، بعد ایمان، ہر فرض سے مقدم) اور مسلمان وہ جس کا کام ہے نامِ خدا کے ساتھ ان کے نام پر تمام "والسلام علی خیر الانام و الآل والاصحاب علی الدوام"۔ (فتاوی رضویہ)

اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کو ماکان ومایکون کا علم عطا ہوا:

• سرورِ دوعالم ﷺ کے سلسلہ میں علمائے اہل حق کا عقیدہ کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے عالم ماکان ومایکون ہیں اور آپ ﷺ مختارِ کل ہیں اور حاضر اور ناظر ہیں اور وصال کے بعد بھی زندہ ہیں اور آپ ﷺ بشر ہیں اور نور بھی ہیں اور آپ ﷺ کو دنیا اور آخرت میں شفاعت کا منصب عطا کیا گیا ہے۔

توضیح ا۔ آپ ﷺ مان کان ومایکون کے عالم ہیں۔ اس عقیدہ کی توضیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ساری کائنات اور آسمانوں اور زمین میں ہونے والی تمام اشیاء کا اتنا علم عطا فرمایا ہے کہ کسی دوسرے نبی یا فرشتے کو اتنا علم عطا نہیں فرمایا۔ آپ کا علم مخلوق کے علم کے لحاظ سے کلی ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم کے لحاظ سے جزوی ہے۔ آپ ﷺ کے علم کی نسبت مخلوق، ملائکہ اور جنات کے علم کے ساتھ ایسی ہے جیسے سمندر کی نسبت ایک قطرہ کی طرف ہے۔ آپ ﷺ کا علم سمندر ہے اور مخلوق کا علم ایک قطرہ ہے اور آپ ﷺ کے علم کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت اس طرح ہے کہ آپ ﷺ کا علم ایک قطرہ اور اللہ تعالیٰ کا علم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سمندر ہے بلکہ سمندر بھی محدود ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم غیر محدود ہے۔ لہٰذا یہاں محدود اور غیر محدود کی نسبت ہے۔ سرورِ دو عالم ﷺ کا علم اجمالی ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم تفصیلی ہے اور آپ ﷺ کا علم عطائی ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم میں کسی کا محتاج نہیں مگر رسول اکرم ﷺ اپنے علم میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ ماکان وما یکون کے علم کا یہی مفہوم اہل سنت کا عقیدہ ہے لہٰذا اسے شرک کہنا جہالت کے سوا کچھ نہیں۔ (محمد رفیق حسنی)

آپ ﷺ کا مختارِ کل ہونا:

توضیح ۲۔ آپ ﷺ مختار کل ہیں۔ اس عقیدہ کی توضیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پیدا کردہ مخلوق میں سب سے زیادہ تصرف کے اختیارات آپ ﷺ کو عطا فرمائے ہیں۔ خواہ اختیارات شرعی ہوں یا تکوینی، آپ کو اللہ تعالیٰ نے ممکنات میں تصرفات کا مالک بنادیا اور آپ ﷺ کو ساری مخلوق حتیٰ کہ انبیاء اور ملائکہ کی نسبت سے زیادہ اختیارات عطا ہوئے لیکن آپ ﷺ کے اختیارات اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں جزوی اور عطائی ہیں۔ بعض جاہل لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات اللہ تعالیٰ کے اختیارات سے زیادہ بیان کرتے ہیں۔ مثلاً سرائیکی کا ایک شعر مقررین پڑھا کرتے ہیں اور تحسین حاصل کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے پکڑے محمد چھڑائے
محمد دے پکڑے چھڑا کوئی نہیں سگدا۔

اگرچہ اس شعر کی تاویل ہوسکتی ہے لیکن عوام کو یہ پیغام ملتا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ طاقتور ہیں۔ (محمد رفیق حسنی)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حاضر وناظر ہونا:

توضیح ۳۔ ہمارا عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی طاقت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری کائنات کو دیکھ رہے ہیں، آپ ﷺ گنبد خضراء میں آرام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرماہیں اور سارا عالم آپ کے سامنے ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں۔ "یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا ....الآیہ" (سورہ احزاب: ۴۵) کا مفہوم یہی ہے: اے نبی! ہم نے آپ کو حاضر اور ناظر بنا کر بھیجا ہے۔ چونکہ ناظر منظور کے قریب اور حاضر ہوتا ہے، اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر اور ناظر کہا جاتا ہے۔ حاضر اور ناظر کا یہ مفہوم بیان کرنا صحیح نہیں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ذات مبارکہ کے ساتھ ہر جگہ موجود ہیں، ایسا کہنا اللہ تعالیٰ کے حق میں بھی جائز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہر جگہ موجود ہیں۔ جیسا کہ فتاوی رضویہ سے گزر چکا۔ لٰہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر اور ناظر ہونے کا مطلب یہ ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ راحت فرماہیں اور کائنات سے حجابات اٹھا دیئے گئے ہیں۔ جدھر اور جس کی طرف توجہ فرمائیں اسے دیکھ لیتے ہیں۔ بلکہ ہمارے غیر محسوس اعمال بھی آپ دیکھ رہے ہیں جیسا کہ احادیث مبارکہ میں مذکور ہے "عَرَفْتُ مَنْ یَّکْفُرُ بِیْ اَوْ یُؤْمِنُ بِیْ"۔ قبر میں بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور میت کے درمیان حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ جس طرح بیت المقدس اور آپ کے درمیان حجابات اٹھا لیے گئے تھے۔ لٰہذا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جگہ آرام فرمائیں مگر میت کو اپنے سامنے نظر آتے ہیں اور فرشتے سوال کرتے ہیں "مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ؟" (الحدیث) یہ کہنا کہ آپ ﷺ بذاتہ یا آپ کی شبیہ ہر جگہ ہر قبر میں تشریف لاتے ہیں جیسا کہ بعض علماء بیان کرتے ہیں، آپ کی روحانیت سے یہ بھی بعید نہیں ہے مگر ذکر کردہ رفعِ حجابات والی پہلی صورت زیادہ معقول ہے۔ بیک وقت لاکھوں مقبورین آپ کو اپنے سامنے دیکھتے ہیں کیونکہ حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ یہ مفہوم زیادہ مناسب ہے۔ اس صورت سے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بیک وقت لاکھوں اموات کی قبروں میں مشرق اور مغرب اور جنوب اور شمال تشریف لے جائیں اور یہ کہنا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی مناسب نہیں کہ آپ ﷺ کا مثالی جسم اقدس ہر جگہ ہر قبر میں موجود ہوتا ہے۔ ہمارے شیخ بندیالویؒ فرماتے تھے، کسی شی کی مثال شی کا عین نہیں ہوتی۔ اگر قبر میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مثالی جسم مبارک نظر آئے تو لازم آئے گا کہ مسلمان میت غیر نبی کو نبی کہہ رہا ہو۔ لہٰذا مثالی اجسام کا نظریہ بھی مناسب نہیں ہے۔ ھٰکذا قال الشیخ البندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (محمد رفیق حسنی)

ارواح قبروں میں مقید نہیں ہوتیں:

● ہمارا عقیدہ ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواحِ طیبہ اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ اور عامۃ المومنین اور کی روحیں قبر میں مقید نہیں ہوتیں، جہاں چاہیں تشریف لے جائیں۔ ان کی رفتار آواز سے بھی تیز ہے۔ سمجھنے کے لیے نیند کی حالت میں ارواح کی سیر سے اندازہ لگائیں۔ افلاک اور آفاق اور دنیا اور آخرت کے ماضی اور مستقبل کے ادوار میں جانے اور آنے میں سیکنڈوں کا وقت بھی نہیں لگتا۔ رؤیائے صادقہ اور سچے خواب ارواح کے معلومات ہوتے ہیں۔ قرآن اور احادیث سے ثابت ہے کہ نیند کے وقت ارواح جسم کے ساتھ تعلقات کے باوجود جسم سے خارج ہو کر آفاق اور افلاک کی سیر کرتی ہیں۔ جب لیلۃ التعریس میں صحابہ کرام کی نماز قضا ہو گئی، حضرت بلالؓ سو گئے تھے۔ سرورِ دو عالم ﷺ نے صحابہ کرام کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ سونے والوں کے ارواح قبض کر لیتا ہے پھر جب چاہتا ہے واپس کر دیتا ہے۔ معلوم ہوا نیند کی حالت میں ارواح کا عروج اور نزول حقیقی ہوتا ہے۔ سمجھانے کے لیے یہی مثال وصال کے بعد ارواحِ طیبہ کی پیش کی جا سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بعد از وصال حیات انبیاء علیہم السلام ثابت ہے:

● وصال کے بعد انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہوتے ہیں لیکن حیاۃ ثانیہ کے ساتھ اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام مقدسہ زیر زمین محفوظ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوتے ہیں۔ زمین انبیاء عظام علیہم السلام کا ایک بال بھی نہیں کھا سکتی۔ قصہ معراج اور قرآن میں شہداء کی حیاۃ کی آیات اور احادیث کثیرہ حیاتِ انبیاء پر شاہد ہیں اور اس تمام اسلامی فرقوں کا اسی پر اجماع ہے کہ وصال کے بعد جو شخص حیاۃ انبیاء علیہم السلام کا منکر ہے وہ گمراہ ہے۔ بعض لوگ فساد کی نیت سے اہلِ سنت کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ سنی لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کو حیاۃ دنیا اور حیاۃ اولی کے ساتھ زندہ سمجھتے ہیں اور انبیاء کرام کو حیّ لایموت سمجھتے ہیں۔

العیاذ باللہ۔

ایک سعودی باشندے کے ساتھ گفتگو:

• میری بات جب سعودی مطوّعوں سے ہوئی، انہوں نے ہمارے اوپر یہی الزام لگایا میں نے انہیں سمجھایا کہ جب شہداء زندہ ہیں اور ان کی حیاۃ قرآنی آیات اور احادیث سے ثابت ہے جبکہ ان کی حیاۃ کا منکر کافر ہے تو انبیاء علیہم السلام جن کی امت ہونے کی برکت سے انہیں برزخی زندگی حاصل ہوئی۔ وہ انبیاء کس طرح حیاۃ ثانیہ سے محروم ہیں تو وہ حیران ہو گئے۔ کہنے لگے، ہمیں تو یہ کہا گیا ہے، اہلِ سنت لوگ ''كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ'' کو تسلیم نہیں کرتے اور انبیاء کرام کو حیاۃ اولی کے ساتھ زندہ مانتے ہیں۔ اس پر مطوّعہ کہنے لگا، واللہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء عظام کو حیاۃ برزخی حاصل ہے اور انبیاء عظام علیہم السلام کا وصال تو ہوا مگر انہیں دوبارہ زندگی ملی۔

آپ ﷺ کی بشریت حق ہے:

• آپ ﷺ بشر ہیں۔ آپ ﷺ کی بشریت قرآن کی آیات سے صراحۃً ثابت ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کی بشریت کا منکر کافر ہے لیکن موجودہ دور میں بعض لوگ بشریت کے لفظ سے آپ ﷺ کی تنقیص کی نیت کرتے ہیں، اس لیے آپ ﷺ کو صرف بشر نہ کہا جائے بلکہ سید البشر اور افضل البشر کہا جائے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اگر کسی نے تنقیص کی نیت سے آپ کو بشر کہا یا سمجھا وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم مبارک "نور" بھی قرآن اور احادیث سے ثابت ہے مگر آپ نور مجسم ہیں، آپ کا جسم مبارک نور ہے یا آپ نورِ ہدایت ہیں یا آپ کی روح نور ہے۔ متعدد احتمالات ہیں۔ اس لیے آپ کی نورانیت کا منکر گمراہ ہے۔ نور کہنے میں آپ کی تعظیم مقصود ہوتی ہے، اس لیے آپ علیہ السلام کو نور کہا جائے۔

- آپ ﷺ شفیع المذنبین بلکہ الشفیع الاکبر ہیں۔ دنیا اور آخرت میں آپ کی شفاعت قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔ جو لوگ آپ ﷺ کو شفیع نہیں مانتے، وہ گمراہ ہیں۔
- ذکر کردہ مسائل پر قدیما و حدیثا علماء کرام نے مبسوط کتابیں تحریر فرمائی ہیں جو کہ مارکیٹ سے دستیاب ہیں۔ اصحابِ ذوق ان کتب کا مطالعہ فرمائیں تو انہیں مزید اطمینان حاصل ہو گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صدر نشینانِ بزمِ عزّ وجاہ:
انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق اہلسنت کا عقیدہ:

- امام اہلسنت فرماتے ہیں:
- اس جناب عرش قباب کے بعد (جن کے قبہ اطہر اور گنبدِ انور کی رفعتیں عرش سے ملتی ہیں) مرتبہ انبیاء و مرسلین کا ہے "صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین" کہ باہم ان میں تفاضل (اور بعض کو بعض پر فضیلت) مگر ان کا غیر، گو کہ مرتبۂ ولایت تک پہنچے، فرشتہ ہو (اگرچہ مقرب) خواہ آدمی صحابی ہو خواہ اہلبیت (اگرچہ مکرم تر و معظم ترین) ان کے درجے تک (اس غیر کو) وصول

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محال۔ جو قربِ الٰہی انہیں حاصل، کوئی اس تک فائز نہیں اور جیسے یہ خدا کے محبوب، دوسرا ہرگز نہیں۔ یہ وہ صدر (و بالا) نشینانِ بزم عزّو جل ہیں۔ (اور والا مقامانِ محفل عزت و وجاہت اور مقربانِ حضرت عزت) کہ ربّ العالمین تبارک و تعالیٰ خود ان کے مولیٰ و سروار (نبی مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام الیٰ یوم القرار) کو حکم فرمایا ہے: ''أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ'' (سورہ انعام: ۹۰) (اللہ اللہ! کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے اس مقدس ذات، برگزیدہ صفات کا جسے اس کے رب تبارک و تعالےٰ نے محامد جمیلہ، محاسنِ جلیلہ، اخلاقِ حسنہ، خصائلِ محمودہ سے نوازا۔ سرِ اقدس پر محبوبیت کبریٰ کا تاج والا ابتہاج رکھا۔ جسے خلافتِ عظمیٰ کا خلعت والا مرتبت پہنایا جس کے طفیل ساری کائنات کو بنایا۔ جس کے فیوض و برکات کا دروازہ تمام ماسوی اللہ کو دکھایا۔ انہی سے یہ خطاب فرمایا کہ) یہ وہ ہیں جنہیں خدا نے راہ دکھائی تو تُو اُن کی پیروی کر۔ اور فرماتا ہے: ''فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا'' (آل عمران: ۹۵) تو پیروی کرو شریعتِ ابراہیم کی، جو سب ادیانِ باطلہ سے کنارہ کش ہو کر دینِ حق کی طرف جھک آیا۔

● (غرض انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام الیٰ یوم الدین میں سے ہر نبی، ہر رسول بارگاہِ عزت جل مجدہ میں بڑی عزت و وجاہت والا ہے اور اس کی شان بہت رفیع، و للہذا ہر نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ اصل جملہ فرائض سے ہے اور) ان کی ادنیٰ توہین مثل سید المرسلین ﷺ، کفر قطعی۔ (ان میں سے کسی کی تکذیب و تنقیص، کسی کی اہانت، کسی کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی ایسے ہی قطعاً کفر ہے جیسے خود حضور ﷺ کی جناب پاک میں گستاخی و دریدہ دہنی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ) اور کسی کی نسبت، صدیق ہوں خواہ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان (حضرات قدسی صفات) کی خادمی و حاشیہ برداری (اطاعت و فرمانبرداری کہ یہ ان کے پیش خدمت و اطاعت گزار ہیں، اس) سے بڑھا کر (افضیلت و برتری در کنار) دعوی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہم سری (کہ یہ بھی مراتبِ رفیعہ اور ان کے درجاتِ علیہ میں ان کے ہمسر و برابر ہیں) محض بے دینی (الحاد و زندیقی ہے) جس نگاہِ اجلال و توقیر (تکریم و تعظیم) سے انہیں دیکھنا فرض (ہے اور دائمی فرض) حاشا کہ اس کے سوحصے سے ایک حصہ (۱۰۰/۱) دوسرے کو دیکھیں آخر نہ دیکھا کہ صدیق و مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جس سرکارِ ابد قرار (دوسرِّ ہر کاز) کے غلام ہیں، اسی کو حکم ہوتا ہے ان کی راہ پر چل اور ان کی اقتداء سے نہ نکل (تابہ دیگراں چہ رسد

اے عقل خبردار! یہاں مجال دم زدن نہیں)۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اعلیٰ طبقہ، ملائکہ مقربین:
اہلسنت کا ملائکہ کے متعلق عقیدہ:

- امام اہلسنت فرماتے ہیں:
- ان (انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے بعد اعلیٰ طبقہ ملائکہ مقربین کا ہے "مثل ساداتنا و موالینا" (مثلاً ہمارے سرداروں اور پیش رو مددگاروں میں سے حضرت) جبرائیل (جن کے ذمہ پیغمبروں کی خدمت میں وحی الٰہی لانا ہے) و (حضرت) میکائیل (جو پانی برسانے والے اور مخلوقِ خدا کو روزی پہنچانے پر مقرر ہیں) و (حضرت) اسرافیل (جو قیامت کو صور پھونکیں گے) و (حضرت) عزرائیل (جنہیں قبضِ ارواح کی خدمت سپرد کی گئی ہے) و حملہ (یعنی حاملان) عرش جلیل، صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین۔ ان کی علوِ شان و رفعتِ مکان (شوکت و عظمت اور عالی مرتبت) کو بھی کوئی ولی نہیں پہنچتا (خواہ کتنا ہی مقرب بارگاہِ احدیت ہو) اور ان کی جناب میں گستاخی کا بھی بعینہ وہی حکم (جو انبیاء و مرسلین کی رفعت پناہ بارگاہوں میں گستاخی کا ہے کہ کفر قطعی ہے ان ملائکہ مقربین میں بالخصوص) جبرئیل علیہ السلام من وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے استاذ ہیں "قَالَ تَعَالٰی عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی" (سورہ النجم:۵) (سکھایا ان کو یعنی سید عالم ﷺ کو سخت قوتوں والے طاقتور نے، یعنی جبرائیل [redacted] السلام نے جو قوت واجلالِ خداوندی کے مظہرِ اتم، قوتِ جسمانی وعقل و [redacted] کے اعتبار سے کامل، وحی الٰہی کے بار کے متحمل، چشم زدن میں سدرۃ [redacted] تک پہنچ جانے والے، جن کی دانشمندی اور فراستِ ایمانی کا یہ عالم کہ تمام [redacted] یائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہوں میں وحی الٰہی لے کر نزولِ اجلا [redacted] فرماتے اور پوری دیانتداری سے اس امانت کو ادا کرتے رہے) پھر وہ کسی کے [redacted] گرد کیا ہوں گے جسے ان کا استاذ بنایئے اسے سرورِ عالم ﷺ کا استاذ الاستاذ [redacted] رایئے۔ یہ وہی ہیں جنہیں حق تبارک و تعالیٰ رسول کریم مکین امین فرماتا [redacted] کہ وہ عزت والے مالکِ عرش کے حضور بڑی عزت والے ہیں۔ ملائ [redacted] کے مقتداء کہ تمام ملائکہ ان کے اطاعت گزار و فرماں بردار، وحی الٰہی کے [redacted] ت دار کہ ان کی امانت میں کسی کو مجال حرف زدن نہیں [redacted] یام رسانی وحی [redacted]۔ امکان نہ سہو کا نہ کسی غلط فہمی و غلطی کا اور نہ کسی سہل پسندی اور غفا [redacted] کا۔ منصبِ رسالت کے پوری طرح متحمل، اسرار و انوار کے ہر طرح [redacted]۔ فرشتوں میں سب سے اونچا ان کا مرتبہ و مقام اور قرب قبول پر فائز [redacted] م، وہ صاحبِ عزت واحترام کہ) نبی ﷺ کے سواد و سرے کے خادم [redacted] اور تمام مخلوقات میں حضور اکرم ﷺ کے علاوہ کوئی اور ان کا مخ [redacted] و مطاع نہیں۔ اور جنگ بدر میں فرشتوں کی ایک جمعیت کے ساتھ [redacted] کے لشکر کا ایک سپاہی بن کر شامل ہونا مشہور، زبان زدِ خاص وعام) اکا [redacted] صحابہ و اعاظم اولیاء کو (کہ واسطہ نزولِ برکات ہیں) اگر ان کی خدمت (کی [redacted] ولت) ملے دو جہاں کی فخر و سعادت جانیں پھر یہ کس کے خدمتگار یا حاشیہ بردار ہوں گے (اور سید عالم ﷺ تو بادشاہِ کون و مکاں، مخدوم و مطاع ہر دو جہاں ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین و بارک و سلم)۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اصحاب سیّد المرسلین واہل بیت کرام:

• امام اہلسنت صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کے متعلق فرماتے ہیں:

• ان (ملائکہ مرسلین و ساداتِ فرشتگان مقربین) کے بعد (بڑی عزت و منزل اور قرب قبول احدیّت پر فائز) اصحاب سیّد المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ و علیہم اجمعین ہیں اور انہیں میں حضرت بتول، جگر پارۂ رسول، خاتونِ جہاں، بانوے جہاں، سیّدۃ النساء فاطمہ زہرا (شامل) اور اس دو جہاں کی آقازادی کے دونوں شہزادے، عرش (اعظم) کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخِ سیادت (آسمانِ کرامت) کے مہ پارے، باغِ تطہیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃ العین رسول، امامین کریمین (ہادیانِ با کرامت و باصفا)، سعیدین شہیدین (نیک بخت و شہیدانِ جفا)، تقیین نقیین (پاک دامن، پاک باطن)، نیّرین (قمرین، آفتاب رخ و ماہتاب رو)، طاہرین (پاک سیرت، پاکیزہ خو)، ابو محمد (حضرت امام) حسن و ابو عبداللہ (حضرت امام) حسین۔ اور تمام مادرانِ اُمّت، بانوانِ رسالت (امہات المؤمنین، ازواجِ مطہرات) علی المصطفٰے و علیہم کلھم الصلوٰۃ والتحیۃ (ان صحابہ کرام کے زمرہ میں) داخل۔

صحابی کی تعریف اور فضیلت:

• کہ صحابی ہر وہ مسلمان ہے جو حالتِ اسلام میں اس چہرہ خدا نما (اور اس ذات حق رسا) کی زیارت سے مشرف ہوا اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا (مرد ہو خواہ عورت، بالغ ہو خواہ نابالغ) ان (اعلٰی درجات والا مقامات) کی قدر و منزلت وہی خوب جانتا ہے جو سید المرسلین ﷺ کی عزت و رفعت سے آگاہ ہے۔ (اس کا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سینہ انوارِ عرفان سے منور اور آنکھیں جمالِ حق سے مشرف ہیں۔ حق پر چلتا، حق پر جیتا اور حق کے لیے مرتا ہے اور قبولِ حق اس کا وطیرہ ہے) آفتابِ نیمروز (دوپہر کے چڑھتے سورج) سے روشن تر کہ محب (سچا چاہنے والا) جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کو صحبتِ بد (برے ہم نشینوں اور بدکار رفیقوں) سے بچاتا ہے (اور مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا مانتا ہے کہ) حق تعالیٰ قادرِ مطلق (اور ہر ممکن اس کے تحت قدرت ہے) اور (یہ کہ) رسول اللہ ﷺ اس کے محبوب و سید المحبوبین (تمام محبوبانِ بارگاہ کے سردار و سر کے تاج) کیا عقلِ سلیم (بشرطیکہ وہ سلیم ہو) تجویز کرتی (جائز و گوارہ رکھتی) ہے کہ ایسا قدیر (فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ (بروج:١٦) جو چاہے اور جیسا چاہے کرے) ایسے عظیم ذی وجاہت، جانِ محبوبی وکانِ عزت (کہ جو ہو گیا، جو ہو گا اور جو ہو رہا ہے انہی کی مرضی پر ہوا، انہی کی مرضی پر ہو گا اور انہی کی مرضی سے ہو رہا ہے، ایسے محبوب ایسے مقبول) کے لیے خیارِ خلق کو (کہ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام خلائق پر فائق ہوں۔ حضور کا صحابی) جلیس وانیس (ہم نشین و غمخوار) ویار و مددگار مقرر نہ فرمائے (نہیں ہرگز نہیں تو جبکہ مولائے قادر و قدیر جل جلالہ نے انہیں، ان کی یاری و مددگاری، رفاقت و صحبت کے لیے منتخب فرمالیا تو اب) جو ان میں سے کسی پر طعن کرتا ہے جناب باری تعالیٰ کے کمال حکمت و تمام قدرت (پر الزام نقص و ناتمامی کا لگاتا ہے) یا رسول اللہ ﷺ کی غایت محبوبیت (کمال شان محبوبی) و نہایت منزلت (وانتہائے عزت و وجاہت۔ اور ان مراتب رفیعہ و مناصب جلیلہ) پر حرف رکھتا ہے (جو انہیں بارگاہِ صمدیت میں حاصل ہیں تو یہ مولائے قدوس تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں یا اس کے محبوب ﷺ کی جناب پاک میں گستاخانہ زبان درازی و دریدہ دہنی اور کھلی بغاوت) اسی لیے سرورِ عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ۔ حدیث:

اللّٰہَ اللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَ مَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ وَ مَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَ مَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَ مَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَیُوْشِكُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ۔ (مشکوٰۃ باب المناقب)

ترجمہ: خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں، انہیں دشنام کا نشانہ نہ بنالینا میرے بعد جو انہیں دوست رکھتا ہے میری محبت سے انہیں دوست رکھتا ہے اور جو ان کا دشمن ہے میری عداوت سے ان کا دشمن ہے، جس نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گرفتار کرلے (یعنی زندہ عذاب وبلا میں ڈال دے) رواہ الترمذی وغیرہ

اے خارجیو، اے ناصبیو!

• اب اے خارجیو، ناصبیو! (حضرات ختنین وامامین جلیلین سے خصوصاً اپنے سینوں میں بغض وکینہ رکھنے اور انہیں چنین وچناں کہنے والو!) کیا رسول اللہ ﷺ نے (مذکورہ بالا) اس ارشادِ عام اور جناب باری تعالیٰ نے آیہ کریمہ ''رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ'' (سورہ مائدہ: ۱۱۹) سے (کہ اللہ تعالیٰ ان سے یعنی ان کی اطاعت واخلاص سے راضی اور وہ اس سے یعنی اس کے کرم وعطا سے راضی) جناب ذوالنورین (امیر المومنین حضرت عثمان غنی) و حضرت اسد اللہ غالب (امیر المومنین علی بن ابی طالب) وحضرت سبطین کریمین (امام حسن و امام حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (کو مستثنیٰ کردیا اور اس استثناء کو تمہارے کان میں پھونک دیا ہے) اے شیعو! اے رافضیو! ان احکام شاملہ سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(کہ سب صحابہ کو شامل ہیں اور جملہ صحابہ کرام ان میں داخل ہیں) خدا اور رسول (جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے (امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین) جناب فاروق اکبر (وامیر المومنین کامل الحیاء والایمان) حضرت مجہز جیش العسرۃ (فی رضی الرحمٰن عثمان بن عفان) و جناب ام المومنین محبوبہ سید العالمین (طیبہ، طاہرہ، عفیفہ) عائشہ صدیقہ بنت صدیق و حضرات طلحہ و زبیر و معاویہ (کہ اول کے بارے میں ارشاد وارد کہ "اے طلحہ! یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں قیامت کے ہولوں میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔" اور ثانی کے باب میں ارشاد فرمایا: "یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں روزِ قیامت تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تمہارے چہرہ سے جہنم کی اُڑتی چنگاریاں دور کردوں گا۔" امام جلال الدین سیوطی جمع الجوامع میں فرماتے ہیں "سندہ صحیح" اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اوّل ملوکِ اسلام ہیں:

- اور حضرت امیر معاویہ تو اوّل ملوکِ اسلام اور سلطنتِ محمدیہ کے پہلے بادشاہ ہیں اسی کی طرف توراۃ مقدس میں اشارہ ہے کہ:

"مَوْلِدُہٗ بِمَکَّۃَ وَمُهَاجِرُہٗ طَیْبَۃَ وَمُلْکُہٗ بِالشَّامِ"

ترجمہ: وہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔

(المواہب اللدنیہ ج ۲ از گوگل اور فتح الباری ج ۸)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سلطنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلطنت ہے:

(تو امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے، مگر کس کی؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم الی یوم الدین کو خارج کردیا اور تمہارے کان میں (اللہ کے رسول نے چپ چاپ) کہہ دیا کہ "اصحابی" سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہماری مراد اور آیت میں ضمیر "ھم" کے مصداق ان لوگوں کے سوا (اور دوسرے صحابہ) ہیں، جو تم ان کے اے خوارج! (اور اے روافض) دشمن ہو گئے اور عیاذاً باللہ (انہیں) لعن طعن سے یاد کرنے لگے (اور شومیٔ بخت سے) نہ یہ جانا کہ یہ دشمنی، در حقیقت رسول اللہ ﷺ سے دشمنی ہے اور ان کی ایذاء حق تبارک و تعالیٰ کی ایذاء (اور جہنم کا دائمی عذاب جس کی سزا) مگر اے اللہ! تیری برکت والی رحمت اور ہمیشگی والی عنایت اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت پر، جس نے تیرے محبوب ﷺ کے سب ہم نشینوں اور گلستانِ صحبت کے گل چینوں کو (ہمیشہ ہمیشہ کسی استثناء کے بغیر) نگاہِ تعظیم و اجلال (اور نظرِ تکریم و توقیر) سے دیکھنا اپنا شعار و دثار (اپنی جماعت و نشان) کر لیا اور سب کو چرخِ ہدایت کے ستارے اور فلکِ عزت کے سیارے جانا، عقیدہ کر لیا کہ ہر ہر فرد بشر ان کا (باز و نیکوکار) سرورِ عدول و اخیار و اتقیاء و ابرار کا سردار (اور امت کے تمام عدل گستر، عدل پرور، نیکوکار، پرہیزگار اور صالح بندوں کے سر کا تاج ہے) تابعین سے لے کر تا بقیامت امت کا کوئی کیسے ہی پایۂ عظیم کو پہنچے، صاحبِ سلسلہ ہو خواہ غیر ان کا، ہرگز ہرگز ان میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے رتبہ کو نہیں پہنچتا اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں، رسول اللہ ﷺ کے ارشاد صادق کے مطابق اوروں کا کوہِ اُحد کے برابر سونا ان کے نیم صاع (تقریباً دو کلو) جو کے برابر نہیں۔ جو قربِ خدا انہیں حاصل دوسرے کو میسر نہیں۔ اور جو درجات عالیہ یہ پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے (اہلسنت کے خواص تو خواص، عوام تک) ان سب کو بالا جمال (کہ کوئی فرد ان کا شمول سے نہ رہ جائے از اوّل تا آخر) پرلے درجے کا برّ و تقی (نیکوکار و متقی) جانتے اور تفاصیل احوال (کہ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا اور کیوں کیا۔ اس) پر نظر حرام مانتے (ہیں) جو فعل (ان حضرات صحابہ کرام میں سے) کسی کا اگر ایسا منقول بھی ہوا جو نظر قاصر (و نگاہِ کوتاہ میں) میں ان کی شان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے قدرے گرا ہوا ٹھہرے (اور کسی کوتاہ نظر کو اس میں حرف زنی کی گنجائش ملے) اسے محمل حسن پر اتارتے ہیں۔ (اور اسے ان کے خلوصِ قلب و حسنِ نیت پر محمول کرتے ہیں) اور اللہ کا سچا قول "رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ" سن کر آئینۂ دل میں زنگ تفتیش کو جگہ نہیں دیتے (اور تحقیق احوال واقعی کے نام کا میل کچیل، دل کے آئینے پر چڑھنے نہیں دیتے) رسول اللہ ﷺ حکم فرما چکے:

"اِذَا ذُکِرَ اَصۡحَابِیۡ فَامۡسِکُوۡا":

"اِذَا ذُکِرَ اَصۡحَابِیۡ فَامۡسِکُوۡا"

ترجمہ: جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو۔

(سوءِ عقیدت اور بدگمانی کو قریب نہ پھٹکنے دو، تحقیقِ حال و تفتیشِ مآل میں نہ پڑو) ناچار اپنے آقا کا فرمان عالی شان اور یہ سخت وعیدیں، ہولناک تہدیدیں (ڈراوے اور دھمکیاں سن کر زبان بند کرلی اور دل کو سب کی طرف سے صاف کرلیا (اور بلا چون وچرا) جان لیا کہ ان کے رتبے ہماری عقل سے وراء ہیں پھر ہم ان کے معاملات میں کیا دخل دیں، ان میں مشاجرات (صورۃ نزاعات و اختلافات) واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون؟

گدائے خاک نشینی تو حافظا مخروش
رموزِ مملکت خویش، خسرواں دانند۔

(تو خاک نشین گدا گر ہے اے حافظ! شور مت کر کہ اپنی سلطنت کے بھید بادشاہ جانتے ہیں)

تیرا منہ ہے کہ تو بولے یہ سرکاروں کی باتیں ہیں

حاشا کہ ایک کی طرف داری میں دوسرے کو برا کہنے لگیں، یا ان نزاعوں میں ایک فریق کو دنیا طلب ٹھہرائیں بلکہ بالیقین جانتے ہیں کہ وہ سب مصالحِ دین کے خواستگار تھے (اسلام و مسلمین کی سربلندی ان کا نصب العین تھی پھر وہ مجتہد بھی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھے، تو) جس کے اجتہاد میں جو بات دینِ الٰہی و شرع رسالت پناہی جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اصلح و انسب (زیادہ مصلحت آمیز اور احوالِ مسلمین سے مناسب تر) معلوم ہوئی، اختیار کی۔

گو اجتہاد میں خطا ہوئی مگر وہ سب حق پر ہیں:

گو اجتہاد میں خطا ہوئی اور ٹھیک بات ذہن میں نہ آئی لیکن وہ سب حق پر ہیں (اور سب واجب الاحترام) ان کا حال بعینہ ایسا ہے جیسا فروعِ مذہب میں (خود علمائے اہلسنت بلکہ ان کے مجتہدین مثلاً امام اعظم) ابو حنیفہ و (امام) شافعی (وغیرہما) کے اختلافات نہ ہر گز ان منازعات کے سبب، ایک دوسرے کو گمراہ فاسق جاننا نہ ان کا دشمن ہو جانا (جس کی تائید مولیٰ علی کے اس قول سے ہوتی ہے کہ "اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا" (یہ سب ہمارے بھائی ہیں کہ ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔) مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں، خدا و رسول کی بارگاہوں میں معظم و معزز اور آسمانِ ہدایت کے روشن ستارے ہیں (اَصْحَابِي كَالنُّجُوْمِ)۔

- بالجملہ ارشاداتِ خدا اور رسول عزّ مجدہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت نے اپنا عقیدہ اور) اتنا یقین کر لیا کہ سب (صحابہ کرام) اچھے اور عدل و ثقہ، تقی، نقی ابرار (خاصانِ پروردگار) ہیں۔ اور ان (مشاجرات و نزاعات کی) تفاصیل پر نظرِ گمراہ کرنے والی ہے، نظیر اس کی عصمتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء ہے کہ اہلِ حق (اہلِ اسلام، اہل سنت و جماعت) شاہراہِ عقیدت پر چل کر (منزل مقصود کو پہنچے اور ارباب (غوایت و اہل) باطل تفصیلوں میں خوض (و ناحق غور) کر کے مغاک (ضلالت اور) بددینی (کی گمراہیوں) میں جا پڑے کہیں دیکھا "وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى" (طٰہٰ:۱۲۱) (کہ اس میں عصیاں اور بظاہر تعمیل حکم ربانی سے روگردانی کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی جانب کی گئی ہے)۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہیں سنا "لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ" (سورہ فتح: ۲) (جس سے ذنب یعنی گناہ و غفران ذنب یعنی بخشش گناہ کی نسبت کا حضور اقدس ﷺ کی جنابِ والا کی جانب گمان ہوتا ہے)۔

کبھی موسیٰ (علیہ السلام) و قبطی (قومِ فرعون) کا قصہ یاد آیا (کہ آپ نے قبطی کو آمادۂ ظلم پاکر ایک گھونسا مارا اور وہ قبطی قعرِ گور میں پہنچا)۔

کبھی (حضرت) داؤد (علیہ السلام اور ان کے ایک امتی) اوریاہ کا فسانہ سن پایا (حالانکہ یہ الزام تھا یہود کا حضرت داؤد علیہ السلام پر، جسے انہوں نے خوب اُچھالا اور زبان زد عوام الناس ہوگیا۔ حتیٰ کہ بربنائے شہرت، بلا تحقیق و تفتیشِ احوال بعض مفسرین نے اس واقعہ کو من و عن بیان فرمادیا جبکہ امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ میری تحقیق میں سراسر باطل ولغو ہے۔

غرض بے عقل بے دینوں اور بے دین بدعقلوں نے یہ افسانہ سُن پایا تو) لگے چون وچرا کرنے تسلیم و گردن نہادوں کے زینہ سے اترنے پھر ناراضی خدا اور سول کے سوا اور بھی کچھ پھل پایا؟ اور (الٹا) "خُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا" (توبہ: ۶۹) (اور تم بیہودگی میں پڑے جیسے وہ پڑے تھے اور اتباع باطل میں ان کی راہ اختیار کی) نے "وَ لٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ" (زمر: ۷۱) (مگر عذاب کا قول کافروں پر ٹھیک اترا) کا دن دکھایا "اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ" (سورہ ہود: ۱۰۷) (مسلمان ہمیشہ یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کبیرہ گناہوں سے مطلقاً اور گناہِ صغیرہ کے عمداً ارتکاب اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لیے باعثِ نفرت ہو اور مخلوقِ خدا ان کے باعث ان سے دور بھاگے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت و مروّت اور معززین کی شان و مرتبہ کے خلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت بالاجماع معصوم ہیں)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَللّٰھُمَّ اَثْبُتْ عَلَی الْھُدٰی اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیُّ الْاَعْلٰی

(اے اللہ! ہم تجھ سے ہدایت پر ثابت قدمی مانگتے ہیں بے شک تُو ہی بلند و برتر ہے)

• صحابہ کرامؓ کے باب میں یاد رکھنا چاہیے کہ (وہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیاء نہ تھے، فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں۔ ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے احکام کے خلاف ہے۔ اللہ عزوجل نے سورۂ حدید میں صحابہ سید المرسلین ﷺ کی دو قسمیں فرمائیں:

۱۔ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ (سورہ حدید: ۱۰)

۲۔ اَلَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا (سورہ حدید: ۱۰)

یعنی ایک وہ کہ قبل فتحِ مکہ مشرف بایمان ہوئے، راہِ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا جبکہ ان کی تعداد بھی بہت قلیل تھی اور وہ ہر طرح ضعیف و درماندہ بھی تھے، انہوں نے اپنے اوپر جیسے جیسے شدید مجاہدے گوارا کر کے اور اپنی جانوں کو خطروں میں ڈال ڈال کر، بے دریغ اپنا سرمایہ اسلام کی خدمت کی نذر کر دیا۔ یہ حضرات مہاجرین و انصار میں سے سابقین اولین ہیں، ان کے مراتب کا کیا پوچھنا۔

دوسرے وہ کہ بعد فتحِ مکہ ایمان لائے، راہِ مولا میں خرچ کیا اور جہاد میں حصہ لیا۔ ان اہلِ ایمان نے اس اخلاص کا ثبوت جہاد مالی و قتالی سے دیا، جب اسلامی سلطنت کی جڑ مضبوط ہو چکی تھی اور مسلمان کثرتِ تعداد اور جاہ و مال ہر لحاظ سے بڑھ چکے تھے، اجر ان کا بھی عظیم ہے لیکن ظاہر ہے کہ ان سابقون اولون والوں کے درجہ کا نہیں۔ اسی لیے قرآن عظیم نے ان پہلوں کو ان پچھلوں پر تفضیل دی۔ اور پھر فرمایا:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی۔۔۔الخ":

کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی (سورہ حدید: ۱۰)

(ان سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔)

کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے اجر ملے گا سب ہی کو، محروم کوئی نہ رہے گا اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کے حق میں فرماتا ہے:

اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ

(وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے)

لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا

(وہ جہنم کی بھنک تک نہ سنیں گے)

وَهُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ

(وہ ہمیشہ اپنی من مانتی جی بھاتی مرادوں میں رہیں گے)

لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ

(قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگیں نہ کرے گی)

تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

(فرشتے ان کا استقبال کریں گے)

هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (سورہ انبیاء: ۱۰۱-۱۰۲)

(یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا)

رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔

اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایاتِ کاذبہ ہیں، ارشادِ الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہلِ اسلام کا کام نہیں۔ رب عزوجل نے اسی آیت حدید میں اس کا منہ بھی بند کر دیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وعدہ کر کے۔ ساتھ ہی ارشاد فرمادیا:

وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (سورہ حدید:۱۰)

(اور اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرو گے)

بایں ہمہ اس نے تمہارے اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ وہ تم سب سے جنت بے عذاب و کرامت و ثواب بے حساب کا وعدہ فرما چکا ہے۔ تو اب دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے، کیا طعن کرنے والا، اللہ تعالیٰ سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے، اس کے بعد جو کوئی کچھ بکے وہ اپنا سر کھائے اور خود جہنم جائے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی، نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے والا جہنم کا کتاہے:

"جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتّوں میں سے ایک کتّا ہے۔" (احکام شریعت وغیرہ)

تنبیہ ضروری:

• اہلِ سنت کا یہ عقیدہ کہ "وَ نَکُفُّ عَنْ ذِکْرِ الصَّحَابَۃِ اِلَّا بِخَیْرٍ" یعنی صحابہ کرام کا جب بھی ذکر ہو تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ انہیں صحابہ کرام کے حق میں ہے جو ایمان و سنت و اسلام حقیقی پر تادمِ مرگ ثابت قدم رہے اور صحابہ کرام جمہور کے خلاف، اسلامی تعلیمات کے مقابل، اپنی خواہشات کے اتباع میں کوئی نئی راہ نہ نکالی اور وہ بدنصیب کہ اس سعادت سے محروم ہو کر اپنی دکان الگ جما بیٹھے اور اہلِ حق کے مقابل، قتال پر آمادہ ہو گئے۔ وہ ہر گز اس کا مصداق نہیں اس لیے علماء کرام فرماتے ہیں کہ جنگ جمل و صفین میں جو مسلمان ایک دوسرے کے مقابل آئے ان کا حکم خطائے اجتہادی کا ہے لیکن اہلِ نہروان جو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی تکفیر کر کے بغاوت پر آمادہ ہوئے وہ یقیناً فسّاق، فجّار، طاغی و باغی تھے اور ایک نئے فرقہ کے ساعی و ساتھی جو خوارج کے نام سے موسوم ہوا اور امت میں نئے فتنے اب تک اسی کے دم سے پھیل رہے ہیں۔ (سراج العوارف وغیرہ)

عشرہ مبشرہ و خلفائے اربعہ کے متعلق اہلسنت کا عقیدہ:

• اب ان سب میں افضل و اعلیٰ و اکمل حضرات عشرہ مبشرہ ہیں۔ وہ دس صحابی جن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت و خوشخبری رسول اللہ ﷺ نے ان کی زندگی ہی میں سنادی تھی۔ وہ عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔ یعنی حضرات خلفائے اربعہ راشدین، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح۔

ے
ده یار بہشتی اند قطعی — بوبکر (۱) و عمر (۲)، عثمان (۳) و علی (۴)
سعد (۵) ست سعید (۶) و بوعبیدہ (۷) — طلحہ (۸) ست و زبیر (۹) و عبدالرحمٰن (۱۰)

اور ان میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ان چار ارکان قصر ملت (ملت اسلامیہ کے عالی شان محل کے چار ستونوں) و چار انہار باغ شریعت (اور گلستانِ شریعت کی ان چار نہروں) کے خصائص و فضائل کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجیے یہی معلوم (و متبادر و مفہوم) ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہوگا۔ے

بہر گلے کہ ازیں چار باغ می نگرم — بہار دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

(ان چار باغوں میں سے جس پھول کو میں دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے کہ اصل جگہ تو یہی ہے۔)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• علی الخصوص شمع شبستانِ ولایت، بہار چمنستانِ معرفت، امام الواصلین، سید العارفین (واصلانِ حق کے امام، اہلِ معرفت کے پیش رو) خاتم خلافتِ نبوت، فاتح سلاسلِ طریقت، مولی المسلمین، امیر المومنین ابو الائمۃ الطاہرین (پاک طنیت، پاکیزہ خصلت، اماموں کے جدّ امجد، طاہر مطہر، قاسم کوثر، اسد اللہ الغالب، مظہر العجائب والغرائب، مطلوب کل طالب، سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم و حشرنا فی زمرتہ فی یوم عقیم کہ اس جناب گردوں قباب (جن کے قبہ کی کلس آسمان برابر ہے ان) کے مناقبِ جلیلہ (اوصافِ حمیدہ) و محامد جمیلہ (خصائلِ حسنہ) جس کثرت و شہرت کے ساتھ (کثیر و مشہور، زبان زدعام وخواص) ہیں دوسرے کے نہیں۔

• (پھر) حضرات شیخین، صاحبین صہرین (کہ ان کی صاحبزادیاں حضور ﷺ کے شرفِ زوجیت سے مشرف ہوئیں اور امہات المومنین، مسلمانوں ایمان والوں کی مائیں کہلائیں) وزیرین (جیسا کہ حدیث شریف میں وارد کہ میرے دو وزیر آسمان میں جبرائیل و میکائیل، اور دو وزیر زمین پر ہیں ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما) امیرین (کہ ہر دو امیر المومنین ہیں) مشیرین (دونوں حضور اقدس ﷺ کی مجلسِ شوریٰ کے رکن عظیم) ضجیعین (ہم خواجہ اور دونوں اپنے آقاو مولی کے پہلو بہ پہلو آج بھی مصروفِ استراحت) رفیقین (ایک دوسرے کے یار و مددگار) سیدنا و مولانا عبداللہ العتیق ابو بکر صدیق و جناب حق مآب ابو حفص عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کی شانِ والا سب کی شانوں سے جدا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسولِ خدا جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہے۔ بعد انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کے خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں اور رب تبارک و تعالی سے جو قرب و نزدیکی اور بارگاہِ عرش اشتباہ رسالت میں جو عزت و سربلندی ان کا حصہ ہے اوروں کا نصیبا نہیں اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منزلِ جنت و مواہب بے منت میں انہی کے درجات سب پر عالی فضائل و فواضل (فضیلتوں اور خصوصی بخششوں) و حسنات طیبات (نیکیوں اور پاکیزگیوں) میں انہی کو تقدم وپیشی (یہی سب پر مقدم، یہی پیش پیش)۔ ہمارے علماء وائمہ نے اس (باب) میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادتِ کونین و شرافتِ دارین حاصل کی (ان کے خصائل تحریر میں لائے، ان کے محاسن کا ذکر فرمایا، ان کے اولیات و خصوصیات گنائے) ورنہ غیر متناہی (جو ہماری فہم و فراست کی رسائی سے ماوراہو، اس) کا شمار کس کے اختیار! واللہ العظیم۔ اگر ہزاروں دفتر ان کے شرح فضائل (اور بسط فواضل) میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں۔ ؎

وعلی تفنن واصفیه بحسنه　　　یغنی الزمان وفیه مالم یوصف

(اور اس کے حسن کی تعریف کرنے والوں کی عمدہ بیانی کی بنیاد پر زمانہ غنی ہو گیا اور اس میں ایسی خوبیاں ہیں جنہیں بیان نہیں کیا جا سکتا۔)

مگر کثرتِ فضائل و شہرتِ فواضل (کثیر در کثیر فضیلتوں کا موجود اور پاکیزہ و برتر عزتوں مرحمتوں کا مشہور ہونا) چیزے دیگر (اور بات ہے) اور فضیلت و کرامت (سب سے افضل اور بارگاہِ عزت میں سب سے زیادہ قریب ہونا) امرے آخر (ایک اور بات ہے اس سے جدا و ممتاز) فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (سورہ آل عمران: ۷۳)

• اس کی کتاب کریم اور اس کا رسولِ عظیم علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم علی الاعلان گواہی دے رہے ہیں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں:

"یَا عَلِیُّ هٰذَانِ سَيِّدَا":

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ فَقَالَ يَا عَلِيُّ هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ شَبَابِهَا بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ۔ (رواہ الترمذی و ابن ماجہ و عبداللہ بن الامام احمد)

ترجمہ: میں خدمت اقدس حضور افضل الانبیاء ﷺ میں حاضر تھا کہ ابو بکر و عمر سامنے آئے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علی! یہ دونوں سردار ہیں اہلِ جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے بعد انبیاء و مرسلین کے۔

اَبُوْ بَكْرٍ وَّ عُمَرُ خَيْرُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید المرسلین ﷺ سے راوی، حضور کا ارشاد ہے:

اَبُوْ بَكْرٍ وَّ عُمَرُ خَيْرُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَ خَيْرُ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَخَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ۔

(رواہ الحاکم فی الکنٰی و ابن عدی و خطیب)

ترجمہ: ابو بکر و عمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں کے اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے اور بہتر ہیں سب زمین والوں سے، سوا انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے۔

- خود حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے بار بار اپنی کرسی مملکت و سطوت (و دبدبہ) خلافت میں افضیلت مطلقہ شیخین کی تصریح فرمائی (اور صاف صاف واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا کہ یہ دونوں حضرات علی الاطلاق بلا قید جہت و حیثیت تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں) اور یہ ارشاد ان سے بتواتر ثابت ہوا کہ اسّی (۸۰) سے زیادہ صحابہ و تابعین نے اسے روایت کیا۔ اور فی الواقع اس مسئلہ (افضیلتِ شیخ کریمین) کو جیسا حق مآب مرتضوی نے صاف صاف واشگاف بہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرّات و مرّات (بار بار موقع بہ موقع اپنی) جلوات و خلوات (عمومی محفلوں، خصوصی نشستوں) و مشاہد عامہ و مساجد جامعہ (عامۃ الناس کی مجلسوں اور جامع مسجدوں) میں ارشاد فرمایا، دوسروں سے واقع نہیں ہوا (ازاں جملہ وہ ارشاد گرامی کہ) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادۂ جناب امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

محمد بن حنفیہ نے کہا، بعد النبی ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ افضل ہیں:

قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ۔ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ عُمَرُ۔

ترجمہ: یعنی میں نے اپنے والد ماجد امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے عرض کیا کہ رسول ﷺ کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: ابو بکر۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: عمر۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، شیخین پر مجھے فضیلت دینے والے کو کوڑے ماروں گا:

ابو عمر بن عبداللہ، حکم بن حجل سے اور دار قطنی اپنی سنن میں راوی، جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَا اَجِدُ اَحَدًا فَضَّلَنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ اِلَّا جَلَّدْتُہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ

جسے میں پاؤں گا کہ شیخین (حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مجھے افضل بتاتا (اور مجھے ان میں سے کسی پر فضیلت دیتا) ہے اسے مفتری (افتراء و بہتان لگانے والے) کی حد ماروں گا کہ اسّی کوڑے ہیں۔

- ابو القاسم طلحی کتاب السنۃ میں جناب علقمہ سے راوی:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بَلَغَ عَلِیًّا اِنَّ اَقْوَامًا یُفَضِّلُوْنَهٗ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللهَ وَ اَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اَیُّهَا النَّاسُ! اِنَّهٗ بَلَغَنِیْ اَنَّ اَقْوَامًا یُفَضِّلُوْنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ وَلَوْ کُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِیْهِ لَعَاقَبْتُ فِیْهِ فَمَنْ سَمِعْتُهٗ بَعْدَ هٰذَا الْیَوْمِ یَقُوْلُ هٰذَا فَهُوَ مُفْتَرٍ، عَلَیْهِ حَدُّ الْمُفْتَرِیْ۔ ثُمَّ قَالَ اِنَّ خَیْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اللهُ اَعْلَمُ بِالْخَیْرِ بَعْدَهٗ قَالَ وَ فِی الْمَجْلِسِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَقَالَ وَاللهِ لَوْ سَمّٰی الثَّالِثَ لَسَمّٰی عُثْمَانَ

یعنی جناب مولی علی کو خبر پہنچی کہ لوگ انہیں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر تفضیل دیتے (اور حضرت علی مولی کو ان سے افضل بتاتے) ہیں، پس منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، پھر فرمایا: اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل بتاتے ہیں اور اگر میں نے پہلے سے سنا ہوتا تو اس میں سزا دیتا یعنی پہلی بار تفہیم (تنبیہ) پر قناعت فرماتا ہوں پس اس دن کے بعد جسے ایسا کہتے سنوں گا تو وہ مفتری (بہتان باندھنے والا) ہے اس پر مفتری کی حد لازم ہے۔ پھر فرمایا بیشک بہتر اس امت کے بعد نبی ﷺ کے ابو بکر ہیں، پھر عمر پھر خدا جانتا ہے بہتر کون ان کے بعد۔ اور مجلس میں امام حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی جلوہ فرما تھے انہوں نے ارشاد فرمایا، خدا کی قسم! اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔

- بالجملہ احادیث مرفوعہ و اقوالِ حضرت مرتضوی و اہلبیت نبوت اس بارے میں لا تعد اد ولا تحصی (بے شمار و لا انتہا) ہیں کہ بعض کی تفسیر فقیر نے اپنے رسالہ تفضیل میں کی۔ اب اہل سنت (کے علمائے ذوی الاحترام) نے ان احادیث و آثار میں جو نگاہ غور کو کام فرمایا تو تفضیل شیخین کی صدہا تصریحیں (سینکڑوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صراحتیں) علی الاطلاق پائیں۔ کہیں جہت و حیثیت کی قید نہ دیکھی کہ یہ صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں اور دوسری حیثیت سے دوسروں کو افضیلت (حاصل ہے) لہٰذا انہوں نے عقیدہ کرلیا کہ گو فضائل خاصہ و خصائص فاضلہ (مخصوص فضیلتیں اور فضیلت میں خصوصیتیں) حضرت مولی (علی مشکل کشا کرم اللہ تعالی وجہہ) اور ان کے غیر کو بھی ایسے حاصل (اور بعطائے الٰہی وہ ان خصوصیات کے تنہا حامل) جو حضرات شیخین (کریمین جلیلین) نے نہ پائے جیسے کہ اس کا عکس بھی صادق ہے (کہ امیرین وزیرین کو وہ خصائص غالیہ اور فضائل عالیہ، بارگاہِ الٰہی سے مرحمت ہوئے کہ ان کے غیر نے اس سے کوئی حصہ نہ پایا) مگر فضل مطلق کلی (کسی جہت و حیثیت کا لحاظ کیے بغیر فضیلت مطلقہ کلیہ) جو کثرتِ ثواب و زیادتِ قربِ ربّ الارباب سے عبارت ہے، وہ انہیں کو عطا ہوا (اوروں کے نصیب میں نہ آیا)۔

(یعنی اللہ عزوجل کے یہاں زیادہ عزت و منزل جسے کثرتِ ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں وہ صرف حضرات شیخین نے پائی۔ اس سے مراد اجر و انعام کی کثرت و زیادت نہیں کہ بارہا مفضول کے لیے ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں ہمراہیانِ سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ کی نسبت آیا کہ ان میں سے ہر ایک کے لیے پچاس کا اجر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا، ان میں کے پچاس کا یا ہم میں کے؟ فرمایا: "بلکہ تم میں کے۔" تو اجر ان کا زائد ہوا۔ انعام و معاوضہ محنت انہیں زیادہ ملا مگر افضیلت میں وہ صحابہ کرام کے ہمسر بھی نہیں ہو سکتے۔ زیادت درکنار۔ کہاں امام مہدی کی رفاقت اور کہاں حضور ﷺ کی صحابیت! اس کی نظیر بلا تشبیہ یوں سمجھے کہ سلطان نے کسی مہم پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا۔ اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے انعام دیئے اور وزیر کو خالی پروانہ خوشنودئ مزاج دیا۔ تو انعام انہی افسروں کو زیادہ ملا اور اجر و معاوضہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انہوں نے زیادہ کمایا مگر کہاں وہ اور کہاں وزیرِ اعظم کا اعزاز۔ (بہارِ شریعت)

- اور (یہ اہل سنت و جماعت کا وہ عقیدہ ثابتہ محکمہ ہے کہ) اس عقیدہ کا خلاف اوّل تو کسی حدیث صحیح میں ہے ہی نہیں اور اگر بالفرض کہیں بوئے خلاف پائے بھی تو سمجھ لے کہ یہ ہماری فہم کا قصور ہے (اور ہماری کوتاہ فہمی) ورنہ رسول اللہ ﷺ اور خود حضرت مولیٰ (علی) واہلبیت کرام (صاحب البیت ادری بما فیہ کے مصداق، اسرار خانہ سے مقابلۃً واقف تر) کیوں بلا تنقید (کسی جہت و حیثیت کی قید کے بغیر) انہیں افضل و خیر امت و سردار اوّلین و آخرین بتاتے۔ کیا آیہ کریمہ:

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ

(القرآن: ۳/۶۱)

ترجمہ: تو ان سے فرمادو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں) وحدیث صحیح "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ" (جس کا میں مولا ہوں تو علی بھی اس کا مولا ہے) اور خبر شدید الضعف و قوی الجرح (نہایت درجہ ضعیف و قابلِ شدید جرح و تعدیل) "لَحْمُكَ لَحْمِیْ وَ دَمُكَ دَمِیْ" (تمہارا گوشت میرا گوشت اور تمہارا خون میرا خون ہے)۔

- برتقدیر ثبوت (بشرطیکہ ثابت و صحیح مان لی جائے) "و غیر ذالك" (احادیث واخبار) سے انہیں آگاہی نہ تھی (ہوش و حواس، علم و شعور اور فہم و فراست میں یگانہ روزگار ہوتے ہوئے ان اسرار درون خانہ سے بیگانہ رہے اور اسی بیگانگی میں عمریں گزار دیں) یا (انہیں آگاہی اور ان اسرار پر اطلاع) تھی تو وہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(ان واضح الدلالۃ الفاظ) کا مطلب نہ سمجھے (اور غیرت و شرم کے باعث اور کسی سے پوچھ نہ سکے) یا سمجھے (حقیقتِ حال سے آگاہ ہوئے) اور اس میں تفضیلِ شیخین کا خلاف پایا (مگر خاموش رہے اور جمہور علماء کے بر خلاف عقیدہ رکھا زبان پر اس کے خلاف نہ آنے دیا اور حالانکہ یہ ان کی پاک جنابوں میں گستاخی اور ان پر تقیہ ملعونہ کی تہمت تراشی ہے) تو (اب ہم) کیونکر خلاف سمجھ لیں (کیسے کہہ دیں کہ ان کے دل میں خلاف تھا زبان سے اقرار) اور تصریحات بیّنہ و قاطع الدلالۃ (روشن صراحتوں قطعی دلالتوں) وغیرہ محتملۃ الخلاف کو (جن میں کسی خلاف کا احتمال نہیں کوئی ہیر پھیر نہیں) کیسے پس پشت ڈال دیں "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" کہ حق تبارک و تعالیٰ نے فقیر حقیر کو یہ ایسا جواب شافی تعلیم فرمایا کہ منصف (انصاف پسند ذی ہوش) کے لیے اس میں کفایت (اور یہ جواب اس کی صحیح رہنمائی و ہدایت کے لیے کافی) اور متعصب کو (کہ آتشِ غلو میں سُلگتا اور ضد و نفسانیت کی راہ چلتا ہے) اس میں غیظ بے نہایت۔

"قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ":

- "قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ" انہیں آتشِ غضب میں جلنا مبارک) (ہم مسلمانانِ اہلسنّت کے نزدیک، حضرت مولیٰ کی ماننا) یہی محبتِ علی مرتضیٰ ہے اور اس کا بھی (یہی تقاضا) یہی مقتضیٰ ہے کہ محبوب کی اطاعت کیجیے اور اس کے غضب اور ان کی کوڑوں کے استحقاق سے بچیے۔ (والعیاذ باللہ)
- اللہ! اللہ! وہ امام الصدیقین، اکمل الاولیاء العارفین سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس نے حضور اقدس ﷺ کی تعظیم و محبت کو حفظِ جان پر مقدم رکھا حالانکہ جان کا رکھنا سب سے زیادہ اہم فرض ہے۔ اگر بوجہ ظلم عدوّ مکابر وغیرہ نماز پڑھنے میں معاذ اللہ ہلاکِ جان کا یقین ہو تو اس وقت ترکِ نماز کی اجازت ہو گی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• یہی تعظیم و محبت و جاں نثاری و پروانہ واری شمعِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ ہے جس نے صدیق اکبر کو بعد انبیاء و مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام جہان پر تفوق بخشا اور ان کے بعد تمام عالم، تمام خلق، تمام اولیاء، تمام عرفاء سے افضل و اکرم و اکمل و اعظم کر دیا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

• وہ صدّیق جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ:

"ابو بکر کو کثرتِ صوم و صلوٰۃ کی وجہ سے تم پر فضیلت نہ ہوئی بلکہ اس کے سبب جو اس کے دل میں راسخ و متمکن ہے۔"

وہ صدیق جس کی نسبت ارشاد ہوا:

"اگر ابو بکر کا ایمان میری تمام امت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابو بکر کا ایمان غالب آئے۔"

وہ صدّیق جس کو خود ان کے مولائے اکرم و آقائے اعظم ﷺ نے فرمایا:

"کسی کا ہمارے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہیں ہے جس کا ہم نے عوض نہ دیا ہو سوا ابو بکر کے، کہ ان کا ہمارے ساتھ وہ حسنِ سلوک ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ انہیں روزِ قیامت دے گا۔"

وہ صدّیق جس کی افضلیت مطلقہ پر قرآن کریم کی شہادت ناطقہ ہے کہ فرمایا:

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے حضور وہ ہے جو تم سب میں اتقٰی ہے

اور دوسری آیت کریمہ میں صاف فرمادیا: "وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى" (قریب ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا وہ الاتقٰی)۔

بشہادت آیت اولیٰ ان آیتِ کریمہ سے وہی مراد ہے جو افضل و اکرم امتِ مرحومہ ہے اور وہ نہیں مگر اہلسنت کے نزدیک صدیق اکبر۔ اور تفضیلیہ و

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روافض کے نزدیک یہاں امیر المومنین مولی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

مگر اللہ عزوجل کے لیے حمد کہ اس نے کسی تلبیس وتدلیس اور حق و باطل میں آمیزش وآویزش کو جگہ نہ چھوڑی، آیت کریمہ نے ایسے وصفِ خاص سے اتقی کی تعیین فرمادی جو حضرت صدیق اکبر کے سوا کسی پر صادق آہی نہیں سکتا۔ فرماتا ہے:

وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى (لیل:۱۹)

اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔

اور دنیا جانتی مانتی ہے کہ وہ صرف صدیقِ اکبر ہی ہیں جن کی طرف سے ہمیشہ بندگی و غلامی و خدمت و نیاز مندی اور مصطفےٰ ﷺ کی طرف سے براہِ بندہ نوازی قبول و پذیرائی کا برتاؤ رہا یہاں تک کہ خود ارشاد فرمایا کہ: "بیشک تمام آدمیوں میں اپنی جان ومال سے کسی نے ایسا سلوک نہیں کیا جیسا ابو بکر نے کیا۔"

جبکہ مولی علی نے مولائے کل، سیّد الرسل ﷺ کے کنارِ اقدس میں پرورش پائی، حضور کی گود میں ہوش سنبھالا اور جو کچھ پایا بظاہر حالات یہیں سے پایا۔ تو آیتِ کریمہ "وَ مَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى" (لیل:۱۹) (اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے) سے مولا علی قطعاً مراد نہیں ہو سکتے بلکہ بالیقین صدیق اکبر ہی مقصود ہیں اور اسی پر اجماع مفسرین موجود۔

وہ صدیق جنہیں حضور ﷺ نے فرضیتِ حج کے بعد پہلے ہی سال میں امیر الحجاج مقرر فرمایا اور انہیں کو اپنے سامنے اپنے مرض الموت شریف میں اپنی جگہ امام مقرر فرمایا۔ حضرت مولی علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا ارشاد ہے کہ:

"نبی ﷺ کے بعد جب ہم نے غور کیا (تو اس نتیجہ پر پہنچے) کہ نماز تو اسلام کا رکن ہے اور اسی پر دین کا قیام ہے اس لیے ہم نے امورِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلافت کی انجام دہی کے لیے بھی اسی پر رضامندی ظاہر کر دی، جسے رسول اللہ ﷺ نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا تھا، اور اس لیے ہم نے ابو بکر کی بیعت کر لی۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

● اور فاروقِ اعظم تو فاروقِ اعظم ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ وہ فاروق جن کے لیے رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی کہ:

اَللّٰھُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً

الٰہی! اسلام کی خاص عمر بن خطاب کے اسلام سے عزتیں بڑھا۔

اس دعائے کریم کے باعث فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو جو عزتیں اسلام کو ملیں، جو جو بلائیں اسلام و مسلمین سے دفعہ ہوئیں مخالف موافق سب پر روشن و مبیّن، ولہٰذا سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مَا زِلْنَا اَعِزَّةً مُنْذُ اَسْلَمَ (بخاری)

ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے۔

وہ فاروق جس کے حق میں خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔" (رضی اللہ عنہ)

یعنی آپ کی فطرت اتنی کاملہ تھی کہ اگر دروازۂ نبوت بند نہ ہوتا تو محض فضلِ الٰہی سے وہ نبی ہو سکتے تھے کہ اپنی ذات کے اعتبار سے نبوت کا کوئی مستحق نہیں۔)

وہ فاروق جن کے بارے میں ارشادِ محبوبِ رب العالمین موجود کہ:

"عمر کہیں ہو حق اس کی رفاقت میں رہے گا۔"

وہ فاروق جن کے لیے صحابہ کرام کا اجماع کہ "عمر علم کے نو حصے لے گئے" جبکہ ابو بکر صدیق صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔

وہ فاروق کہ جس راہ سے وہ گزر جائیں شیاطین کے دل دہل جائیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ فاروق کہ جب وہ اسلام لائے ملائے اعلیٰ کے فرشتوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں تہنیت و مبارکبادیوں کی ڈالیاں نذرانے میں پیش کیں۔

وہ فاروق کہ ان کے روزِ اسلام سے اسلام ہمیشہ عزتیں و سربلندیاں ہی پاتا گیا، ان کا اسلام فتح تھا، ان کی ہجرت نصرت اور ان کی خلافت رحمت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

اور جب ثابت ہوگیا کہ قربِ الٰہی (معرفت و کثرتِ ثواب میں شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مزیّت و تفوّق (زیادت و فوقیت) ہے تو ولایت (خاصّہ جو کہ ایک قربِ خاص ہے کہ مولیٰ عزّوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے یہ) بھی انہیں کی اعلیٰ ہوئی (اور ولایت شیخین، جملہ اکابر اولیاء کی ولایت سے بالا)۔

(ہاں) مگر ایک درجہ قُربِ الٰہی جل جلالہ ورزقنا اللہ کا (ضرور اللحاظ اور خصوصاً حضرات علماء و فضلاءِ امت کی توجہ کا مستحق ہے اور وہ یہ ہے کہ مرتبہ تکمیل پر حضور اقدس ﷺ نے جانب کمالاتِ نبوت حضرات شیخین کو قائم فرمایا۔

جملہ اولیاء نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے گھر سے نعمت پائی:

اور جانبِ کمالاتِ ولایت حضرت مولا علی مشکل کشا کو، تو جملہ اولیائے مابعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی، انہیں کے دست نگر تھے، انہیں کے دست نگر ہیں اور انہیں کے دست نگر رہیں گے)۔

پر ظاہر ہے کہ سیر الی اللہ میں تو سب اولیاء برابر ہوتے ہیں اور وہاں "لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ" (سورہ بقرہ: ۲۸۵) (ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے) کی طرح "لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ اَوْلِیَائِهٖ" (ہم اس کے دوستوں میں کوئی تفریق نہیں کرتے)۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمام اولیاء سیر الی اللہ میں برابر ہوتے ہیں:

• کہا جاتا ہے یعنی تمام اولیاء اللہ اصل طریق ولایت یعنی سیر الی اللہ میں برابر ہوتے ہیں اور ایک دوسرے پر سبقت و فضیلت کا قول باعتبار سیر فی اللہ کیا جاتا ہے کہ جب سالک عالمِ لاہوت پر پہنچا سیر و سلوک تمام ہوا۔

پھر سیر فی اللہ میں تفاوت آتا ہے:

• یعنی سیر الی اللہ سے فراغت کے بعد سیر فی اللہ ہوتی ہے اور اس کی نہایت و حد نہیں۔ جب (عالمِ لاہوت پر پہنچ کر) ماسوائے الٰہی آنکھوں سے گر گیا اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر آگے قدم بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے اس کے لیے انتہا نہیں اور یہیں تفاوت قُرب (بارگاہِ الٰہی میں عزت و منزلت اور کثرتِ ثواب میں فرق) جلوہ گر ہوتا ہے، جس کی سیر فی اللہ زائد وہی خدا سے زیادہ نزدیک۔

پھر رجوع الی الخلق ہو سکتا ہے:

• پھر بعضے بڑھتے چلے جاتے ہیں (اور جذبِ الٰہی انہیں اپنی جانب کھینچتا رہتا ہے ان کی یہ سیر کبھی ختم نہیں ہوتی) اور بعض کو دعوتِ خلق (وہ رہنمائی مخلوقِ الٰہی) کے لیے منزل ناسُوتی عطا فرماتے ہیں (جسے عالمِ شہادت و عالمِ خلق و عالمِ جسمانی وغیرہ بھی کہتے ہیں اور اس منزل میں تعلق مع اللہ کے ساتھ ان میں خلائق سے علاقہ پیدا کر دیا جاتا ہے اور وہ خلقِ خدا کی ہدایت کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں) ان سے طریقہ خرقہ و بیعت کا رواج پاتا ہے اور سلسلۂ طریقت جنبش میں آتا ہے، مگر یہ معنیٰ اسے مستلزم نہیں (اور اس سے یہ لازم نہیں آتا) ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے بڑھ جائے (اور یہ دعوت خلق و رہنمائی مخلوق کے باعث بارگاہِ الٰہی میں ان سے سوا عزت و منزلت اور ثواب میں کثرت پا جائیں)۔

رجوع الی الخلق سے افضل ہونا لازم نہیں:

• ہاں یہ ایک فضلِ جداگانہ ہے کہ انہیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا تو کیا یہ؟

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(اور اسی کی تخصیص کیسی؟) اس کے سوا صدہا خصائص حضرت مولیٰ کو ایسے ملے کہ شیخین کو نہ ملے مگر (بارگاہِ الٰہی میں) قرب و رفعتِ درجات میں انہیں کو افزونی رہی (انہیں کو مزیت ملی اور انہیں کے قدم پیش پیش رہے) ورنہ کیا وجہ ہے کہ ارشاداتِ مذکورہ بالا میں انہیں ان سے افضل و بہتر کہا جاتا ہے (اور وہ بھی علی الاطلاق کسی جہت و حیثیت کی قید کے بغیر) اور ان (یعنی حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ) کی افضلیت (اور ان کی ان حضرات پر تفضیل) کا بہ تاکید اکید (مؤکد در مؤکد) انکار کیا جاتا ہے حالانکہ ادنیٰ ولی، اعلیٰ ولی سے افضل نہیں ہو سکتا ہے۔ آخر دیکھیے حضرت امیر (مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم) کے خلفائے کرام میں حضرت سبط اصغر (سیّدنا امام حسین) و جناب خواجہ حسن بصری کو تنزل ناسوتی ملا اور حضرت سبط اکبر (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کوئی سلسلہ جاری نہ ہوا حالانکہ قربِ ولایت امام مجتبیٰ (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ولایت و قرب خواجہ (حسن بصری) سے بالیقین اتم و اعلیٰ (برتر و بالا) اور ظاہر احادیث سے سبط اصغر شہزادۂ گلگوں قبا (شہید کرب و بلا) پر بھی ان کا فضل ثابت۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مشاجراتِ صحابہ کرام:

- یعنی صحابہ کرام کے باہمی اختلافات میں علمائے اہلسنت کا عقیدہ۔
- حضرت مرتضوی (امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنہوں نے مشاجرات و منازعات کیے (اور اس حق مآب صائب الرائے کی رائے سے مختلف ہوئے اور ان اختلافات کے باعث ان میں جو واقعات رونما ہوئے کہ ایک دوسرے کے مدّ مقابل آئے، مثلاً جنگ جمل میں حضرت طلحہ و زبیر و حضرت صدیقہ عائشہ اور جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ بمقابلہ مولےٰ علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• ہم اہلسنت ان میں حق، جانب جناب مولیٰ علی (مانتے) اور ان سب کو (مورد لغزش) بر غلط و خطا اور حضرت اسد اللہی کو بدرجہا ان سے اکمل و اعلیٰ جانتے ہیں مگر بایں ہمہ بلحاظ احادیث مذکورہ (کہ ان حضرات کے مناقب و فضائل میں مروی ہیں) زبانِ طعن و تشنیع ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے اور انہیں ان کے مراتب پر جو ان کے لیے شرع میں ثابت ہوئے، رکھتے ہیں۔ کسی کو کسی پر اپنی ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے اور ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں اور ان کے اختلافات کو ابو حنیفہ و شافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت:

• تو ہم اہلسنت کے نزدیک ان میں سے کسی ادنیٰ صحابی پر بھی طعن جائز نہیں چہ جائیکہ ام المومنین صدیقہ (عائشہ طیبہ وطاہرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جانب رفیع (اور بارگاہِ وقیع) میں طعن کریں۔ حاش! یہ اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تطہیر و بریت (پاکدامنی و عفت اور منافقین کی بہتان تراشی سے برأت) میں آیات نازل فرمائے اور ان پر تہمت دھرنے والوں کو وعیدیں عذابِ الیم کی سنائے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اپنی سب ازواجِ مطہرات میں زیادہ چاہیں، جہاں منہ رکھ کر عائشہ صدیقہ پانی پئیں حضور اسی جگہ اپنا لبِ اقدس رکھ کر وہیں سے پانی پئیں، یوں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب ازواج (مطہرات، طیبات، طاہرات) دنیا و آخرت میں حضور ہی کی بیبیاں (بیویاں) ہیں مگر عائشہ سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کے حق میں ارشاد ہوا کہ یہ حضور کی بی بی (بیوی) ہیں دنیا و آخرت میں۔ حضرت خیر النساء یعنی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم ہوا ہے کہ فاطمہ! تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو عائشہ سے بھی محبت رکھ کہ میں اسے چاہتا ہوں۔ (چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَیْ بُنَیَّۃُ! اَلَسْتِ تُحِبِّیْنَ مَا اُحِبُّ؟ فَقَالَتْ بَلٰی۔ قَالَ فَاَحِبِّیْ ھٰذِہٖ

ترجمہ: پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی؟ عرض کیا، بالکل یہی درست ہے (جسے آپ چاہیں میں ضرور اسے چاہوں گی)۔ فرمایا: تب تو بھی عائشہ سے محبت رکھا کر۔

سوال ہوا سب آدمیوں میں حضور کو کون محبوب ہیں؟ جواب عطا ہوا: عائشہ۔

(وہ عائشہ صدیقہ بنت الصدیق، ام المومنین، جن کا محبوبۂ رب العالمین ہونا، آفتابِ نیم روز سے روشن تر۔ وہ صدیقہ جن کی تصویر بہشتی حریر میں روح القدس خدمتِ اقدس سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر لائیں۔ وہ ام المومنین کہ جبریل امین باآں فضل مبین انہیں سلام کریں اور ان کے کاشانۂ عزت و طہارت میں بے اذن لیے حاضر نہ ہو سکیں۔ وہ صدیقہ کہ اللہ عزوجل وحی نہ بھیجے ان کے سوا کسی کے لحاف میں۔ وہ ام المومنین کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر سفر میں بے ان کے تشریف لے جائیں ان کی یاد میں "وَاعَرُوْسَاہُ" فرمائیں۔ وہ صدیقہ کہ یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برأت و پاکدامنی کی شہادت اہلِ زلیخا سے ایک بچّہ ادا کرے، بتول مریم کی تطہیر و عفّت تابی، روح اللہ کلمۃ اللہ فرمائیں مگر ان کی برأت، پاک طنیتی، پاک دامنی و طہارت کی گواہی میں قرآن کریم کی آیاتِ کریمہ نازل فرمائیں۔ وہ ام المومنین کہ محبوب ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پانی پینے میں دیکھتے رہیں کہ کوزے میں کس جگہ لب مبارک رکھ کر پانی پیا ہے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لب ہائے مبارک وخدا پسند وہیں رکھ کر پانی نوش فرمائیں۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلَیْھَا وَعَلٰی اَبِیْھَا وَبَارِكْ وَسَلَّمَ۔

- آدمی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھے اگر کوئی اس کی ماں کی توہین کرے اس پر بہتان اٹھائے یا اسے برا بھلا کہے تو اس کا کیسا دشمن ہو جائے، اس کی صورت دیکھ کر آنکھوں میں خون اتر آئے گا، اور مسلمانوں کی مائیں یوں بے قدریوں کہ کلمہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پڑھ کر ان پر طعن کریں تہمت دھریں اور مسلمان کے مسلمان بنے رہیں۔

(لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔)

اور زبیر و طلحہ ان سے بھی افضل کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ وہ (یعنی زبیر بن العوام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور حواری (جاں باز، معاون و مددگار) اور یہ (یعنی طلحہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کے لیے سپر وقت جان نثاری (جیسے ایک جاں نثار نڈر سپاہی و سرفروش محافظ)۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت:

رہے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ان کا درجہ ان سب کے بعد ہے۔

اور حضرت مولیٰ علی (مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ) کے مقام رفیع (مراتب بلند و بالا) و شانِ منیع (عظمت و منزلتِ محکم و اعلا) تک تو ان سے وہ دور دراز منزلیں ہیں جن ہزاروں ہزار رہوار برق کردار (ایسے کشادہ و فراخ قدم گھوڑے جیسے بجلی کا کوندا) صبار فتار (ہوا سے بات کرنے والے، تیز رو، تیز گام) تھک رہیں اور قطع (مسافت) نہ کر سکیں۔

مگر فضلِ صحبت (و شرفِ صحابیت و فضل) و شرف سعادت خدائی دین ہے (جس سے مسلمان آنکھ بند نہیں کر سکتے تو ان پر لعن طعن یا ان کی توہین و تنقیص کیسے گوارا رکھیں اور کیسے سمجھ لیں کہ مولیٰ علی کے مقابلے میں انہوں نے جو کچھ کیا بربنائے نفسانیت تھا۔ صاحبِ ایمان مسلمان کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی

ہاں ایک بات کہتے ہیں اور ایمان لگتی کہتے ہیں کہ ہم بحمد اللہ سرکارِ اہلبیت (کرام) کے غلامان خانہ زاد ہیں (اور موروثی خدمت گار، خدمت گزار) ہمیں (امیر) معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کیا رشتہ، خدانخواستہ ان کی حمایت بے جا کریں مگر ہاں اپنی سرکار کی طرفداری (اور امرِ حق میں ان کی حمایت و

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاسداری) اور ان (حضرت امیر معاویہ) کا (خصوصاً) الزامِ بدگویاں (اور دریدہ دہنوں، بدزبانوں کی تہمتوں) سے بری رکھنا منظور ہے کہ ہمارے شہزادۂ اکبر حضرت سبط (اکبر حسن) مجتبےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسبِ بشارت اپنے جدّ امجد سیّد المرسلین ﷺ کے بعد اختتامِ مدّت (خلافتِ راشدہ کو منہاج نبوت پر تیس سال رہی اور سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ کے چھ ماہ مدتِ خلافت پر ختم ہوئی) عین معرکۂ جنگ میں (ایک فوج جرار کی ہمراہی کے باوجود) ہتھیار رکھ دیے (بالقصد والاختیار) اور ملک (اور امورِ مسلمین کا انتظام وانصرام) امیر معاویہ کو سپرد کردیا (اور ان کے ہاتھ پر بیعت اطاعت فرمائی) اگر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ العیاذ باللہ کافر یا فاسق تھے یا ظالم جائر تھے یا غاصب جابر تھے (ظلم و جور پر کمربستہ) تو الزام امام حسن پر آتا ہے کہ انہوں نے کاروبارِ مسلمین وانتظامِ شرع ودین باختیارِ خود (بلا جبر واکراہ بلا ضرورتِ شرعیہ، باوجود مقدرت) ایسے شخص کو تفویض فرمادیا (اور اس کی تحویل میں دے دیا) اور خیر خواہی اسلام کو معاذ اللہ کام نہ فرمایا (اس سے ہاتھ اٹھالیا) اگر مدتِ خلافت ختم ہوچکی تھی اور اور آپ (خود) بادشاہت منظور نہیں فرماتے (تھے) تو صحابہ حجاز میں کوئی اور قابلیتِ نظم ونسقِ دین نہ رکھتا تھا جو انہیں کو اختیار کیا (اور انہیں کے ہاتھ پر بیعتِ اطاعت کرلی) حاش للہ! بلکہ یہ بات خود رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہے کہ حضور ﷺ نے پیش گوئی میں ان کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سیادت کا نتیجہ ٹھہرایا "کما فی الصحیح البخاری" (جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے) صادق ومصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرمایا:

اِنَّ اِبْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: (میرا یہ بیٹا سید ہے، سیادت کا علمبردار) میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہ اسلام میں صلح کرادے۔

آیہ کریمہ میں ارشاد ہے:

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ (سورہ حجر: ۴۷)

اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لیے

"جو دنیا میں ان کے درمیان تھے اور طبیعتوں میں جو کدورت و کشیدگی تھی اسے رفق و الفت سے بدل دیا اور ان میں آپس میں نہ باقی رہی مگر مودت و محبت۔"

اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ آپ نے فرمایا کہ:

"ان شاء اللہ تعالیٰ میں اور عثمان اور طلحہ و زبیر ان میں سے ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ نزعنا۔۔۔ الآیۃ۔"

حضرت مولا علی کے اس ارشاد کے بعد بھی ان پر الزام دینا عقل و خرد سے جنگ ہے، مولیٰ علی سے جنگ ہے، اور خدا اور رسول سے جنگ ہے۔ والعیاذ باللہ۔

- جبکہ تاریخ کے اوراق شاہد و عادل ہیں کہ حضرت زبیر کو جونہی اپنی غلطی کا احساس ہوا انہوں نے فوراً جنگ سے کنارہ کشی کرلی۔ اور حضرت طلحہ کے متعلق بھی روایات میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے ایک مددگار کے ذریعے حضرت مولیٰ علی سے بیعت اطاعت کرلی تھی۔ اور تاریخ سے ان واقعات کو کون چھیل سکتا ہے کہ جنگ جمل ختم ہونے کے بعد حضرت مولیٰ علی مرتضےٰ نے حضرت عائشہ کے برادر معظم محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ وہ جائیں اور دیکھیں کہ حضرت عائشہ کو خدانخواستہ کوئی زخم وغیرہ تو نہیں پہنچا۔ بلکہ بعجلت تمام خود بھی تشریف لے گئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور پوچھا "آپ کا مزاج کیسا ہے؟" انہوں نے جواب دیا "الحمدللہ اچھی ہوں۔" مولی علی نے فرمایا: "اللہ تعالی آپ کی بخشش فرمائے۔" حضرت صدیقہ نے جواب دیا "اور تمہاری بھی۔"

• پھر مقتولین کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر حضرت مولی نے حضرت صدیقہ کی واپسی کا انتظام کیا اور پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ محمد بن ابی بکر کی نگرانی میں چالیس معزز عورتوں کے جھرمٹ میں ان کو جانبِ حجاز رخصت کیا۔ خود حضرت علی نے دور تک مشایعت کی، ہمراہ رہے۔ امام حسن میلوں تک ساتھ گئے۔ چلتے وقت حضرت صدیقہ نے مجمع میں اقرار فرمایا کہ "مجھ کو علی سے نہ کسی قسم کی کدورت پہلے تھی اور نہ اب ہے، ہاں ساس، داماد (یا دیور، بھاوج) میں کبھی کبھی جو بات ہو جایا کرتی ہے اس سے مجھے انکار نہیں۔"

حضرت علی نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: "لوگو! حضرت عائشہ سچ کہہ رہی ہیں خدا کی قسم مجھ میں اور ان میں اس سے زیادہ اختلاف نہیں ہے، بہر حال خواہ کچھ ہو یہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی ﷺ کی زوجہ ہیں (اور ام المومنین)۔"

• اللہ اللہ! ان یارانِ پیکر صدق و صفا میں باہمی یہ رفق و مودت اور عزت و اکرام، اور ایک دوسرے کے ساتھ یہ معاملۂ تعظیم و احترام، اور ان عقل سے بیگانوں اور نادان دوستوں کی حمایتِ علی کا یہ عالم کہ ان پر لعن طعن کو اپنا مذہب اور اپنا شعار بنائیں اور ان سے کدورت و دشمنی کو مولی علی سے محبت و عقیدت ٹھہرائیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

• مسلمانانِ اہلسنت اپنا ایمان تازہ کر لیں اور سن رکھیں کہ اگر صحابہ کرام کے دلوں میں کھوٹ، نیتوں میں فتور اور معاملات میں فتنہ و فساد ہو تو "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ" کے کوئی معنی نہیں ہو سکتے۔

• صحابہ کرام کے عند اللہ مرضی و پسندیدہ ہونے کے معنی یہی تو ہیں کہ وہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولائے کریم ان کے ظاہر و باطن سے راضی، ان کی نیتوں اور مافی الضمیر سے خوش ہے اور ان کے اخلاق و اعمال بارگاہِ عزّت میں پسندیدہ ہیں۔ اسی لیے ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ۔ (حجرات:۷)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ہے۔

اب جو کوئی اس کے خلاف کہے اپنا ایمان خراب کرے اور اپنی عاقبت برباد۔ والعیاذ باللہ۔

امامتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

- یعنی حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے متعلق اہلسنت کا عقیدہ۔
- نبی کریم ﷺ کی نیابتِ مطلقہ کو امامتِ کبریٰ اور اس منصبِ عظیم پر فائز ہونے والے کو امام کہتے ہیں۔
- امام المسلمین حضور ﷺ کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام امور دینی و دنیوی میں حسبِ شرع تصرف عام کا اختیار رکھتا ہے اور غیر معصیت میں اس کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہوتی ہے۔
- اس امام کے لیے مسلمان آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔ ہاشمی علوی اور معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔ ان کا شرط کرنا روافض کا مذہب ہے جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ برحق امرائے مومنین، خلفائے ثلاثہ ابو بکر صدیق، عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافتِ رسول سے جدا کر دیں حالانکہ ان کی خلافت پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم و حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں اور علویت کی شرط نے تو مولیٰ علی کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کر دیا۔ مولا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علی کیسے علوی ہو سکتے ہیں۔ رہی عصمت تو یہ انبیاء و ملائکہ کا خاصہ ہے۔ امام کا معصوم ہونا روافض کا مذہب ہے۔ (بہارِ شریعت)

• ہم مسلمانانِ اہلسنت و جماعت کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے بعد (خلافت و) امامت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالی عنہ) بالقطع التحقیق (قطعاً، یقیناً، تحقیقاً) حقہ راشدہ ہے (ثابت و درست، رُشد و ہدایت پر مبنی) نہ غاصبہ جائرہ (کہ غصب یا جور و جبر سے حاصل کی گئی) رحمت و رافت (مہربانی و شفقت) حسنِ سیاست (بہتر و لائق تر امارت) و لحاظِ مصلحت (تمام مصلحتوں سے ملحوظ) و حمایتِ ملت (شریعت کی حمایتوں سے معمور) و پناہِ امت سے مزیّن (آراستہ و پیراستہ) اور عدل و داد (انصاف و برابری) و صدق و سداد (راستی و درستی) و رشد و ارشاد (راست روی و حق نمائی) و قطع فساد و قمع اہل ارتداد (مرتدین کی بیخ کنی) سے محلّیٰ (سنواری ہوئی) اوّل تلویحات و تصریحات (روشن و صریح ارشادات) سیّد الکائنات علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوات والتحیات اس بارے میں بہ کثرت وارد۔

• دوسرے خلافت اس جناب تقویٰ مآب کی باجماع صحابہ واقع ہوئی (اور آپ کا حضور اقدس ﷺ کے بعد تختِ خلافت پر جلوس فرمانا، فرامین و احکام جاری کرنا، ممالک اسلامیہ کا نظم و نسق سنبھالنا، اور تمام امورِ مملکت و رزم و بزم کی باگیں اپنے دستِ حق پرست میں لینا وہ تاریخی واقعہ مشہور و متواتر اظہر من الشمس ہے، جس سے دنیا میں موافق مخالف حتیٰ کہ نصاریٰ و یہود و مجوس ہنود کسی کو انکار نہیں اور ان محبّانِ خدا و نوابانِ مصطفےٰ ﷺ ابداً ابداً سے "شیعانِ علی" کو زیادہ عداوت کا مبنی یہی ہے کہ ان کے زعمِ باطل میں استحقاقِ خلافت حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالی وجہہ الاسنیٰ میں منحصر تھا۔

• جب بحکم الٰہی خلافتِ راشدہ، اوّل ان تین سردارانِ مومنین کو پہنچی روافض نے انہیں معاذ اللہ مولیٰ علی کا حق چھیننے والا اور ان کی خلافت و امامت کا غاصبہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جائزہ ٹھہرایا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ تقیہ شقیہ کی تہمت کی بدولت حضرت اسد اللہ الغالب کو عیاذاً سخت نامرد و بزدل وتارکِ حق و مطیع باطل ٹھہرایا۔

دوستی بے خرداں دشمنی ست

بے عقلوں کی دوستی دشمنی ہوتی ہے۔

(الغرض آپ کی امامت و خلافت پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے) اور باطل پر اجماعِ امت (خصوصاً اصحابِ حضرت رسالت علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتحیۃ کا) ممکن نہیں (اور مان لیا جائے تو غصب و ظلم پر اتفاق سے عیاذاً باللہ سب فسّاق ہوئے اور یہی لوگ حاملانِ قرآنِ مبین اور راویانِ دینِ متین ہیں، جو انہیں فاسق بتائے اپنے لیے نبی ﷺ تک دوسرا سلسلہ پیدا کرے یا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اسی طرح ان کے بعد خلافتِ فاروق، پھر امامتِ ذی النورین، پھر جلوہ فرمائی ابوالحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

ضروریاتِ دین کی توضیح:

- نصوصِ قرآنیہ (اپنی مراد پر واضح آیاتِ فرقانیہ) و احادیثِ مشہورہ متواترہ (شہرت اور تواتر سے مؤید) و اجماعِ امت مرحومہ مبارکہ (کہ یہ قصرِ شریعت کے اساسی ستون ہیں اور شبہات وتاویلات سے پاک، ان میں سے ہر دلیل قطعی، یقینی، واجب الاذعان والثبوت، ان) سے جو کچھ در بارۂ الوہیت (ذات و صفاتِ باری تعالیٰ) و رسالت (و نبوت انبیاء و مرسلین، وحی رب العالمین) (و کتب سماوی، و ملائکہ و جن و بعث و حشر و نشر و قیامِ قیامت، قضاء و قدر) و ما کان ما یکون (جملہ ضروریاتِ دین) ثابت (اور ان دلائلِ قطعیہ سے مدلّل، ان پر براہینِ واضحہ سے مبرہن) سب حق ہے اور ہم سب پر ایمان لائے، جنت اور اس کے جانفزا احوال (کہ "لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ بِبَالِ اَحَدٍ" وہ عظیم نعمتیں وہ نعیم عظمتیں اور جان و دل کو مرغوب و مطلوب وہ لذتیں جن کو نہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں سے سنا، اور نہ کسی کے دل پر ان کا خطرہ گزرا) دوزخ اور اس کے جاں گزا حالات (کہ وہ ہر تکلیف واذیّت جو ادراک کی جائے اور تصوّر میں لائی جائے، ایک ادنیٰ حصہ ہے اس کے بے انتہا عذاب کا، والعیاذ باللہ) قبر کے نعیم و عذاب (کہ وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا) منکر نکیر سے سوال و جواب روزِ قیامت حساب و کتاب و وزنِ اعمال (جس کی حقیقت اللہ جانے اور اس کا رسول) و کوثر (کہ میدانِ حشر کا ایک حوض ہے اور جنت کا طویل و عریض چشمہ) و صراط (بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز، پشتِ جہنم پر ایک پُل) و شفاعۃ عصاۃ اہل کبائر (یعنی گناہگارانِ امت مرحومہ کہ کبیرہ گناہوں میں ملوث رہے ان کے لیے سوالِ بخشش) اور اس کے سبب اہل کبائر کی نجات الی غیر ذالک من الواردات سب حق (ہے اور سب ضروری القبول) جبر و قدر باطل (اپنے آپ کو مجبورِ محض یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی) "وَلٰکِنَّ اَمْرٌ بَیْنَ اَمْرَیْنِ" (اختیارِ مطلق اور جبر محض کے بین بین راہِ سلامتی اور اس میں زیادہ غور و فکر سببِ ہلاکت، صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے، ما و شما کس گنتی میں) جو بات ہماری عقل میں نہیں آتی (اس میں خواہ مخواہ نہیں الجھتے اور اپنی اندھی اوندھی عقل کے گھوڑے نہیں دوڑاتے بلکہ) اس کو موکول بخدا کرتے (اللہ عزوجل کو سونپتے کہ واللہ اعلم بالصواب) اور اپنا نصیبہ "اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا" (سورہ آل عمران: ۷) بناتے ہیں (کہ سب کچھ حق کی جانب سے ہے سب حق ہے اور سب پر ہمارا ایمان) ؎

مصطفےٰ اندر میاں آنکہ کہ می گوید بعقل
آفتاب اندر جہاں آنکہ کہ می جوید سہا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہوں تو اپنی عقل سے کون بات کرتا ہے، سورج دنیا میں جلوہ گر ہو تو چھوٹے سے ستارے کو کون ڈھونڈتا ہے۔ت)

(قال الرضا:

عرش پہ جا کے مرغِ عقل تھک کے گرا، غش آگیا

اور ابھی منزلوں پرے، پہلا ہی آستان ہے

یاد رکھنا چاہیے کہ وحی الٰہی کا نزول، کتبِ آسمانی کی تنزیل، جنّ و ملائکہ، قیامت و بعث، حشر و نشر، حساب و کتاب، ثواب و عذاب اور جنت و دوزخ کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں اور جن پر صدرِ اسلام سے اب تک چودہ سو سال سے عامۃ مسلمین و مومنین دوسرے ضروریاتِ دین کی طرح ایمان رکھتے چلے آرہے ہیں، مسلمانوں میں مشہور ہیں۔

• جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے اور ان لفظوں کا اقرار کرے مگر ان کے نئے معنی گھڑے مثلاً یوں کہے کہ جنت و دوزخ و حشر و نشر و ثواب و عذاب سے ایسے معنی مراد ہیں جو ان کے ظاہر الفاظ سے سمجھ میں نہیں آتے یعنی ثواب کے معنی اپنے حسنات کو دیکھ کر خوش ہونا اور عذاب اپنے بُرے اعمال کو دیکھ کر غمگیں ہونا ہیں۔ یا یہ کہ وہ روحانی لذتیں اور باطنی معنی ہیں وہ کافر ہے کیونکہ ان امور پر قرآن پاک اور حدیث شریف میں کھلے ہوئے روشن ارشادات موجود ہیں۔

• یونہی یہ کہنا بھی یقیناً کفر ہے کہ پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کے سامنے جو کلام، کلامِ الٰہی بتا کر پیش کیا وہ ہرگز کلامِ الٰہی نہ تھا بلکہ وہ سب) انہیں پیغمبروں کے دلوں کے خیالات تھے جو فوارے کے پانی کی طرح انہیں کے قلوب سے جوش مار کر نکلے اور پھر انہیں کے دلوں پر نازل ہو گئے۔

• یونہی یہ کہنا کہ نہ دوزخ میں سانپ، بچھو اور زنجیریں ہیں اور نہ وہ عذاب جن کا ذکر مسلمانوں میں رائج ہے، نہ دوزخ کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی نافرمانی سے جو کلفت روح کو ہوتی تھی بس اسی روحانی اذیت کا اعلیٰ درجہ پر محسوس ہونا اسی کا نام دوزخ اور جہنم ہے۔ یہ سب کفر قطعی ہے۔

• یونہی سمجھنا کہ جنت میں میوے ہیں نہ باغ، نہ محل ہیں نہ نہریں ہیں، نہ حوریں ہیں نہ غلمان، نہ جنت کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جو راحت روح کو ہوتی تھی بس اسی روحانیت کا اعلیٰ درجہ پر حاصل ہونا اسی کا نام جنت ہے، یہ بھی قطعاً یقیناً کفر ہے۔

• یونہی یہ کہنا کہ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں جن فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے نہ ان کا کوئی اصل وجود ہے نہ اس کا موجود ہونا ممکن ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر ہر مخلوق میں جو مختلف قسم کی قوتیں رکھی ہیں جیسے پہاڑوں کی سختی، پانی کی روانی، نباتات کی فنرونی، بس انہیں قوتوں کا نام فرشتہ ہے، یہ بھی بالقطع والیقین کفر ہے۔

• یونہی جن وشیاطین کے وجود کا انکار اور بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے اور ایسے اقوال کے قائل یقیناً کافر اور اسلامی برادری سے خارج ہیں۔

فائدہ جلیلہ: مانی ہوئی باتیں چار قسم کی ہوتی ہیں:

مانی ہوئی باتیں چار قسم کی ہوتی ہیں:

۱۔ ضروریاتِ دین:

ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیثِ متواتر یا اجماعِ قطعی قطعیات الدلالات اور ان کا منکر یا ان میں باطل تاویلات کا مرتکب کافر ہوتا ہے۔

۲۔ ضروریاتِ مذہبِ اہلِ سنّت وجماعت:

ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوعِ شبہہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے اسی لیے ان کا منکر کافر نہیں بلکہ گمراہ بد مذہب بددین کہلاتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۔ ثابتاتِ محکمہ:

ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی، جبکہ اس کا مفاد اکبر رائے ہو کہ جانب خلاف کو مطروح و مضمحل اور التفاتِ خاص کے ناقابل بنادے۔ اس کے ثبوت کے لیے حدیث احاد، صحیح یا حسن کافی، اور قول سوادِ اعظم و جمہور علماء کا سندِ وافی، "فَإِنَّ يَدَ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ" (اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت جماعت پر ہوتا ہے۔ ت) ان کا منکر وضوحِ امر کے بعد خاطی و آثم خطاکار و گناہگار قرار پاتا ہے، نہ بددین و گمراہ نہ کافر و خارج از اسلام۔

۴۔ ظنیاتِ محتملہ:

ان کے ثبوت کے لیے ایسی دلیل ظنی بھی کافی، جس نے جانبِ خلاف کے لیے بھی گنجائش رکھی ہو۔ ان کے منکر کو صرف مخطی و قصوروار کہا جائے گا نہ گناہگار، چہ جائیکہ کافر۔ ان میں سے ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرقِ مراتب نہ کرے، اور ایک مرتبے کی بات کو اس سے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگے وہ جاہل بیوقوف ہے یا مکار فیلسوف۔

ہر سخن وقتے ہر نکتہ مقامے دارد

(ہر بات کا کوئی وقت اور ہر نکتے کا کوئی خاص مقام ہوتا ہے۔ ت)

اور

گر فرق مراتبہ نہ کنی زندیقی

(اگر تو مراتب کے فرق کو ملحوظ نہ رکھے تو زندیق ہے۔ ت)

اور بالخصوص قرآنِ عظیم بلکہ حدیث ہی میں تصریح صریح ہونے کی اصلاً ضرورت نہیں حتی کہ مرتبہ اعلیٰ اعنی ضروریاتِ دین میں بھی۔

ضروریاتِ دین قرآن یا حدیث میں ہونا ضروری نہیں:

- بہت سی باتیں ضروریاتِ دین سے ہیں جن کا منکر یقیناً کافر مگر بالتصریح ان کا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذکر آیات و احادیث میں نہیں، مثلاً عز و جل کا جہل محال ہونا۔ قرآن عظیم میں اللہ عز و جل کے علم و احاطہ کا لاکھ جگہ ذکر ہے مگر امتناع و امکان کی بحث کہیں نہیں پھر کیا جو شخص کہے کہ واقع میں تو بیشک اللہ تعالی سب کچھ جانتا ہے، عالم الغیب والشہادۃ ہے، کوئی ذرہ اس کے علم سے چھپا نہیں۔ مگر ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے تو کیا وہ کافر نہ ہوگا کہ اس کے امکان کا سلبِ صریح قرآن میں مذکور نہیں۔ حاش للہ! ضرور کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے خود کافر، تو جب ضروریاتِ دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح، قرآن و حدیث میں ضروری نہیں تو ان سے اتر کر اور کسی درجے کی بات پر مڑ چڑاپن کہ ہمیں تو قرآن ہی میں دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے نری جہالت ہے یا صریح ضلالت۔ مگر جنون و تعصب کا علاج کسی کے پاس نہیں۔ تو خوب کان کھول کر سن لو اور لوحِ دل پر نقش رکھو کہ جسے کہتا سنو "ہم اماموں کا قول نہیں جانتے ہمیں تو قرآن و حدیث چاہیے" جان لو کہ یہ گمراہ ہے اور جسے کہتا سنو کہ "ہم حدیث نہیں جانتے ہمیں صرف قرآن درکار ہے" سمجھ لو کہ یہ بد دین، دینِ خدا کا بد خواہ ہے۔

- مسلمانوں تم ان گمراہوں کی ایک نہ سنو، اور جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو۔ اگر حدیث میں این و آں نکالیں تم آئمہ دین کا دامن پکڑو۔ اس درجے پر آکر حق و باطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اڑایا ہوا سارا غبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے ڈھل جائے گا اور اس وقت یہ ضال، مضل طائفے بھاگتے نظر آئیں گے۔

"كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ" (مدثر: ۵۰-۵۱)

(گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں)۔

(الصارم الربانی ملخصاً)

شریعت و طریقت کی وضاحت:

- شریعت و طریقت دو راہیں متبائن نہیں (کہ ایک دوسرے سے جدا اور ایک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرے کے خلاف ہوں) بلکہ بے اتباعِ شریعت، خدا تک وصول محال۔ شریعت تمام احکامِ جسم و جان و روح و قلب و جملہ علومِ الٰہیہ و معارفِ ناتمناہیہ کو جامع ہے جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت و معرفت ہے و لہٰذا باجماعِ قطعی جملہ اولیائے کرام کے تمام حقائق کو شریعتِ مطہرہ پر عرض کرنا فرض ہے۔ اگر شریعت کے مطابق ہوں حق و قبول ہیں ورنہ مردود و مخذول (مطرود و نامقبول)۔

• (تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے، شریعت ہی مناط و مدار ہے، شریعت ہی محک و معیار ہے اور حق و باطل کے پرکھنے کی کسوٹی۔ شریعت راہ کو کہتے ہیں اور شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کا ترجمہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی راہ اور یہ قطعاً عام و مطلق ہے نہ کہ صرف چند احکامِ جسمانی سے خاص۔

• یہی وہ راہ ہے کہ پانچوں وقت، ہر نماز ہر رکعت میں اس کا مانگنا اور اس پر صبر و استقامت کی دعا کرنا ہر مسلمان پر واجب فرمایا ہے کہ "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" (ہم کو سیدھا راستہ چلا) ہم کو محمد ﷺ کی راہ پر چلا، ان کی شریعت پر ثابت قدم رکھ۔

• یونہی طریق، طریقہ طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو۔ تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے۔ اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادتِ قرآن عظیم خدا تک نہ پہنچائے گی بلکہ شیطان تک جنّت تک نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل و مردود فرما چکا۔

صوفی کی تعریف:

• لَا جَرَمَ ضرور ہوا کہ طریقت یہی شریعت ہے، اسی راہ روشن کا ٹکڑا ہے، اس کا اس سے جدا ہونا محال و نا سزا ہے۔ جو اسے شریعت سے جدا مانتا ہے اسے راہِ خدا سے توڑ کر راہِ ابلیس مانتا ہے مگر حاشا، طریقتِ حقہ راہِ ابلیس نہیں قطعاً راہِ خدا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے) نہ بندہ کسی وقت کیسی ہی ریاضیات و مجاہدات بجالائے (کیسی ہی ریاضتوں، مجاہدوں اور چلہ کشیوں میں وقت گزارا جائے) اس رتبہ تک پہنچے کہ تکالیف شرع (شریعت مطہرہ کے فرامین واحکام امر و نہی) اس سے ساقط ہو جائیں اور اسے اسپ بے لگام وشتر بے زمام کر کے چھوڑ دیا جائے۔

(قرآن عظیم میں فرمایا: اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (سورہ ہود: ۵۶)

بیشک اسی سیدھا راہ پر میرا رب ملتا ہے۔

اور فرمایا:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

(سورہ انعام: ۱۵۳)

شروعِ رکوع سے احکام شریعت بیان کر کے فرماتا ہے:

"اور اے محبوب! تم فرمادو کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے پیچھے نہ لگ جاؤ کہ وہ تمہیں خدا کی راہ سے جدا کر دیں گے"

دیکھو قرآن عظیم نے صاف فرمادیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس کا منتہا اللہ ہے اور جس سے وصول الی اللہ ہے۔ اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دور پڑے گا۔

• طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے ورنہ بے اتباع شرع بڑے بڑے کشف راہبوں، جوگیوں، سنیاسیوں کو دیے جاتے ہیں، پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں، اسی نارِ جحیم وعذابِ الیم تک پہنچاتے ہیں۔

(مقال العرفاء)

• صوفی وہ ہے کہ اپنے ہوا (اپنی خواہشوں، اپنی مرادوں) کو تابع شرع کرے (بے اتباع شرع کسی خواہش پر نہ لگے) نہ وہ کہ ہوا (وہوس اور نفسانی خواہشوں)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی خاطر شرع سے دست بردار ہو (اور اتباعِ شریعت سے آزاد)۔ شریعت غذا ہے اور طریقت قوت، جب غذا ترک کی جائے گی قوت آپ زوال پائے گی، شریعت آنکھ ہے اور طریقت نظر (اور) آنکھ پھوٹ کر نظر (کا باقی رہنا) غیر متصور (عقل سلیم قبول نہیں کرتی تو شریعتِ مطہرہ میں کب مقبول و معتبر) بعد از وصولِ (منزل) اگر اتباعِ شریعت سے بے پروائی ہوتی (اور احکامِ شرع کا اتباع لازم و ضرور نہ رہتا یا بندہ اس میں مختار ہوتا) تو سیّد العالمین ﷺ اور امام الواصلین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس کے ساتھ احق ہوتے (اور ترکِ بندگی و اتباعِ شرع کے باب میں سب سے مقدم و پیش رفت) نہیں (یہ بات نہیں اور ہرگز نہیں) بلکہ جب قدر قربِ (حق) زیادہ ہوتا ہے شرع کی باگیں اور زیادہ سخت ہوتی جاتی ہیں (کہ) "حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ" (ابرار کی نیکیاں بھی مقربین کے لیے عیب ہوتی ہیں)۔ ؎

نزدیکاں را بیش بود حیرانی

(قریب والوں کو حیرت زیادہ ہوتی ہے)

اور ؎

جن کے رتبے ہیں سوا، ان کو سوا مشکل ہے

آخر نہ دیکھا کہ سیّد المعصومین ﷺ رات، رات بھر عبادات و نوافل میں مشغول اور کارِ امت کے لیے گریاں و ملول رہتے۔ نمازِ پنجگانہ تو حضور پر فرض تھی ہی نمازِ تہجد کا ادا کرنا بھی حضور ﷺ پر لازم بلکہ فرض قرار دیا گیا جبکہ امت کے لیے وہی سنت کی سنت ہے۔

حضرت جنید بغدادی کا قول:

● حضرت سیّد الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ کچھ لوگ زعم کرتے ہیں کہ احکامِ شریعت تو وصول کا ذریعہ تھے اور ہم واصل ہو گئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت۔ فرمایا: "وہ سچ کہتے ہیں، واصل ضرور ہوئے مگر کہاں تک؟ جہنم تک۔ چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں۔ اگر ہزار برس جیوں تو فرائض و واجبات تو بڑی چیز ہیں، جو نوافل و مستحبات مقرر کر دیے ہیں، بے عذر شرعی ان میں کچھ کم نہ کروں۔"

تو خلق پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسول اللہ ﷺ کے نشانِ قدم کی پیروی کرے۔

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید　　　که هرگز به منزل نه خواهد رسید

(جس کسی نے پیغمبر ﷺ کے خلاف راستہ اختیار کیا ہرگز منزلِ مقصود پر نہ پہنچے گا۔)

• توہینِ شریعت کفر (اور علمائے دین کو سب و شتم، آخرت میں فضیحت و رسوائی کا موجب) اور اس کے دائرہ سے خروج فسق (و نافرمانی) صوفی (تقویٰ شعار صادق (العمل) عالم سنّی صحیح العقیدہ پر خدا اور رسول کے فرمان (واجب الاذعان کے مطابق) ہمیشہ یہ عقیدت رکھتا ہے کہ (یہاں اصل میں بیاض ہے) (علمائے شرع مبین وارثانِ خاتم النبیین ہیں اور علومِ شریعت کے نگہبان و علمبردار، تو ان کی تعظیم و تکریم صاحبِ شریعت ﷺ کی تعظیم و تکریم ہے اور اس پر دین کا مدار) اور عالمِ متدیّن خدا طلب (خدا پرست، خدا ترس، خدا آگاہ) ہمیشہ صوفی سے (یہاں اصل میں بیاض ہے) (بتواضع و انکسار پیش آئے گا کہ وہ حق آگاہ اور حق کی پناہ میں ہے) اور اسے اپنے سے افضل و اکمل جانے گا (کہ وہ دنیاوی آلائشوں سے پاک ہے) جو اعمال اس (صوفی صافی حق پرست و حق آگاہ) کے اس کی نظر میں قانونِ تقویٰ سے باہر نظر آئیں گے (ان سے صرف نظر کر کے معاملہ عالم الغیب والشہادۃ پر چھوڑے گا۔ بمصداق

ایکہ حمالِ عیبِ خویشتید　　　طعنہ بر عیبِ دیگراں مکنید

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(اے اپنے عیبوں کو اٹھانے والو! دوسروں کے عیب پر طعنہ زنی مت کرو۔)

اے اللہ! سب کو ہدایت اور اس پر ثبات واستقامت (ثابت قدمی) اور اپنے محبوبوں اور سچے پکے عقیدوں پر جہانِ گزران سے اٹھا۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

اَللّٰھُمَّ لك الحمد و الیك المشتكیٰ و انت المستعان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب المصطفےٰ و علیٰ اٰلہ الطیبین و صحبہ الطاھرین اجمعین۔ (فتاوی رضویہ)

نوٹ: توحید اور رسالت اور صحابیت اور اہل بیت وغیرہم کے سلسلہ میں عقائدِ اہلسنت جس طرح اور جس انداز میں امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ و تقدس نے بیان فرمائے، مجھے نہایت پسند آئے۔ قارئین کے استفادے کے لیے میں نے اپنی زیر نظر کتاب "عقائدالرفیق واصحاب التوفیق" میں نقل کر دیے ہیں۔ امید ہے قارئین بھی پسند کرینگے۔ (رفیق حسنی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الہام کی تعریف:

- غیر محسوس چیز کا بلا استحقاق و بلا معاوضہ قلب میں فیضان الہام کہلاتا ہے۔

(ص:۱۰۵ انبراس)

الہام کا بیان:

حکم الہام اور کشف غیر کے لیے حجت نہیں ہوتا۔ (ص:۱۰۵ انبراس)

عقائد نسفی میں ہے:

الہام شرعیہ حجت ہیں:

قَالَ اَھۡلُ الۡحَقِّ حَقَائِقُ الۡاَشۡیَاءِ ثَابِتَۃٌ وَالۡعِلۡمُ بِھَا مُتَحَقِّقٌ خِلَافًا لِلسُّوۡفَسۡطَائِیَۃِ وَ اَسۡبَابُ الۡعِلۡمِ لِلۡخَلۡقِ ثَلٰثَۃٌ اَلۡحَوَاسُ السَّلِیۡمَۃُ وَالۡخَبَرُ الصَّادِقُ وَالۡعَقۡلُ (الی) وَالۡاِلۡھَامُ لَیۡسَ مِنۡ اَسۡبَابِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلْمَعْرِفَۃِ بِصِحَّۃِ الشَّیْءِ عِنْدَ اَھْلِ الْحَقِّ۔ (عقائد نسفی)

ترجمہ: اہلِ حق نے فرمایا، اشیاء کے حقائق ثابت اور موجود ہیں اور ان کے ساتھ علم متحقق ہے۔ بر خلاف سوفسطائیہ کے اور علم کے اسباب مخلوق کے لیے تین ہیں حواس سلیمہ اور خبر صادق اور عقل (تا) اور الہام اہلِ حق کے نزدیک شیء کی صحت کی معرفت کے اسباب سے نہیں ہے۔

مگر انبیاء کا الہام وحی الٰہی ہوتا ہے اور مفید یقین ہوتا ہے اور امت کے لیے شرعی حجت ہوتا ہے۔

غیر انبیاء کا الہام اہلِ حق کے نزدیک یقین کا فائدہ نہیں دیتا اور نہ ہی عوام کے لیے حجت ہوتا ہے۔ (نبراس)

حضرت بایزید رحمہ اللہ کا قول:

البتہ بعض صوفیاء کرام الہام کو یقین کا باعث فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے بعض محدثین کو خط لکھا:

اَنْتُمْ تَاْخُذُوْنَ عَنْ مَیِّتٍ فَتُنْسِبُوْہُ اِلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَاْخُذُ مِنَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ۔

(حاشیہ نبراس ملا برخوردار ملتانی، ص:۱۰۵)

ترجمہ: تم محدثین احادیث فوت ہوجانے والے روایت کرنے والوں لوگوں سے لیتے ہو اور ان کو جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہو اور ہم احادیث اس ذات سے براہ راست لیتے ہیں جو ہمیشہ زندہ ہے، کبھی فوت نہیں ہوگی۔

یعنی الہام اللہ تعالیٰ کی ذات سے فیضان ہوتا ہے اُسے حجت تسلیم نہیں کیا جاتا جبکہ احادیث فوت شدہ صحابہ وتابعین اور ان کے تلامذہ سے لے کر کتبِ احادیث میں درج کی جاتی ہیں، ان کو تم حجت تسلیم کرتے ہو؟

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مگر علماء کی جانب سے اس کا یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ شریعت مطہرہ کی بنیاد خود سرورِ دو عالم ﷺ نے قرآن و حدیث کو قرار دیا، الہام کو قرار نہیں دیا اس لیے علمائے شریعت کے نزدیک حجت قرآن اور حدیث یا پھر اجماع اور قیاس ہوتا ہے۔ لہٰذا غیر انبیاء کا الہام شریعت کے احکام کے لیے بنیاد نہیں ہو سکتا مگر صاحبِ الہام کی اپنی ذات کے لیے الہام یقین کے حصول کا ذریعہ ہو سکتا ہے اس کا علمائے شریعت بھی انکار نہیں کرتے اور نہ ہی سیدنا بایزید بسطامی قدس سرہ قرآن اور حدیث کی حجیت کا انکار فرماتے ہیں۔ (نبراس، ص: ۱۰۵)

وسوسہ کی علامتیں:

- الہام کے مقابلہ میں وسوسہ ہوتا ہے۔ الہام اور وسوسہ میں علماء ظنی علامتوں کے ساتھ فرق کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ الہام میں انسان کے دل میں خیر کا فیضان اور القاء ہوتا ہے اور وسوسہ میں برائی اور شر کا القاء ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ الہام رحمٰن کی جانب سے ہوتا ہے اور وسوسہ شیطان کی جانب سے ہوتا ہے۔
- احادیث سے ثابت ہے کہ وسوسہ جب تک وسوسہ رہے اور اس کے مطابق قول یا عمل نہ کیا جائے اس پر مواخذہ نہیں ہوگا سرورِ دو عالم ﷺ کی امت کے لیے وساوس قابلِ مواخذہ نہیں ہیں۔

کشف:

کشف بھی شرعی حجت نہیں:

- کسی مخفی چیز یا مستقبل یا ماضی کے کسی امر کا بغیر محنت اور مشقت کے بیداری میں معلوم ہو جانا کشف کہلاتا ہے۔ کشف کا مفہوم الہام سے عام ہے کیونکہ کشف خیر اور شر دونوں کا ہو سکتا ہے۔
- نیز کشف اہلِ ایمان کے ساتھ خاص نہیں ہوتا بلکہ غیر مسلموں کو بھی کشف ہو سکتا ہے۔ کاہن لوگ اصحابِ کشف ہوتے تھے۔ اسی طرح دجال بھی صاحب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کشف ہوگا۔ ابن صیاد یہودی جو سرورِ دوعالم ﷺ کی حیاتِ اقدس میں ایک یہودی کے گھر پیدا ہوا تھا، وہ بھی صاحبِ کشف تھا۔

• اس لیے علمائے شریعت اور طریقت نے فرمایا کشف صادق اور کاذب دونوں ہو سکتا ہے۔ الہام اور وسوسہ اور الہام میں اشتباہ کی وجہ سے علماء کے نزدیک الہام شرعی دلیل اور حجت نہیں ہے اسی طرح کشف صادق اور کاذب میں اشتباہ ہونے کی وجہ سے کشف صادق بھی شرعی دلیل اور حجت نہیں ہے۔ چنانچہ اگر کشف سے کسی اہلِ صلاح شخص کو معلوم ہو جائے کہ فلاں آدمی نے زنا کیا ہے وہ عدالت میں گواہی دے تو اس کی گواہی معتبر نہیں ہو گی مگر ایک عادل مسلمان جس نے آنکھوں سے مشاہدہ کیا اس کی گواہی معتبر ہو گی۔ معلوم ہوا شرعی احکام میں کشف صادق اگرچہ صاحبِ کشف کے لیے یقین کا موجب ہو حجت اور دلیلِ شرعی نہیں ہے۔

• جب کشف صادق حجت نہیں تو کشف کاذب کس طرح حجت ہو سکتا ہے۔ کشف صادق کی علامت یہ ہے کہ وہ شریعت کے خلاف نہ ہو یا پھر ایسا کشف ہو جو نفس الامر اور خارج کے بالکل موافق ہو۔

صوفی غلام حسین گھلو رحمہ اللہ کا ذکر:

• مثلاً ہمارے بزرگ حضرت صوفی غلام حسین گھلو رحمۃ اللہ علیہ مقیم سڑہ گرۃ ڈیرہ اسماعیل خان نے مجھے خود بیان فرمایا تھا کہ میں اپنے گاؤں کی مسجد میں قرآن مجید تلاوت کر رہا تھا اچانک میرے محلہ میں مقیم لوگ مجھے نظر آنے لگے ایک گھر میں دو آدمی مرد عورت زنا کرتے ہوئے نظر آئے جن کو میں جانتا تھا فوراً اٹھا، عصا اٹھایا اور اس کمرہ پر پہنچا دروازہ بند تھا دروازہ کھلوایا تو وہ دونوں شرمندہ ہو کر معذرت کرنے لگے۔ یہ کشف صحیح تھا مگر کسی شرعی عدالت میں گواہی کے لیے معتبر نہیں ہو گا بلکہ شرعاً کشف کی بنیاد پر انہیں وہاں جانا بھی نہیں چاہیے تھا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیونکہ کشف ایک راز ہوتا ہے جسے سینہ میں محفوظ رکھا جاتا ہے اسی لیے کہا جاتا ہے:

"صُدُوْرُ الْاَحْرَارِ قُبُوْرُ الْاَسْرَارِ" (ص:۳۳۴۴، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)۔

ترجمہ: اولیاء کرام کے سینے اسرار اور رازوں کے لیے قبریں ہوتے ہیں۔

• کشف صادق کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ برزخ کے حالات صاحب کشف پر منکشف ہو جائیں چنانچہ یہی حضرت صوفی غلام حسین گھلو رحمہ اللہ بیان فرماتے تھے ہمارے گاؤں سڑا گرہ میں مقیم قاضی غلام نبی دیوبندی نے مجھے اپنے شیخ کامل حضرت خواجہ غلام حسن سواگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی مزار انور کی زیارت کے لیے اپنے گاؤں سے کروڑ لعل عیسن جانے سے منع کیا اور قاضی کہنے لگا تم لوگ پیسہ اور وقت ضائع کرتے ہو، وہاں مزار میں کچھ بھی نہیں، خواجہ غلام حسن کا جسم سڑ کر مٹی بن چکا ہے پھر قاضی قرآن اور احادیث سے مزارات کی زیارت ممنوع ثابت کرنے لگا۔ حافظ غلام حسین صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے مجھے قاضی کے پیش کردہ قرآن اور حدیث کے دلائل کے جوابات نہیں آتے تھے کیونکہ میں غیر عالم تھا اور عربی کا ترجمہ بھی نہیں جانتا تھا مگر مجھے نہایت جھٹکا لگا میں جذبات میں فوراً گھر سے کروڑ لعل عیسن آستانہ عالیہ سواگ شریف روانہ ہو گیا جب دو دن کے بعد خواجہ غلام حسنؒ کی مزار پر پہنچا جذبات سے آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے سلام کے بعد عرض کیا حضور مجھے قاضی غلام نبی دیوبندی آپ کے مزار پر آنے سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے خواجہ غلام حسن کے مزار کے اندر کچھ بھی نہیں، وہ قرآن و حدیث کے حوالے بھی دیتا ہے۔ میں ان پڑھ آدمی ہوں آپ نے اللہ اللہ کا ذکر دیا تھا، اگر آپ مزار میں موجود ہیں تو مجھے ملیں اگر نہ ملے تو آئندہ میں زیارت کے لیے نہیں آؤں گا۔ حافظ غلام حسین نے فرمایا، بس اتنا کہنا تھا کہ حضرت خواجہ غلام حسن رحمہ اللہ مزار مبارک سے اٹھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لباس قمیص اور بلور نگ کے تہہ بند اور سفید دستار کے ساتھ جسے وہ زیب تن فرمایا کرتے تھے، باہر آئے اور مجھے گلے لگایا اور فرمایا، غلام حسین سارے اولیاء اللہ اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں مگر انہیں باہر آنے کا حکم نہیں ہوتا، میں تمہارے اطمینان کے لیے آپ سے ملا ہوں آئندہ ایسا نہ کرنا۔ اس کے بعد آپ غائب ہو گئے۔

- صوفی غلام حسینؒ کا کشف ان کے لیے باعثِ یقین اور رحمت تھا مگر وہ اس کشف سے قاضی غلام نبی پر دلیل اور حجت قائم نہیں کر سکتے تھے البتہ قرآن اور احادیث سے مبارکہ سے دلیل پیش کی جاسکتی تھی کہ اولیاء کرام اپنی قبروں میں موجود ہوتے ہیں اور ان کے مزارات کی زیارت کرنا ثابت ہے۔ مثلاً قرآن مجید کی متعدد آیات میں اس بات کا ذکر موجود ہے کہ اموات کو دوبارہ اپنی قبروں سے اٹھایا جائے گا اگر قبروں میں کچھ نہیں تو قبروں سے اٹھائے جانے اور "وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ" (سورہ انفطار:۴) کا کیا مفہوم ہے؟ نیز احادیث میں اموات کے متعلق وارد ہے کہ میت "یَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ" کہ میت لوگوں کے جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے۔ اگر قبروں میں کچھ نہیں تو جوتوں کی آہٹ کون سنتا ہے۔ شہداء کی زندگی قرآن سے ثابت ہے اور اولیاء کا مرتبہ شہداء سے کم نہیں ہے۔

- الحاصل۔ اولیاء کرام کا کشف اور الہام ان کے اپنے حصولِ یقین کے لیے تو کافی ہے مگر شرعاً لوگوں کے لیے حجت اور دلیل نہیں ہوتا اگر کوئی شخص نہ مانے تو اسے عتاب نہیں کیا جاسکتا۔

کشفِ کاذب اور ابن صیاد:

- کشف کاذب کی مثال جس طرح ابن صیاد یہودی سے سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تجھے کیا نظر آتا ہے۔ اس نے جواب دیا پانی کے اوپر عرش نظر آتا ہے۔ آپ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ نے فرمایا، ابلیس کا تخت سمندر پر تجھے نظر آتا ہے۔ (مشکوٰۃ قصہ ابن صیاد) یہی حال جوگیوں اور ساحروں اور پادریوں اور ملحدوں اور شیطان کے مسخروں بعض فاسق اور فاجر مسلمانوں کا ہوتا ہے۔ کشف کا ملکہ تو کسی کو حاصل نہیں ہوتا کہ ہر مسئلہ میں کشف ہو مگر ریاضتوں اور نفس کش مشقتوں سے کبھی کبھی کشف ہو جاتا ہے اور کبھی کسی انسان کا خمیر ایسا ہوتا ہے اسے کبھی کبھی کشف ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ انسان مسلمان بھی نہیں ہوتا جیسا کہ دجال اور ابن صیاد اور مسیلمہ کذاب کے واقعات سے ظاہر ہے۔ چونکہ کشف صادق اور کاذب میں اختلاط کی وجہ سے اشتباہ ہو سکتا ہے اس لیے کشف اور الہام کو حجت اور دلیل نہیں کہا جاتا۔

- یہی وجہ ہے اصحابِ کشف صحابہ کرام اور اولیاء عظام نے لوگوں کو شریعت باہرہ منورہ کی دعوت دی اور کبھی اپنے مکشوفات کی طرف نہیں بلایا۔ مثلاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں سرور دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ عمر ملھمون میں سے ہیں مگر آپ نے ہمیشہ شریعت کی طرف دعوت دی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملھمون سے تھے:

بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر۔ (بحوالہ مشکوٰۃ)

سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا، بے شک تم سے پہلی امتوں میں محدث اور ملھمون (الہام کردہ) لوگ ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی ایک محدث اور ملہم ہے تو بے شک وہ عمر ہے۔ مسلم شریف میں ہے کہ ابن وہب نے کہا محدثون کا معنی ملھمون ہے۔ (حاشیہ نمبر اس، ص:۱۰۶)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کشف کے حجت نہ ہونے پر دلائل:

نبراس میں الہام کی حجت کے بطلان پر کشف المنار سے دلائل نقل کیے گئے ہیں۔ مثلاً ایک یہ کہ قرآن مجید میں ہے "قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ" (سورہ بقرہ: ۱۱۱) (فرمادو لاؤ تم اپنی دلیل اگر تم صادق ہو" اگر الہام حجت ہوتا تو کافر کہہ سکتے تھے ہمیں الہام ہوا ہے، اگر الہام حجت ہو تو کفار کا عجز ثابت نہیں ہوگا۔

• دوم یہ کہ دل میں اترنے والے امر میں یہ بھی احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے اور ہو سکتا ہے شیطان کی طرف سے ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "إِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلَىٰ أَوْلِيَاءِهِمْ" (سورہ انعام: ۱۲۱) (بیشک شیاطین اپنے دوستوں کو وسوسے ڈالتے ہیں) اور ہو سکتا ہے نفس کا وسوسہ ہو۔ قرآن مجید میں ہے "وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ" (سورہ ق: ۱۶) (اور ہم جانتے ہیں وہ جس کے ساتھ اس کا نفس وسوسہ ڈالتا ہے) لہٰذا قطعی طور تمیز نہیں ہوگی اس لیے الہام حجت نہیں ہو سکتا۔ اگر صوفیاء کرام کی بتائی گئی علامتوں میں سے الہام من جانب اللہ ہونے کا علم حاصل ہو جاتا تو پھر استدلال سے علم حاصل ہوا نہ کہ الہام سے۔

• سوم سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا "مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهٖ فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ" (یعنی جس شخص نے اپنی خواہش سے قرآن کی تفسیر کی اس کی جگہ جہنم ہے) مگر تفسیر یعنی تاویل بالراء جو دلائل اور قواعدِ شرعیہ سے مستفاد ہو اس کے جواز پر توامت کا اجماع ہے لہٰذا بغیر دلائل اور قواعد شرعیہ یا خود ساختہ رائے کے پردے میں تفسیر باعثِ جہنم ہے۔

• رائے سے تاویل کرنے کی مذمت کی گئی ہے اور ایسا شخص جہنمی ہوگا۔ حدیث شریف میں تفسیر سے مراد تاویل بالراء ہے۔ تفسیر اور تاویل میں فرق ہے۔ تفسیر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس مفہوم کو کہا جاتا ہے جو مفہوم منقول روایات سے ثابت ہو قرآنی کلمات کا ترجمہ، احادیث میں ذکر کردہ معانی سے کیا جائے اور تاویل اس مفہوم کو کہا جاتا ہے جو علمائے مفسرین کی شرائط کے مطابق عقلی دلائل سے بیان کیا جائے ایسی تاویل بالراء جائز ہے اور ایسی تاویل کرنے کا مجاز وہ شخص ہے جو کہ کم از کم تیرہ علومِ عربیہ کا ماہر ہو اگر مفہوم بیان کرنے والا شخص ان علوم سے جاہل ہے اس کی تاویل بالراء جہنم کے دخول کا باعث ہوگی۔ (آلوسی)

• اگر کوئی صاحبِ کشف شخص حقیقی وجود کے ساتھ دو موجود ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے۔ مثلاً کوئی شخص کہتا ہے، ممکنات اپنے وجود میں اللہ تعالیٰ کے محتاج نہیں، ممکنات کا وجود بھی حقیقی ہے، غیر مخلوق ہے، وہ کافر اور مشرک ہے۔

امام غزالی کا وحدۃ الوجود کے بارے میں قول:

• امام غزالی فرماتے ہیں:

اِنَّهٗ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی لَا مَوْجُوْدَ سِوَاهُ اِلَّا وَ هُوَ حَادِثٌ بِفِعْلِهٖ وَ فَائِضٌ مِنْ عَدْلِهٖ (تا) فَكُلُّ مَا سِوَاهُ مِنْ اِنْسٍ وَّ جِنٍّ وَّ مَلَكٍ وَّ شَيْطَانٍ وَّ سَمَاءٍ وَّ اَرْضٍ وَّ حَيَوَانٍ وَّ نَبَاتٍ وَّ جَمَادٍ وَّ جَوْهَرٍ وَّ عَرَضٍ وَّ مُدْرَكٍ وَّ مَحْسُوْسٍ حَادِثٌ اِخْتَرَعَهٗ بِقُدْرَتِهٖ بَعْدَ الْعَدَمِ اِخْتِرَاعًا وَ اَنْشَاَهٗ اِنْشَاءً بَعْدَ اِنْ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا اِذْ كَانَ مَوْجُوْدًا وَحْدَهٗ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهٗ غَيْرُهٗ۔ (احیاء العلوم)

ترجمہ: بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی موجود نہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے فعل سے حادث اور پیدا ہونے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عدل سے اس پہ وجود کا فیضان ہوا ہے (تا) پس ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے سواء ہے، انسانوں اور جنوں اور فرشتوں اور شیاطین اور آسمان اور زمین اور جانور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور نباتات اور جمادات اور جوہر اور عرض اور غیر محسوس اور محسوس حادث ہے عدم کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی قدرت سے پیدا فرمایا اور وجود عطا فرمایا۔ اس کے بعد کہ وہ حادث پہلے کچھ نہ تھا جبکہ اللہ تعالیٰ موجود تھا، اس کا غیر موجود نہ تھا۔

واجب اور ممکن کا اتحاد باطل ہے:

• اگر کوئی صاحبِ کشف شخص عقیدہ رکھتا ہے ممکن اور واجب یعنی اللہ تعالیٰ میں عینیت ہے یعنی ایک ہی ذات کا نام واجب اور ممکن ہے یا واجب اور ممکن میں اتحاد ہے، یہ بھی کفر ہے کیونکہ ممکن کا وجود اور عدم دونوں ضروری نہیں اور واجب کا وجود ضروری ہے۔ ممکن حادث اور مسبوق بالعدم ہے اور واجب قدیم اور غیر مسبوق بالعدم ہے۔ لہٰذا یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ ایک ذات کے دو نام ہیں یا وجود میں متحد ہیں، یہ کفر ہے۔ اسی طرح یہ کہنا میرا پیر اور مرشد خدا اور اللہ تعالیٰ ہے، کفر ہے۔ عیسائی اس لیے کافر ہیں، وہ کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ ایک ذات کا نام ہے۔ اقانیم ثلثہ یعنی سیدہ مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے مجموعہ کو خدا مانتے ہیں۔

"خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ" کا جواب:

• اگر سوال کیا جائے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق حدیث شریف میں وارد ہے "خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ" اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا، اس حدیث شریف سے معلوم ہوا حضرت آدم علیہ السلام کی صورت اللہ تعالیٰ کی صورت ہے یعنی اللہ تعالیٰ اور حضرت آدم علیہ السلام ہم شکل ہیں یا یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں ظہور فرمایا۔

• جواب: ہمارے علماء نے فرمایا، اللہ تعالیٰ صورت سے پاک ہے اور العیاذ باللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت آدم علیہ السلام کی صورت اللہ تعالیٰ کی صورت نہیں ہے۔ اوّلاً بعض علماء نے فرمایا، یہ حدیث متشابہات سے ہے اور ''صورتہ'' کے کلمہ سے جو مراد ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے علم میں ہے، کسی دوسرے کو معلوم نہیں ہے۔ دوم بعض علماء نے فرمایا، صورت کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف تشریف اور تکریم کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی صورت جو کہ مخلوق ہے، کی نسبت اپنی طرف فرما کر حضرت آدمؑ کو شرف بخشا۔ جس طرح بیت اللہ (اللہ تعالیٰ کا کمرہ) میں اضافت تشریف اور تکریم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ گھر اور کمروں سے پاک ہے۔ اس بیت اللہ کی نسبت جو کہ اس کی مخلوق ہے، کی اپنی طرف نسبت فرما کر بیت اللہ کو شرف بخشا۔ اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کے لیے فرمایا ''نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ'' (اور ہم نے حضرت آدم علیہ السلام میں اپنی روح پھونکی) حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا ''روح اللہ'' حالانکہ حضرت عیسیٰ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔

''نورہ'' اور ''ناقۃ اللہ'' میں اضافت تشریف کی ہے:

- اسی طرح حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ہمارے آقا سرورِ دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ كُلِّهَا نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُّوْرِهٖ

اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

''نورہ'' میں اضافت تشریف اور تکریم کی ہے کہ نورِ مصطفےٰ ﷺ جو کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور پیدا کردہ ہے اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور آپ ﷺ کو شرف بخشا۔ قرآن مجید میں حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے لیے فرمایا گیا:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"نَاقَةُ اللّٰهِ وَ سُقْیَاهَا" (اللہ تعالیٰ کی ناقہ اور اس کے پانی سے دور رہو)۔ حجرِ اسود کے لیے حدیث شریف میں "یَمِیْنُ اللّٰہِ" (اللہ تعالیٰ کا دائیاں ہاتھ) فرمایا گیا۔ قرآن مجید میں سرورِ دوعالم ﷺ کے ہاتھ کو "یَدُ اللّٰہِ" کہا گیا۔ ان مواضع میں علماء کرام یہی فرماتے ہیں کہ یہ کلمات متشابہات سے ہیں یا مؤول ہیں۔ ان کلمات میں اضافتِ تشریفیہ ہے۔ لہٰذا "صورتہ" کی اضافت بھی تشریف کی ہے۔ سوم بعض علماء نے فرمایا "صورتہ" کی کلمہ میں صورت سے مراد صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صفات پر پیدا فرمایا کہ اسے حیاۃ اور علم اور قدرۃ اور کلام اور ارادہ اور سمع اور بصر عطا فرمائے۔ چہارم بعض علماء نے فرمایا صورتہ کے کلمہ میں ضمیر کا مرجع خود حضرت آدم علیہ السلام ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو آدم علیہ السلام کی موجودہ صورت 60 گز کے طول پر پیدا فرمایا، دوسرے لوگوں کی طرح آپ کی تخلیق نہیں ہوئی کہ پہلے حمل ہوتا پھر وہ بچہ اور جوان۔ لہٰذا آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نہ ہم شکل ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کا عین ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے انسانیت کی ابتداء ہیں۔ مخلوق خالق کا عین نہیں ہو سکتی اور نہ ہم شکل اور نہ مثل۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ (سورہ مومنون: ۹۱) (مرقاۃ۔ ملا علی قاریؒ)

● اگر بعض اولیاء کرام کی عبارتوں میں بظاہر اللہ تعالیٰ کو عالم کا عین کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور عالم کے درمیان اتحاد اور عینیت ان کی مراد نہیں ہے بلکہ عین سے قوام اور وجود کی عطا مراد ہے۔ مثلاً حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت "اوجد العالم هو عینها...الخ" کی تاویل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں "هو قومها" کہ اللہ تعالیٰ نے عالم کو قوام اور وجود عطا فرمایا۔ (کلمۃ التحقیق)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ عالم مخلوق ہے، بخت اور اتفاق سے پیدا نہیں ہوا:

• بعض خام اور ان پڑھ صوفی انتہائی غلو کرتے ہوئے سرورِ دو عالم ﷺ کو بلکہ اپنے شیخ اور مرشد کو بھی اللہ تعالیٰ کا عین مانتے ہیں۔ جیسا کہ مکتوبات شریف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایسے خام اور غیر عالم صوفیوں کا رد فرمایا ہے۔

• یہاں تک یہ عقیدہ بیان کیا گیا کہ ساری کائنات اور جملہ ممکنات کا خالق ایک ہے اور وہ خالق موجود ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ کائنات بخت اور اتفاق سے پیدا نہیں ہوئی جس طرح دہری کہتے ہیں۔ الہام اور کشف کے بیان میں جملہ معترضہ کی طرح ایک شخص کے رد کا لطیفہ کی صورت میں بیان کیا گیا ہے، جس میں وجود کا مسئلہ بھی بیان کرنا پڑا۔

ملا علی قاری کا ایک کشف کا رد:

• شیخ علاء الدولہ اور حضرت عبد الرحمٰن جامی کے کشف کا رد کرتے ہوئے ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ شیخ علاء الدولہ کا اپنی کتاب ''عروۃ الوثقیٰ'' کے اپنے کشفی معلومات میں یہ کہنا کہ محمد ابن الحسن العسکری کا اختفاء اور پوشیدہ ہونا اس طرح ہوا کہ وہ پہلے ابدال میں داخل ہوئے پھر چالیس ابطال میں داخل ہوئے پھر سات سیاحین میں داخل ہوئے پھر پانچ اوتاد میں داخل ہوئے پھر تین افراد میں داخل ہوئے پھر جب علی بن حسن بغدادی انیس سال قطبیت کے مسند پر رہنے کے بعد فوت ہوگئے اور انہیں بغداد کی مسجد شونیز میں دفن کیا گیا تو حضرت محمد بن حسن عسکری قطبیت کے مسند پر متمکن ہوئے۔

• ملا علی قاری فرماتے ہیں علامہ جامی نے بھی اس پر اعتماد کیا مگر حضرت ملا علی قاری نے فرمایا، یہ شیخ علاء الدولہ کا کشف تھا اور اعتقاد کا مبنیٰ ادلہ قطعیہ ہوتے ہیں یہ کشف تو ادلہ ظنیہ میں بھی شمار نہیں ہو سکتا۔ فرماتے ہیں:

وَ لِذَا لَمْ يَعْتَبِرْ اَحَدٌ مِنَ الْفُقَهَاءِ جَوَازَ الْعَمَلِ فِي الْفُرُوْعِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْفِقْهِيَّةِ مِمَّا يَظْهَرُ لِلصُّوفِيَّةِ مِنَ الْأُمُوْرِ الْكَشْفِيَّةِ أَوْ مِنَ الْحَالَاتِ الْمَنَامِيَّةِ وَلَوْ كَانَتْ مَنْسُوْبَةً إِلَى الْحَضْرَةِ النَّبَوِيَّةِ عَلٰى صَاحِبِهَا أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَأَكْمَلُ التَّحِيَّةِ......الخ

(ص: ۳۴۴، مرقاۃ)

اور کشفی امور کے معتبر نہ ہونے کی وجہ سے کسی فقیہ نے فروعات فقہیہ میں جوازِ عمل کے لیے صوفیاء کے کشف کا یا سچے خوابوں کا اعتبار نہیں کیا اگرچہ کشف یا خواب کی نسبت سرورِ دو عالم کی طرف بھی ہو کہ انہوں نے فرمایا۔

کشف صادق کی مثالیں:

معلوم ہوا کشف صادق یا خواب کسی شرعی حکم کے لیے حجت نہیں ہوتے اور اولیاء کرام کا الہام کسی شرعی حکم کے لیے بنیاد نہیں بن سکتا اگرچہ کشف صحیح ہو۔ اہل کشف سرورِ دو عالم ﷺ کی مزار انور اور منبر کے درمیان کی جگہ کو جنت کے باغوں سے باغ دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے:

اور جیحان اور سیحان اور نیل اور فرات کی نہروں کو حدیث شریف کے مطابق دودھ اور خمر اور شہد اور پانی کی نہریں دیکھتے ہیں۔

اور حرام طعام کو نجاست دیکھتے ہیں اور شیخین کریمین حضرت ابو بکر الصدیقؓ اور عمر فاروقؓ کو سب شتم کرنے والے رافضی کو خنزیر کی صورت میں دیکھتے ہیں۔

ہمارے علماء فرماتے ہیں، یہ رویت بالکل صحیح ہے۔ یہ اہل کشف اولیاء اہل حقیقت کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان اولیاء میں ان اشیاء کی رویت پیدا فرما دیتا ہے جو عام لوگوں سے محجوب ہوتی ہیں۔ مگر حجت احادیث ہوتی ہیں، کشفی رویت نہیں ہوتی۔ لیکن کشفی رویت احول اور سرابی اور شعلہ جوالہ اور گاڑی اور سفینہ پر سوار کے لیے زمین کی حرکت کی رویت کی طرح بے بنیاد اور بالکل کالعدم نہیں ہوتی۔

(نبراس، ص: ۵۲۔ مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• شریعت مطہرہ ایک ضابطۂ حیات کا نام ہے جو قرآن اور حدیث کے ظاہری مفاہیم پر مبنی ہے۔ قرآن مجید میں ہے ''مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ مَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا'' (حشر:۷) جو چیز رسول اللہ ﷺ تمہیں عطا فرمائیں اسے پکڑ لو اور جس چیز سے تمہیں منع کریں اس سے باز آ جاؤ۔ یعنی امتِ محمدیہ قرآن اور حدیث کے ظاہری احکام کے ساتھ مکلف ہے باطنی امور اور حقائق کے ساتھ مکلف نہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کیا کشف اور الہام سے حاصل علم بھی افضل ہے:

• جی ہاں اگرچہ یہ علم احکام شرعیہ کے لیے حجت نہیں مگر نہایت فضیلت کا حامل علم ہے چنانچہ امام غزالی فرماتے ہیں، انسانی قلب میں علم کے حصول کے لیے دو دروازے ہیں۔ ایک داخلی دروازہ عالم ملکوت یعنی لوح محفوظ کی طرف کھلا ہوا ہے اور دوسرا خارجی دروازہ، حواسِ خمسہ کے ذریعہ عالمِ شہادت اور دنیا کی طرف کھلا ہوا ہے۔ قلب میں داخل دروازے سے لوحِ محفوظ اور عالمِ ملائکہ کی جانب سے علوم حاصل ہوتے ہیں اور خارجی دروازے سے حواس خمسہ کے ذریعہ عالمِ شہادت کے علوم حاصل ہوتے ہیں۔

کشف قلب کے اندرونی دروازے سے حاصل ہوتے ہیں:

• حواس کے ذریعہ حصولِ علم کسی پر مخفی نہیں اور قلب کے اندرونی دروازے سے قلب میں لوح محفوظ اور عالم غیب سے حصولِ علم مخفی راستہ ہے۔ یہ رویائے صادقہ کے عجائبات میں غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ ماضی اور مستقبل کے حالات کا حالتِ نوم میں علم حاصل ہو جاتا ہے جبکہ حواس معطل ہوتے ہیں۔ قلب کا اندرونی دروازہ ان لوگوں کے لیے کھولا جاتا ہے جو لوگ اللہ تعالی کے ذکر کے ساتھ منفرد ہوتے ہیں۔

"سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ" کا ذکر:

• چنانچہ جناب سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: "سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ" (مشکوۃ باب الدعوات) سبقت لے گئے مفردون۔ عرض کیا گیا "مَنْ هُمُ الْمُفَرِّدُوْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" (یا رسول اللہ! مفردون کون ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا "اَلْمُتَنَزِّهُوْنَ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَضَعَ الذِّكْرُ عَنْهُمْ اَوْزَارَهُمْ فَوَرَدُوْا الْقِيَامَةَ خِفَافًا" (اللہ تعالی کے ذکر سے طہارۃ اور تنزہ حاصل کرنے والے،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ کے ذکر نے ان کے بوجھوں کو اتار دیا ہے وہ قیامت کے دن ہلکے پھلکے وارد ہونگے۔) پھر سرورِ دوعالم ﷺ نے حدیث قدسی میں ان کی تعریف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ثُمَّ اَقْبِلُ بِوَجْهِيْ عَلَيْهِمْ أَ تَرٰى مَنْ وَاجَهْتُهٗ بِوَجْهِيْ يَعْلَمُ اَحَدٌ اَيُّ شَيْءٍ اُرِيْدُ اَنْ اُعْطِيَهٗ" (پھر میں ان پر اپنی ذات سے متوجہ ہونگا، کیا تو جانتا ہے جس آدمی کی طرف اپنی ذات کے ساتھ متوجہ ہونگا، کوئی جانتا ہے کہ میں نے اسے کس چیز کے عطا کرنے کا ارادہ کیا ہے۔) پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "اَوَّلُ مَا اُعْطِيْهِمْ اَنْ اَقْذِفَ النُّوْرَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَيُخْبِرُوْنَ عَنِّيْ كَمَا اُخْبِرُ عَنْهُمْ" (اول اس کا جو میں انہیں عطا کرونگا یہ کہ ان کے دلوں میں نور ڈالوں گا پس وہ میرے متعلق خبر دیں گے جس طرح میں ان سے خبر دونگا)۔

علماء اور اولیاء کے علم اور عمل میں فرق ہوتا ہے:

- امام غزالی فرماتے ہیں، حدیث میں ذکر کردہ انوار کا مدخل قلب کا اندرونی دروازہ ہے۔ اولیاء اور انبیاء کے علوم اور علماء اور حکماء کے علوم میں یہی فرق ہے کہ اولیاء اور انبیاء کو علوم قلب کے داخلی دروازے سے حاصل ہوتے ہیں، ان کے حصول میں حواس کا واسطہ نہیں ہوتا۔ یہ علوم لوحِ محفوظ اور عالمِ ملکوت سے القاء ہوتے ہیں اور علماء اور حکماء کے علوم حواسِ خمسہ کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں۔
- امام غزالی فرماتے ہیں، جس طرح اولیاء اور علماء کے علم میں فرق ہوتا ہے اسی طرح اولیاء اور علماء کے عمل میں بھی فرق ہوتا ہے۔ علماء صرف علوم حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اولیاء قلب کی جلاء اور تزکیہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب قلب جلاء اور تزکیہ سے منور ہو جاتا ہے تو اس میں براہ راست مسائل اور واقعات کا علم وارد ہونا شروع ہو جاتا ہے جس کو الہام اور کشف کہا جاتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- چنانچہ الہام اور کشف کے وجود پر قرآن اور حدیث میں دلائل موجود ہیں۔
- قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ۔
(سورۃ عنکبوت: ۶۹)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ہماری معرفت میں مجاہدے کرتے ہیں، ہم انہیں ضرور اپنے راستوں کی ہدایت اور معرفت دیں گے اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

- تفسیر بیضاوی میں مصنف نے بیان فرمایا، ہدایت کا چوتھا قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پوشیدہ امور کا لوگوں کے قلوب پر کشف فرمادے اور اشیاء جس طرح نفس الامر میں ہیں اسی طرح انہیں دکھادے۔ کشف وحی کے ساتھ ہو یا الہام کے ساتھ یا سچے خوابوں کے ساتھ، فرمایا یہ ہدایت انبیاء اور اولیاء کے ساتھ خاص ہے۔ یہی ہدایت "اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ" (سورۃ انعام: ۹۰) سے مراد ہے۔ (ترجمہ: اور یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی پس ان کی ہدایت کے ساتھ آپ ان کی اقتداء کریں۔)
- معلوم ہوا ہر حکمت کی بات جو دل میں بغیر تعلم کے کثرۃ عبادت اور دوامِ عبادت کی وجہ سے واقع ہوتی ہے، وہ کشف اور الہام ہوتا ہے۔
- جناب سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ وَ وَفَّقَهُ فِيْمَا يَعْلَمُ حَتّٰى يَسْتَوْجِبَ الْجَنَّةَ۔ (احیاء ۳/۲۳ دار المعرفت بیروت)

ترجمہ: جس شخص نے علم کے مطابق عمل کیا اللہ تعالیٰ اسے ان چیزوں کے علم کا وارث فرمائے گا جن کو وہ نہیں جانتا تھا اور اسے اللہ تعالیٰ اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے گا حتی کہ وہ شخص جنت کا مستحق ہو جائے گا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا۔ (سورۃ طلاق: ۲)

ترجمہ: اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرا اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے مخرجاً پیدا فرمائے گا۔

یعنی شکوک اور شبہات سے الہام اور کشف کے ذریعے اسے نکال دے گا۔

پھر فرمایا:

یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔ (طلاق: ۳)

ترجمہ: اور اسے الہام اور کشف کے ذریعے بغیر تعلّم کے علم عطا فرمائے گا۔

- اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ (سورۃ انفال: ۲۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے فرقان پیدا فرمائے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا اور تمہاری مغفرت فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ عظیم فضل کرنے والا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے لیے نور پیدا فرمائے گا جس سے حق اور باطل میں فرق واضح ہو جائے گا اور آدمی شکوک اور شبہات سے نکل جائے گا۔ اس نور سے مراد الہام اور کشف ہے۔ اور جناب سرورِ دو عالم ﷺ اپنی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے اسی نور کا سوال کیا کرتے تھے۔ دعا:

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا وَّ زِدْنِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ لِّیْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ قَبْرِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا .... الخ۔

ترجمہ: اے اللہ! مجھے نور عطا فرما اور میرے نور میں زیادتی فرما اور میرے دل میں نور پیدا فرما اور میری قبر میں نور اور میری سماعت میں نور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور میری بصارت میں نور۔

حتی کہ فرماتے:

وَفِیْ شَعْرِیْ وَبُشْرِیْ وَفِیْ لَحْمِیْ وَفِیْ عِظَامِیْ نُوْرًا۔

یعنی اور میرے بالوں اور جلد اور گوشت اور خون اور ہڈیوں میں نور پیدا فرما۔

دل میں نور سے مراد کشف اور الہام ہے۔(احیاء)

- حضرت ابوالدرداءؓ فرمایا کرتے تھے:

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ یَّنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ رَقِیْقٍ وَاللّٰہِ اَنَّہٗ لَلْحَقُّ یُقْذِفُہُ اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِھِمْ وَیُجْرِیْہِ عَلٰی اَلْسِنَتِھِمْ۔

ترجمہ: مومن وہ ہے جو باریک پردوں کے پیچھے اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے اور اللہ کی قسم بے شک حق اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دل میں نور ڈالتا ہے اور ان کی زبانوں پر جاری کرتا ہے۔

- جناب سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:

اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

ترجمہ: مومن کی فراست سے ڈرو، بیشک مومن اللہ تعالیٰ کے نور کے ساتھ دیکھتا ہے۔

یہاں فراست سے مراد الہام ہے۔(احیاء)

- قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ۔(سورۃ حجر:۷۵)

ترجمہ: بیشک اس میں اصحابِ عقل کے لیے علامتیں ہیں۔

اس آیت میں توسم سے الہام اور کشف کی طرف اشارہ ہے۔(احیاء)

- حضرت حسن بصریؒ نے جناب سرورِ دو عالم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ فَعِلْمٌ بَاطِنٌ فِي الْقَلْبِ فَذَالِكَ هُوَ الْعِلْمُ النَّافِعُ۔

ترجمہ: علم دو علم ہیں۔ پس علمِ باطن دل میں ہے پس یہی علمِ نافع ہے۔

بعض علماء نے فرمایا علمِ باطن سے مراد وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے دل میں ڈالتا ہے، اس پر نہ فرشتوں کو مطلع کرتا ہے اور نہ آدمیوں کو۔ (یعنی الہام کے ذریعے) (احیاء)

- سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ مِنْ اُمَّتِيْ مُحَدَّثِيْنَ وَمُعَلِّمِيْنَ وَمُكَلَّمِيْنَ وَاِنَّ عُمَرَ مِنْهُمْ۔

ترجمہ: بیشک میری امت میں محدثین (یعنی ملہمین) اور معلمین اور مکلمین (جن سے کلام کیا جاتا ہے) ہونگے، بیشک عمر انہی میں سے ہے۔

محدث وہ آدمی ہوتا ہے جسے الہام اور کشف ہوتا ہے۔ حضرت عمر صاحبِ کشف تھے۔

- الہام اور کشف سے حاصل علم علمِ ربانی ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں "وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا" (سورہ کہف: ۶۵) (ہم نے ان کو اپنی جانب سے علم عطا فرمایا)۔ علم لدنی وہ علم ہوتا ہے جو تعلم خلق سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ دل میں الہام اور القاء ہوتا ہے۔ (احیاء العلوم، ج ۳، ص: ۲۳-۲۴، مکتبہ دار المعرفت بیروت)

- ان آثار اور اخبار اور آیات سے کشف کے وجود اور حق ہونے کے شواہد موجود ہیں لہٰذا کشف کا انکار ضلال اور گمراہی ہے۔

کشف واقعات کی روشنی میں:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا کشف:

- حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت اپنی بیٹی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وراثت کے سلسلے میں فرمایا: "اِنَّمَا هُمَا اَخُوَاكِ وَاُخْتَاكِ" (بیشک وہ تیرے بھائی اور تیری دو بہنیں وارث ہیں۔) اسوقت چونکہ آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی حاملہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھی، اس وقت حضرت عائشہؓ کی ایک بہن سیدہ اسماء بنت ابی بکر موجود تھیں، بعد میں دوسری بہن ام کلثوم متولد ہوئیں۔ حضرت ابو بکر صدیق کو کشف ہو گیا تھا کہ میری بیوی کے پیٹ میں بیٹی ہے اس لیے آپ نے حضرت عائشہؓ کو فرمایا، تیری دو بہنیں ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کشف:

• حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں خطاب فرما رہے تھے، ہزاروں میل دور اسلامی مجاہدین نہاوند شہر میں کافروں سے قتال فرما رہے تھے۔ ان کے کمانڈر کا نام ساریۃ تھا۔ حضرت عمرؓ نے مدینہ منورہ سے دورانِ خطاب فرمایا "یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ" (اے ساریہ پہاڑ کو لازم پکڑو) مجاہدین نے پہاڑ کا سہارا لیا، اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب فرمائی۔ ایک ماہ بعد مجاہدین واپس آئے اور بیان کیا کہ ہم نے نہاوند میں حضرت عمرؓ کی آواز سنی تھی اور عمل کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔ (احیاء، ۲۵/۳ دار المعرفت)

حضرت عمرؓ کو کشف کے ذریعہ سارا معاملہ منکشف ہو گیا تھا اس لیے آپ نے ساریہ کو آواز دی، وہاں آپ کی آواز کا پہنچنا آپ کی کرامت تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کشف:

• حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں، میں حضرت عثمانؓ کے پاس حاضر ہوا، میں نے راستہ میں ایک عورت کے محاسن کو غور سے دیکھا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا، تمہارا ایک ہمارے پاس آتا ہے جبکہ اس کی آنکھوں پر زنا کا اثر ظاہر ہوتا ہے، کیا تو نہیں جانتا آنکھوں کا زنا نظر ہے۔ آپ نے فرمایا: اے انس! توبہ کر ورنہ تمہیں سزا دوں گا۔ حضرت انسؓ عرض کرتے ہیں، کیا نبی ﷺ کے وصال کے بعد وحی جاری ہے؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: وحی نہیں مگر بصیرۃ اور فراستِ صادقہ ہے۔ یعنی کشف اور الہام سے غیبی امور کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ علم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کشف سے حاصل ہوا۔

حضرت ابو سعید خراز کا بیان:

- حضرت ابو سعید خراز بیان کرتے ہیں، میں مسجد حرام میں داخل ہوا تو ایک فقیر کو دیکھا جس کے بدن پر دو چھوٹے چھوٹے پرانے کپڑے موجود تھے۔ میں نے دل میں کہا، یہ فقیر اور اس جیسے فقراء لوگوں پر بوجھ ہیں۔ فقیر نے بلند آواز سے پکار کر مجھے کہا "وَ اعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ" (بقرہ: ۲۳۵) (اور جان لو بیشک جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے، اللہ تعالی جانتا ہے، پس اس سے ڈرو۔) حضرت ابو سعید فرماتے ہیں، میں نے دل میں فوراً استغفار کیا، پھر اس فقیر نے آواز دی، فرمایا:

> "هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ" (سورہ شوریٰ: ۲۵)
>
> ترجمہ: اللہ وہ ہے جو توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں سے اور برائیوں کو معاف فرماتا ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو وہ جانتا ہے۔

پھر وہ شخص غائب ہو گیا۔ وہ فقیر صاحبِ کشف تھا جسے ابو سعید خراز کے دل میں گھومنے والے خیالات کا کشف ہو گیا تھا۔ (احیاء العلوم: ۳/۲۵)

- امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں کشف کے سلسلہ میں متعدد حکایات ذکر فرمائی ہیں مگر آخر میں فرماتے ہیں، کشف کی حکایات حصر سے خارج ہیں مگر کشف کے منکر کو حکایت سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ جو شخص اصل کشف کا منکر ہے وہ کشف کی حکایات کا بھی انکار کر دے گا لہٰذا جب تک منکر خود صاحبِ کشف نہ ہو جائے وہ کشف کا انکار کرتا رہے گا۔

کشف پر دلیل:

- کشف کے وجود پر دلیل قطعی جس کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا، دو امر ہیں:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اول رؤیا صادقہ کے عجائب یہ کہ جب نیند میں امورِ غیبیہ کا کشف ہو سکتا ہے تو حالتِ یقظہ اور بیداری میں امورِ غیبیہ کا کشف کیوں نہیں ہو سکتا۔ دوسرا امر سرورِ دوعالم ﷺ کی غیب کی خبریں جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔ جب نبی کریم ﷺ کے لیے امورِ غیبیہ کا کشف ثابت ہے تو آپ کی نیابت میں آپ کی امت کے اولیاء کے لیے بھی کشف ثابت ہوگا۔ لہٰذا جو شخص انبیاء عظام علیہم السلام اور رؤیائے صادقہ پر ایمان رکھتا ہے وہ لامحالہ کشف کا اقرار کرے گا۔

حضرت جنید رحمہ اللہ کے کشف کا بیان:

• امام اہلسنت الشاہ مولانا احمد رضا خان اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے ملفوظات شریف میں تفصیلاً اور احیاء العلوم میں اجمالاً مذکور ہے کہ بغداد شریف میں ایک مجوسی نے حدیث ''اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ'' (مومن کی فراست سے ڈرو بیشک مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے) پڑھی تو کپڑوں کے نیچے زنار (کفر کی علامت دھاگہ کی ڈوری) باندھ کر بغداد کے علماء کے پاس جا کر ہر ایک سے اس حدیث کا مفہوم پوچھا، ہر عالم نے اس کا لفظی مفہوم بیان کر دیا۔ جب مجوسی حضرت جنید بغدادی کی بارگاہ میں پہنچا، ان سے اس حدیث کا مفہوم پوچھا تو آپ نے فرمایا، اس کا مفہوم یہ ہے کہ کپڑوں کے نیچے بندھا زنار توڑ دو، کفر چھوڑ دو اور اسلام قبول کر لو۔ مجوسی فوراً مسلمان ہو گیا اور اس نے عرض کیا، حضرت میں نے بغداد کے بڑے بڑے علماء سے اس حدیث کا مفہوم دریافت کیا مگر کسی نے اس طرح بیان نہیں کیا جس طرح آپ نے بیان فرمایا۔ کیا وہ علماء نہیں ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا، وہ علماء مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور وہ اس حدیث کا مفہوم سمجھتے تھے لیکن آپ کی ہدایت میرے ہاتھ پر لکھی تھی اس لیے میں نے اس کا صحیح مفہوم بیان کر دیا اور ان علماء نے بیان نہیں کیا۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

● فقیر صادق اور عالم متکبر میں یہی فرق ہوتا ہے کہ فقیر انکسار کا پیکر ہوتا ہے اور عالم غرور میں گرفتار ہوتا ہے۔ اگر حضرت جنید بغدادیؒ کی جگہ کوئی متکبر عالم ہوتا تو وہ کہتا، ہاں سب سے بڑا عالم میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ انکساری اور عاجزی عطا فرمائے۔

● اس حکایت میں بھی کشف کا ذکر ہے جس کو امام غزالی اور اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمایا ہے۔

کشف کے دو مرحلے ہوتے ہیں:

● حضرت عبدالعزیز دباغ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تفسیر ابریز شریف میں کشف کی حکایات کثیرہ منقول ہیں۔ انہوں نے کشف کے متعلق فرمایا کہ کشف کے دو مرحلے ہوتے ہیں۔ ابتدائی اور ثانوی۔ ابتدائی کشف میں کائنات میں موجود امور کی ذوات مکشوف ہو جاتی ہیں۔ سماوات سبعہ اور ان میں موجود امور اور زمین اور زمین میں موجود امور اور لوگوں کے اعمال اور افعال دور دراز مواضع سے مکشوف ہو جاتے ہیں اور ماضی اور مستقبل کے امور وغیرہا منکشف ہو جاتے ہیں۔ دیواریں اور بُعد زمانہ ان کے لیے حجاب نہیں ہوتا۔ ایسا کشف باطن کے تصفیہ اور تزکیہ سے حاصل ہو جاتا ہے مگر اس کشف میں غیر مسلم اور مسلم برابر ہوتے ہیں۔ اسی کشف کے متعلق کہا جاتا ہے "اَلْکَشْفُ اَضْعَفُ دَرَجَاتِ الْوِلَایَۃِ" (کشف ولایۃ کے درجات سے ضعیف ترین درجہ ہے)۔ کیونکہ اہلِ باطل کو بھی تصفیہ اور تزکیہ قلب سے یہ کشف حاصل ہو سکتا ہے اس لیے اضعف ہے۔ دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ کشف میں اللہ تعالیٰ کے اسرار کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اولیاء کرام سے ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ بُعد مسافت کے باوجود اولیاء سے مکالمہ ہوتا ہے۔ قبروں کے اوپر مومنوں کی روحیں نظر آتی ہیں اور سرورِ دو عالم ﷺ کے گنبدِ خضراء پر انوار نظر آتے ہیں اور بیداری میں سرورِ عالم ﷺ کا دیدار ہو جاتا ہے۔ ایسا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کشف غیر مسلموں کو حاصل نہیں ہو سکتا اگرچہ کتنا ہی تصفیہ اور تزکیہ حاصل کرلیں۔ جب بیداری میں سرورِ دوعالم ﷺ کی زیارت نصیب ہو جائے، انسان کو شیطان کے مکر سے امان حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ سرورِ دوعالم ﷺ رحمت ہیں اور شیطان رحمت کی ضد ہے لہٰذا دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ پھر اس کشف میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے اسرار اور محبت کے انوار نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ کشف حق اور باطل کے درمیان فاصل ہوتا ہے لیکن پہلا کشف غیر مسلموں کو بھی حاصل ہو سکتا ہے چنانچہ اہلِ باطل قلب کی صفائی کے بعد پانی پر چلنے اور ہوا میں اڑنے اور غیب سے رزق حاصل ہونے جیسے امور پر قادر ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابراہیم خواص اور یہودیوں کا واقعہ:

• حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ایک یہودی حضرت ابراہیم خواص کے ساتھ کشتی میں سوار ہوا، جب دونوں میں تعارف ہو گیا، یہودی کہنے لگا اگر آپ کا دین صادق ہے تو آپ پانی پر چل کر دکھائیں یا میں چل کے دکھاتا ہوں۔ چنانچہ یہودی پانی میں اتر کر پانی پر چلنے لگا۔ حضرت ابراہیم خواص نے دل میں کہا "واذلاہ" (اگر یہودی غالب ہو گیا تو بڑی ذلت اور رسوائی ہو گی) پھر آپ بھی پانی میں اتر گئے، آپ بھی اللہ تعالیٰ کی اعانت سے اسی طرح چلنے لگے جس طرح یہودی چل رہا تھا۔ پھر سمندر سے باہر آئے تو یہودی نے کہا، اگر اجازت ہو تو میں آپ کے ساتھ سفر کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ٹھیک ہے۔ یہودی نے کہا، شرط یہ ہے کہ آپ مساجد میں نہیں جائیں گے کیونکہ میں مساجد پسند نہیں کرتا اور ہم کنائس میں بھی داخل نہیں ہوں گے کیونکہ کنائس کو آپ پسند نہیں کرتے اور کسی شہر میں بھی داخل نہیں ہوں گے تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ یہودی اور مسلمان اکٹھے سفر کر رہے ہیں، بیابانوں اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جنگلوں میں سفر کریں گے اور اپنے ساتھ راشن لے جانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم خواصؒ نے فرمایا، مجھے منظور ہے۔ دونوں تین دن تک بیابانوں اور جنگلوں میں فاقہ کے ساتھ سفر کرتے رہے، کوئی چیز کھانے کی نہ ملی۔ ایک دن دونوں بیٹھے تھے کہ ایک کتا یہودی کے لیے ظاہر ہوا، اس کے منہ میں تین روٹیاں تھیں۔ کتے نے تینوں روٹیاں یہودی کے سامنے رکھ دیں اور چلا گیا۔ حضرت ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں، یہودی نے مجھے روٹی کھانے کی دعوت نہ دی، میں اسی طرح بھوکا رہا۔ پھر ایک خوبصورت نوجوان ظاہر ہوا جو خوشبو سے مہک رہا تھا اور نہایت حسین چہرہ اور پرکشش شخصیت کا مالک تھا، اس کے ہاتھ میں کھانا تھا، کھانا اتنا اچھا تھا کہ اس سے پہلے میں نے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے میرے سامنے کھانا رکھا اور چلا گیا۔ میں نے یہودی سے کہا، آیئے کھانا کھائیں۔ اس نے کھانے سے انکار کر دیا۔ میں نے پیٹ بھر کے کھانا کھالیا تو یہودی کہنے لگا، اے ابراہیم! ہمارا دین اور آپ کا دین حق ہے، دونوں واصل الی الحق اور باثمرۃ ہیں مگر تمہارا دین نہایت لطیف اور پاکیزہ ہے اور احسن ہے۔ کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں آپ کے دین میں داخل ہو جاؤں۔ حضرت ابراہیم نے اسے کلمہ پڑھایا اور وہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ پھر وہ یہودی نہایت محققین اصحابِ تصوف سے شمار کیا جاتا تھا۔ حضرت عبدالعزیز دباغ فرماتے ہیں، شیاطین یہودیوں کی مدد کرتے ہیں، وہ گمان کرتے ہیں کہ ہمارا دین بھی حق ہے اور اس کا بھی کوئی ثمرہ ہے۔ لہٰذا کشف کے پہلے مرتبہ پر فائز ہونے سے فریب نہیں کھانا چاہیے۔

(ملخص از ابریز، ص: ۴۳۲)

• الحمدللہ! کشف حق ہے اور اس کا منکر گمراہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایمان کا دوسرا رکن

اللہ تعالیٰ کی صفات کی تصدیق اور اقرار ہے

اللہ تعالیٰ کی صفات کی تصدیق ایمان کا جز ہے:

• اللہ تعالیٰ کی صفات کی تصدیق کے لیے دس امور کا علم ہونا ضروری ہے، وہ دس امور یہ ہیں:

قدرۃ کی تصدیق:

• پہلا امر یہ ہے کہ آدمی کو علم اور تصدیق ہو کہ اس کائنات کا خالق قادر ہے عاجز نہیں ہے اور تصدیق ہو یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک "وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" صادق ہے کیونکہ اس کائنات کا مستحکم نظام دلالت کرتا ہے کہ ایسے نظام کا خالق عاجز نہیں ہو سکتا مثلاً اگر کوئی نہایت خوبصورت پرنٹ پھول دار کپڑے کو دیکھے تو اسے ماننا ہوگا کہ اس کپڑے کا بنانے والا میت یا عاجز نہیں تھا۔ لہٰذا اس امر کی تصدیق کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اور قدرت اس کی صفت ہے یہ ایمان کا رکن ہے۔ قدرت کی ضد عجز ہے، اللہ تعالیٰ عجز سے پاک ہے۔ مگر علماء ہی سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا تعلق صرف ممکنات کے ساتھ ہی ہوتا ہے اور وہ امور جو معدوم محض اور محال ہیں اور ان کا معدوم رہنا ضروری ہے اور ان کا وجود ممتنع ہے وہ اللہ کی قدرت کے تحت داخل نہیں ہیں مثلاً شریک الباری اور اجتماع نقیضین کہ ایک چیز انسان اور لا انسان ہونا یا ارتفاع نقیضین یہ کہ وہ نہ انسان ہو اور نہ لا انسان ہو، امکان کذب باری تعالیٰ اور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر محال ہے اور تمام نقائص جو ذات باری کے لیے نقص ہوں سب محالات میں داخل ہیں اور تحت القدرت نہیں ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی خود صفات مبارکہ مقدورات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باری تعالیٰ میں داخل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں مختار نہیں ہے کیونکہ ہر وہ چیز جو اختیاری اور مقدور ہونے کی صلاحیت رکھتی ہو وہ ممکنات سے ہوتی ہے اور اس کا عدم بھی جائز ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ اگر صفات باری تعالیٰ کا عدم جائز ہو تو نقائص اور محالات لازم آئیں گے مثلاً قدرت کی ضد اور قدرت کا عدم عجز ہے اور حیات کی ضد اور حیات کا عدم موت ہے اور ارادہ کی ضد اور عدم اضطرار اور عدم اختیار ہے اور علم کی ضد اور عدم جہل ہے اور کلام کی ضد اور عدم بکم اور گونگا ہونا ہے اور سمع کی ضد اور عدم بہرہ ہونا ہے اور بصر کی ضد اور عدم نابینا ہونا ہے۔ اگر صفات باری تعالیٰ تحت القدرۃ ہوں تو ذات کے مرتبہ میں ذات باری تعالیٰ کا مذکورہ صفات کی اضداد اور نفی سے اتصاف لازم آئے گا لہٰذا صفات تحت القدرت نہیں ہیں۔ تفصیل عقائد کی کتب میں ملاحظہ فرمائیں۔

علم کی تصدیق:

• دوسرا امر یہ کہ آدمی کو تصدیق اور علم ہو کہ اللہ تعالیٰ جمیع موجودات کا عالم ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم کائنات کے ہر ذرہ کو محیط ہے اور محالات و معدومات بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں داخل ہیں۔ محالات قدرت کے تحت تو داخل نہیں تھے مگر علم کے تحت داخل ہیں یعنی علم اپنے متعلقات کے لحاظ سے قدرت سے عام ہے اگرچہ ذات کے لحاظ سے دونوں مساوی ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ لَا اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔ (سورۃ سبا:۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے علم سے زمین اور آسمانوں میں کسی ذرہ کا مقدار غائب نہیں ہے اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زائد، کوئی چیز نہیں مگر کتاب روشن میں ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور فرمایا:

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ (سورۃ بقرہ، آیت: ۲۹)

وہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔

اور فرمایا:

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ۔ (سورۃ تبارک، آیت ۱۴)

ترجمہ: کیا وہ اپنی تخلیق اور مخلوق کو نہیں جانتا جس نے مخلوق کو پیدا فرمایا وہ لطیف اور خبیر ہے۔

یعنی خالق مخلوق کو نہ جانے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

صفتِ حیات کی تصدیق:

• تیسرا امر یہ کہ آدمی اس بات کی تصدیق ہو کہ اللہ عزوجل حیّ یعنی زندہ ہے کیونکہ جس ذات کا قادر اور عالم اور مدبر ہونا ثابت ہو وہ زندہ ہوتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ ازلی ابدی حیات کے ساتھ زندہ ہے۔ حیات کی ضد موت ہے، اللہ تعالیٰ موت سے پاک ہے۔

صفت ارادہ کی تصدیق:

• چوتھا امر یہ کہ اس بات کی تصدیق ہو کہ اللہ تعالیٰ مرید اور صاحبِ ارادہ ہے۔ اپنے افعال ارادہ کے ساتھ پیدا کرتا ہے اور کوئی ممکن موجود ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے بغیر پیدا ہو خواہ وہ ممکن موجود ذات ہو یا فعل، وہ فعل ذوی العقول کی طرف منسوب ہو یا غیر ذوی العقول کی طرف منسوب ہو۔ کیونکہ ہر فعل کی دو طرفین ہوتی ہیں، وجود اور عدم۔ اور قدرۃ اور علم کی نسبت فعل کے وجود اور عدم دونوں کی طرف برابر ہے لہٰذا ایک ایسی صفت کا ہونا ضروری ہے جو جانب وجود کو ترجیح دے اور وہ ارادہ ہے۔ ارادہ کی ضد اضطرار اور سلبِ اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ اضطرار سے پاک ہے، وہ "فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ" (سورہ البروج: ۱۶) ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سمع اور بصر کی تصدیق:

• پانچواں اور چھٹا امر یہ کہ آدمی کو اس بات کی تصدیق ہو کہ اللہ تعالیٰ سمیع اور بصیر ہے۔ اس کی رویت سے قلوب کے خواطر اور وہم کے تفکرات بھی مخفی نہیں اور تاریک رات میں سیاہ پتھر پر سیاہ چیونٹی کے چلنے کی آواز بھی اس کی سمع سے خارج نہیں۔ وہ تمام مسموعات کا اپنی شان کے مطابق سامع ہے اور تمام مبصرات کا اپنی شان کے مطابق بصیر ہے لیکن اللہ تعالیٰ آنکھوں اور کانوں کے آلات سے پاک ہے جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے افعال میں ہاتھوں کا محتاج نہیں اور علم میں دل اور دماغ کا محتاج نہیں بلکہ ان آلات سے پاک ہے اسی طرح بصر اور سمع میں اللہ تعالیٰ سمع اور بصر کے آلات سے پاک ہے۔

صفت کلام کی تصدیق:

• ساتواں امر یہ کہ اس امر کا یقین ہو اللہ تعالیٰ متکلم ہے مگر ایسے کلام کے ساتھ متکلم ہے جو کلام اصوات اور حروف سے مرکب نہیں کیونکہ اصوات اور حروف سے مرکب کلام حادث ہوتا ہے اور کلام حادث اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہو سکتی لہٰذا اللہ تعالیٰ اس کلام قدیم کے ساتھ متکلم ہے جو حروف اور اصوات سے پاک ہے اور وہ کلام اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی دو اقسام ہیں: کلام نفسی اور کلام لفظی۔ لفظی کلام کو کلام اللہ کہنا مجاز ہے۔ کلام نفسی قدیم ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور صوت اور حروف سے پاک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور کلام لفظی حادث ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں بلکہ مخلوق ہے اور مخلوق کے ساتھ قائم ہے اور اصوات اور حروف سے مرکب ہے۔ انسان کی زبان پر جاری کلام اللہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے مگر اسے اللہ تعالیٰ کا کلام کہنا مجازاً ہے کیونکہ یہ تو انسان کا کلام ہے اور یہ کلام لفظی ہے۔ اس کلام لفظی کی کلام نفسی پر التزامی دلالت ہے جیسے دھویں کی آگ پر التزامی دلالت ہے کہ دھویں کو دیکھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کر آگ کا علم آجاتا ہے۔ دھواں نہ آگ کا عین ہے اور نہ جز ہے اسی طرح کلام لفظی جو انسانوں اور جنوں اور فرشتوں کی زبانوں پر جاری ہوتا ہے، یہ کلام نفسی کا نہ عین ہے اور نہ جز ہے، کلام نفسی بسیط ہے، اجزاء اور ترکیب سے پاک ہے اور کلام لفظی اجزاء سے مرکب ہے۔ شرح عقائد میں مذکور ہے:

وَ هُوَ الْقُرْآنُ الَّذِیْ کَلَامُ اللهِ تَعَالٰی مَکْتُوْبٌ فِیْ مَصَاحِفِنَا اَیْ بِاَشْکَالِ الْکِتَابَةِ وَ صُوَرِ الْحُرُوْفِ الدَّالَّةِ عَلَیْهِ مَحْفُوْظٌ فِیْ قُلُوْبِنَا بِاَلْفَاظٍ مُخَیَّلَةٍ مَقْرُوٌّ بِاَلْسِنَتِنَا بِحُرُوْفِ الْمَلْفُوْظَةِ الْمَسْمُوْعَةِ مَسْمُوْعٌ بِاٰذَانِنَا بِتِلْكَ اَیْضًا غَیْرُ حَالٍّ فِیْهَا اَیْ مَعَ ذٰلِكَ لَیْسَ حَالًّا فِی الْمَصَاحِفِ وَ لَا فِی الْقُلُوْبِ وَ لَا فِی الْاَلْسِنَةِ وَ لَا فِی الْاٰذَانِ بَلْ هُوَ مَعْنًی قَدِیْمٌ قَائِمٌ بِذَاتِ اللهِ تَعَالٰی وَ یُسْمَعُ بِالنَّظْمِ الدَّالِ عَلَیْهِ وَ یُحْفَظُ بِالنَّظْمِ الْمُخَیَّلِ وَ یُکْتَبُ بِنُقُوْشٍ وَ اَشْکَالٍ مَوْضُوْعَةٍ لِلْحُرُوْفِ الدَّالَّةِ عَلَیْهِ کَمَا یُقَالُ النَّارُ جَوْهَرٌ مُضِیْءٌ مُحْرِقٌ یُذْکَرُ بِاللَّفْظِ وَ یُکْتَبُ بِالْقَلَمِ وَ لَا یَلْزَمُ مِنْهُ کَوْنُ حَقِیْقَةِ النَّارِ صَوْتًا وَ حَرْفًا۔ (ص:۱۸۰)

ترجمہ: قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے ہمارے مصاحف میں وہ کلام کتابت کی اشکال اور حروف کی صورتوں کے ساتھ جو اس پر دلالت کرتے ہیں مکتوب ہے، ہمارے دلوں میں خیالی الفاظ کے ساتھ محفوظ ہے، حروف ملفوظہ مسموعہ کے ساتھ ہماری زبانوں پر مقرو ہے۔ ہمارے کانوں کے ساتھ انہی حروف کے ساتھ مسموع ہے لیکن کلام اللہ ان حروف میں حلول کرنے والا نہیں یعنی باوجود اس حال کے مصاحف میں حلول کرنے والا نہیں اور نہ قلوب میں اور نہ زبانوں میں اور نہ کانوں میں بلکہ وہ غیر محسوس معنی ہے، قدیم ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور سنا جاتا ہے الفاظ کے ساتھ جو اس پر دال ہیں اور یاد کیا جاتا ہے خیالی الفاظ کے ساتھ اور نقوش اور حروف جو اس معنی پر دلالت کرتے ہیں، کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے آگ جوہر روشن کرنے جلانے والی ہے، لفظ کے ساتھ ذکر کی جاتی ہے اور قلم کے ساتھ لکھی، جاتی ہے اور اس سے لازم نہیں آتا کہ نار کی حقیقت صوت اور حرف ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام سننا:

• حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا جو کلام سنتے تھے وہ کلام نفسی تھا اور اصوات اور حروف سے پاک تھا۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ کلام کرے اور کلام سنائے مگر اس میں صوت اور حروف نہ ہوں جو شخص ایسے کلام کے اظہار کو اللہ تعالیٰ سے بعید سمجھتا ہے تو وہ اس امر کا بھی انکار کر دے گا کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رویت بغیر جسم اور لون کے ہو گی جو ذات بغیر جسم اور الوان کے اپنی ذات کی رویت کرانے پر قادر ہے وہ ذات بغیر حروف اور اصوات کے اپنا کلام سنانے پر قادر ہے لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام جبل طور پر اور جبرئیل علیہ السلام آسمانوں پر اللہ تعالیٰ کا جو کلام سنتے تھے وہ بغیر اصوات اور حروف سنتے تھے۔ (احیاء، ص:۱۰۹)

امام غزالی کا استدلال:

• امام غزالی فرماتے ہیں، اگر کوئی شخص سمجھتا ہے اور تسلیم کرتا ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کو آلہ بصارت (آنکھوں) کے ساتھ دیکھا جائے گا جبکہ نہ اللہ تعالیٰ کی صورت ہو گی نہ لون ہو گا نہ مقدار اور کمیت ہو گی تو اسی طرح آلہ سماعت (کانوں) کے سلسلہ میں اسے ماننا پڑے گا کہ ایسے کلام کی سماعت بھی ہو سکے گی جس میں نہ حروف ہونگے اور نہ اصوات ہونگے۔ اگر کوئی شخص سمجھتا ہے اور تسلیم کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت علم بسیط واحد ہے مگر اس کا سب موجودات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے ساتھ تعلق ہے تو اسے مان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت واحد بسیط کلام کا تعلق تمام ان عبارتوں کے ساتھ ہو سکتا ہے جو حروف اور اصوات سے مرکب ہوتے ہیں۔ اگر کوئی شخص سمجھتا ہے کہ ساتوں آسمان اور زمین اور جنت اور جہنم ایک چھوٹے کاغذ میں لکھے جا سکتے ہیں اور ان کی صورتیں دل کے چھوٹے سے ٹکڑے میں بھی اور کاغذ کے ٹکڑے میں بھی محفوظ ہو سکتی ہیں اور آسمان اور زمین آنکھ کے ڈھیلے میں موجود چھوٹے سے قرنیہ میں دیکھے جاتے ہیں بغیر اس کے کہ آسمانوں اور زمین کی خارجی ذوات آنکھ کے قرنیہ میں حلول کریں اور جہنم اور جنت کی خارج میں موجود ذات دل اور کاغذ میں حلول کرے تو اسے یہ مان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام زبانوں سے مقرو ہے اور دلوں میں محفوظ ہے اور مصاحف میں موجود ہے مگر کلام نفسی کی ذات کا ان میں حلول نہیں ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ صفت کلام کی ذات کا کاغذ پر لکھے گئے حروف یا زبانوں سے تلفظ کیے گئے حروف میں حلول ہوتا ہے تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک اللہ جب کاغذ پر لکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کی ذات کا بھی لفظ اللہ میں حلول ہو اور نار کا اسم جب کاغذ پر لکھیں تو خود آگ کا حروف میں حلول ہو اور کاغذ جل جائے۔

• اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام نفسی اللہ تعالیٰ کی صفتِ قدیم ہے۔ جس طرح علم اور قدرت اور ارادہ صفت قدیم ہیں مگر کسی صفت قائم بذاتہ تعالیٰ کا اپنے متعلقات میں حلول نہیں ہے اسی طرح کلام کا بھی کسی عبارت میں حلول نہیں ہے۔ جس طرح باقی صفات باری تعالیٰ قدیم ہیں اور ان کے متعلقات حادث ہیں اسی طرح کلام نفسی قدیم ہے لیکن کلام لفظی جو حروف اور اصوات سے عبارت ہے، وہ حادث ہے۔

اس کا کلام قدیم ہے:

• آٹھواں امر یہ کہ آدمی کو اس بات کا علم اور یقین ہو کہ وہ کلام جو اللہ تعالیٰ کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذات کے ساتھ قائم ہے، قدیم ہے۔ اگر حادث ہو، لازم آئے گا اللہ تعالیٰ محل حادث ہو یعنی حادث کے ساتھ متصف ہو اور حادث کا محل بھی حادث ہوتا ہے۔

اسی طرح تمام صفاتِ باری تعالیٰ قدیم ہیں، حدوث اور امکان سے پاک ہیں۔

اس کا ارادہ قدیم ہے:

- نواں امر یہ کہ آدمی کو اس بات کا علم اور یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ارادہ قدیم صفت ہے اور اس کا حوادث کے اپنے اپنے اوقات میں موجود ہونے کے ساتھ ازل سے تعلق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے علم کا تقاضا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔
- دسواں امر یہ کہ آدمی کو اس بات کا علم اور یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ علم کے ساتھ عالم ہے اور حیاۃ کے ساتھ حیّ ہے اور قدرت کے ساتھ قادر ہے اور ارادہ کے ساتھ مرید ہے اور کلام کے ساتھ متکلم ہے اور سمع کے ساتھ سمیع ہے اور بصر کے ساتھ بصیر ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا عین نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود علم ہو اور اللہ تعالیٰ خود قدرت ہو اور خود ارادہ ہو اور خود حیات اور خود کلام ہو۔ کیونکہ فلاسفہ اور بعض صوفیاء کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ماخذ اللہ تعالیٰ کی ذات کا عین ہیں۔ مثلاً ذات صفت علم کی وجہ سے عالم ہے تو علم خود ذات کا عین ہونے کی وجہ سے علم بھی عالم ہے قادر ہے مرید ہے متکلم ہے اسی طرح باقی صفات میں بھی لازم آئے گا کہ خود صفات ذات کا عین ہونے کی وجہ سے اپنے ماخذ کے ساتھ متصف ہوں۔

ایمان کا تیسرا رکن اللہ تعالیٰ کے افعال کی تصدیق ہے:

- افعال کے ساتھ تصدیق کی مدار دس امور پر ہے۔

ہر حادث اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے:

- پہلا امر یہ کہ اس بات کی تصدیق ہو کہ عالم امکان میں ہر حادث اللہ تعالیٰ کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مخلوق ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی فرد کسی ذات یا فعل کا خالق نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے "اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ" (سورہ زمر: ۶۲) (اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے)۔ ایک جگہ ارشاد ہے:

"وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ" (سورہ الصافات: ۹۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا اور وہ جو تم عمل کرتے ہو کو پیدا فرمایا۔

- سورۃ تبارک الذی میں ارشاد ہے:

وَ اَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ
اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ

(سورۃ تبارک، آیت: ۱۳، ۱۴)

ترجمہ: تم آہستہ بولو یا بلند آواز سے، بیشک اللہ تعالیٰ دلوں میں پوشیدہ خیالات جاننے والا ہے۔ کیا وہ جس نے ذوات اور اعمال کو پیدا کیا اپنی پیدا کردہ مخلوق کو نہیں جانتا، وہ لطیف اور خبر رکھنے والا ہے۔

اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام ذوات اور ان کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ معتزلی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے افعال اور ممکنات کی ذوات کا خالق ہے لیکن حیوانات اور انسانوں کے افعال کے خالق خود حیوانات اور انسان ہیں، اللہ تعالیٰ نہیں ہے۔ معتزلہ کا مذہب باطل ہے اس کے بطلان پر عقائد کی کتابوں میں تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

آدمی خلق کے لحاظ سے مجبور ہے:

- دوسرا امر یہ کہ انسان کے لیے اس بات کی تصدیق ضروری ہے کہ آدمی باعتبار خلق افعال کے مختار نہیں ہے کیونکہ خلق کا معنی کسی شے کو وجود عطا کرنا ہے اور بندہ اس سے عاجز ہے لیکن آدمی کسب کے اعتبار سے مختار ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی دی گئی قدرت اور ارادہ کو اپنے اختیار کے ساتھ فعل کے ایجاد کے لیے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صرف کرتا ہے اور یہی کسب ہے مگر اس فعل کو وجود اللہ تعالٰی عطا فرماتا ہے اور یہی خلق ہے۔ اللہ تعالٰی افعال کا خالق ہے اور بندہ افعال کا کاسب ہے اور یہی کسب مدح اور ذم اور ثواب اور عتاب کا سبب ہے۔ معصیت اور طاعت دونوں کی خلق حسین اور جمیل ہے مگر معاصی کا کسب قبیح اور طاعات کا کسب حسین ہے۔ اللہ تعالٰی کے تمام افعال صرف حسین ہیں قبح سے پاک ہیں۔ قبح بندے کے فعل کسب میں واقع ہوتا ہے۔

فرقہ جبریہ اور قدریہ کا ذکر:

- فرقہ جبریہ کا عقیدہ ہے بندہ افعال میں مجبور ہے اور فرقہ قدریہ کا عقیدہ ہے بندہ اتنا بااختیار ہے کہ اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ الحمدللہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ بندہ بالکل مختار نہیں اور مجبور بھی نہیں، خلق کے اعتبار سے مجبور ہے اور کسب کے اعتبار سے مختار ہے۔ رعشہ کے مریض کے جسم کی حرکت اضطراری ہے اور صحت مند آدمی کی حرکت اختیاری ہے، دونوں میں فرق واضح ہے۔ بہر حال آدمی کے اختیار کا مسئلہ نہایت مشکل ہے اس لیے سیدنا امام اعظم نے فرمایا تھا:

"قَتَلَتْنِیْ مَسْئَلَۃُ الْاِخْتِیَارِ" (نبراس)

ترجمہ: مجھے اختیار کے مسئلہ نے قتل کر دیا۔

- روایت ہے کہ حضرت علیؓ سے کسی نے یہی مسئلہ پوچھا، آپ نے سائل کو فرمایا ایک ٹانگ اوپر اٹھالو، اس نے اٹھالی۔ پھر فرمایا، دوسری بھی اٹھالو تو وہ آدمی نہ اٹھ سکا۔ آپ نے فرمایا، پتہ چلا کہ آدمی بالکل مجبور بھی نہیں اور بالکل مختار بھی نہیں۔

طاعات اور معاصی اللہ تعالٰی کے ارادہ سے صادر ہوتے ہیں:

- تیسرا امر یہ کہ انسان کو اس بات کی تصدیق ہو کہ سارے اعمال معاصی او

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طاعات سب اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی وجہ سے موجود ہیں کوئی چیز ایسی نہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا تعلق نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے خلاف ہو۔ اگر کوئی ایک عمل ایسا پایا جائے کہ بندے کا ارادہ اس کے وجود میں آنے کا سبب تھا اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کے نہ پائے جانے اور عدم کا تھا مگر وہ پایا گیا تو اللہ تعالیٰ کا بندے سے عاجز ہونا لازم آئے گا۔

- یہاں دو امر ہیں۔ ارادہ اور رضا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا صرف خیر اور اچھے اعمال میں ہوتی ہے مگر ارادہ ہر خیر اور شر کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ملک اور ملکوت میں آنکھ جھپکنے بلکہ اس کے لاکھویں حصے کے مقدار میں کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور قضا اور قدرۃ کے بغیر وجود میں آئے۔ شر اور خیر اور نفع اور ضرر اور اسلام اور کفر اور عرفان اور نکارۃ اور فوز اور خسران اور غوایۃ اور رشد اور طاعت اور عصیان اور شرک اور ایمان سب اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں۔ اس کی قضا کو کوئی رد کرنے والا نہیں اور اس کی مراد کبھی مختلف نہیں ہوتی۔

ارادہ کے عموم پر دلائل:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (سورۃ فاطر، آیت: ۸)

بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ (سورۃ انبیاء، آیت: ۲۳)

اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کیا جا سکتا جو بھی کرتا ہے اور لوگوں سے پوچھا جائے گا۔

اسی وجہ سے علماء اور ائمہ کا یہ قول منقول چلا آرہا ہے ''مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ'' اور ''مَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ'' جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔

اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلیل ہے:

بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا اَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا۔ (سورۃ رعد: ۳۱)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہی سارے امور ہیں، کیا ایمان والوں کو یہ معلوم نہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سارے لوگوں کو ہدایت عطا فرماتا اور فرمایا:

لَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا کُلَّ نَفْسٍ ھُدٰاھَا۔ (سورہ سجدہ، ص:۱۳)

اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت عطا فرماتے۔

اور عقلاً یہ دلیل دی جا سکتی ہے کہ اگر معاصی اور جرائم کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارادہ نہ ہو تو یہ شیطان (جو اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے) کے ارادہ سے پیدا ہوں گے چونکہ شر اور معاصی کا وجود طاعات اور خیر سے بہت زیادہ ہے لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس کے ارادہ کے موافق زیادہ چیزیں پیدا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے موافق کم چیزیں پیدا ہوں۔ مسلمان اس امر کو کس طرح تسلیم کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ملک میں اس کے دشمن ابلیس کے ارادہ کا نعوذ باللہ غلبہ ہو، اس سے لازم آئے گا اللہ تعالیٰ عاجز ہو۔ اللہ تعالیٰ عجز اور ضعف سے پاک ہے لہٰذا ان لوگوں کا عقیدہ باطل ہے جو کہتے ہیں معاصی اور شرور کے وجود کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا تعلق نہیں ہے۔ الحاصل اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ ہر خیر اور شر اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے ہے۔ تفصیل عقائد کی کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ پر مصلحت واجب نہیں:

- چوتھا امر یہ کہ اس بات کی تصدیق کہ اللہ تعالیٰ پر اپنی مخلوق کی مصلحت واجب نہیں ہے۔ ثواب اس کا فضل ہے اور عذاب اس کا عدل ہے۔

تکلیف بالمحال جائز ہے:

- پانچواں امر اس بات کی تصدیق ہو کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بندوں کو ایسے امور کی تکلیف دینا بھی جائز ہے جو ان کی طاقت میں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لیے اپنے بندوں کو یہ دعا سکھائی ہے:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ"

ترجمہ: اے ہمارے رب اور ہمارے اوپر بوجھ نہ ڈال ان چیزوں کا جن کی ہمیں طاقت نہیں۔

- ابو جہل کا ایمان لانا محال تھا مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اسے ایمان لانے کا حکم دیا وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو خبر دی ہے کہ ابو جہل ایمان نہیں لائے گا۔ خبر کے بعد امتناع کذب باری تعالیٰ کی وجہ سے ابو جہل کا ایمان ممتنع ہو گیا حالانکہ وہ ایمان کے ساتھ مکلف تھا۔ معلوم ہوا تکلیف مالا یطاق جائز بلکہ واقع ہے۔(کتب عقائد)

بغیر گناہ عذاب اور بغیر طاعت ثواب:

- چھٹا امر یہ کہ اس بات کا علم ہو کہ اللہ تعالیٰ کو یہ حق حاصل ہے کہ خلق میں سے کسی مخلوق کو بغیر گناہوں کے تکلیف اور عذاب میں ڈال دے اور اللہ تعالیٰ کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ مخلوق میں سے کسی کو بغیر اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کے راحت اور دنیا کی نعمتیں عطا فرمائے۔ دراصل ظلم اسے کہتے ہیں کہ کسی کے ملک میں اس کے اذن کے بغیر تصرف کیا جائے اور اگر اپنے ملک میں تصرف کیا جائے یا دوسرے کے ملک میں اس کے اذن کے ساتھ تصرف کیا جائے، یہ ظلم نہیں ہوتا۔ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کے ملک میں ہے لہٰذا بغیر جرم اور گناہ کے وہ کسی کو ایلام اور عتاب فرماتا ہے تو یہ ظلم نہیں ہے اور اگر بغیر اعمالِ صالحہ کسی کو نعمتیں عطا فرماتا ہے تو وہ اس کا فضل ہے لہٰذا ثواب اور مغفرت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور عذاب اور آلام اللہ تعالیٰ کا عدل ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ظالم کہنا کفر ہے، اس کلمہ سے ایمان اور اعمالِ صالحہ اور نکاح باطل ہو جاتا ہے۔ مگر یہ خیال رہے اللہ تعالیٰ کافروں کی مغفرت نہیں فرمائے گا کیونکہ اس نے اپنے نبیوں کو خبر دے دی کہ میں سب گناہ معاف کر سکتا ہوں مگر کفر اور شرک کو معاف نہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کروں گا۔ وہ جو فرمایا وہ حق ہے اس کے خلاف عقیدہ کفر ہے۔ معلوم ہوا جانوروں کا ذبح ہونا اور ان کا بغیر جرم کے بیماریوں میں مبتلا ہونا اور بلوغ سے پہلے معصوم بچوں کی تکالیف اور آلام ظلم نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ملک میں تصرف فرمایا ہے اور اپنے ملکیت میں تصرف ظلم نہیں عدل ہوتا ہے۔

اصلح کے وجوب کا قول معتزلہ کا ہے:

• ساتواں امر یہ کہ اس حقیقت کا علم ہو کہ اللہ تعالیٰ پر بندوں کے لیے اصلح اور وہ امر جس میں صلاح ہو واجب نہیں کیونکہ واجب کے معنی یہ کہ اللہ تعالیٰ پر لازم ہے یہ نہیں ہو سکتا اور واجب کا معنی یہ کہ اگر اس کا ترک ہو تو اللہ تعالیٰ کو ضرر اور نقصان پہنچے گا، یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ وجوب کا قول معتزلہ کرتے تھے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بندوں کے لیے خیر کا ارادہ فرماتا ہے مگر اس کا خلاف بھی کر سکتا ہے "لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ" (سورہ انبیاء: ۲۳) تفصیل کتب عقائد میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا وجوب شرعی ہے عقلی نہیں:

• آٹھواں امر یہ کہ آدمی کو اس بات کا علم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا وجوب شرعی ہے عقلی نہیں ہے۔ جس عمل کو اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت قرار دے وہی طاعت ہے اگرچہ عقل کو سمجھ نہ آئے اگر وہ فرمائے کہ جمرات کو کنکریاں مارنا اور طواف اور سعی اور جانوروں کی قربانی طاعت ہے، بس وہ طاعت ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت نہایت مفید ہے:

• نواں امر یہ کہ انسان کو علم ہو اس امر کا کہ اللہ تعالیٰ پر انبیاء علیہم السلام کا بھیجنا اور تبلیغ کے لیے مبعوث فرمانا انسان کی ہدایت کے لیے نہایت مفید ہے۔ قرآن مجید میں ہے "مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا" (سورۃ اسراء: ۱۵) لہٰذا انبیاء عظام علیہم السلام کی بعثت محال نہیں ہے جیسا کہ براہمہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بے دین فرقہ کا مذہب ہے کہ انبیاء علیہم السلام بھیجنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، عقل کافی ہے مگر یہ مذہب باطل ہے۔ احکام کے علم کے لیے عقل کافی نہیں ہے لہٰذا انبیاء علیہم السلام کو انسانیت کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمانا مفید بلکہ ضروری ہے۔ انبیاء عظام علیہم السلام کی تعداد کا صحیح علم اللہ تعالٰی اور رسول اکرم ﷺ کو ہے۔ بعض روایات میں ایک لاکھ چوبیس ہزار اور بعض روایات میں دو لاکھ چوبیس ہزار انبیاء تشریف لائے۔ (شرح عقائد)

سرورِ دو عالم ﷺ خاتم النبیین ہیں:

• دسواں امر یہ کہ اس حقیقت کی تصدیق ہو کہ اللہ تعالٰی نے سرورِ دو عالم ﷺ کو تمام عالمین اور جہانوں کے لیے رسول اور خاتم النبیین بنا کر بھیجا اور یہود اور نصارٰی اور دیگر شرائع کے لیے آپ کی شریعت کو ناسخ بنا کر بھیجا اور آپ ﷺ کی بے شمار معجزات کے ساتھ تصدیق فرمائی اور قرآن مجید آپ ﷺ کا ایسا معجزہ ہے جو آج تک آپ ﷺ کے صدق پر براہان قاطع ہے۔ لہٰذا ہر مسلم کے لیے ان دس امور کی معرفت اور تصدیق لازمی ہے۔

چوتھا رکن: سمعیات کا بیان:

سمعیات کی تصدیق ایمان کا جز ہے:

سمعیات میں ان امور کی تصدیق کرنا جن کو سرورِ دو عالم ﷺ نے بیان فرمایا ایمان کا جزء ہے اور ان امور کی تعداد بھی دس ہے۔

دوبارہ زندہ ہونا حق ہے:

ا۔ پہلا امر حشر اور نشر یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور حساب اور کتاب کے لیے جمع ہونا حق ہے اور قرآن اور حدیث سے ثابت ہے لہٰذا اس کی تصدیق فرض ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَوَّلَ مَرَّةٍ۔ (سورۃ یٰس)

ترجمہ: اس نے کہا ان سڑی ہوئی ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟ آپ فرمائیں وہ ان کو دوبارہ زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی مرتبہ زندہ فرمایا تھا۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ (لقمان: ۲۸)

نہیں تمہارا پیدا کرنا اور دوبارہ اٹھانا مگر ایک نفس کی طرح۔

لہٰذا وہ لوگ جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کو نہیں مانتے وہ اسلام سے خارج ہیں کیونکہ قرآن مجید کے منکر ہیں۔

منکر اور نکیر کے سوالات حق ہیں:

۲۔ دوسرا امر یہ کہ منکر اور نکیر کا قبر میں سوال کرنا حق ہے اور اس کی تصدیق فرض ہے۔ اس موضوع پر بخاری اور مسلم میں کثرت سے احادیث وارد ہیں اور متواتر المعنیٰ ہیں۔

قبر کا عذاب حق ہے:

۳۔ تیسرا یہ کہ قبر کا عذاب حق ہے اور اس کی تصدیق واجب ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔ (سورۃ غافر: ۴۶)

ترجمہ: آگ ان (آل فرعون) پر پیش کی جاتی ہے صبح اور شام اور اس دن جس دن قیامت قائم ہوگی اے آلِ فرعون سخت عذاب میں داخل ہو جاؤ۔

جناب سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے عذاب سے پناہ مانگنے کا حکم فرماتے تھے۔ اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موضوع پر بھی کثرت سے احادیث موجود ہیں۔

میزان حق ہے:

۴۔ چوتھا امر میزان یہ کہ ترازو میں اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ یہ حق ہے اور اس کی تصدیق واجب ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (انبیاء:۴۷)

اور ہم عدل کی میزانیں قیامت کے دن رکھیں گے۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (مومنون:۱۰۲)

پس جن کی میزانیں وزنی ہو گئیں پس وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اور جن ایمان والے لوگوں کی میزانیں اور حسنات وزنی نہیں ہونگے، سرورِ دوعالم ﷺ ان کی شفاعت فرمائیں گے۔ آپ کی شفاعت بھی حق ہے۔ حدیث شریف میں ہے "شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ۔۔۔ الخ" (میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہوں والے لوگوں کے لیے ہوگی)۔

شفاعت کا بیان:

چنانچہ قاضی عیاضؒ نے لکھا ہے:

ہمارے نبی کریم ﷺ کی شفاعت کے پانچ قسم ہونگے۔ پہلی شفاعت عام ہوگی جو حساب شروع کرانے کے لیے ہوگی۔ اس شفاعت میں اولین اور آخرین مسلم اور کافر سب داخل ہونگے۔ اس شفاعت کو شفاعتِ کبریٰ کہا جاتا ہے اور "عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا" (اسراء:۷۹) کا وعدہ اسی شفاعت کے لیے ہے۔ دوسری شفاعت۔ بعض خوش نصیبوں کو بغیر حساب جنت میں داخل کرانے کے لیے ہوگی۔ تیسری شفاعت اپنی امت سے ایسے لوگوں کے لیے شفاعت فرمائیں گے جو سیّات کی وجہ سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جہنم کے مستحق ہونگے مگر جہنم میں داخل نہیں ہونگے۔ چوتھی شفاعت جہنم میں داخل ایمان والے لوگوں کے لیے شفاعت فرمائیں گے حتی کہ ایک مومن بھی جہنم میں نہیں رہے گا۔ پانچویں شفاعت اہلِ جنت کے درجات بلند کرانے کے لیے۔ (تذکرہ، ص:۲۷۹)

پل صراط حق ہے:

۵۔ پانچواں امر یہ کہ صراط یعنی جہنم کے اوپر ایک پل ہے جس سے ہر آدمی کو گزرنا ہوگا۔ یہ صراطِ حق ہے اوراس کی تصدیق واجب ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ۔

(صافات:۲۳-۲۴)

پس جہنم کے راستہ کی طرف ان کی رہنمائی کرو اور انہیں روکو بیشک وہ سوال کیے جائیں گے۔

جنت اور جہنم حق ہے:

۶۔ چھٹا امر یہ کہ جنت اور جہنم کا وجود حق ہے اوراس کی تصدیق واجب ہے۔ جنت اور جہنم پیدا ہو چکے ہیں اور موجود ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

وَ سَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ (سورۃ آل عمران:۱۳۳)

ترجمہ: اور اپنے رب کی جانب سے مغفرت اور جنت کی طرف جلدی کرو وہ جنت جس کا عرض آسمان اور زمین ہے اور وہ متقی اور پرہیزگار لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

خلفائے راشدین کی خلافت حق ہے:

۷۔ ساتواں امر یہ ہے کہ سرورِ دوعالم ﷺ کے بعد امام حق حضرت ابو بکر الصدیق اور اس کے بعد حضرت عمر الفاروق اور اس کے بعد حضرت عثمان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذوالنورین اور اس کے بعد حضرت علی حیدر الکرار رضی اللہ تعالی عنہم ہیں۔ سرکار دوعالم ﷺ نے کسی معین شخص کے لیے صراحت کے ساتھ یہ ذکر نہیں فرمایا تھا کہ میرے بعد فلاں شخص امام ہوگا مگر صحابہ کرام نے اتفاق کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کرلی۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کی بیعت ہوئی اور اس کے بعد حضرت عثمانؓ اور اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیعت ہوئی۔

حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان تنازعات:

- حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان تنازع حضرت عثمانؓ کے قصاص کی وجہ سے تھا، حضرت علیؓ کی امامت میں نہیں تھا۔ آپ امام برحق تھے مگر ام المومنین سیدہ عائشہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ اور دیگر صحابہ کرام اور حضرت امیر معاویہ بیعت سے پہلے حضرت عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ کرتے تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس سے تاخیر فرما رہے تھے اور ان کا مطالبہ تھا کہ پہلے بیعت کا عمل مکمل ہو جائے پھر قصاص کا مسئلہ ہوگا۔ اسی وجہ سے ام المومنین سیدہ عائشہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان جنگ جمل واقع ہوگئی جس میں ہزاروں صحابہ اور تابعین شہید ہوگئے اور پھر حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ جنگ صفین واقع ہوگئی۔ ان جنگوں کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی حق پر تھے اور حضرات صحابہ کرام جو مخالفت کر رہے تھے، ان کی خطا اجتہادی تھی۔ دونوں جنگیں اقتدار کی جنگیں نہیں تھیں۔ دونوں فریق ثواب کے مستحق تھے اور فضیلت کے لحاظ سے سب صحابہ سے افضل حضرت ابو بکر الصدیق پھر حضرت عمر الفاروق پھر حضرت عثمان غنی اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم تھے۔ شرح عقائد میں ہے:

وَمَا وَقَعَ مِنَ الْمُخَالِفَاتِ وَالْمُحَارِبَاتِ لَمْ يَكُنْ مِنْ نِزَاعٍ فِي خِلَافَتِهِ بَلْ مِنْ خَطَأٍ فِي الْاِجْتِهَادِ۔ (۱۵۲)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور وہ جو مخالفتیں اور جنگیں صحابہ کرام کے درمیان واقع ہوئیں وہ حضرت علیؓ کی خلافت میں نزاع کی وجہ سے نہیں تھیں بلکہ اجتہاد میں خطا کی وجہ سے تھیں۔

نبراس میں ہے:

اِنَّ قَوْمًا مِنَ الصَّحَابَةِ طَلَبُوْا مِنْ عَلِيٍّ اَنْ يَقْتَصَّ مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ وَ كَانَ الْقَتَلَةُ مِمَّنْ بَايَعَ عَلِيًّا وَ اتَّبَعَهٗ وَ كَانَ اَشَدُّهُمْ طَلَبًا لِذَالِكَ عَائِشَةُ وَ تَوَقَّفَ عَلِيٌّ اِلٰى اَنْ يَسْتَقِرَّ اَمْرُ الْخِلَافَةِ فَاِنَّ الْبُغَاةَ كَانُوْا جَمْعًا عَظِيْمًا نَحْوَ اَرْبَعَةِ آلَافٍ بَلْ قِيْلَ نَحْوُ عِشْرِيْنَ اَلْفًا وَالْجَمْعُ بَيْنَ الرِّوَايَتَيْنِ اَنَّهُمْ اِزْدَادُوْا شَيْئًا فَشَيْئًا فَسَخَطَتْ عَائِشَةُ..... الخ۔

(ص:۵۰۱،۵۰۲)

ترجمہ: صحابہ کرام کی ایک قوم نے حضرت علیؓ سے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص لینے کا مطالبہ کیا اور قاتل ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت علیؓ کے ساتھ بیعت کر لی تھی اور اتباع کر لی تھی ان صحابہ کرام میں ام المومنین سیدہ عائشہؓ سخت مطالبہ کرنے والوں میں تھیں اور حضرت علیؓ نے حکومت کے استقرار تک توقف کیا کیونکہ باغیوں کی تعداد تقریباً چار ہزار تھی بلکہ بعض روایات میں بیس ہزار تھی۔ ان دونوں روایات میں تطبیق یہ ہے کہ بعد میں زیادہ ہوتے گئے پس سیدہ عائشہؓ سخت ناراض ہوئیں۔ آپ اس وقت مکہ مکرمہ گئی ہوئی تھیں بعد میں حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ پہنچ گئے۔۔۔۔ الخ

پھر حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ اسی قصاص کی وجہ سے جنگ صفین ہوئی۔

امرین کی جنگ اقتدار کے لیے نہیں تھی:

- معلوم ہوا یہ جنگ اقتدار حاصل کرنے کی جنگ نہیں تھی لہٰذا ہمارا مذہب یہ ہے "اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ لِاَنَّهُمْ مُجْتَهِدُوْنَ اَمَّا مُقَلِّدُوْنَ لَهُمْ" (۵۰۲)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمام صحابہ کرام عادل ہیں کیونکہ وہ مجتہد تھے یاان کے مقلد۔ عادل کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ صحابہ کرام معصوم تھے بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کی روایات قبول کی جائیں گی اوران کی خطائیں اجتہادی ہونگی۔

خلافت اور فضیلت کی ترتیب برابر برابر ہے:

• خلافت اور امامت کی ترتیب کے مطابق خلفائے راشدین کی فضیلت میں ترتیب کا ہونا علمائے اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ تفصیل بڑی کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں شرح مواقف اور شرح عقائد اور صواعق اور نواقض خصوصاً شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ازالۃ الخفاء۔

خلافت تیس (۳۰) سال:

• نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد خلافت تیس سال رہی اس کے بعد بادشاہی ہوگئی کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْخِلَافَةُ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ تَصِيْرُ مُلْكًا عَضُوْضًا'' (ترمذی۔ ابوداؤد) کہ خلافت تیس سال ہوگی پھر ملک کاٹنے والا ہوگا یعنی پھر حکومت سلطنت کی صورت میں ہو جائے گی۔ حضرت علیؓ چھ ماہ کم تیس سال میں شہید ہوگئے اور مزید چھ ماہ حضرت حسنؓ کو ملے، تیس پورے ہوگئے۔ اس کے بعد حضرت امیر معاویہؓ کی سلطنت قائم ہوگئی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت دو سال تین ماہ اور حضرت عمرؓ کی خلافت دس سال اور چھ ماہ اور حضرت عثمانؓ کی خلافت بارہ سال کچھ دن کم اور حضرت علیؓ کی خلافت چار سال اور نو ماہ تھی۔ تیس سال سے چھ ماہ باقی رہتے تھے اس میں حضرت حسنؓ کی خلافت شمار ہوتی ہے۔ امام سیوطی فرماتے ہیں، حضرت حسنؓ کی خلافت بھی خلافتِ راشدہ ہے۔

خلافت اور امارت میں فرق:

• خلافت اور امارت میں فرق یہ ہے کہ خلافت جناب رسول اللہ ﷺ کی نیابت ہوتی ہے اور امارت عام ہے، نیابت ہو یا نہ ہو۔ (ص:۵۰۲تا۵۰۴)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• پھر نیابت کاملہ جیسے خلفائے راشدین کے زمانہ میں اور نیابت غیر کاملہ جیسے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے زمانہ میں تھی کیونکہ ملوکیت اور امارت اگر منہاج نبوت کے طریقہ پر ہو وہ بھی خلافت ہوتی ہے اور سرورِ دوعالم ﷺ کے قول مبارک "ثم تصیر ملکا عضوضا" کا مفہوم دوام کا تقاضا نہیں کرتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت:

• امام طحاوی "عقیدہ طحاویہ" میں فرماتے ہیں:

> ہم رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ سے محبت رکھتے ہیں جو ان سے بغض رکھتا ہے اور بھلائی کے بغیر ذکر کرتا ہے ہم اس سے بغض رکھتے ہیں۔ ہم بھلائی کے بغیر صحابہ کرام کا تذکرہ نہیں کرتے۔ ان سے محبت رکھنا دین اور ایمان اور نیکوکاری ہے۔ ان سے بغض رکھنا کفر، نفاق اور گمراہی ہے۔ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اور آپ ﷺ کی ازواج اور اولاد کے بارے میں جائز بات کہے گا وہ نفاق سے بری ہوگا۔ علماء سلف صالحین، محدثین اور فقہاء ان کا بغیر نیکی ذکر نہیں کرتے۔ جو شخص ان کا نام برائی سے لے گا وہ سیدھے راستے پر نہیں ہوگا۔ (عقیدہ طحاوی)

• علامہ ابن ہمام نے اپنی کتاب مسامرہ میں تحریر فرمایا:

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ کرام کو وجوباً بے گناہ مانا جائے، ان میں سے ہر ایک کے لیے عادل ہونے کا اعتراف کیا جائے اور ان پر اعتراض کرنے سے زبان کو روک لیا جائے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی ہے اسی طرح ان کی تعریف کریں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان لڑائیاں اس وجہ سے ہوئیں کہ حضرت امیر معاویہ اور ان کے ساتھی قرابت داری کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص کا مطالبہ کرتے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھے، یہ اختلاف دونوں کے اجتہاد پر مبنی تھا۔ (مسامرہ، ص: ۲۶۹)

- امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

حضرت عثمانؓ کی خلافت بالا جماع صحیح ہے۔ آپ کو ناحق شہید کر دیا گیا۔ آپ کے قتل کرنے والے فاسق اور گنہگار ہیں۔ آپ کی طرف سے ایسی کوئی چیز پیش نہیں آئی تھی جو آپ کے قتل کے جواز کا سبب ہوتی۔ آپ کے قتل میں صحابہ کرام میں سے کوئی شریک نہیں تھا۔ آپ کو قبائل اور ریاستوں اور آوارہ گرد کمینہ مزاج اور رذیل لوگوں نے قتل کیا تھا جو گروپ بنا کر مصر سے آ گئے تھے۔ مدینہ میں موجود صحابہ کرام ان کی مدافعت نہ کر سکے تھے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت بھی صحیح ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ فاضل عادل اور نجیب صحابی تھے۔ صحابہ میں جو جنگیں ہوئیں ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک دلیل تھی جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتا تھا۔ سب صحابہ عادل ہیں، لڑائی میں تاویل سے کام لیتے ہیں، ایسی کوئی چیز نہیں تھی جو ان کو عدالت سے خارج کر دے۔ وہ صحابہ مجتہد تھے، ان کا اختلاف ایسے مسائل میں ہوا جن میں اجتہاد کی گنجائش موجود تھی۔ ان لڑائیوں کا اصل سبب یہ تھا کہ یہ معاملات غیر واضح تھے اس وجہ سے ان کے اجتہاد میں اختلاف واقع ہوا۔ ایک گروہ سمجھتا تھا کہ حق حضرت علیؓ کے ساتھ ہے اور حضرت علیؓ کا مخالف باغی ہے تو شرعاً ان پر واجب ہو گیا تھا کہ وہ حضرت علیؓ کی مدد کریں اور جس کو انہوں نے باغی سمجھا ہے اس سے لڑیں اور ایک گروہ کا خیال ان کے برعکس تھا۔ غور و فکر کے بعد انہوں نے سمجھا حق دوسری طرف ہے تو ان پر واجب ہو گیا تھا کہ وہ حضرت علیؓ کے مخالف کی مدد کریں جو مخالفت کرے اس سے لڑائی کریں۔ تیسرا گروہ وہ تھا جس پر معاملات مشتبہ رہے ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ کس کو ترجیح دیں تو وہ دونوں سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الگ رہے اور ان کے حق میں یہی واجب تھا کیونکہ کسی مسلمان سے لڑنا جائز نہیں جب تک یہ واضح نہ ہو کہ وہ اس کا مستحق ہے۔ لہٰذا سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جس نے جو کردار انجام دیا وہ اس میں معذور تھا۔ اسی وجہ سے اہلِ حق اور اہلِ اجماع اس پر متفق ہیں کہ سارے صحابہ کرام کی شہادتیں اور ان کی روایات مقبول ہیں، ان کی عدالت کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہے۔ (مسلم مع شرح نووی، ص: ۲۷۲، ج ۲)

- علامہ ابن خلدون نے لکھا:

جب حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان جھگڑا ہوا ان کا راستہ اس میں اجتہاد تھا، ان کا ایک دوسرے سے لڑنا کسی دنیوی غرض یا باطل کی حمایت یا بدلہ لینے کے لیے نہیں تھا جیسا کہ ایک بدگمان آدمی خیال کرتا ہے اور ایک ملحد کا ذہن اس طرف جا سکتا ہے بلکہ حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ حق کو معلوم کرنے میں ان کے اجتہاد میں اختلاف ہو گیا۔ ہر ایک نے اپنے اجتہاد کے مطابق دوسرے کو غلطی پر قرار دیا، وہ حق کی خاطر ہی لڑے اگرچہ حق بجانب حضرت علیؓ تھا تاہم حضرت امیر معاویہؓ کا ارادہ غلط نہیں تھا بلکہ مقصد تو ٹھیک ہی تھا لیکن سمجھنے میں غلطی ہو گئی۔ (ص: ۲۰۵)

حضرت امیر معاویہؓ نے یزید کو ولیٔ عہد کیوں بنایا:

- ابن خلدون فصل ۳۰ میں لکھتے ہیں حضرت امیر معاویہؓ نے جو یزید کو ولیٔ عہد بنایا تھا انہوں نے اس میں اجتماعی مصلحت اور امت کا فائدہ سمجھا تھا اس وقت تک یزید کے متعلق لوگوں کا گمان اچھا تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق اس سلسلہ میں کوئی بدگمانی نہیں کی جا سکتی۔ ان کا عادل صحابی ہونا اس بدگمانی سے مانع ہے پھر بڑے بڑے صحابہ اس وقت موجود تھے ان کا خاموش رہنا بھی اس کی دلیل ہے کہ انہیں کوئی بدگمانی نہیں تھی ورنہ تو صحابہ کرام حق کے متعلق تساہل برتتے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والے نہیں تھے اور نہ حضرت امیر معاویہؓ کو حق قبول کرنے میں تامل ہو سکتا تھا۔ صحابہ کرامؓ اس سے بالاتر تھے۔ رہے حضرت عبداللہ ابن عمر، ان کی عادت ہی بن گئی تھی وہ لاتعلق رہتے تھے اور حضرت عبداللہ ابن زبیر بیشک انہیں اختلاف تھا مگر کون سا مسئلہ ہے جس میں کسی کو اختلاف نہ ہو۔ یزید میں فسق و فجور بعد میں ظاہر ہوا، اس وقت صحابہ کرام کے سامنے مسئلہ آیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ کسی کی رائے مخالفت میں ہوئی جیسے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے مخالفت فرمائی اور بعض نے حالات کے لحاظ سے اس رائے کو قبول کیا۔ بہرحال ہر ایک کا اپنا اپنا اجتہاد تھا، کسی پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اتنا تو ہم جانتے ہیں کہ وہ سب نیک نیت اور حق کے متلاشی تھے۔

(مقدمہ ابن خلدون، ص: ۲۱۰ تا ۲۱۲)

• ابن خلدون ایک آزاد خیال مورخ اور عالم ہیں مگر ان کا تجزیہ نہایت منصفانہ ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک کا قول:

• حضرت امیر معاویہؓ پر کیئے گئے اعتراضات کی تردید میں حضرت عبداللہ ابن مبارک کا قول بھی کافی ہے۔ پہلی صدی کے مجدد خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرت امیر معاویہؓ کے سلسلہ میں حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ سے سوال کیا گیا کہ حضرت امیر معاویہؓ افضل ہیں یا حضرت عمر ابن عبدالعزیز؟ حضرت عبداللہ نے جواب دیا، حضرت امیر معاویہؓ کے اس گھوڑے کی کھروں سے اٹھنے والی مٹی جس پر سوار ہو کر وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے وہ بھی عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔ (بدایہ ونہایہ)

• حضرت امیر معاویہؓ نے تقریباً چالیس سال حکومت فرمائی۔ امام حسنؓ کے ساتھ صلح کے بعد بیس سال تک متفقہ امیر المومنین رہے۔ اسلامی فتوحات میں کئی گنا اضافہ ہوا، مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق پیدا ہوا۔ جب آپ کا وصال قریب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوا، اسلامی شہروں اور صوبوں کے گورنروں کی اکثریت بنی امیہ سے تھی۔ لگتا ہے آپ نے غور و فکر کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اموی سلطنت کی سربراہی اگر یزید کے سپرد کی جائے تو مسلمانوں کا اتحاد قائم رہے گا اور اگر کسی دوسرے کو سربراہی دی گئی تو اموی حکمران ممکن ہے اطاعت سے انکار کر دیں، امت کے انتشار کا اندیشہ ہے اس لیے انہوں نے یزید کو اپنا ولیٔ عہد مقرر کر دیا۔ حضرت امیر معاویہؓ عالم الغیب نہیں تھے کہ یزید میرے بعد کربلا میں امام حسینؓ اور مدینہ منورہ میں مدنی صحابہ کرامؓ اور تابعین کو قتل کرا دے گا اس لیے حضرت امیر معاویہؓ پر طعن اور تشنیع کسی صورت میں جائز نہیں۔ جس طرح عمرو ابن سعد کی غلطیوں سے ان کے والد حضرت سعد ابن وقاصؓ کو الزام نہیں دیا جا سکتا اور محمد ابن ابی بکر کی غلطیوں کا الزام حضرت ابو بکرؓ کو نہیں دیا جا سکتا اسی طرح یزید کی غلطیوں کا الزام حضرت امیر معاویہؓ پر نہیں لگایا جا سکتا۔ (محمد رفیق حسنی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قاتلانِ عثمان سے قصاص کیوں نہ لیا؟

• حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قاتلانِ عثمان سے قصاص کیوں نہ لیا؟ ہمارے علماء اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے جب اہلِ مدینہ کے مطالبہ پر خلافت کا منصب سنبھال لیا، ابھی مدینہ میں مصر اور بصرہ کے دو ہزار شرپسند قاتلانِ عثمان موجود تھے۔ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور دیگر صحابہؓ حضرت علیؓ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا ہم نے آپ کی بیعت اقامتِ حدود کی شرط پر کی تھی آپ ان لوگوں سے قصاص لیں جن لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا، جو کچھ آپ جانتے ہیں میں بھی اس سے واقف ہوں مگر میں ان لوگوں کو کیسے پکڑوں جو اس وقت ہم پر غالب ہیں، ذرا حالات سکون پذیر ہو جائیں تو ان سے قصاص لیا جائے گا۔ مگر آپ کے دورِ خلافت میں حالات صحیح نہ ہو سکے اور قاتلوں سے قصاص نہ لیا جا سکا۔ لہٰذا حضرت علیؓ کا عذر بھی صحیح ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے "اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ" سارے صحابہ عادل تھے، فاسق نہیں تھے یعنی صحابہ کرام گناہوں سے اگرچہ معصوم نہیں تھے، ان سے گناہوں کا صدور ممکن تھا مگر انہوں نے توبہ کرلی یا ان سے اجتہادی خطا واقع ہوئی جس طرح جنگ جمل یا صفین میں حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاص اور ان کے ساتھ اتفاق کرنے والوں سے اجتہادی خطا واقع ہوئی۔ توبہ کے بعد گناہ باقی نہیں رہتا اور اجتہادی خطا، خطا نہیں ہوتی بلکہ اس میں اجتہادی اجر اور ثواب ملتا ہے۔ لہٰذا سارے صحابہ عادل ہیں اور کسی بھی صورت میں حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عمرو ابن عاص اور حضرت ابو سفیان اور دیگر جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر طعن اور تشنیع اور لعن اور طعن کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔
- نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِيْ فَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِيْ وَمَنْ آذَانِيْ فَقَدْ آذَى اللّٰهَ وَمَنْ آذَى اللّٰهَ فَيُوْشِكُ اَنْ يَّأْخُذَهٗ۔ (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: میرے صحابہ کی شان میں اللہ کے لیے گستاخی نہ کرنا، اللہ کے لیے گستاخی نہ کرنا، اللہ کے لیے گستاخی نہ کرنا، ان کو میرے بعد سب و شتم کے لیے نشانہ نہ بنانا پس وہ شخص جس نے صحابہ کو ایذاء پہنچائی پس بیشک اس نے مجھے ایذاء پہنچائی اور جس نے مجھے ایذاء پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی پس عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو پکڑے گا۔

- جس طرح سے گزر چکا ہے امام اہلسنت الشاہ احمد رضا رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ کرام کی دو قسمیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیان فرمائیں: ایک وہ کہ قبل فتح مکہ شریف بایمان ہوئے اور راہِ خدا میں مال خرچ کیا، جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد میں۔ پھر فرمایا ''وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى'' (۱۰/۵۷) (دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا) اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے ان کو فرماتا ہے ''اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ'' (۱۰۱/۲۱ تا ۱۰۳) (وہ جہنم سے دور رکھے گئے) ''لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا'' (اس کی بھنک تک نہ سنیں گے) ''وَ هُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ'' (اور وہ اپنی من مانی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی) ''وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ'' (فرشتے ان کا استقبال کریں گے) ''هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ'' ((یہ کہتے ہوئے کہ) یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی شان اللہ عزوجل خود بیان فرماتا ہے تو جو کسی صحابی پر سب وشتم کرے وہ اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایاتِ کاذبہ ہیں، ارشادِ الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہلِ اسلام کا کام نہیں۔ رب عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند کردیا کہ دونوں فریق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کرکے ساتھ ہی ارشاد فرمایا ''وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ'' (اور اللہ تعالیٰ کو خوب خبر ہے جو تم کروگے) بایں ہمہ میں تم سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا، اس کے بعد کوئی بکے اپنا سر کھپائے خود جہنم میں جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں: ''وَ مَنْ یَكُوْنُ یَطْعَنُ فِیْ مُعَاوِیَةَ فَذَالِكَ كَلْبٌ مِنْ كِلَابِ الْهَاوِیَةِ''۔ (نسیم الریاض، باب ۳) جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ناحق طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ (فتاوی رضویہ. ص: ۱۶۴/۲۹)

- حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کرام کا اجماع نصی اور صریح ہے مگر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلافت کے انکار پر کفر ہونا مختلف فیہ ہے جیسا کہ ابتداء میں گزرا اور آپ کی صحبت اور صحابیت قرآن مجید سے ثابت ہے اس لیے علماء بیان کرتے ہیں آپ کی صحابیت کا انکار کفر ہے اور منکر کی تکفیر شرعی حکم ہے۔ وہ شخص مرتد ہے مگر حضرت ابو بکرؓ کی باقی صحابہ پر فضیلت احادیث احاد سے ثابت ہے، اس پر اجماع نصی نہیں ہے اس لیے باقی صحابہ پر حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت کا انکار کفر نہیں ہے۔ (کتب عقائد)

- یہاں پانچ امر ہیں: صحابیت، ولایت، خلافت، فضیلت اور محبت۔ تفصیل ہماری کتاب ''حیاۃ الرفیق'' میں ملاحظہ فرمائیں۔
- فضیلت سے مراد کثرتِ ثواب ہے، نسب کا شرف مراد نہیں ورنہ لازم آئے گا نبی کا بیٹا اس نبی سے افضل ہو جس کا باپ نبی نہیں اور کثرت طاعات بھی مراد نہیں کیونکہ ثواب کی مدار طاعات کی کثرت اور قلت پر نہیں ہوتی بلکہ ثواب کی مدار اخلاص ہوتا ہے اس لیے سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا، صحابہ کرام کا ایک (کلو) یا اس کا نصف خرچ کرنے کا ثواب دوسرے لوگوں کا احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنے سے زیادہ ہے۔ اور اخلاص باطنی امر ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اسی لیے بکر ابن عبداللہ مزنی نے روایت فرمایا: ''مَا فَضَّلَكُمْ اَبُوْبَكْرٍ بِصَوْمٍ وَ صَلٰوةٍ وَ لٰكِنْ بِشَيْءٍ فِيْ قَلْبِهٖ'' (ص: ۴۸۴) ابو بکر کو تمہارے اوپر فضیلت روزوں اور نمازوں کی وجہ سے نہیں لیکن اس شے کی وجہ سے ہے جو اس کے دل میں ہے۔ اور کثرتِ ثواب کا علم سرورِ دوعالم ﷺ کی احادیث سے ہی معلوم ہو سکتا ہے اور احادیث میں حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت ہی کثرتِ ثواب سے ثابت ہے۔ (نبراس، ص: ۴۸۴)

محمد رفیق حسنی عفی عنہ

مورخہ: 01-04-2017

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یزید علیہ ما علیہ کے متعلق علمائے اہلسنت کا عقیدہ

یزید کی تکفیر میں اہلسنت کے علماء کا اختلاف ہے:

• امام ابن حجر ہیتمی مکی متوفی ۹۷۴ھ صواعق محرقہ میں بیان کرتے ہیں، علماء اہلسنت کا یزید کی تکفیر میں اختلاف ہے:

۱۔ امام ابن جوزی، امام آلوسی اور علامہ تفتازانی وغیرہم یزید کو کافر سمجھتے اور کافر کہتے ہیں اور اس پر لعنت کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔

۲۔ امام غزالی وغیرہ یزید کو کافر نہیں سمجھتے اور اس پر لعنت کرنے کو جائز نہیں سمجھتے ہیں۔

۳۔ امام اعظم ابو حنیفہ سے توقف مروی ہے یعنی آپ یزید کو نہ کافر کہتے ہیں اور نہ مسلم اور لعنت کرنے میں توقف کرتے ہیں۔

تمام علماء کا یزید کے فاسق مجاہر ہونے پر اتفاق ہے:

لیکن سب علماء اس امر پر متفق ہیں کہ یزید فاسق مجاہر مشہور معاصی کا ارتکاب بغیر خوف اور شرم اور حیا کے کرتا تھا۔ مثلاً شراب نوشی مجالس میں کھلے عام کرتا تھا۔ بدایہ ونہایہ میں حضرت عبداللہ ابن الزبیر نے یزید کے کردار کے متعلق تعریضاً بیان فرمایا کہ یزید قرآن کی بجائے گانے سنتا تھا اور لہو و لعب میں مشغول رہتا تھا۔ خوفِ خدا کی بجائے لغویات میں منہمک رہتا تھا۔ دائمی شراب نوشی اور حرام کھانے میں مصروف رہتا تھا اور ذکر کے حلقوں میں بیٹھنے کی بجائے شکار میں لگا رہتا تھا۔ (ص: ۷۲۲) بعض اوقات نماز ترک کر دیتا تھا اور شہوات کے درپے رہتا تھا۔ (ص: ۷۴۴)۔

• اس مقام پر امام احمد بن حنبل نے حضرت ابو سعید خدری سے حدیث روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا، میں نے سرورِ دوعالم ﷺ سے سنا ساٹھ سال کے بعد کچھ ناخلف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہونگے جو نماز کو ضائع کرینگے اور شہوات کی اتباع کرینگے۔۔۔الخ (ص:۴۴۷)

• لیث ابن مجاہد سے روایت ہے کہ جب امام عالی مقام کا سر مبارک یزید کے سامنے رکھا گیا، اس نے ابن الزبعری کافر کے درج ذیل اشعار پڑھے، جو ابن الزبعری نے غزوۂ احد میں پڑھے تھے:

ابن زبعری کے کفریہ اشعار:

لیت اشیاخی ببدر شھدوا — جزع الخزرج من وقع الاسل

فاھلوا واستھلوا فرحا — ثم قالوا الی ھنیئا لا تشل

حین حکت بقباء برکھا — واستحر القتل فی عبد الاشھل

قد قتلنا الضعف من اشرافکم — وعدلنا میل بدر فاعتدل

(ص:۴۰۰ بدایہ ونہایہ)

ترجمہ: کاش کہ وہ میرے مشرک بزرگ جو بدر میں قتل کیے گئے تھے (آج) حاضر ہوتے، قبیلہ خزرج (صحابہ کرام) کی گریہ اور زاری نیزوں کے لگنے کی وجہ سے دیکھتے، وہ آواز بلند کرتے اور خوشی سے چلاتے، پھر مجھے کہتے مبارک ہو تیرے ہاتھ شل نہ ہوں۔ جب رگڑا گیا قباء میں اس قبیلہ کا سینہ اور بنی عبدالاشہل کے قبیلہ میں قتل شدید گرم ہوا، ہم نے ان کے دگنے سردار قتل کر دیئے اور بدر کی میل کو اتار دیا پس معاملہ برابر ہو گیا۔

• سیدی امام محمد آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) نے روح المعانی میں نقل فرمایا کہ تاریخ ابن الوردی اور کتاب الوافی بالوفیات میں مذکور ہے جب اسیرانِ کربلا عراق یزید کے پاس پہنچے تو یزید باہر نکلا اور حضرت علیؓ اور امام حسینؓ کی اولاد میں سے اسیر عورتوں اور بچوں سے ملاقات کی جبکہ شہدائے کربلا کے سر مبارک نیزوں پر تھے۔ جب وادی جیران پر پہنچے اور یزید نے انہیں دیکھا اتفاقاً اس وقت کوّا چلانے لگا تو یزید نے درج ذیل اشعار پڑھے:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یزید کے کفریہ اشعار:

لما بدت تلك الحمول و اشرفت تلك الرؤس علی شفا جیرون
نعب الغراب فقلت قل اولا تقل فقد اقتضیت من الرسول دیونی

(سورۃ محمد، آیت: ۲۳، ص: ۳۱۷، ج ۲۶)

ترجمہ: جب وہ سوار (شہیدانِ کربلا کی خواتین) ظاہر ہوئے اور نیزوں پر چڑھے شہداء کے سر وادی جیرون کے کنارے سے اونچے نظر آئے تو کوے نے چلانا شروع کر دیا میں نے اسے کہا تو چلائے نہ چلائے پس بیشک میں نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اپنے قرض چکا لیے ہیں۔

یعنی یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ اور آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدر کے دن مارے گئے اس کے کافر حربی دادا عتبہ اور ماموں عتبہ کے بیٹوں کے بدلے میں قتل کیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرض چکایا۔ اگر یہ نقل صحیح ہے تو یہ صریح کفر ہے جس طرح زبعری کے اشعار کفرِ صریح ہیں۔

- یزید نے امام عالی مقام اور آپ کے بھوکے اور پیاسے صاحبزادوں اور رشتہ داروں اور رفقاء کو کربلا میں قتل کرایا اور اس کے حکم سے ان کے لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے تاکہ ہڈیاں چور چور ہو جائیں اور شہدائے کربلا کو برہنہ بغیر کفن اور دفن کے رہنے دیا گیا تاکہ ان کے پاک اجسام کو درندے اور پرندے نوچیں جبکہ معتزلہ اور قدریہ اور جبریہ مقتولین کے اجسام کو بھی کفن دیا جاتا تھا اور دفن کیا جاتا تھا۔ بدر میں مقتولین مشرکین کے اجسام کو بھی ایک کوئیں میں پھینکا گیا تھا تاکہ پرندے اور درندے ان کے اجسام کو نہ کھائیں۔ اور بنی قریظہ کے چھ سو یہودیوں کے اجسام کو بھی زمین کے گڑھے میں دفن کیا گیا تھا۔ کیا آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے رفقاء کفن اور دفن کے مستحق بھی نہیں تھے؟ کیا آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یزیدیوں کا یہ رویہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کی وجہ سے نہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھا؟ اگر تھا تو یقیناً یہ کفر ہے۔ نیز شہدائے کربلا کے مقدس سروں کو نیزوں پر اٹھایا گیا اور کوفہ اور دمشق کے بازاروں میں گھمایا گیا نیز ابن زیاد اور یزید علیہما علیہما نے ایک سادہ لکڑی امام عالی مقام کے مبارک ہونٹوں پر مار کر توہین نہیں کی تھی حتی کہ صحابہ کرامؓ بول اٹھے تھے، اے ابن زیاد! اے یزید! ہم نے حضرت حسین، کے ان مبارک ہونٹوں کو رسول اللہ ﷺ کو چومتے اور چوستے دیکھا۔ پھر کربلا میں رسول ﷺ کی بنات طیبات کے خیموں کو آگ لگادی گئی اور ان کے زیورات اور پاکیزہ لباس کی چادریں چھین لی گئیں اور ان کو اونٹوں کے پالانوں میں بٹھا کر کوفہ اور دمشق کا سفر کرایا گیا پھر ابن زیاد اور یزید نے جو کچھ کہا وہ تاریخ کے ریکارڈ پر ہے۔ ان واقعات سے ان علماء کے اقوال کی تائید ہوتی ہے جو یزید کے کفر کے قائل ہیں۔ دوسرا واقعہ حرۃ (۶۳ھ) جس کی تفصیل تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے، یہ کہ جب مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے مدنی اور مکی لوگوں کو یزید کے مجرمانہ اور فاسقانہ کردار کی تصدیق ہوگئی تو انہوں نے یزید کی بیعت توڑدی حتی کہ مدنی وفد جس کو خود یزید نے شام آنے کی دعوت دی تھی اور واپسی پر انعامات دیئے تھے، حضرت عبداللہ ابن حنظلہ غسیل الملائکہ کو ایک لاکھ درہم اور ان کے آٹھ بیٹوں کو دس دس ہزار درہم انعام دیا تھا۔ واپسی پر حضرت عبداللہ اور وفد کے سب لوگوں نے یزید کی بیعت سے انکار کردیا۔ وفد سے یزید کی برائیاں سن کر سارے مدنی لوگ یزید کی بیعت سے الگ ہوگئے۔

حضرت عبداللہ ابن حنظلہ رضی اللہ عنہ کا قول:

- حضرت عبداللہ ابن حنظلہ رضی اللہ عنہ غسیل الملائکہ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ مَا خَرَجْنَا عَلٰى يَزِيْدَ حَتّٰى خِفْنَا اَنْ نُّرْمٰى بِالْحِجَارَةِ مِنَ السَّمَاءِ اِنَّهٗ كَانَ رَجُلًا يَنْكِحُ اُمَّهَاتِ الْاَوْلَادِ وَالْبَنَاتِ وَالْاَخَوَاتِ وَ يَشْرِبُ الْخَمْرَ وَيَدَعُ الصَّلٰوةَ۔ (الصواعق المحرقۃ اور بدایہ ونہایہ)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نے یزید کے خلاف خروج نہیں کیا حتی کہ ہم اس امر سے ڈر گئے کہ ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے بیشک وہ ایسا آدمی تھا کہ امہات الاولاد اور بنات اور اخوات کے ساتھ نکاح کرتا تھا اور شراب نوشی کرتا تھا اور نماز کو ترک کرتا تھا۔

اسی طرح مکہ مکرمہ کے لوگوں نے حضرت عبداللہ ابن الزبیر کی بیعت کرلی تھی اور یزید کی بیعت سے انکار کردیا تھا۔ جب یزید کو مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے لوگوں کی رپورٹ پہنچی، اس نے مسلم (مسرف) بن عقبہ کی قیادت میں شامی درندوں میں سے بارہ ہزار کا مسلح فوجی لشکر بھیجا اور مسلم بن عقبہ کو حکم دیا کہ ہر مدنی اور مکی شخص سے یزید کی طاعت اور معصیت اور مردوں اور عورتوں کی عبدیت اور کنیز ہونے پر بیعت لی جائے، یزید کو اختیار ہوگا کسی کو فروخت کرے یا آزاد کرے۔

واقعہ حرۃ کا ذکر:

• اس واقعہ حرۃ میں شامی درندوں نے مدینہ منورہ پر قبضہ کرلیا۔ عورتوں اور بچوں کے علاوہ دس ہزار آدمی اور صحابہ کرام مہاجرین اور انصار اور تابعین میں سے سترہ سو آدمی اور حاملینِ قرآن میں سے سات سو آدمی اور قریش میں سے ستانوے آدمی قتل کیے۔ اس دوران مسجد الرسول ﷺ میں گھوڑے باندھے گئے۔ یہ گھوڑے ریاض الجنۃ اور محراب اور منبر اور قبر شریف کے درمیان پیشاب اور لید اور گوبر کرتے رہے۔ لوگوں کو یزید ابن معاویہ کی بیعت پر مجبور کیا گیا کہ مدینہ کے رہنے والے اقرار کریں کہ ہم اور ہماری عورتیں یزید کے عبید اور کنیزیں ہونگی، چاہے یزید فروخت کرے یا آزاد کرے۔ طاعت اور معصیت دونوں میں یزید کی اطاعت لازم ہوگی۔ اس پر حضرت عبداللہ ابن زمعہ کے بیٹے نے مسلم بن عقبہ کو کہا، میں قرآن اور سنت کے احکام پر بیعت کرتا ہوں، تو مسلم بن عقبہ نے اسے قتل کرادیا۔ تین دن تک مسجد الرسول ﷺ میں نماز نہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئی۔ صرف حضرت سعید ابن مسیب مزار انور کے قریب مزار مبارک سے اذان کی آواز سن کر نماز پڑھتے رہے۔

ایک ہزار مدنی عفیفہ باکرہ خواتین یزیدی درندوں کے زنا سے حاملہ ہو گئیں:

• قتال کے بعد یزیدی لشکر کے لیے یزید کے حکم کے مطابق اہل مدینہ منورہ کے اموال اور ازواج اور بنات اور اخوات تین دن کے لیے مباح کر دی گئیں۔ شامی درندوں کے زنا سے ایک ہزار باعفت کنواری مدنی صاحبزادیاں حاملہ ہو گئیں اور شادی شدہ خواتین کی تعداد اس کے علاوہ تھی اور یہ عمل تین دن تک جاری رہا۔ اہل مدینہ پر قیامت برپا ہو چکی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

• اس واقعہ کے بعد مدینہ منورہ کے وہ لوگ جو زندہ بچ گئے تھے، مدینہ منورہ چھوڑ گئے، مدینہ منورہ خالی ہو گیا، نمازی نہ رہے۔ اسی دوران کتوں اور لومڑیوں نے مسجد نبوی میں گھر بنا لیے اور مسجد الرسول ﷺ کے محراب اور منبر اور ستونوں پر پیشاب کرتے رہے۔ سرور دو عالم ﷺ کی پیشین گوئیاں اور غیب کی خبریں صادق پائی گئیں۔ (تاریخ مدینہ (رفیق المدینہ) ص: ۶۶۸ بحوالہ وفاء الوفاء)

واقعہ حرۃ میں مقتولین کی تعداد:

• شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں مقتولین کی درج ذیل تعداد لکھی ہے:

انصار، مہاجرین اور تابعین سے علماء	1,700
عوام الناس	10,000
حفاظ کرام	700
قریش	97
ٹوٹل	12497

(رفیق المدینہ ص: ۶۹۲)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استاذیم عطا محمد بندیالوی کا تبصرہ:

• ان واقعات کے بیان کرنے کے بعد ہمارے استاذ حضرت مولانا عطا محمد بندیالوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے، جو لوگ یزید کو امام حق مانتے ہیں اگر ان کے گھروں میں کسی ظالم حکمران کے حکم سے اس کے فوجی یا پولیس مردوں کو قتل کردے اور ان کی خواتین اور کنواری بیٹیوں کے ساتھ تین دن تک وہ زنا کرتے رہیں پھر ان سے پوچھا جائے کہ کیا آپ کا حاکم امیر المومنین اور اہل حق ہے؟ تو یقیناً وہ اسے ظالم بلکہ کافر کہیں گے کیونکہ زنا کو مباح کہنے والا ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس واقعہ کی مزید تفصیل میری کتاب "رفیق المدینہ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا مودودی کا تبصرہ:

• اس موضوع پر جماعتِ اسلامی کے سربراہ مولانا مودودی کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

• جناب ابوالاعلیٰ مودودی سابق امیر جماعت اسلامی لکھتے ہیں:

یزید کے دور میں تین ایسے واقعات ہوئے جنہوں نے پوری دنیائے اسلام کو لرزہ براندام کر دیا۔

پہلا واقعہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ ہے۔ بلاشبہ وہ اہلِ عراق کی دعوت پر یزید کی حکومت کا تختہ الٹنے کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ اور یزید کی حکومت انہیں برسرِ بغاوت سمجھتی تھی۔ ہم اس سوال سے تھوڑی دیر کے لیے قطع نظر کیے لیتے ہیں کہ اصولِ اسلام کے لحاظ سے حضرت حسینؓ کا یہ خروج جائز تھا یا نہیں، اگرچہ ان کی زندگی میں اور ان کے بعد صحابہ تابعین میں سے کسی ایک شخص کا بھی یہ قول ہمیں نہیں ملتا کہ ان کا خروج ناجائز تھا اور ایک فعل حرام کا ارتکاب کرنے جا رہے تھے۔ صحابہ میں سے جس نے بھی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان کو نکلنے سے روکا وہ اس بنا پر تھا کہ تدبیر کے لحاظ سے یہ اقدام نامناسب ہے۔
تاہم اس معاملہ میں یزید کی حکومت کا نقطہ نظر ہی صحیح مان لیا جائے تب بھی یہ تو امر واقعہ ہے کہ وہ کوئی فوج لے کر نہیں جا رہے تھے بلکہ ان کے ساتھ ان کے بال بچے تھے اور صرف ۳۲ سوار اور ۴۰ پیادے۔ اسے کوئی شخص بھی فوج چڑھائی نہیں کہہ سکتا، ان کے مقابلہ میں عمرو بن سعد بن ابی وقاص کے تحت جو فوج کوفہ سے بھیجی گئی تھی اس کی تعداد ۴ ہزار تھی۔ کوئی ضرورت نہ تھی کہ اتنی بڑی فوج اس چھوٹی سی جمعیت سے جنگ ہی کرتی اور اسے قتل کر ڈالتی۔ وہ اسے محصور کر کے بآسانی گرفتار کر سکتی تھی۔ پھر حضرت حسینؓ نے آخر وقت میں جو کچھ کہا تھا وہ یہ تھا کہ یا تو مجھے واپس جانے دو یا کسی سرحد کی طرف نکل جانے دو یا مجھ کو یزید کے پاس لے چلو۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی بات نہ مانی گئی اور اصرار کیا گیا کہ آپ کو عبیداللہ بن زیاد (کوفہ کے گورنر) ہی کے پاس چلنا ہوگا۔ حضرت حسینؓ اپنے آپ کو ابن زیاد کے حوالے کرنے کے لیے تیار نہ تھے کیونکہ مسلم بن عقیل کے ساتھ جو کچھ وہ کر چکا تھا وہ انہیں معلوم تھا۔ آخر کار ان سے جنگ کی گئی، جب ان کے سارے ساتھی شہید ہو چکے تھے اور وہ میدانِ جنگ میں تنہا رہ گئے تھے اس وقت بھی ان پر حملہ کرنا ہی ضروری سمجھا گیا اور جب وہ زخمی ہو کر گر پڑے تھے اس وقت کو ان کو ذبح کیا گیا۔ پھر ان کے جسم پر جو کچھ تھا وہ لوٹا گیا حتیٰ کہ ان کی لاش پر سے کپڑے تک اتار لیے گئے اور اس پر گھوڑے دوڑا کر اسے روندا گیا۔ اس کے بعد ان کی قیام گاہ کو لوٹا گیا اور خواتین کے جسم پر سے چادریں تک اتار لیں گئیں۔ اس کے بعد ان سمیت تمام شہدائے کربلا کے سر کاٹ کر کوفہ لے جائے گئے اور ابن زیاد نے نہ صرف بر سرِ عام ان کی نمائش کی بلکہ جامع مسجد میں منبر پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن زیاد کا مسجد کے منبر پہ خطبہ:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَظْهَرَ الْحَقَّ وَ اَهْلَهٗ وَ نَصَرَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَزِيْدَ وَ حِزْبَهٗ وَ قَتَلَ الْكَذَّابَ ابْنَ الْكَذَّابِ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ وَ شِيْعَتِهٖ"

ترجمہ: سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے حق اور اہلِ حق کو غالب کیا اور امیر المؤمنین یزید اور اس کی جماعت کی مدد کی اور کذاب ابن کذاب حسین بن علی اور اس کی جماعت کو قتل کیا۔

پھر سارے سر یزید کے پاس دمشق بھیجے گئے اور اس نے بھرے دربار میں ان کی نمائش کی (اس پوری داستان کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو الطبری ج ۴ ص: ۳۰۹ تا ۳۵۶۔ ابن الاثیر ج ۳ ص: ۲۸۲ تا ۲۹۹۔ البدایہ ج ۸، ص: ۱۷۰ تا ۲۰۴)

فرض کیجیے کہ حضرت حسینؓ یزید کے نقطۂ نظر کے مطابق برسر بغاوت ہی تھے، تب بھی کیا اسلام میں حکومت کے خلاف خروج کرنے والوں کے لیے کوئی قانون نہ تھا؟ فقہ کی تمام مبسوط کتابوں میں یہ قانون لکھا ہوا موجود ہے۔ مثال کے طور پر صرف ہدایہ اور اس کی شرح فتح القدیر، باب البغاۃ میں اس کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اس قانون کے لحاظ سے دیکھا جائے تو وہ ساری کارروائی جو میدانِ کربلا سے لے کر کوفے اور دمشق کے درباروں تک کی گئی اس کا ایک ایک جز قطعاً حرام اور سخت ظلم تھا۔ دمشق کے دربار میں جو کچھ یزید نے کیا اور کہا اس کے متعلق روایات مختلف ہیں لیکن ان سب روایتوں کو چھوڑ کر ہم یہی روایت صحیح مان لیتے ہیں کہ وہ حضرت حسین اور ان کے ساتھیوں کے سر دیکھ کر آبدیدہ ہو گیا اور اس نے کہا کہ میں حسین کے قتل کے بغیر بھی تم لوگوں کی طاعت سے راضی تھا، اللہ کی لعنت ہو ابن زیاد پر، خدا کی قسم! اگر میں وہاں ہوتا تو حسین کو معاف کر دیتا اور یہ کہ خدا کی قسم! اے حسین! میں تمہارے مقابلے میں ہوتا تو تمہیں قتل نہ کرتا۔ پھر یہ بھی سوال لازماً پیدا ہوتا ہے کہ اس ظلمِ عظیم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر اس نے اپنے سر پھرے گورنر کو کیا سزا دی؟ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس نے ابن زیاد کو نہ کوئی سزا دی نہ اسے معزول کیا نہ اسے ملامت ہی کا کوئی خط لکھا۔ اسلام تو خیر بدرجہا بلند چیز ہے، یزید میں اگر انسانی شرافت کی بھی کوئی رمق ہوتی تو وہ سوچتا کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کے پورے خاندان پر کیا احسان کیا تھا اور اس کی حکومت نے ان کے نواسے کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

واقعہ حرۃ مودودی کی نظر میں:

اس کے بعد دوسرا سخت المناک واقعہ جنگ حرّہ کا تھا جو ۶۳ھ کے آخر اور خود یزید کی زندگی کے آخری ایام میں پیش آیا۔ اس واقعہ کی مختصر روداد یہ ہے کہ اہل مدینہ نے یزید کو فاسق اور فاجر اور ظالم قرار دے کر اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ اس کے عامل کو شہر سے نکال دیا اور عبداللہ بن حنظلہ کو اپنا سربراہ بنالیا۔ یزید کو یہ اطلاع پہنچی تو اس نے مسلم بن عقبہ المری کو (جسے سلف صالحین مسرف بن عقبہ کہتے ہیں) ۱۲ ہزار فوج دے کر مدینہ پر چڑھائی کے لیے بھیج دیا اور اسے حکم دیا کہ تین دن تک اہل شہر کو اطاعت کرنے کی دعوت دیتے رہنا پھر اگر وہ نہ مانیں تو ان سے جنگ کرنا اور جب فتح پالو تو تین دن کے لیے مدینہ کو فوج پر مباح کر دینا۔ اس ہدایت پر یہ فوج گئی، جنگ ہوئی، مدینہ فتح ہوا اور اس کے بعد یزید کے حکم کے مطابق تین دن کے لیے فوج کو اجازت دے دی گئی کہ شہر میں جو کچھ چاہے کرے۔ ان تین دنوں میں شہر کے اندر ہر طرف لوٹ مار کی گئی، شہر کے باشندوں کا قتل عام کیا گیا جس میں امام زہری کی روایت کے مطابق سات سو معززین (صحابہ) اور دس ہزار کے قریب عوام مارے گئے اور غضب یہ ہے کہ وحشی فوجیوں نے گھروں میں گھس گھس کر بے دریغ عورتوں کی عصمت دری کی۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ "حَتّٰى قِيْلَ اِنَّهٗ حَمَلَتْ اَلْفُ اِمْرَأَةٍ فِيْ تِلْكَ الْاَيَّامِ مِنْ غَيْرِ زَوْجٍ" (کہا جاتا ہے کہ ان دنوں میں ایک ہزار عورتیں زنا سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاملہ ہوئیں) (اس واقعہ کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو الطبری ج ۴ ص ۳۷۲ تا ۳۷۹۔ ابن الاثیر ج ۳ ص ۳۱۰ تا ۳۱۳۔ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۱۹ تا ۲۲۱)

بالفرض اہلِ مدینہ کی بغاوت ناجائز ہی تھی مگر کیا کسی باغی مسلمان آبادی بلکہ غیر مسلم باغیوں اور حربی کافروں کے ساتھ بھی اسلامی قانون کی رو سے یہ سلوک جائز تھا؟ اور یہاں تو معاملہ کسی اور شہر کا نہیں، خاص مدینۃ الرسول کا تھا جس کے متعلق نبی ﷺ کے یہ ارشادات بخاری، مسلم، نسائی اور مسند احمد میں متعدد صحابہ سے منقول ہوئے ہیں کہ "لَا يُرِيدُ اَحَدٌ الْمَدِيْنَةَ بِسُوْءٍ اِلَّا اَذَابَهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ ذَوْبَ الرَّصَاصِ" (مدینہ کے ساتھ جو شخص بھی برائی کا ارادہ کرے گا اللہ اسے جہنم کی آگ میں سیسے کی طرح پگھلا دے گا) اور "مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ظُلْمًا اَخَافَهُ اللّٰهُ وَ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَ لَا عَدْلًا" (جو شخص اہلِ مدینہ کو ظلم سے خوف زدہ کرے گا اللہ اسے خوف زدہ کرے گا۔ اس پر اللہ اور ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے، قیامت کے روز اللہ اس سے کوئی چیز اس کے گناہ کے فدیے میں قبول نہ فرمائے گا)۔

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ انہی احادیث کی بنیاد پر علماء کے ایک گروہ نے یزید پر لعنت کو جائز رکھا ہے اور ایک قول ان کی تائید میں امام احمد بن حنبل کا بھی ہے مگر ایک دوسرا گروہ صرف اس لیے اس سے منع کرتا ہے کہ کہیں اس طرح اس کے والد یا صحابہ میں سے کسی اور پر لعنت کرنے کا دروازہ نہ کھل جائے۔ حضرت حسن بصری کو ایک مرتبہ یہ طعنہ دیا گیا کہ آپ جو بنی امیہ کے خلاف خروج کی کسی تحریک میں شامل نہیں ہوتے تو کیا آپ اہلِ شام (یعنی بنی امیہ) سے راضی ہیں؟ جواب میں انہوں نے فرمایا، میں اور اہلِ شام سے راضی؟ خدا ان کا ناس کرے، کیا وہی نہیں ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حرم کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلال کر لیا اور تین دن تک اس کے باشندوں کا قتل عام کرتے پھرے۔ اپنے نبطی اور قبطی سپاہیوں کو اس میں سب کچھ کر گزرنے کی چھوٹ دے دی اور وہ شریف دیندار خواتین پر حملے کرتے رہے اور کسی حرمت کی ہتک کرنے سے نہ رُکے، پھر بیت اللہ پر چڑھ دوڑے، اس پر سنگ باری کی اور اس کو آگ لگائی، ان پر خدا کی لعنت ہو اور وہ بُرا انجام دیکھیں۔ (ابن الاثیر، ص: ۱۷۰/۴)

یزیدی لشکر کا مکہ مکرمہ پر حملہ:

تیسرا واقعہ وہی ہے جس کا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے آخر میں ذکر کیا ہے۔ مدینہ سے فارغ ہونے کے بعد وہی فوج جس نے رسول اللہ ﷺ کے حرم میں یہ اودھم مچایا تھا، حضرت ابن زبیرؓ سے لڑنے کے لیے مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہوئی اور اس نے منجنیقیں لگا کر خانہ کعبہ پر سنگ باری کی جس سے کعبہ کی ایک دیوار شکستہ ہو گئی۔ اگرچہ روایات یہ بھی ہیں کہ انہوں نے کعبہ پر آگ بھی برسائی تھی لیکن آگ لگنے کے کچھ دوسرے وجوہ بھی بیان کیے جاتے ہیں البتہ سنگ باری کا واقعہ متفق علیہ ہے۔

ان تمام احادیث اور روایات سے یزید کا کردار، اس کی سیرت اور اس کا مقام اظہر من الشمس ہے۔ تمام صحابہ کرام، ائمہ عظام اور علماء اعلام اس کے فاسق و فاجر اور ظالم اور شرابی ہونے پر متفق ہیں اور جہاں تک اس کے کافر ہونے اور مستحق لعنت ہونے کا تعلق ہے، اس میں اختلاف ہے۔ بعض نے کھلا کھلا اس کی تکفیر کی اور اس پر لعنت کرنا جائز قرار دیا اور بعض نے اس سے منع اور بعض نے سکوت اختیار کیا۔ کما مرّ۔ لیکن یہ کہنا کہ وہ عالم و فاضل، متقی پرہیز گار، نہایت صالح اور پابندِ صوم صلوٰۃ اور حد درجہ کریم النفس اور حلیم الطبع وغیرہ تھا، بالکل جھوٹ اور سراسر غلط ہے، جس کا اصل حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ ایسا عقیدہ و نظریہ اسی کا ہو سکتا ہے جس کے دل میں اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے بغض

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور نفاق کا مرض ہو۔

یزید پر لعنت اور اسے کافر سمجھنے اور کہنے والے بعض علماء کے اسماء:

• (۱) امام احمد بن حنبل (۲) قاضی ابو یعلیٰ (۳) علامہ سعد الدین تفتازانی (۴) سید محمود آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی (۵) علامہ ابن الجوزی وغیرہم۔

• امام ابن حجر ہیتمی الصواعق المحرقہ میں تحریر فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ اَنَّ اَهْلَ السُّنَّةِ اخْتَلَفُوْا فِيْ تَكْفِيْرِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَ وَلِيِّ عَهْدِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ فَقَالَتْ طَائِفَةٌ اَنَّهٗ كَافِرٌ لِقَوْلِ سَبْطِ ابْنِ الْجَوْزِيِّ وَغَيْرِهِ الْمَشْهُوْرُ اَنَّهٗ لَمَّا جَاءَهٗ رَأْسُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ جَمَعَ اَهْلَ الشَّامِ وَ جَعَلَ يَنْكِتُ رَأْسَهٗ بِالْخَيْزَرَانِ وَ يُنْشِدُ اَبْيَاتَ الزِّبَعْرٰى لَيْتَ اَشْيَاخِيْ بِبَدْرٍ شَهِدُوْا (اَلْاَبْيَاتُ الْمَعْرُوْفَةُ) وَزَادَ فِيْهَا بَيْتَيْنِ مُشْتَمِلَيْنِ عَلٰى صَرِيْحِ الْكُفْرِ وَ قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِيْمَا حَكَاهُ سِبْطُهٗ عَنْهُ لَيْسَ الْعَجَبُ مِنْ قِتَالِ ابْنِ زِيَادٍ لِلْحُسَيْنِ وَ اِنَّمَا الْعَجَبُ مِنْ خِذْلَانِ يَزِيْدَ وَ ضَرْبِهٖ بِالْقَضِيْبِ ثَنَايَا الْحُسَيْنِ وَ حَمْلِهٖ اٰلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ سَبَايَا عَلٰى اَقْتَابِ الْجِمَالِ وَ ذَكَرَ اَشْيَاءَ مِنْ قَبِيْحِ مَا اشْتَهَرَ مِنْهُ وَ رَدُّهُ الرَّأْسَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَ قَدْ تَغَيَّرَتْ رِيْحُهٗ ثُمَّ قَالَ وَ مَا كَانَ مَقْصُوْدُهٗ اِلَّا الْفَضِيْحَةُ وَ اِظْهَارُ الرَّأْسِ هَلْ يَجُوْزُ اَنْ يُفْعَلَ هٰذَا بِالْخَوَارِجِ وَالْبُغَاةِ يُكَفَّنُوْنَ وَ يُصَلّٰى عَلَيْهِمْ وَ يُدْفَنُوْنَ وَ لَوْ لَمْ يَكُنْ فِيْ قَلْبِهٖ اِحْقَادُ جَاهِلِيَّةٍ وَ اَضْغَانُ بَدْرِيَّةٍ لَاحْتَرَمَ الرَّأْسَ لَمَّا وَصَلَ اِلَيْهِ وَ كَفَّنَهٗ وَ دَفَنَهٗ وَ اَحْسَنَ اِلٰى اٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ۔ انتہی۔

(ص: ۳۲۰/۳۲۱ صواعق محرقہ)

ترجمہ: تجھے معلوم ہو بیشک اہل سنت نے یزید بن معاویہ اور امیر معاویہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے بعد ان کے ولی عہد کی تکفیر میں اختلاف کیا ہے۔ ایک جماعت نے کہا وہ کافر ہے۔ امام سبط ابن جوزی اور اس کے غیر کے مشہور قول کی وجہ سے کیونکہ امام حسینؓ کا سر مبارک یزید کے پاس پہنچا اس نے اہل شام کو جمع کیا اور وہ ایک چھڑی سے آپ کے سر مبارک کو چھوتا تھا اور زبعری شاعر کے اشعار پڑھتا تھا "کاش بدر میں ہلاک ہونے والے میرے اشیاخ آج حاضر ہوتے۔۔۔ الخ یہ اشعار معروف ہیں۔ جو زبعری نے غزوۂ اُحد میں صحابہ کرامؓ کی شہادت پر خوش ہوتے ہوئے پڑھے تھے۔ اور یزید نے ان اشعار کے علاوہ مزید دو شعر ایسے ذکر کیے جو صریح کفر پر مشتمل ہیں اور ابن الجوزی نے کہا جو ان کے پوتے نے نقل کیا امام حسین کے قتل پر ابن زیاد سے تعجب نہیں ہوا بیشک تعجب یزید کے تحقیری اور تخفیفی عمل سے ہے کہ اس نے امام عالی مقام کے مبارک دانتوں کو ایک چھڑی کے ساتھ چھوا اور ہونٹوں کو کھولتا اور بند کرتا رہا اور آل رسول ﷺ کو اونٹوں کے پالانوں پر سوار کیا اور کجاوے فراہم نہیں کیے۔ ابن جوزی نے ایسی اشیاء کا ذکر کیا جو انتہائی قبیح اس یزید سے صادر ہوئیں اور مشہور ہیں اور امام عالی مقام کے سر مبارک کو اس حالت میں مدینہ منورہ واپس بھیجا اس میں متغیر ہوا پیدا ہو چکی تھی پھر ابن جوزی نے کہا اس سے یزید کا مقصد صرف اور صرف رسوا کرنا تھا اور سر مبارک کو ظاہر کرنا تھا۔ کیا یہ جائز ہے کہ خوارج اور باغیوں کے ساتھ یہ کیا جائے کہ انہیں کفن دیا جائے اور ان پر نماز پڑھی جائے اور انہیں دفن کیا جائے مگر آل پاک اور شہدائے کربلا کے ساتھ ایسا نہ ہو۔ اگر یزید کے دل میں جاہلیت اور کفر کے زمانہ کا کینہ نہ ہوتا اور اس کے دل میں بدر کے ہلاک شدہ اپنے کافر مشائخ کا بدلہ لینے کا ارادہ نہ ہوتا تو جب امام حسینؓ کا سر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مبارک اس کے پاس پہنچا وہ اس کی عزت کرتا اور کفن اور دفن کرتا اور سرورِ دو عالم ﷺ کی آل کے ساتھ اچھا سلوک کرتا۔

ابن جوزی کا نظریہ:

- علامہ ابن جوزی اپنی کتاب "الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم یزید" میں تحریر فرماتے ہیں:

سَأَلَنِیْ سَائِلٌ عَنْ یَزِیْدَ ابْنِ مُعَاوِیَةَ فَقُلْتُ یَکْفِیْهِ مَا بِهٖ فَقَالَ أَیَجُوْزُ لَعْنُهٗ؟ فَقُلْتُ قَدْ اَجَازَهُ الْعُلَمَاءُ الْوَرِعُوْنَ مِنْهُمْ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فَاِنَّهٗ ذَکَرَ فِیْ حَقِّ یَزِیْدَ عَلَیْهِ اللَّعْنَةُ۔

ترجمہ: مجھ سے یزید ابن معاویہ کے متعلق کسی سائل نے سوال کیا۔ میں نے کہا، اسے کافی ہے جو اس کے ساتھ ہے۔ پھر سائل نے کہا کیا اس پر لعنت جائز ہے؟ میں نے کہا، بیشک صاحب ورع اور تقوی علماء نے اسے جائز کہا، ان میں سے امام احمد بن حنبل ہیں۔ بیشک انہوں نے یزید کے حق میں ذکر کیا علیہ اللعنۃ۔

- پھر ابن جوزی نے قاضی ابو یعلی سے ان کے اصول کی کتاب "المعتمد فی الاصول" سے نقل کیا، حضرت امام احمد بن حنبل کے بیٹے صالح نے کہا، اے میرے باپ! ایک قوم ہمیں یزید کے ساتھ محبت کرنے والوں میں شمار کرتی ہے۔ آپ نے جواب دیا:

یَا بُنَیَّ هَلْ یَتَوَلّٰی یَزِیْدَ اَحَدٌ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ لِمَ لَا یَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ اللّٰهُ فِیْ کِتَابِهٖ؟ فَقُلْتُ اَیْنَ لَعَنَ اللّٰهُ یَزِیْدَ فِیْ کِتَابِهٖ؟ فَقَالَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی (فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْا اَرْحَامَکُمْ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰی اَبْصَارَهُمْ) فَهَلْ یَکُوْنُ فَسَادٌ اَعْظَمُ مِنْ هٰذَا الْقَتْلِ وَ فِیْ رِوَایَةٍ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَقَالَ یَابُنَیَّ مَا اَقُوْلُ فِیْ رَجُلٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ فِیْ کِتَابِ فَذَکَرَہٗ ۔

(سورہ محمد، آیت: ۲۳)

کیا کوئی ایک آدمی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان رکھتا ہے یزید کے ساتھ محبت کر سکتا ہے؟ اور کیوں لعنت نہ کرے وہ شخص اس آدمی پر جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یزید پر لعنت فرمائی ہے؟ پس آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اپنے قول میں فرمایا (پس نظر آتا ہے کہ تم اگر والی اور حاکم بنے تو زمین میں فساد کرو گے اور اپنے رشتے کاٹ دو گے) یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی اور انہیں حق سے بہرہ کر دیا اور ان کی آنکھیں بے نور کر دیں۔ پس کیا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل سے کوئی عظیم فساد ہے؟ اور ایک روایت میں ہے، آپ نے فرمایا، اے میرے بیٹے! کیا کہوں میں اس آدمی کے متعلق جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت فرمائی ہے، پھر آپ نے باقی باتیں ذکر فرمائیں۔

علامہ تفتازانی کا قول:

- علامہ تفتازانی نے شرح عقائد میں فرمایا:

وَالْحَقُّ اَنَّ رَضَاءَ یَزِیْدَ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ وَ اسْتِبْشَارَہٗ بِذٰلِكَ وَ اِھَانَةَ اَھْلِ بَیْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ مِمَّا تَوَاتَرَ مَعْنَاہُ وَاِنْ کَانَ تَفَاصِیْلُھَا اٰحَادًا فَنَحْنُ لَا نَتَوَقَّفُ فِیْ شَانِهٖ بَلْ فِیْ اِیْمَانِهٖ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَ عَلٰی اَنْصَارِہٖ وَ اَعْوَانِهٖ ۔ (شرح عقائد)

ترجمہ: اور حق یہ ہے کہ یزید کا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر راضی ہونا اور اس پر اس کا خوش ہونا اور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کی اہانت ان امور سے ہیں جن کا معنی تواتر سے ثابت ہے اگرچہ ان امور کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تفصیلات خبر احاد سے ہیں۔ پس ہم یزید کی شان میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں توقف نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی اس پر اور اس کے انصار اور اعوان پر لعنت ہو۔

عبدالعزیز پرہاروی کا قول:

• امام عالی مقام امام حسینؓ کے خروج کو بغاوت کہنے والوں کے جوابات دیتے ہوئے نبراس میں حضرت مولانا عبدالعزیز پرہاروی ایک جواب اس طرح بیان کرتے ہیں:

ثَالِثُهَا لَعَلَّهٗ وَجَدَ مَا يَدُلُّ عَلٰى كُفْرِهٖ وَقَدْ تَقَرَّرَ اَنْ مَنْعَ الْخُرُوْجِ اِنَّمَا هُوَ اِذَا لَمْ يَبْلُغِ الْاِمَامُ الْكُفْرَ وَيُرْوٰى مِنْ شِعْرِهٖ

مدامۃ کنز فی اناء کفضۃ — وساق کبدمع مدامۃ کنجم

وَشِمَّتُہٗ کرم برجھا قعروھا — ومطلعھا الساقی ومغربھا فھی

فان حرمت یوما علی دین احمد — فخذھا علی دین المسیح ابن مریم

و قولہ یوم حمل الیہ رأس الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

لعبت ھاشم بالملك فلا — خبر جاء ولا وحی نزل

لست من خندف ان لم انتقم — من بنی احمد ما کان فعل

والعھدۃ علی الرواۃ۔

ترجمہ: شراب کا خزانہ ایسے برتن میں ہے جو کہ مثل چاندی کے ہے، انگور کی شاخ انگوروں کے ساتھ لدی ہوئی ہے جو کہ مثل ستاروں کے ہیں۔ شراب کی خوشبو کی قسم اس کی بلندی اس کو زیبا ہے شراب کا مشرق ساقی ہے اور اس کے غروب کی جگہ میرا منہ ہے۔ پس اگر یہ شراب دین احمد میں ایک دن حرام ہوئی ہے تو اس کو مسیح ابن مریم کے دین پر پی لے۔

بنو ہاشم بادشاہت کے ساتھ کھیلتے رہے نہ کوئی خبر آئی اور نہ کوئی وحی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نازل ہوئی۔ نہ ہوں میں خذاف کی اولاد سے اگر نہ انتقام لوں میں، احمد (رسول اکرم ﷺ) کی اولاد سے اس عمل کا جو انہوں نے بدر میں کیا۔

• میرے خیال میں یزید علیہ ماعلیہ کے کفریات پر محققین اہل سنت کا اجماع ہے مگر بعض علماء نے اسے کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے سے منع اس لیے کیا کہ اس کی کفری عبارات اور اشعار اور کفری افعال کی تاویل ہو سکتی ہے۔ دوم اس لیے کہ یزید کا توبہ کر لینے کا احتمال موجود ہے چونکہ بعض علماء بہت زیادہ محتاط ہوتے ہیں اس لیے احتیاط کی بنیاد پر انہوں نے اسے کافر کہنے سے منع کیا اگرچہ یزید کا کفریات کی وجہ سے کافر ہونا ثابت تھا۔ آپ پڑھ چکے جمہور علماء شخصی لعنت تو بعد الموت کافر مجاہر کے لیے بھی جائز نہیں کہتے لیکن عدم جواز کی بنیاد احتیاط اور احتمالات ہیں اس لیے جن علماء نے یزید کو کافر کہا اور اس پر لعنت کی، جمہور علماء نے انہیں قول حرام کے مرتکب ہونے کا ارتکاب نہیں کہا۔ صرف اتنی بات ہے کہ ان علماء نے تاویلات اور احتمالات کا اعتبار نہ کرتے ہوئے یزید کو اس کے افعالِ قبیحہ اور اقوالِ شنیعہ کی وجہ سے کافر کہہ دیا۔

برخوردار ملتانی کا قول:

• نبراس شرح العقائد کے محشی ملا برخوردار ملتانی ذکر کرتے ہیں:

قوله لعل وجد ما يدل على كفره قال الشارح للشرح في كتابه المعجون ان بعض افعال يزيد ما لا يفعله الا الكفار انتهى و في جذب القلوب ذكر قصة الحرة ذكر فيها قتل الانصار و حفاظ القرآن و اخراج اهل المدينة منها و تخويفهم والالحاد و اباحة الزنا و اخراب مسجد المدينة حتى ربط الخيل فيه و غيرها قال بحر العلوم في شرح مسلم الثبوت ان يزيد كان اخبث الناس و كان بعيدا بمراحل من الامامة بل الشك في ايمانه خزله الله تعالى۔ انتهى۔ (ص: ۵۴۱۔ مکتبہ بندیال)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: (شارح کا قول لعل وجد ما یدل علی کفرہ) شرح مذکور کے شارح نے اپنی کتاب معجون میں ذکر کیا بیشک یزید کے بعض ایسے افعال تھے جو افعال کفار ہی کرتے ہیں اور جذب القلوب میں حرۃ قصہ کا ذکر کیا گیا ہے اس میں صاحب کتاب حضرت عبد الحق محدث دہلوی نے انصار اور حفاظ کے قتل کا ذکر کیا، اہلِ مدینہ کو مدینہ سے نکالنے اور ان کو ڈرانے اور الحاد اور زنا کی اباحت اور مسجد المدینۃ کو خراب کرنے کا ذکر کیا حتی کہ مسجد میں گھوڑے باندھے گئے اور اس کے علاوہ برے کام۔ بحر العلوم نے مسلم الثبوت کی شرح میں ذکر فرمایا، بیشک یزید خبیث لوگوں میں سے خبیث ترین آدمی تھا، امامت کے منصب سے کئی مراحل دور تھا بلکہ شک اس کے ایمان میں ہے، اللہ تعالیٰ ان کو رسوا کرے۔

- پھر ابن جوزی اور قاضی ابو یعلی نے کتاب لکھی جس میں ان لوگوں کا ذکر کیا جو لعنت کے مستحق ہیں، ان میں یزید کا ذکر بھی کیا پھر انہوں نے حدیث ذکر فرمائی ''مَنْ اَخَافَ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ ظُلْمًا اَخَافَہُ اللّٰہُ وَ عَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ'' (جس نے اہلِ مدینہ کو ظلم سے خوف زدہ کیا، اللہ تعالیٰ اسے خوفزدہ کرے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اور ملائکہ اور سب لوگوں کی)۔
- اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے یزید نے اہلِ مدینہ کے ساتھ ایک لشکر بھیج کر جنگ کی اور اہلِ مدینہ کو خوفزدہ کیا (انتہی)۔ حدیث جو ذکر فرمائی وہ مسلم شریف کی حدیث ہے اور یزیدی لشکر نے جو قتل کیے اور فساد برپا کیا اور قیدی بنائے اور مدینہ منورہ کو مباح کیا جو کہ مشہور ہے، بعض اہلِ مدینہ کچھ دنوں کے لیے چھپ گئے۔ مسجدِ نبوی میں کسی کے لیے داخل ہونا ممکن نہ رہا حتی کہ مسجد شریف میں کتے اور بھیڑیے داخل ہوتے رہے، انہوں نے سرورِ دو عالم ﷺ کے منبر پر پیشاب کیے اور یزیدی لشکر نے تین سو باکرہ لڑکیوں کے ساتھ زنا کیا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(بعض روایات میں ایک ہزار ہے) اور صحابہ کرام کو قتل کیا اور سات سو قرآن کے حامل صحابہ کرام کو قتل کیا، کئی دن تک مسجد نبوی میں جماعت نہیں ہوئی اور یزیدی لشکر کے امیر مسلم بن عقبہ یزید کے لیے جبراً بیعت لیتا تھا کہ بیعت کرنے والے لوگ یزید کے غلام اور عورتیں کنیزیں ہیں خواہ انہیں بیچے یا قتل کرے، اسے اختیار ہوگا۔ اگر کسی آدمی نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر بیعت کرنے کی درخواست کی تو مسلم بن عقبہ نے اسے قتل کرا دیا۔ یہ سب کچھ واقعہ حرۃ میں ہوا پھر یزیدی لشکر حضرت عبداللہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قتال کے لیے مکہ مکرمہ پہنچا۔ منجنیق سے کعبہ پر پتھر پھینکے اور کعبۃ اللہ کا غلاف جلایا۔ یزید اس حدیث کا مصداق تھا کہ ”لَا يَزَالُ أَمْرُ أُمَّتِي قَائِمًا بِالْقِسْطِ حَتّٰى يَثْلِمَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ يُقَالُ لَهُ يَزِيْدُ“ (ہمیشہ میری امت کا امر عدل کے ساتھ قائم رہے گا حتی کہ اس کو بنی امیہ میں سے ایک آدمی توڑے گا اس کو یزید کہا جائے گا)۔ (ابن جوزی)

- جیسا ہم ذکر کر چکے ہیں یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کے جواز یا عدم جواز میں علمائے اہل السنۃ والجماعت کے تین قول ہیں۔ ہم نے ان لوگوں کے دلائل ذکر کیے جو لعنت کے جواز کے قائل ہیں اور ان کے نزدیک یزید کافر تھا، یزید کی توبہ ثابت نہیں اس لیے مجوزین علماء یزید پر لعنت کرنا جائز سمجھتے ہیں۔

مصنف کا ذاتی تبصرہ:

- میں محمد رفیق کہتا ہوں قارئین خود غور و فکر کریں کہ جس شخص نے سرورِ دو عالم ﷺ کی اولاد مقدسہ مطہرہ کے ساتھ ذکر شدہ تفصیل کے ساتھ ظلم کیا اور پھر کہا کہ میں نے بدر میں قتل ہونے والے اپنے مشرک آباء اور مشائخ کا بدلہ لیا ہے، تو کیا یہ کفر نہیں!
- عترت پاک کی توہین اور تحقیر اور پاک دامن سادات خواتین کے ساتھ دمشق

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تک جو رویہ اختیار کیا گیا اس نسبت کی وجہ سے کہ وہ سرورِ دوعالم ﷺ کی عترت ہے، کیا یہ کفر نہیں!

- امام حسینؓ کے جسم مبارک اور شہداء کے اجسام کو ننگے اجسام کے ساتھ کربلا کے میدان میں میں چھوڑ آنا، کفن دفن کا انتظام نہ کرنا تاکہ ان پاکیزہ اجسام کو پرندے اور درندے نوچیں، کیا یہ نسبتِ رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے نہیں تھا، اور یہ کفر نہیں!
- سیدی امام حسینؓ اور شہداء کے مبارک سروں کو کوفہ اور دمشق تک کے بازاروں میں گھمانا کیا یہ آل پاک کی آل ہونے کی وجہ سے توہین اور تحقیر نہیں اور یہ کفر نہیں!
- امام عالی مقامؓ کے چہرہ مبارک اور پاکیزہ ہونٹوں اور منور دانتوں کو ایک عام چھڑی کے ساتھ چھونا اور ہلانا، کیا یہ توہین اور تحقیر آلِ رسول نہیں؟ حتیٰ کہ صحابیٔ رسول ﷺ حضرت ابو برزہ بول اٹھے، فرمایا، اے یزید! ان پاکیزہ ہونٹوں کو میں اپنی آنکھوں سے سرورِ دوعالم ﷺ کو چومتا اور چوستا دیکھ چکا ہوں۔
- مدنی صحابہ اور تابعین کو قتل کرنا اور مسجد مبارک میں گھوڑے باندھنا اور گھوڑوں کا ریاض الجنۃ میں بول و براز کرنا، کیا یہ مسجد الرسول کی توہین نہیں! جب قبلہ کی جہت ایک امام بلغم تھوکنے والے کے لیے آپ ﷺ فرمائیں کہ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے یہ بے ادب ہے تو کیا سرکار دوعالم ﷺ کی مسجد کی یہ بےادبی اور تحقیر نہیں!
- پھر یزید کے حکم سے مدینۃ الرسول ﷺ میں رہنے والی پاک دامن باکرہ اور شادی شدہ خواتین کے ساتھ تین دن تک زنا کو مباح کر دینا اور بارہ ہزار شامی درندوں کو اجازت دے دینا کہ وہ گھروں میں داخل ہو کر شہداء اور غیر شہداء کی بیٹیوں اور بہنوں اور بیویوں اور دیگر خواتین کے ساتھ زنا کرتے رہیں، کیا یہ کفر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں ہے تو کیا ہے؟

• اگر یزیدی علماء اور ان کے گھر والی خواتین کے ساتھ ایسا عمل ہو تو ان کا فتویٰ کیا ہوگا؟ ایسے ظالم زنا کو جائز سمجھنے والے اور زنا کرنے والے لوگوں کا ایمان باقی رہے گا؟ اور ان کے سربراہ کا ایمان کیسا ہوگا؟

• ہمارے علماء کے نزدیک اگر کوئی شخص تحقیراً قرآن مجید کے اوراق کو قازورات میں پھینک دے یا عالم کو عویلم کہہ دے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ کیا یزید کے اعمال اور افعال عالم کی تحقیر اور قرآن مجید کی توہین سے کم درجہ کے تھے؟ منجنیقوں سے کعبۃ اللہ پر سنگ باری حتیٰ کہ اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فدیہ میں ذبح کیے گئے دنبہ کے کعبہ میں لگے سینگ ٹوٹ گئے اور اس کے ٹکڑے ہو گئے اور کعبۃ اللہ پر آتش زنی اور بارود کی بارش سے کعبۃ اللہ کے غلاف کو آگ لگ گئی، کیا یہ کعبۃ اللہ کی توہین اور تحقیر نہیں ہے؟ کیا یہ باعثِ تکفیر نہیں ہے؟

• لہٰذا یزید کے کافر ہو جانے کا قول کرنے والے علماء کا قول حق اور صواب ہے۔ (محمد رفیق حسنی)

امام اعظم کے توقف کی وجہ:

• رہا یہ کہ امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے متبعین بعض علماء نے توقف کیا ہے، اس کی وجہ استاذ العرب والعجم استاذی عطا محمد بندیالوی یہ بیان فرماتے تھے چونکہ جمہور علماء کے نزدیک کافر کی بعد الموت احتیاطاً شخصی لعنت جائز نہیں، شاید امام اعظم صاحبؒ نے اس لیے توقف فرمایا اگرچہ وہ یزید کو لعنت کا مستحق سمجھتے تھے۔

• امام غزالی اور دیگر علماء جو یزید پر لعنت کو جائز نہیں سمجھتے، اس کی تائید کرتے ہوئے امام ابن حجر ہیتمی 'صواعقِ محرقہ' میں اس کی وجہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

هٰذَا هُوَ اللَّائِقُ بِقَوَاعِدِ اَئِمَّتِنَا مِمَّا صَرَّحُوْا بِهٖ مِنْ اَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ اَنْ يُلْعَنَ شَخْصٌ بِخُصُوْصِهٖ اِلَّا اِنْ عُلِمَ مَوْتُهٗ عَلَى الْكُفْرِ كَاَبِيْ جَهْلٍ وَ اَبِيْ لَهَبٍ وَ اَمَّا مَنْ لَّمْ يُعْلَمْ فِيْهِ ذٰلِكَ فَلَا يَجُوْزُ لَعْنُهٗ حَتّٰى اَنَّ الْكَافِرَ الْحَيَّ الْمُعَيَّنَ لَا يَجُوْزُ لَعْنُهٗ لِاَنَّ اللَّعْنَ هُوَ الطَّرْدُ عَنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ الْمُسْتَلْزِمِ لِلْيَاْسِ مِنْهَا وَ ذٰلِكَ اِنَّمَا يَلِيْقُ بِمَنْ عُلِمَ مَوْتُهٗ عَلَى الْكُفْرِ وَ اَمَّا مَنْ لَّمْ يُعْلَمْ فِيْهِ ذٰلِكَ فَلَا وَ اِنْ كَانَ كَافِرًا فِي الْحَالَةِ الظَّاهِرَةِ لِاِحْتِمَالِ اَنْ يُّخْتَمَ لَهٗ بِالْحُسْنٰى فَيَمُوْتُ عَلَى الْاِسْلَامِ۔ (صواعق محرقہ)

ترجمہ: یزید پر لعنت نہ کرنا ہمارے ائمہ کے قواعد کے لائق ہے جو کہ انہوں نے تصریح کی ہے کہ جائز نہیں ہے کہ بخصوصہ (کافر کے نام کے ساتھ) کسی شخص پر لعنت کی جائے مگر جب اس آدمی کی موت کا کفر پر ہونا معلوم ہو جیسے ابی جہل اور ابی لہب لیکن وہ شخص جس کی موت کا کفر پر ہونا معلوم نہ ہو، اس پر لعنت جائز نہیں ہے حتی کہ زندہ کافر معین پر لعنت بھی جائز نہیں ہے اس لیے کہ لعنت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونے کو کہتے ہیں جو یاس اور ناامیدی کو مستلزم ہے اور یہ بیشک اس آدمی کے لائق ہے جس کی موت کا کفر پر ہونا معلوم ہو اور جن کی موت کا کفر پر ہونا معلوم نہیں اس پر لعنت جائز نہیں اگرچہ وہ ظاہری حالت میں کافر ہے کیونکہ احتمال ہے کہ اس کی موت ایمان کے ساتھ واقع ہو اور اسلام پر مر جائے۔

لعنت اور کفر دو الگ امر ہیں:

نوٹ: لعنت اور کفر دو الگ الگ امر ہیں۔ وہ کافر جس کا کفر معلوم اور بدیہی ہے جیسے یہودی اور عیسائی اور مشرک، اس کو کافر سمجھنا ضروریاتِ دین سے ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس پر کافروں کے احکام جاری کیے جائیں گے مگر لعنت شخصی کا حکم وہی ہے جو ابن حجر نے ذکر کیا ہے نیز کافر جس کا کفر یقینی ہو، کسی آدمی کو یقیناً معلوم ہو اسے کافر سمجھنا ضروری ہے مگر کافر کہنا بغیر ضرورت ضروری نہیں ہوتا۔ کافر سمجھنا اور کافر کہنا دونوں میں فرق ہے جس طرح اسی کتاب کے اول میں گزر چکا ہے۔

مگر یزید کی موت کا اسلام پر ہونا نہایت ضعیف احتمال ہے جیسا کہ امام آلوسی نے فرمایا کیونکہ جب یزید کا لشکر کعبۃ اللہ پر سنگ باری کر رہا تھا اچانک وہ فوت ہو گیا۔ مدینہ منورہ کے بعد کعبۃ اللہ پر آگ اور بارود کی بارش اور سنگ باری سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے کفری افعال پر نادم نہیں تھا لہٰذا توبہ کا احتمال نہایت ضعیف ہے۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

• جو علماء یزید پر نام کے ساتھ بشخصہ لعنت کے عدم جواز کا حکم بیان کرتے ہیں، ان سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ امام حسینؓ کا قاتل اور قاتل کا آمر اور اس کے قتل پر راضی اور خوش ہونے والا آدمی کافر ملعون ہے۔

لعنت بشخصہ باسمہ کا حکم:

• الصواعق محرقہ میں منقول ہے کہ قرآن مجید کی آیت "فَهَلْ عَسَيْتُمْ" (سورۃ محمد: ۲۲) جس کے ساتھ امام احمد بن حنبل نے یزید پر بشخصہ لعنت کرنے کے جواز پر استدلال کیا اور قرآن شریف کی آیت "أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ" (سورہ بقرہ: ۱۶۱) یزید پر لعنت کے جواز پر دلالت تو کرتی ہیں مگر شخصہ اور بخصوص اسم نہیں کرتیں اور کلام اس میں ہے۔

فرمایا:

وَإِنَّمَا الَّذِيْ دَلَّ عَلَيْهِ جَوَازُ لَعْنِهٖ لَا بِذَالِكَ الْخُصُوْصِ وَهٰذَا جَائِزٌ بِلَا نِزَاعٍ وَ مِنْ ثُمَّ حُكِيَ الْاِتِّفَاقُ عَلٰى اَنَّهٗ يَجُوْزُ لَعْنُ مَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَوْ اَمَرَ بِقَتْلِهٖ اَوْ اَجَازَهٗ اَوْ رَضِيَ بِهٖ مِنْ غَيْرِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تَسْمِيَةِ لِيَزِيْدَ كَمَا يَجُوْزُ لَعْنُ شَارِبِ الْخَمْرِ وَ نَحْوِهٖ مِنْ غَيْرِ تَعْيِيْنٍ.... الخ (صواعق محرقہ، ص: ۳۳۴)

ترجمہ: وہ جو آیت کریمہ اور حدیث جو جوازِ لعنت پر دلالت کرتی ہے جب یزید کے خصوصی نام کے ساتھ نہ ہو یہ جائز ہے۔ بغیر اختلاف کے اسی وجہ سے حکایت کی گئی ہے کہ سب علماء کا اتفاق ہے، امام حسینؓ کے قاتل اور آپ کے قتل کا حکم دینے والا یا اجازت دینے والا (جائز کہنے والا) یا امام حسینؓ کے قتل پر خوش ہونے والا یزید کا نام لیے بغیر یہ لعنت جائز ہے جیسے شارب خمر اور اس کی مثل پر بغیر تعیین ہے۔

- یزید پر لعنت کے جواز پر محمد ابن عبد الرسول البرزنجی (متوفی ۱۱۰۳ھ) نے اپنی کتاب ''الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ'' میں اور امام ابن حجر ہیتمی (متوفی ۹۷۴ھ) نے الصواعق میں امام احمد اور ان کے بیٹے کا مکالمہ اور امام احمد کا لعنت کے جواز پر استدلال ذکر کیا۔ اس وقت حضرت علامہ سید محمود الآلوسی البغدادی (متوفی ۱۲۷۰ھ) نے فرمایا، امام احمد اور برزنجی کے جوازِ لعنت کے قول کی بنیاد اس قول پر ہے کہ کیا اس جماعت میں سے جن پر وصف کے ساتھ لعنت کی گئی ہے، ایک شخص عاصی معین باسمہ پر لعنت کرنا جائز ہے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض جواز کے قائل ہیں اور بعض عدم جواز کے قائل ہیں۔

امام آلوسی کی عدمِ جوازِ لعنت پر عبارت:

- چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

فَالْجَمْهُوْرُ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يَجُوْزُ لَعْنُ الْمُعَيَّنِ فَاسِقًا كَانَ اَوْ ذِمِّيًّا حَيًّا كَانَ اَوْ مَيِّتًا وَ لَمْ يَعْلَمْ مَوْتُهٗ عَلَى الْكُفْرِ لِاِحْتِمَالِ اَنْ يُّخْتَمَ لَهٗ اَوْ خُتِمَ لَهٗ بِالْاِسْلَامِ بِخِلَافِ مَنْ عُلِمَ مَوْتُهٗ عَلَى الْكُفْرِ كَاَبِيْ جَهْلٍ۔ (۳۱۶روح المعانی، سورۃ محمد)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: جمہور کے نزدیک معین شخص پر لعنت جائز نہیں ہے خواہ فاسق ہو یا ذمی کافر ہو، زندہ ہو یا مردہ ہو اور اس کی موت کا کفر پر ہونا معلوم نہ ہو، اس احتمال کی وجہ سے کہ اس کا خاتمہ اسلام پر ہوگا یا اسلام پر ہو چکا ہو۔ بخلاف اس شخص کے جس کی موت کا کفر پر ہونا معلوم ہو جیسے ابو جہل۔

علامہ آلوسی کا اپنا نظریہ:

• پھر صاحب روح المعانی شیخ الاسلام السراج بلقینی کا شخص معین پر لعنت کے جواز کا قول نقل کرتے ہیں، انہوں نے دو صحیح حدیثوں سے استدلال کیا ہے۔

• علامہ آلوسی فرماتے ہیں، ان احادیث کی بنیاد پر یزید کی لعنت میں کوئی توقف نہیں ہے اس کے اوصاف خبیثہ اور ایام مکلف میں ہونے کے تمام ایام میں کبائر کے ارتکاب کی وجہ سے اس کی شقاوت پر اس کا عمل کافی شاہد ہے جس نے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے بے شمار مظالم کیے اور فسق و فجور کا ارتکاب کیا (تا):

اَلطَّامَّةُ الْكُبْرٰى مَا فَعَلَهٗ بِأَهْلِ الْبَيْتِ وَ رَضَاهُ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ ﷺ وَاسْتِبْشَارُهٗ بِذٰلِكَ وَاِهَانَتُهٗ لِاَهْلِ بَيْتِهٖ مِمَّا تَوَاتَرَ مَعْنَاهُ وَاِنْ كَانَ تَفَاصِيْلُهٗ اٰحَادٌ وَفِي الْحَدِيْثِ سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَ فِيْ رِوَايَةٍ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ مُجَابُ الدَّعْوَةِ اَلْمُحَرِّفُ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ الزَّائِدُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰهِ وَالْمُسَلَّطُ بِالْجَبَرُوْتِ لِيُعِزَّ مَنْ اَذَلَّهُ اللّٰهُ وَيُذِلَّ مَنْ اَعَزَّهُ اللّٰهُ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِيْ وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِيْ۔ (ص: ۳۱۶)

ترجمہ: قیامت کبریٰ ہے جو یزید نے اہل بیت کے ساتھ کیا اور اس پر راضی اور خوش تھا امام حسینؓ کے قتل کے ساتھ اور اس کا قتل کے ساتھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خوش ہونا اور اہل بیت رسول ﷺ کی اہانت کرنا ان امور سے ہے جن کا معنی تواتر سے ثابت ہے اگرچہ ان کی تفاصیل احاد ہیں۔ حدیث شریف میں ہے، چھ آدمیوں پر میں لعنت کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے اللہ تعالی کی ان پر لعنت ہے اور ہر نبی مجاب الدعوۃ ہوتا ہے۔ اللہ تعالی کی کتاب میں تحریف کرنے والا اور ایک روایت میں کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا اور اللہ تعالی کی تقدیر کا انکار کرنے والا اور جبر اور ظلم کے ساتھ لوگوں پر مسلط ہونے والا جو ان لوگوں کو عزت دے جن کو اللہ تعالی نے ذلیل کیا اور ان لوگوں کو ذلیل کرے جن کو اللہ تعالی نے عزت دی ہے اور میری عترت کی عزت اور جان کو حلال سمجھنے والا اور میری سنت کا ترک کرنے والا۔

پھر آپ نے فرمایا، یزید کے کفر اور جوازِ لعنت پر ابن جوزی نے ابو یعلی اور علامہ تفتازانی اور جلال الدین سیوطی وغیرہم نے تصریح کی ہے کہ یزید کافر ہو گیا تھا، اس کی توبہ کا احتمال ضعیف ہے، للہذا اس پر لعنت جائز ہے۔

- آخر میں علامہ آلوسی نے لکھا:

هذا و يعلم من جميع ما ذكره اختلاف الناس في امره فمنهم من يقول هو مسلم عاص بما صدر منه مع العترة الطاهرة لكن لا يجوز لعنه و منهم من يقول هو كذالك و يجوز لعنه مع الكراهة او بدونها و منهم من يقول هو كافر ملعون و منهم من يقول انه لم يعص بذالك و لا يجوز لعنه و قائل هذا ينبغي ان ينظم في سلسلة انصار يزيد و انا اقول الذي يغلب على ظني ان الخبيث لم يكن مصدقا برسالة النبي صلى الله عليه و سلم و ان مجموع ما فعل مع اهل حرم الله تعالى و اهل حرم نبيه

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلی اللہ علیہ و سلم و عترتہ الطیبین الطاہرین فی الحیاۃ و بعد الممات و ما صدر منہ من المخازی لیس باضعف دلالۃ علی عدم تصدیقہ من القاء ورقۃ من المصحف الشریف فی قذر و لا اظن ان امرہ کان خافیا علی اجلۃ المسلمین اذ ذالک و لکن کانوا مغلوبین مقہورین لم یسعہم الا الصبر و لو سلم ان الخبیث کان مسلما فہو مسلم جمع من الکبائر ما لا یحیط بہ نطاق البیان و انا اذہب الی جواز لعن مثلہ علی التعیین و لو لم یتصور ان یکون لہ مثل من الفاسقین۔

والظاہر انہ لم یتب و احتمال توبتہ اضعف من ایمانہ و یلحق بہ ابن زیاد و ابن سعد و جماعۃ فلعنۃ اللہ عزوجل علیہم اجمعین و علی انصارہم و اعوانہم و شیعتہم و من مال الیہم الی یوم الدین ما دمعت عین علی ابی عبداللہ الحسین۔

(ص:۳۱۸روح المعانی)

ترجمہ: اس تحقیق کو محفوظ کر لو۔ جمیع مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ یزید کے ایمان اور لعن میں علماء کا اختلاف ہے، ان میں سے بعض علماء وہ ہیں جو کہتے ہیں وہ گنہگار مسلمان تھا جو کچھ اس سے صادر ہوا عترت پاک کے ساتھ لیکن اس پر لعنت جائز نہیں اور ان علماء میں بعض وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں وہ مسلم عاصی تھا مگر اس پر لعنت کراہت کے ساتھ یا عدم کراہت کے ساتھ جائز ہے اور ان علماء میں سے بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں وہ کافر ملعون تھا اور ان لوگوں میں سے بعض وہ علماء ہیں جو کہتے ہیں کہ یزید نے کوئی معصیت نہیں کی تھی جو کچھ اس نے عترت پاک کے ساتھ کیا اور مدینہ اور مکہ والوں کے ساتھ کیا، یہ کوئی معصیت نہیں ہے، اس پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لعنت جائز نہیں ہے۔ اس قول کا قائل مناسب ہے کہ وہ یزید کے انصار میں شمار کیا جائے (مثلاً ہمارے دور میں اسراری اور عطاء بخاری گروپ) اور میں کہتا ہوں جو میرے ظن میں غالب ہے، یزید خبیث سرورِ دو عالم ﷺ کی رسالت کی تصدیق بھی نہیں کرتا تھا اور مجموع ان امور کا جو اس نے اللہ تعالیٰ کے حرم والوں کے ساتھ اور نبی کریم ﷺ کے حرم والوں کے ساتھ اور رسول اللہ ﷺ کی پاک طیب عترت کے ساتھ ان کی حیات اور ان کی وفات کے بعد جو کچھ رسوائیوں اور ذلت آمیز امور میں سے ارتکاب کیا وہ عدم ایمان اور عدم تصدیق پر دلالت کرنے میں قرآن مجید کے ایک ورقہ کو نجاست میں پھینکنے سے کم نہیں ہے (یعنی جب قرآن مجید کے مبارک اوراق کو قصداً قاذورات میں پھینکنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے (کہ یہ عمل رسول اکرم ﷺ کی تکذیب کی علامت ہے) تو یزید افعالِ قبیحہ مذکورہ سے کافر کیوں نہیں ہوگا)۔

بیشک میں گمان کرتا ہوں یزید کا امر اس وقت اجلہ علماء پر مخفی نہ تھا لیکن علماء مغلوب اور مقہور تھے، ان کے لیے صبر کے علاوہ کوئی گنجائش نہیں تھی۔ اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ یزید خبیث مسلم تھا، وہ ایسا مسلم تھا جس نے اتنے کبائر کا ارتکاب کیا تھا جس کے بیان سے زبان قاصر ہے اور میرا مذہب یزید کی مثل پر علی التعیین لعنت کرنا جائز ہے اگرچہ یہ متصور نہیں ہو سکتا کہ فاسق لوگوں میں اس کی کوئی مثال موجود ہو اور ظاہر یہ ہے کہ اس نے توبہ نہیں کی اور یزید کی توبہ کا احتمال اس کے ایمان سے زیادہ ضعیف ہے اور یزید کے ساتھ ابن زیاد اور ابن سعد اور ان کی جماعت ملحق ہے۔ پس اللہ عزوجل کی ان سب پر لعنت ہے اور ان کے انصار اور اعوان اور ان کے شیعوں پر اور جس شخص نے ان کی طرف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میلان کیا یومِ جزا تک جب تک آنکھیں امام حسین ابی عبداللہ کے قتل پر آنسو بہاتی رہیں۔

ابن العربی کا رد:

• علامہ آلوسی نے ابن عربی مفسر پر طنز کیا فرمایا کہ اس امر پر تو اتفاق ہے کہ کہا جائے، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس شخص پر جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور بغیر حق سرورِ دو عالم ﷺ کی عترت کو ایذاء پہنچائی اور ان کا حق غصب کیا۔ اس طرح کہنے میں بھی یزید ملعونین میں اولاً داخل ہوگا۔ ان الفاظ کے ساتھ لعنت کے جواز میں تو کسی کو اختلاف نہیں ہے مگر اصحابِ تفسیر میں سے مفسر ابن العربی اور ان کے موافقین علماء کہتے ہیں، امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی ہونے والے پر لعنت جائز نہیں، مجھے اپنی عمر کی قسم! یہ ابن العربی اور اس کے ہمنوا کی بڑی گمراہی ہے جو یزید کی گمراہی سے بھی زائد ہے۔ (۳۱۹۔ آلوسی)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت کا فتویٰ:

• امام اہلسنت اعلیٰ حضرت ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیانِ عظام اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یزید فاسق فاجر نہ تھا، اس کو برا نہ کہا جائے اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے وہاں نہ جانا چاہیے تھا، کیوں گئے اور یہ ملکی جنگ تھی۔

الجواب: یزید پلید علیہ مایستحقہ من العزیز المجید قطعاً یقیناً باجماع اہلِ سنت فاسق فاجر و جری علی الکبائر تھا۔ اس قدر پر ائمہ اہل سنت کا اطباق اور اتفاق ہے۔ صرف اس کی تکفیر و لعن میں اختلاف فرمایا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور ان کے اتباع و موافقین اسے کافر کہتے اور بہ تخصیص اس پر لعن کرتے ہیں اور اس آیہ کریمہ سے اس پر سند لاتے ہیں "فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰى

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَبْصَارَھُمْ "(سورہ محمد:۲۲) (کیا قریب ہے کہ اگر تم والی ملک بنو تو زمین میں فساد کرو اور اپنے نسبی رشتہ کاٹ دو۔ یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت فرمائی تو انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔ شک نہیں کہ یزید نے والی ملک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا، حرمین طیبین وخود کعبہ معظمہ وروضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں۔ مسجد کریم میں گھوڑے باندھے ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے تین دن مسجد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے اذان و نماز رہی۔ مکہ و مدینہ و حجاز میں ہزاروں صحابہ و تابعین بے گناہ شہید کیے۔ کعبہ معظمہ پر پتھر پھینکے، غلاف شریف پھاڑا اور جلایا مدینہ طیبہ کی پاک دامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر پارے کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر ہم راہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا، مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گود کے پالے ہوئے تنِ نازنیں پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوانِ مبارک چور ہو گئے۔ سرِ انور کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا۔ حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت قید کیے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے۔ اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہوگا۔ ملعون ہے وہ جوان ملعون حرکات کو فسق و فجور نہ جانے۔ قرآن کریم میں صراحۃً اس پر "لَعَنَھُمُ اللّٰہُ" فرمایا۔

بحالِ احتمال نسبتِ کبیرہ بھی جائز نہیں نہ کہ تکفیر:

• لہٰذا امام احمد اور ان کے موافقین اس پر لعنت فرماتے ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لعن و تکفیر سے احتیاطاً سکوت کہ اس سے فسق و فجور متواتر ہیں، کفر متواتر نہیں اور بحالِ احتمال نسبت کبیرہ بھی جائز نہیں نہ کہ تکفیر۔ اور امثال وعیدات مشروط بعدم توبہ ہیں۔ "لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا اِلَّا مَنْ تَابَ" (سورہ مریم:۵۹) اور توبہ تادمِ غرغرہ مقبول ہے اور اس کے عدم پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جزم نہیں اور یہی احوط و اسلم ہے مگر اس کے فسق و فجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا ضرور یاتِ مذہب اہل سنت کے خلاف ہے اور ضلالت و بددینی صاف ہے بلکہ امضافاً یہ اس قلب سے متصور نہیں جس میں محبتِ سیلِ عالم ﷺ کاشمہ ہو "وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ" (شعراء:۲۲۷) شک نہیں کہ اس کا قائل ناصبی مردود اور اہل سنت کا عدو عنود ہے۔ ایسے گمراہ بددین سے مسئلہ مصافحہ کی شکایت بے سود ہے۔ اس کی غایت اسی قدر تو کہ اس نے قول صحیح کا خلاف کیا اور بلا وجہ شرعی دشت کشی کر کے ایک مسلمان کا دل دکھایا مگر وہ توان کلماتِ ملعونہ سے حضرت بتول زہراء و علی مرتضیٰ اور خود حضور سید الانبیاء علیہ و علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء کا دل دکھا چکا ہے، اللہ واحد قہار کو ایذا دے چکا ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ (سورہ توبہ:۶۱) اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا۔ (احزاب:۵۷) وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

(عرفانِ شریعت)

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ایذاء پہنچائی ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ بیشک وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذاء پہنچائی ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اہانت والا عذاب تیار کیا ہے (اور اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے)۔

(محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقدیر کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

- عقیدہ: اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ مقتول کی موت اپنے وقت مقرر پر ہوتی ہے۔ تقدیر الٰہی میں اسی طرح حکم تھا، اس کے خلاف نہیں ہو سکتا تھا۔ قاتل کا قتل کرنا ہی مقتول کی موت کا وقت مقرر ہوتا ہے۔ قتل موت کے دیگر اسباب کی طرح ایک سبب ہے۔ قاتل نے تقدیر کو نہیں بدلا بلکہ تقدیر میں یہی تھا۔ فرقہ معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ قاتل نے تقدیر الٰہی کو بدل دیا، قاتل نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقتول کی عمر مدت مقررہ کو قطع کر دیا اور اس کا سبب قاتل کو بنایا، اگر قتل نہ ہوتا تو مقتول مدتِ مقررہ تک زندہ رہتا۔ اہلسنت کے نزدیک قتل نہ ہونے کا تصور اس وقت ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے علم اور تقدیر میں مقتول کی موت کا وقت مقرر نہ ہو جب اللہ تعالیٰ کے علم اور تقدیر میں مقتول کے قتل کا وقت مقرر تھا تو اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی تھی۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ مقتول اپنی موت کے وقت مقرر سے پہلے فوت ہو گیا، اگر قاتل قتل نہ کرتا تو یہ شخص مزید طبعی عمر پوری کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر تردد اور شک کے بندوں کی اجل کا حکم فرمایا ہے۔ یہ تردد کہ قتل کی صورت میں مقتول کی عمر چالیس سال ہو گی اور عدم قتل کی صورت میں ستر سال ہو گی، اللہ تعالیٰ کے علم کی شان سے بعید ہے کیونکہ تردد جہل کی علامات سے ہے اور اللہ تعالیٰ جہل سے پاک ہے۔ (نبراس، ص: ۲۹۴، مطبوعہ لاہور)

- اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ (اعراف: ۳۴)

ترجمہ: ہر امت کے لیے اجل اور مدت مقرر ہے پس جب ان کی اجل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آتی ہے وہ اجل سے ایک ساعت بھی نہ موخر ہو سکتے ہیں اور نہ مقدم۔

معلوم ہوا ہر شخص کی اجل اور موت مقرر اور مقدر ہے، مقتول کی موت اگرچہ قتل کی صورت میں ہے لیکن اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے علم میں یہی مقدر تھا۔

• اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ مَا يَسْتَاْخِرُوْنَ (حجر/۵ اور مومنون/۴۳)

ترجمہ: کوئی امت اپنی اجل سے سبقت نہیں کرتی اور نہ وہ اجل سے موخر ہوتے ہیں۔

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔

(منافقون: ۱۱)

ترجمہ: اور ہر گز اللہ تعالیٰ کسی نفس (کی اجل) میں تاخیر نہیں فرماتا جب اس کی اجل آجائے اور اللہ تعالیٰ باخبر ہے ان افعال سے جو تم کرتے ہو۔

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کسی نفس کی موت کے وقت میں تبدیلی نہیں ہو سکتی، ہر نفس کی موت اس کی مقررہ مدت پر ہوتی ہے۔

قضاء اور قدر اور تقدیر کا بیان:

تقدیر کی شرعی تعریف:

• علامہ تفتازانی تقدیر کا شرعی معنی لکھتے ہیں:

هُوَ تَحْدِيْدُ كُلِّ مَخْلُوْقٍ (فِي الْاَزَلِ) بِحَدِّهِ الَّذِيْ يُوْجَدُ مِنْ حُسْنٍ وَ قُبْحٍ وَ نَفْعٍ وَ ضَرَرٍ وَ مَا يَحْوِيْهِ مِنْ زَمَانٍ وَ مَكَانٍ وَ مَا يَتَرَتَّبُ عَلَيْهِ مِنْ ثَوَابٍ وَ عِقَابٍ۔ (شرح عقائد نسفی)

ترجمہ: (تقدیر) وہ ہر شے ممکن مخلوق کی (ازل میں) تحدید اور تعیین ہے اس حد کے ساتھ جس پر وہ شے پائی جائے گی حسن اور قبح اور نفع اور ضرر اور وہ امور جو اس شے کو محیط ہیں زمانہ اور مکان اور جو اس پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مترتب ہے ثواب سے اور عقاب سے۔

ارادہ اور مشیت کی تعریف:

هُوَ (صِفَةٌ اَزَلِيَّةٌ) فِي الْحَيِّ تُوْجِبُ تَخْصِيصَ اَحَدِ الْمَقْدُوْرَيْنِ فِيْ اَحَدِ الْاَوْقَاتِ بِالْوُقُوْعِ .....الخ

ترجمہ: وہ (ارادہ) زندہ ذات میں صفت ازلیہ ہے جو دو مقدروں میں سے ایک کو ترجیح دیتی ہے کہ وہ معین وقت میں واقع ہو۔

- اہلِ حق کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ ازلیہ سے ہر چیز کی تخلیق کو ایک اندازے اور کیفیت پر مقرر اور معین کیا ہے اور اس کے علم میں ہے کہ وہ چیز ان اوقات معینہ میں اپنی ذات اور صفات کے ساتھ واقع ہوگی۔ معلوم ہوا تحدید اور تقدیر ارادہ ازلیہ میں علم کے مطابق صفات کی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے، اس میں نہ تقسیم ہے اور نہ تغیر اور نہ تبدل ورنہ اللہ تعالیٰ کے لیے جہل لازم آئے گا جو محال اور ناممکن ہے۔ جس طرح صفات میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔
- حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے بیشک تمہارے ایک کی تخلیق کو چالیس دنوں میں جمع کیا جاتا ہے پھر وہ نطفہ علقہ (جونک) ہو جاتا ہے پھر مضغہ پھر اتنے ہی دنوں میں ہڈیاں ہو جاتا ہے پھر ہم ہڈیوں پر گوشت چڑھاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے اسے چار کلمات کا امر کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے اس کا عمل اور رزق اور اجل اور شقی یا سعید ہونا لکھ دے۔ (مشکوۃ) للذا ہر شخص کی اجل ایک ہے۔ (حاشیہ نمبر اس، ص: ۲۹۵)
- سوال: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمَرِ اِلَّا الْبِرُّ۔

(رواہ الترمذی وابن حبان)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: قضاء کو رد نہیں کرتی مگر دعا اور عمر میں زیادتی نہیں کرتی مگر احسان یعنی والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنا۔

• حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ فِیْ رِزْقِهٖ وَیُنْسَاَلَهٗ فِیْ اَثَرِهٖ فَلْیَصِلْ رِحْمَهٗ

(رواہ البخاری)

ترجمہ: ہر وہ شخص جو پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور اس کی اجل اور اثر میں تاخیر کی جائے پس صلہ رحمی کرے۔

معلوم ہوا دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے اور والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ احسان عمر کو بڑھا دیتا ہے۔

یعنی بعض طاعات عمر میں زیادتی کا باعث ہوتی ہیں، مثلاً آدمی صلہ رحمی کرے گا تو اس کی عمر ستر سال ہوگی اور صلہ رحمی نہیں کرے گا اس کی عمر چالیس سال ہوگی اسی طرح مقتول کو اگر قتل کیا گیا اس کی عمر چالیس ہوگی اور قتل نہ کیا گیا تو اس کی عمر ستر سال ہوگی۔

تقدیر کی تبدیلی کے جوابات:

پہلا جواب: تقدیر ارادہ کے مطابق علمِ الٰہی کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں تردد اور شک نہیں ہے کیونکہ یہ تردد کہ فلاں آدمی صلہ رحمی کرے گا یا نہیں کرے گا، فلاں آدمی کے لیے دعا ہوگی یا نہیں ہوگی، جہل کی علامت ہے، اللہ تعالیٰ جہل سے پاک ہے لہٰذا ان حدیثوں اور ان جیسی دیگر حدیثوں کے ظاہری معانی کا قرآن مجید کی آیاتِ قطعیہ صریحۃ الدلالۃ کے ساتھ تعارض ہے، جن کا ذکر گزر چکا ہے اور مزید آیات بھی ذکر کی جائیں گی کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہوتی اور بعض احادیث، جن کا ذکر باب القدر میں ہے کہ قلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اُکْتُبْ'' قلم نے عرض کیا ''مَا اَکْتُبُ'' ارشاد فرمایا، ''مَا کَانَ وَمَا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یَکُوْنُ'' (وہ جو تھا اور وہ جو ہوگا) قلم نے لکھ دیا'' وَ قَدْ جَفَّ الْقَلَمُ '' قلم خشک ہو گیا۔ اس حدیث اور دیگر احادیث جن کا مفہوم یہ ہے کہ تقدیر تبدیل نہیں ہوتی، سابقہ اور ان احادیث کے درمیان بھی تعارض ہے لٰہذا علماء نے فرمایا، ذکر کردہ احادیث مؤول ہیں، ان کا مفہوم یہ ہے کہ فلاں آدمی کی عمر یقیناً ستر سال ہوگی اور یہ صلہ رحمی کی وجہ سے ہوگی۔ صلہ رحمی کا ہونا اور عمر کا ستر سال ہونا دونوں اللہ تعالیٰ کے علم میں بغیر تردد کے موجود ہیں چونکہ چالیس سال سے زائد عمر کا استحقاق صلہ رحمی کی وجہ سے ہوا، اس لیے مجازاً زیادتی کی نسبت صلہ رحمی کی طرف کردی گئی۔ عمر کے باقی حصہ کو زیادتی کہنا بھی مجازاً ہے، درحقیقت آدمی کی عمر ستر برس ہی تھی اور یہی جواب دعا کی احادیث کا ہوگا۔

دوسرا جواب: یہ کہ احادیث مبارکہ اخبارِ احاد ہیں لٰہذا قرآنی قطعی آیات کے معارض نہیں ہوسکتیں لٰہذا احادیث منسوخ ہیں۔

تیسرا جواب: قضا کو دعا رد کر دیتی ہے کا تاویلی مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے اگر کوئی چیز قضا اور قدر کو رد کرنے والی ہوتی تو دعا رد کرتی مگر قضا اور قدر کو کوئی چیز رد نہیں کرسکتی۔

اور صلہ رحمی اور والدین کے ساتھ احسان عمر بڑھا دیتا ہے کا تاویلی مفہوم یہ ہے کہ اس آدمی کی عمر میں خیر اور برکت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مقتول کے حق میں بغیر تردد اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ اُسے قتل کیا جائے گا اور اس کی موت قتل کی صورت میں چالیس سال کی عمر میں ہوگی، قتل مقتول کی طبعی موت ہے۔

(ماخوذ از نبراس)

تقدیر میں تغیر نہیں ہوسکتا:

- تقدیر کا مسئلہ نہایت پیچیدہ اور مشکل ہے۔ حق یہ ہے تقدیر اللہ تعالیٰ کے تحدیدی ازلی علم کا نام ہے اور علم میں تغیر یا تردد محال ہے کیونکہ علم اللہ تعالیٰ کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صفت ہے۔ اگر اس میں تردد ہو تو جہل لازم آئے گا اور اگر اس میں تغیر ہو تو لازم آئے گا اللہ تعالیٰ کا علم حادث ہو کیونکہ متغیر حادث ہوتا ہے اور محل حادث بھی حادث اور مسبوق بالعدم ہوتا ہے، لازم آئے گا اللہ تعالیٰ حادث ہو اور یہ محال ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علم میں تغیر ہو، یہ بھی محال ہے شرح عقائد میں ہے، سعید کبھی شقی ہو جاتا ہے یہ کہ ایمان کے بعد (العیاذ باللہ) مرتد ہو جائے اور شقی کبھی سعید ہو جاتا ہے یہ کہ کفر کے بعد ایمان لے آئے مگر تغیر شقاوۃ اور سعادۃ جو آدمی کی صفات سے ہیں، پر آتا ہے، اسعاد اور اشقاء جو اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں، ان پر تغیر نہیں آتا۔ فرمایا:

وَ لَا تُغَيَّرَ عَلَى اللّٰهِ وَ عَلٰى صِفَاتِهٖ لِمَا مَرَّ مِنْ اَنَّ الْقَدِيْمَ لَا يَكُوْنُ مَحَلًّا لِلْحَوَادِثِ۔ (ص:۱۱۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات پر تغیر نہیں آتا جیسا کہ گزرا ہے کہ قدیم حوادث کا محل نہیں ہوتا۔

لہٰذا کسی آدمی اور خلق میں سے کسی فرد یا امت یا جنس کی تقدیر میں تغیر نہیں ہو سکتا، کسی ولی یا نبی کی دعا سے کسی آدمی کی تقدیر نہیں بدلتی بلکہ دعا بھی تقدیر میں ہوتی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۝ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۝ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ (آیت ۲۲-۲۳ سورۃ حدید)

ترجمہ: زمین اور تمہاری جانوں اور نفسوں میں کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر وہ کتاب میں موجود تھی اس سے پہلے کہ ہم نے نفسوں کو پیدا کیا، اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالیٰ کے لیے یہ نہایت آسان ہے تاکہ تم فوت شدہ اشیاء پر افسوس نہ کرو اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کیا اس پر تکبر نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ فخر کرنے والے متکبر کو پسند نہیں فرماتا۔

نوٹ: درج ذیل وہ آیت ہے جو حضرت امام حسینؓ کے بیٹے حضرت عمر بن حسین نے یزید کے اس سوال پر پڑھی تھی کہ تمہارے ساتھ یہ حادثہ تمہارے کردار کی وجہ سے ہوا۔ آپ علیہ السلام نے جواباً فرمایا:

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ (سورہ توبہ: ۵۱)

ترجمہ: یارسول اللہ! آپ (انہیں) کہہ دیں ہمیں ہرگز کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر وہ جو ہمارے لیے اللہ تعالیٰ نے لکھ دی ہے، وہ ہمارا مالک اور مولیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد کرتے ہیں۔

یزید نے اپنے چھوٹے بیٹے خالد سے کہا، اس کو جواب دو مگر وہ جواب نہ دے سکا تو پھر یزید نے خود یہ آیت پڑھی:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ○

(شوریٰ، آیت: ۳۰)

ترجمہ: اور وہ جو تمہیں مصیبت پہنچتی ہے پس وہ ان اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے جو تم اپنے اختیار سے کرتے ہو اور کثیر امور کو معاف فرما دیتا ہے۔

یزید بد بخت نے اپنے کردار پر پردہ ڈالنے کے لیے یہ آیت پڑھی تھی حالانکہ اس آیت میں عموم نہیں ہے، انبیاء عظام علیہم السلام اور اولیاء کرام اس آیت کے عموم میں داخل نہیں ہیں۔

حضرت عمر بن حسین چھوٹے بچے تھے، امام زین العابدین سے بھی چھوٹے تھے،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے بعد وہ خاموش رہے۔

- عموماً مشہور ہے، تقدیر کی تین قسمیں ہیں: تقدیر مبرم، تقدیر معلق، تقدیر شبیہ بالمبرم۔ درحقیقت یہ تینوں تقدیریں مبرم ہوتی ہیں، عوام کو سمجھانے کے لیے یہ تین قسم ذکر کیے جاتے ہیں۔ یہ دنیا دار الاسباب ہے اور عالم خلق ہے اور یہ دنیا دار الامر اور بلا اسباب بھی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (سورہ اعراف: ۵۴)

خبردار اللہ تعالیٰ کے لیے ہے خلق اور امر، اللہ رب العالمین مبارک ہے۔

دنیا میں پیدا ہونے والی اشیاء کا اگر پہلے مادہ موجود ہو تو اسے اسباب کے ساتھ تدریجاً پیدا کیا جاتا ہے اور ان کی تخلیق اپنے اسباب کے ساتھ معلق ہوتی ہے اور اگر پہلے مادہ موجود نہ ہو اسے کُنْ امر سے بیک وقت دفعتاً مکمل پیدا کیا جاتا ہے۔ مثلاً ملائکہ میں یہ نہیں ہوتا کہ پہلے بچہ پیدا ہو پھر بڑھتے بڑھتے مکمل فرشتہ بن جائے۔ ایسی اشیاء عالم امر سے ہوتی ہیں، زمین اور آسمان میں موجودات عموماً عالم خلق سے ہوتی ہیں اور اشیاء اسباب کے ساتھ معلق ہوتی ہیں اور عالم امر کی اشیاء اسباب کے ساتھ معلق نہیں ہوتیں۔ معلق اشیاء کا علم تقدیر معلق کہلاتا ہے اور غیر معلق اشیاء کا علم تقدیر مبرم کہلاتا ہے لیکن عرف عام میں مبرم کا مفہوم قطعی ہوتا ہے، اس مفہوم کے لحاظ سے معلق بالاسباب کے ساتھ علم باری تعالیٰ بھی قطعی ہوتا ہے لہٰذا قطعیت کے اعتبار سے صرف تقدیر کی ایک قسم ہے تقدیر مبرم قطعی خواہ معلق ہو یا غیر معلق، جس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہو سکتا۔ صفات کی بحث میں گزر چکا ہے اللہ تعالیٰ کی صفات ثبوتیہ ذات اضافت سات ہیں یا آٹھ ہیں۔ ان صفات میں سے علم بھی ہے اور یہ صفات غیر متغیر اور قدیم ہیں، نہ ان کی اول اور ابتداء ہے اور نہ ان پر فنا ہے اور اشیاء کی تقدیر اور تعیین اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ لہٰذا جب علم میں تغیر نہیں ہو سکتا اسی طرح تقدیر میں بھی تغیر نہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو سکتا ورنہ اللہ تعالیٰ کو صفاتِ متغیرہ کا موصوف اور محل ماننا لازم آئے گا اور صفات متغیرہ حادث ہوتی ہیں۔ ان کی ابتداء بھی ہوتی ہے اور فنا بھی ہوتی ہیں اور محلِ حوادث حادث ہوتا ہے۔ لازم آئے گا اللہ تعالیٰ قدیم نہ ہو حادث ہو۔ مزید تفصیل درج ذیل آیات سے واضح ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَّكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ (سورہ قمر: ۵۴)

ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَٰهُ فِيٓ إِمَامٍ مُّبِينٍ (سورہ یٰس: ۱۲)

اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں۔

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَٰبٍ مُّبِينٍ (سورہ انعام: ۵۹)

اور کوئی تر اور خشک چیز نہیں مگر کتاب مبین میں۔

الحاصل۔ ارادۂ الٰہی اور تقدیر اور قضائے الٰہی اللہ تعالیٰ کی صفات قدیمہ سے ہیں ان میں تبدیلی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ أَنَا بِظَلَّٰمٍ لِّلْعَبِيدِ (سورۃ ق: ۲۹)

میرے نزدیک قول تبدیل نہیں کیا جاتا اور میں بندوں کے لیے ظالم نہیں ہوں۔

لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَٰتِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (سورۃ یونس: ۶۴)

اللہ تعالیٰ کے کلمات کے لیے تبدیلی نہیں ہے، یہی بڑی کامیابی ہے۔

فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۙ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۙ (سورۃ روم: ۳۰)

اللہ تعالیٰ کی بناوٹ اور تخلیق جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا، اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے لیے تبدیلی نہیں۔ یہی سیدھا دین ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا (سورۃ احزاب: ۶۲)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ہر گز نہیں پائے گا تو اللہ تعالیٰ کی سنت کے لیے تبدیلی۔

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا (سورۃ فاطر: ۴۳)

اور ہر گز نہیں پائے گا تو اللہ تعالیٰ کی سنت کے لیے تبدیلی۔

اس مسئلہ میں یہ سوال کہ پھر انسان مجبور محض ہوگا، اس کا جواب فتاویٰ رضویہ جلد انیتس میں رسالہ التحبیر بباب التدبیر صفحہ ۴۰۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

• البتہ مقدر اور مقضی جو آدمی کے فعل کی صفات میں سے ہے اللہ تعالیٰ کی صفات سے نہیں۔ اس میں تغیر اور تبدل ہوتا ہے لیکن مقدر اور مقضی کی ذوات میں تغیر اور تبدل سے تقدیر اور قضاء میں تغیر اور تبدل لازم نہیں آتا۔ جس طرح معلومات باری تعالیٰ اور مقدورات میں تغیر اور تبدل سے صفتِ علم اور قدرت میں تغیر اور تبدل لازم نہیں آتا۔ (شرح عقائد و نبراس)

قضاء اور قدر کے متعلق قرآنی آیات اور احادیث کثیرہ موجود ہیں۔

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (القرآن: ۲۹/۸۱)

ترجمہ: تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ رب العالمین چاہتا ہے۔

امام باقر کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال:

اس آیت کے تحت در منثور میں مذکور ہے کہ حضرت امام باقر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عرض کیا:

اِنَّ هٰهُنَا رَجُلًا يَتَكَلَّمُ فِي الْمَشِيَّةِ فَقَالَ لَهٗ عَلِيٌّ يَا عَبْدَ اللّٰهِ خَلَقَ اللّٰهُ لِمَا يَشَاءُ اَوْ لِمَا شِئْتَ قَالَ بَلْ لِمَا يَشَاءُ قَالَ يُمْرِضُكَ اِذَا شَاءَ اَوْ اِذَا شِئْتَ قَالَ بَلْ اِذَا شَاءَ قَالَ فَيُمِيْتُكَ اِذَا شَاءَ اَوْ اِذَا شِئْتَ قَالَ اِذَا شَاءَ قَالَ فَيُدْخِلُكَ حَيْثُ شَاءَ اَوْ حَيْثُ شِئْتَ قَالَ بَلْ حَيْثُ يَشَاءُ قَالَ وَاللّٰهِ لَوْ قُلْتَ غَيْرَ ذٰلِكَ لَضَرَبْتُ الَّذِيْ فِيْهِ عَيْنَاكَ بِالسَّيْفِ ثُمَّ تَلَا عَلِيٌّ وَ مَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ هُوَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَهْلُ التَّقْوٰی وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ (سورہ مدثر:۵۶)۔ (در منثور)

ترجمہ: یہاں ایک آدمی ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت میں کلام کرتا ہے۔ حضرت علیؓ نے اس آدمی سے فرمایا اے خدا کے بندے خدا نے تجھے اس لیے پیدا کیا جس کے لیے اس نے چاہا یا اس کے لیے جس کو تو نے چاہا؟ اس آدمی نے کہا جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا پس وہ تمہیں مریض کرتا ہے جب وہ چاہتا ہے یا جب تو چاہتا ہے؟ اس آدمی نے کہا بلکہ جب وہ چاہتا ہے۔ حضرت علی ﷺ نے فرمایا پس وہ تمہیں موت دے گا جب وہ چاہے گا یا اس وقت جب تو چاہے گا؟ اس آدمی نے کہا جب وہ چاہے گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، پس تجھے داخل کرے گا جہاں وہ چاہے گا یا وہاں جہاں تو چاہے گا؟ اس آدمی نے کہا جہاں وہ چاہے گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم اگر تو اس کے علاوہ جواب دیتا تو میں تلوار اس چیز کو مارتا جس میں تیری آنکھیں ہیں پھر حضرت علیؓ نے یہ آیت تلاوت کی "وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰی وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ۔" (سورہ مدثر:۵۶)

- خلاصہ یہ کہ جو چاہا کیا اور جو چاہے گا کرے گا۔ بناتے وقت تجھ سے مشورہ نہ لیا تھا، واپس بھیجتے وقت بھی نہ لے گا۔ تمام عالم اس کی ملک ہے اور مالک سے در بارہ ملک سوال نہیں ہو سکتا۔ (فتاویٰ رضویہ ۲۸۸/۲۹۔ رسالہ ثلج الصدر لایمان القدر)

تقدیر کی ایک ہی قسم ہے، مبرم:

- لہٰذا تقدیر کی ایک ہی قسم ہے تقدیر مبرم اور قطعی۔ تقدیر غیر معلق بھی تقدیر مبرم ہے اور معلق بھی تقدیر مبرم ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے فلاں آدمی کو شفا دعا یا دوا سے ہو گی، ویسی طرح ہی ہو گا، اس میں تبدیلی نہیں ہو گی۔ یہ کہنا کہ تقدیر مبرم تبدیل نہیں ہوتی اور معلق تبدیل ہو جاتی ہے، لغو ہے۔ نفس الامر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں امر کسی سبب کے ساتھ معلق ہوگا یا کسی امر کے ساتھ معلق نہیں ہوگا۔ مثلاً علم الٰہی اور تقدیر میں اگر مریض کی شفا دعا یا دوا کے ساتھ معلق نہیں ہے تو مریض خود شفا پالے گا لیکن اس میں تبدیلی نہیں ہوگی اور اگر علم الٰہی اور تقدیر میں کسی آدمی کی شفا دعا یا دوا کے ساتھ معلق ہے تو اس کی دعا یا دوا سے شفاء حاصل ہوگی، اس میں بھی تبدیلی نہیں ہوگی۔ لازمی طور پر مریض دعا یا دوا سے شفا پائے گا۔ علم الٰہی میں تردد نہیں ہے کہ مریض دعا یا دوا کرے گا تو شفا پائے گا اور دعا یا دوا نہیں کرے گا تو شفا نہیں پائے گا یعنی تمام امور اور ان کے اسباب سب تقدیر میں ہیں۔ تمام دینی اور دنیاوی معاملات کا یہی حال ہے۔

دم اور تعویذ کا سوال اور اس کا جواب:

• چنانچہ جب آپ ﷺ سے ادویہ اور رقیہ (دم اور تعویذ) کے متعلق سوال کیا گیا "هَلْ تَرُدُّ قَدَرَ اللّٰهِ تَعَالٰى" کیا یہ (دوا اور رقیہ) اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو بدل دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "هُوَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ تَعَالٰى" (مشکوٰۃ) یہ ادویہ اور رقیہ بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں ہیں۔ بالفرض کہا جائے نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کی تقدیر بدل دی، اگر آپ تشریف نہ لاتے تو صحابہ کرام ایمان نہ لاتے لہٰذا صحابہ کرام کی تقدیر بدل گئی۔ ایسا کہنا مجاز ہے کیونکہ دراصل تقدیر ہی یہی تھی کہ سرورِ دوعالم ﷺ تشریف لائیں گے اور صحابہ کرام آپ پر ایمان لے آئیں گے یہی مجاز اولیاء کرام اور مشائخ اور علماء کی دعا اور ڈاکٹروں کی دوا میں ہوگا کہ تقدیر نہیں بدلتی بلکہ ان کی دعا یا دوا تقدیر میں ہوتی ہے اور اس تقدیر کا تخلف نہیں ہو سکتا۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ تقدیر نہیں بدلتی مقدر بدل جاتا ہے۔ مقدر اللہ کی صفت نہیں ہے۔ اس کی مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں اونٹ حرام تھا، اسلام میں حلال ہو گیا۔ تقدیر نہیں بدلی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم اور تقدیر میں اونٹ کی حرمت کی میعاد اسلام کے آنے تک تھی، حرمت جو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقدر تھی حلت میں بدل گئی۔ یہی مثال خنزیر کی حرمت میں دی جاسکتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں خنزیر حلال تھا، اسلام میں اس کی حلت حرمت سے بدل گئی۔ للذا جب صحابہ کرام کا کفر ایمان سے یا لوگوں کے امراض شفاء سے بدل گئے، تقدیر اسی طرح تھی وہ نہیں بدلی۔

صاحبِ نبراس کا قول:

- صاحب نبراس حضرت عبدالعزیز پرہاروی لکھتے ہیں:

اِعْلَمْ اَنَّ مَسْئِلَةَ تَغَيُّرِ الْقَضَاءِ مِنْ مَزَالِ الْاَقْدَامِ وَ الْحَقُّ الَّذِیْ دَلَّ عَلَیْهِ الْاَدِلَّةُ الْقَطْعِیَّةُ مِنَ الْعَقْلِیَّةِ وَ السَّمْعِیَّةِ هُوَ اَنَّ تَقْدِیْرَ كُلِّ شَیْءٍ قَدْ سَبَقَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّقَعَ فِیْهِ تَبَدُّلٌ قَطُّ وَ اِلَّا یَلْزَمُ الْجَهْلُ۔ (نبراس: ۲۹۶ مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: جان لو قضا کے تغیر کا مسئلہ علماء کے قدموں کے لغزش کا مقام ہے اور حق یہ ہے جس پر ادلہ قطعیہ اور سمعیہ دلالت کرتے ہیں، وہ یہ کہ ہر شے کی تقدیر سبقت کر چکی ہے اس کے بغیر اس میں تبدل واقع ہو ایسا ہرگز نہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کا جہل لازم آئے گا۔

تقدیر میں کوئی شخص تبدیلی نہیں کر سکتا:

- اس تحقیق کے تناظر میں یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ تقدیر میں کوئی شخص تبدیلی نہیں کر سکتا البتہ دوا اور دعا سنت ہے، ہو سکتا ہے کسی کی دعا یا دوا کے ساتھ شفاء معلق اور مقدر ہو اس لیے سرورِ دو عالم ﷺ نے ادویہ اور رقیہ (دم/تعویذ) سے منع نہیں فرمایا بلکہ فرمایا، یہ بھی شفاء کے اسباب سے ہیں۔ یہ دنیا دار الاسباب ہے، سبب اور مسبب دونوں قضاء اور قدر میں موجود ہیں۔ حدیث شریف میں ہے، اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا اور حکم دیا لکھ۔ قلم نے عرض کیا کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "مَا كَانَ وَ مَا یَكُوْنُ" (جو کچھ ہوا اور جو کچھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگا) پھر فرمایا "قَدْ جَفَّ الْقَلَمُ" (مشکوٰۃ باب القدر) (پھر قلم خشک ہوگیا)۔ یہ اس امر سے کنایہ ہے کہ پھر تبدیلی نہیں ہوگی۔

ملا طاہر کا واقعہ:

• حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات میں ملا طاہر کا واقعہ مذکور ہے کہ ملا طاہر حضرت مجدد کے بیٹوں کا استاذ تھا۔ ایک دن حضرت مجدد نے اپنے صاحبزادوں کو فرمایا لوح محفوظ میں تمہارے استاذ کو شقی لکھا گیا ہے۔ صاحبزادوں نے عرض کیا، حضور آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس کو سعید بنادے۔ چنانچہ ہوا یوں کہ ملا طاہر ایک بت پرست ہندو لڑکی پر عاشق ہوگیا۔ ملا طاہر نے اسے اپنی حاجت کا ذکر کیا، لڑکی نے کہا پہلے مندر چلو اور بت کو سجدہ کرو پھر میں آپ کی حاجت پوری کرونگی۔ چنانچہ ملا طاہر مندر پہنچا قریب تھا کہ بت کو سجدہ کرتا حضرت مجدد پر اس کا حال مکشوف ہوگیا، آپ نے اللہ تعالیٰ سے ملا طاہر کے لیے دعا فرمائی فوراً ملا طاہر کے دماغ سے محبت کا غبار زائل ہوا اور وہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" پڑھتے ہوئے باہر آگئے، اس کی شقاوت سعادت میں بدل گئی اور لوح محفوظ میں شقی کی جگہ سعید لکھا گیا۔ اس مقام پر بعض صوفیاء کہتے ہیں کہ مجدد صاحب نے ملا طاہر کی تقدیر بدل دی۔

• یہ واقعہ اگر صادق ہے تو اس کی تاویل یہ کی جائے گی کہ شقاوۃ کا سعادت میں تبدیل ہونا ہی تقدیر تھی اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی دعا تقدیر میں مقدر تھی اور لوح محفوظ میں تحریر کی تبدیلی کی مثال منسوخ شدہ احکام کی ہوسکتی ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانۂ نبوت میں لکھا تھا اونٹ حرام ہے جب اسلام آیا تو اس جگہ لکھ دیا گیا اونٹ حلال ہے۔

• اسی طرح یہ کہنا کہ خواجہ غریب نوازؒ نے نوے لاکھ آدمی کو کلمہ پڑھا کر ان کی تقدیر بدل دی یہ بھی مجاز ہے۔ کیونکہ تقدیر ہی یہی تھی بدلا کچھ نہیں یعنی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقدیر نہیں بدلی بلکہ تبدیلی تقدیر میں تھی یا کہیں مقدر تبدیل ہوا۔

”نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں“ کا مفہوم:

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
اگر ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
اور نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

ان اشعار میں بھی مجاز ہے مردِ مومن اور کسی ولی کی طاقت نہیں کہ علم الٰہی اور تقدیر ازلی میں تبدیلی کر سکے کیونکہ تقدیر سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے یعنی اولیاء کی صحبت اور دعاؤں اور دعوتوں کے ساتھ لوگوں کی ہدایت معلق ہوتی ہے تعلیق تقدیر اور علمِ الٰہی میں موجود تھی اس لیے تقدیر نہیں بدلی۔ مجازاً تبدیلی کی نسبت اسباب کی طرف کر دی گئی ہے۔ لیکن ایسے اشعار سے جاہل پیر مریدوں کو عقیدت مند بنانے کے لیے کہتے ہیں پیروں کی دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے۔ ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ“۔ کوئی نبی اور ولی اتنی طاقت اور پاور نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ کے علم اور تقدیر کو بدل دے ورنہ اللہ تعالیٰ مغلوب اور آدمی کا غالب ہونا لازم آئے گا، جو کفر ہے۔

وہ احادیث جن سے تقدیر کا بدلنا معلوم ہوتا ہے اور ان کے جوابات:

سوال: بعض احادیث کے ظاہری مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ تقدیر میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ مثلاً صحیح بخاری میں ہے سرورِ دو عالم ﷺ دعا فرماتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ جَھْدِ الْبَلَاءِ وَ دَرْکِ الشَّقَاءِ وَ سُوْءِ الْقَضَاءِ وَ شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ

ترجمہ: اے اللہ! میں بلاء کی مشقت اور شقاوت کے وجدان اور قضاء کی سوء سے اور دشمنوں کی خوشی سے تیری ذات کے ساتھ امان چاہتا ہوں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور دعائے قنوت نازلہ کی حدیث میں وارد ہے "وَ قِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ" (ترمذی) (مجھے اپنے قضا شدہ امر سے امان عطا فرما)۔

اور سلف صالحین صحابہ کرام اور تابعین سے ثابت ہے، وہ دعاؤں میں کہتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِیْ فِیْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَاكْتُبْنِیْ مِنْهُمْ وَ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِیْ فِیْ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَامْحُنِیْ وَ اَثْبِتْنِیْ فِیْ اَهْلِ السَّعَادَةِ۔

ترجمہ: اے اللہ! اگر تو نے مجھے اہلِ سعادت میں لکھا ہے پس انہی میں مجھے لکھ دے اور اگر تو نے مجھے اہلِ شقاوت میں لکھا ہے پس میرا نام محو فرما اور اہلِ سعادت میں ثابت فرما۔

جواب: اجمالی جواب تو یہ ہے کہ جو حدیث عقلی قطعی دلیل اور قرآنی آیات کے خلاف ہے وہ مؤول ہے یا پھر قابلِ اعتماد نہیں ہے۔ (نبراس، ص: ۲۹۶)

لہٰذا طاعات کی وجہ سے عمر کی زیادتی اور دعا کی وجہ سے قضاء کے رد ہونے کا مفہوم اور تاویل یہ ہے کہ سبب بھی مسبب کی طرح تقدیر میں ہے اور اس میں کوئی تردد اور شک نہیں۔ طاعت اور دعا بھی قضاء میں ہے اور عمر کی زیادتی اور قضا کے رد کی نسبت طاعت یا دعا کی طرف مجاز ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں یا ان احادیث میں مقدر اور مقضی بہ مراد ہے اور مقدر آدمی یا کسی عمل کی صفت ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہوتا، اس میں تبدیلی ممکن ہے۔

"يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ" کی تفسیر:

سوال: قرآن مجید میں ہے

"يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَ يُثْبِتُ وَ عِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ" (سورہ رعد: ۲۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے۔

بعض مفسرین نے ذکر کیا، اللہ تعالیٰ کے پاس دو کتابیں ہیں، ایک میں محو اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اثبات ہوتا رہتا ہے اور دوسری ام الکتاب ہے، اس میں تغیر نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا تقدیر میں تغیر واقع ہو سکتا ہے۔

جواب: اس آیتِ کریمہ کی درج ذیل تاویلات اور مفاہیم مراد ہو سکتے ہیں یہ کہ اللہ تعالیٰ احکام منسوخ فرماتا رہتا ہے اور ثابت بھی رکھتا ہے۔ (۲) یا پھر اللہ تعالیٰ تائب کے گناہوں کو محو فرماتا ہے اور حسنات کو ثابت رکھتا ہے۔ (۳) یا لوگوں کے وہ اعمال جن کی کوئی جزا نہیں ہے ان کو نامۂ اعمال سے محو فرماتا ہے اور دوسروں کو ثابت رکھتا ہے۔ (۴) یا ایک قوم کو ہلاک اور محو کر دیتا ہے اور دوسری کو ثابت رکھتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ (نبراس) لہٰذا اس آیت سے استدلال کہ تقدیر میں تغیر ہو سکتا ہے، صحیح نہیں بلکہ عندہ ام الکتاب سے کنایۃً علمِ الٰہی اور تقدیر مراد ہو سکتی ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ علمِ الٰہی اور تقدیر میں تغیر نہیں ہو سکتا۔ اس آیتِ کریمہ میں محو اور اثبات کے ذکر سے واضح ہے کہ جس کتاب کی عبارات یا کلام اور احکام پر محو اور اثبات واقع ہوتا ہے وہ مخلوق ہے اور مخلوق پر تغیرات کا ہو: ممکن ہے کیونکہ مخلوق حادث اور مسبوق بالعدم ہوتی ہے جس طرح متلو قرآن مجید یعنی تلاوت کردہ یا تحریر شدہ یا حفظ شدہ قرآن مجید حادث ہے اور اس پر تغیرات وارد ہوتے رہتے ہیں اور اس کی ابتداء اور انتہاء بھی ہوتی ہے اس میں نا سخ اور منسوخ آیات بھی موجود ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا وہ کلام جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے وہ قدیم ہے اس پر تغیرات محال ہیں لہٰذا محو اور اثبات کا محل علمِ الٰہی اور تقدیر نہیں ہو سکتی کیونکہ علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور قدیم ہے جس طرح صفت کلا میں تغیرات ممکن نہیں اسی طرح دیگر صفات ثبوتیہ ذاتیہ پر بھی تغیرات محا ہیں۔ اس آیت سے تقدیر ازلی کی تبدیلی پر استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ تقد الٰہی اللہ تعالیٰ کے علم ذاتی کا نام ہے اور جب علمِ الٰہی میں تغیر ممکن نہیں اسی طر تقدیر ازلی میں تغیر ممکن نہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ نقی علی خان کا قول:

• حضرت علامہ نقی علی خان لکھتے ہیں:

قضاء معلق کہ بعض اسباب سے عمر میں کمی وزیادتی ہوتی ہے اور وہ بھی لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے حاشیہ میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں یہ قضاء میں تغیر نہیں مقضی بہ کا تغیر ہے اور مقضی کی بھی ذات بدلی نہ اس کے مقضی ہونے کی حیثیت اسے اس اعتبار سے جو نظر عامہ عباد میں ہوتا ہے۔ (ص:۱۲۸ فضائل دعا)

• احکام شریعت حصہ سوم میں لکھتے ہیں، صحیح یہ ہے کہ لوح تغیر سے محفوظ ہے، تغیر دفتین اور صحف ملائکہ میں ہے۔ پھر کہتے ہیں نسخ صحف میں ہے نہ لوح میں۔ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ (القمر:۵۳) جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ۔ (ص:۱۹۹)

• امام اہلسنت کی عبارات میں تعارض نہیں ہے۔ مقدر من حیث المقدر اور مقضی من حیث المقضی میں تغیر اس لیے نہیں ہوتا کیونکہ تقدیر اسی طرح ہے مگر عوام کے گمان میں مقدر اور مقضی بدل گیا، اس لیے آپ فرماتے ہیں اس سے مراد مقدر اور مقضی کی ذات ہے من حیث ذات بدلی ہے۔ بہر حال قضاء اور تقدیر صرف مبرم اور غیر متغیر ہے، معلق ہو یا غیر معلق لہٰذا بعض علماء کی جانب سے تقسیم مقدر اور مقضی کی ذات کی وجہ سے کی گئی ہے کہ ان کی ذات میں تغیر ہوتا ہے۔ مجازاً قضاء اور تقدیر کو بھی متغیر کہہ دیا جاتا ہے۔

احادیث کے ذریعے سوالات اور ان کے جوابات:

سوال: خود حدیث شریف میں اس کی تفسیر موجود ہے۔ سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا:

يَمْحُوْ مِنَ الرِّزْقِ وَيَزِيْدُ فِيْهِ وَيَمْحُوْ مِنَ الْاَجَلِ وَيَزِيْدُ فِيْهِ۔

(رواہ ابن مردویہ و نبراس، ص:۲۹۷)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: اللہ تعالیٰ رزق کم کرتا ہے اور اس میں زیادتی کرتا ہے اور اجل محو کرتا ہے اور اجل میں زیادتی کرتا ہے۔

جواب: اولاً یہ خبر واحد ہے ثانیاً یہ حدیث مؤل ہے کہ اللہ تعالیٰ رزق اور عمر کو ختم فرمادیتا ہے باوجود اس کے ظاہری اسباب موجود ہوتے ہیں کہ صحت مزاج اور کام کرنے کی طاقت وغیرہ موجود ہوتی ہے۔ (نبراس)

سوال: حدیث شریف میں ہے:

إِنَّ الْقَوْمَ يَبْعَثُ اللّٰهُ عَلَيْهِمِ الْعَذَابَ حَتْمًا مَقْضِيًّا فَيَقْرَأُ صَبِيٌّ مِنْ صِبْيَانِهِمُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَيَرْفَعُ عَنْهُمُ الْعَذَابَ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً۔ (نبراس ص: ۲۹۷)

ترجمہ: بیشک ایک قوم پر اللہ حتمی یقینی طور پر عذاب بھیجنے کا ارادہ فرماتا ہے پس اس قوم کے بچوں میں سے ایک بچہ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس قوم سے چالیس سال تک عذاب اٹھالیتا ہے۔

جواب: یہ حدیث موضوع ہے جیسا کہ امام سیوطی نے ذکر کیا ہے اگرچہ صاحب کشاف اور بیضاوی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ صاحب نبراس فرماتے ہیں:

وَ لَا يَغُرَّنَّكَ وُقُوْعُهٗ فِي الْكَشَّافِ وَالْبَيْضَاوِيِّ فَفِيْهِمَا أَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ مَوْضُوْعَةٌ بِإِجْمَاعِ الْمُحَدِّثِيْنَ۔ (۲۹۷)

ترجمہ: تجھے اس حدیث کا کشاف اور بیضاوی میں واقع ہونا دھوکہ میں نہ ڈالے پس ان دونوں تفسیروں میں احادیث کثیرہ موضوع منقول ہیں، جن کے موضوع ہونے پر محدثین کا اجماع ہے۔

اسی طرح یہ حدیث بھی موضوع ہے:

إِنَّ الْعَالِمَ وَ الْمُتَعَلِّمَ إِذَا مَرَّا عَلٰى قَرْيَةٍ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَرْفَعُ الْعَذَابَ عَنْ مَقْبَرَةِ تِلْكَ الْقَرْيَةِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا۔ (حاشیہ نبراس ص: ۲۹۷)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: بیشک عالم اور متعلم جب ایک بستی سے گزرتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ اس بستی کے قبرستان سے چالیس دن کے لیے عذاب اٹھالیتا ہے۔

"قضا کی تقسیم متغیر اور غیر متغیر" خرافات سے ہیں:

حضرت عبدالعزیز پرہاروی فرماتے ہیں:

وَ لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْمَقَامِ خَرَافَاتٌ مِنْهَا قَوْلُهُمُ الْقَضَاءُ قِسْمَانِ مُبْرَمٌ لَا یَتَغَیَّرُ وَ مُعَلَّقٌ یَتَغَیَّرُ وَالدَّوَاءُ وَالدُّعَاءُ اِنَّمَا یَنْفَعُ فِی الثَّانِیْ وَالْحَقُّ اِنَّهٗ کُلُّهٗ مُبْرَمٌ فِی الْحَقِیْقَةِ مَحْفُوْظٌ مِنَ التَّبَدُّلِ وَ اِلَّا اِنْقَلَبَ عِلْمُ اللّٰهِ تَعَالٰی جَهْلًا تَعَالَی اللّٰهُ عَنْهُ۔

(ص:۱۲۹۷۔ مکتبہ بندیال)

ترجمہ: قضاء اور قدر کے مقام میں کثیر خرافات اور لغویات ذکر کیے جاتے ہیں ان میں سے ایک یہ قول ہے کہ قضاء کے دو قسم ہیں۔ قضاء مبرم جو تبدیل نہیں ہوتی اور معلق جو تبدیل ہو جاتی ہے اور دواء اور دعا۔ دوسری قضاء میں نفع دیتے ہیں اور حق یہ ہے کہ قضا کے دونوں قسم حقیقت میں مبرم ہیں اور تبدیلی سے محفوظ ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو لازم آئے گا اللہ تعالیٰ کا علم جہل ہو، اللہ تعالیٰ جہل سے پاک ہے۔

- ان خرافات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تفسیر بیضاوی کے بعض شراح نے کہا قضاء مبرم بھی تبدیل ہو سکتی ہے جیسا کہ حدیث "رفع العذاب الحق المقضی بقرأۃ الصبی" میں ہے کہ حتمی قضاء کردہ عذاب بھی اٹھ جاتا ہے۔ حالانکہ یہ حدیث موضوع ہے۔

قضاء مبرم میں تغیر اور حضور غوث پاک رحمہ اللہ:

- ان خرافات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض صوفیوں نے کہا:

لَمْ یَتَصَرَّفْ فِی الْمُبْرَمِ اَحَدٌ اِلَّا الشَّیْخُ عَبْدُالْقَادِرِ جِیْلَانِیْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قُدِّسَ سِرُّهُ الْعَزِيزُ (ص:۲۹۷)

ترجمہ: کہ قضاء مبرم میں کسی آدمی نے تصرف نہیں کیا مگر شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے۔

ملک الموت سے ارواح کھینچنے کی حکایت موضوع ہے:

• اس عبارت کے تحت علامہ برخوردار ملتانی نے ایک موضوع روایت ذکر کی ہے، فرماتے ہیں، آپ کے بعض مریدین نے سیدنا عبدالقادر جیلانی کے تصرفات میں مبالغہ اس طرح کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ غوث اعظم کا ایک خادم فوت ہو گیا اس کی بیوی حضور غوث پاک کے پاس آئی، عاجزی کا اظہار کیا اور اپنے شوہر کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ حضور غوث پاک نے مراقبہ فرمایا، آپ نے عالم باطن میں دیکھا کہ ملک الموت آسمان کی طرف جا رہا ہے اور اس دن کے اموات کی روحیں اس کے ہاتھ میں ہیں۔ آپ نے فرمایا، اے ملک الموت میرے خادم فلاں کی روح مجھے واپس دے دو۔ ملک الموت نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے امر سے روحیں قبض کرتا ہوں، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ روح واپس کردوں جس کے قبض کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ حضرت غوث اعظم نے بار بار ملک الموت سے کہا میرے خادم کی روح واپس کردو لیکن عزرائیل علیہ السلام نے نہیں مانا، آپ کے ہاتھ میں زنبیل کی طرح ایک بیگ تھا، جس میں مقبوضہ ارواح بند تھے۔ حضور غوث اعظم نے محبوبیت کی قوت سے ملک الموت کے ہاتھ سے پوری زنبیل کو چھین لیا، ساری روحیں واپس اپنے اپنے ابدان میں داخل ہو گئیں اور سارے لوگ زندہ ہو گئے۔ ملک الموت نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا یا اللہ تو جانتا ہے جو میرے اور تیرے محبوب غوث اعظم کے درمیان کلام ہوا اور انہوں نے مجھ سے ارواح چھین لیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ملک الموت غوث الاعظم میرا محبوب اور مطلوب ہے تو نے ان کے خادم کی روح

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انہیں کیوں واپس نہیں کی؟ جس کی وجہ سے ساری روحیں آپ کے قبضہ سے نکل گئیں۔ اس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام نادم ہوئے۔ مولانا ملتانی فرماتے ہیں، یہ حکایت اور اس قسم کی بے بنیاد حکایات تفریح الخاطر والعبد القادر نامی کتاب میں بھری ہوئی ہیں۔ (حاشیہ نبراس)

- حضور غوث اعظم رحمہ اللہ ہمارے نزدیک واقعی قطب الاقطاب ہیں، ان کی کرامات شمار سے باہر ہیں۔ آپ کی ولادت ۴۷۰ھ میں ہوئی اور وفات ۵۶۱ھ میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے فیوض وبرکات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
- اور اس امر پر بھی اہلِ قلوب صوفیاء کا اتفاق ہے، حضور غوث اعظمؒ کا وصال کے بعد بھی فیض جاری ہے۔ مگر آپ کی مدح اور ثناء میں بعض ناسمجھ صوفیوں یا آپ کے دشمنوں نے موضوع اور من گھڑت روایات آپ کی طرف منسوب کردیں اس لیے نبراس کے محشی صوفی ملا برخوردار ملتانی نے مذکورہ حکایت کو موضوع قرار دیا۔
- ہمارا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ نے انبیاء عظام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ اور علماء عظام کو ممکنات میں اپنی حکمت کے تحت تصرفات اور تغیرات کی قدرت عطا فرمائی ہے مگر تصرفات اور تغیرات جب وجود میں آتے ہیں، گمان یہ ہوتا ہے کہ تقدیر یا ارادہ ازلیہ بدل گیا اور ولی یا نبی نے تقدیر بدل دی حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ مقدر من حیث الذات اور مقضی بہ من حیث الذات بدلتے رہتے ہیں اور ان کو انبیاء عظام علیہم السلام اور اولیاء اکرام کی دعاؤں کے ساتھ معلق کیا گیا ہوتا ہے اور دعاؤں سے ہونے والے تغیرات بھی تقدیر میں اور علمِ الٰہی میں ہوتے ہیں۔ مقدر مؤبد ہو یا مؤقت مطلق ہو یا معلق احکامِ شرعیہ میں ہو یا امور تکوینیہ میں سب علمِ الٰہی میں ہیں کوئی چیز غائب نہیں اور علم میں اور تقدیر میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوتا۔ (محمد رفیق حسنی)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام رازی کا "یَمْحُو اللّٰہُ۔۔۔الخ" میں قول:

• امام رازی "یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَ یُثْبِتُ" (سورہ رعد:۳۹) کے تحت لکھتے ہیں کہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے قلم خشک ہو چکا ہے جو کچھ ہونا ہے وہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے "قَدْ جَفَّ الْقَلَمُ" یعنی "مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ" لکھنے کے بعد قلم خشک ہو گیا تو محو اور اثبات کا کیا معنی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس محو اور اثبات کے متعلق بھی قلم خشک ہو چکا ہے۔ اللہ تعالی کے علم ازلی اور اس کی قضاء میں یہ پہلے سے تھا کہ کس چیز کو ہٹانا ہے اور کس چیز کو باقی رکھنا ہے اور اس آیت میں ام الکتاب سے مراد اللہ تعالی کا علم ہے (ماخوذ از شرح صحیح مسلم، علامہ سعیدیؒ) سب تفسیروں میں یہی مضمون تحریر کیا گیا ہے۔

• چونکہ بعض اہلسنت کے نزدیک سیدی حضور غوث پاکؒ غوث ہیں اور تا ظہور امام مہدی علیہ السلام غوثیت کے مرتبہ پر فائز رہیں گے اس لیے ان کی حیات اور وفات کے بعد بھی امور تکوینیہ میں تصرفات کو آپ کی دعاؤں کے ساتھ معلق کیا گیا ہے۔ دعا اور تغیر دونوں تقدیر میں ہیں۔ اکثر عباد اللہ کی مشکلات کے کشف اور ازالہ اور فیوضات اور برکات کے اجراء کو اللہ تعالی نے آپ کی دعاؤں کے ساتھ ازل سے معلق فرما دیا ہے۔ تقدیر معلق نہیں مقدورات معلق یا موقت ہیں۔ مجازاً تقدیر کو معلق اور غیر معلق اور مؤبد اور موقت کہا جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کا قول:

• امام اہل سنت اعلی حضرت حاشیہ المعتمد المستند میں لکھتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کہ اس مقام کی تحقیق اس طور پر ہے جو مجھے ملک علام نے الہام کی ہے کہ احکام شرعیہ دو وجہ پر ہوتے ہیں۔ مطلق جن میں وقت کی قید نہیں جیسے عام احکام، دوسرا وقت کے ساتھ مقید (تا) اور مطلق علم الٰہی میں یا تو مؤید ہوتا ہے مقید اسی میں نسخ آتا ہے۔ گمان ہوتا ہے حکم بدل گیا۔ کیونکہ مطلق کے ظاہر میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قید نہیں تھی حتی کہ بعض اذہان میں یہ آیا کہ حکم مرتفع ہو گیا حالانکہ ہمارے نزدیک نسخ حکم کی مدت بیان کرتا ہے اور احکام تکوینیہ بھی اسی طرح دو قسم پر ہوتے ہیں مقید اور مطلق اور یہی حقیقت میں مبرم ہوتا ہے (تا) رہا مبرم حقیقی تو وہ معلق کی طرح نہیں ہوتا جس سے شبہ ہو کہ قضاء تبدیل ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کی قضاء مبرم کو کوئی ٹالنے والا نہیں۔ (المعتمد المستند)

- امام اہلسنت حضرت علامہ نقی علی خان کی کتاب فضائل دعا کی شرح میں لکھتے ہیں: تنبیہ: قال الرضا یہ قضاء میں تغیر نہیں مقضی بہ میں تغیر ہے اور مقضی کی بھی ذات بدلی نہ اس کے مقضی ہونے کی حیثیت، اسے اس اعتبار سے جو نظر عامہ عباد میں ظاہر ہوتا ہے احادیث اور کلمات علماء کرام میں رد اور تغیر قضاء فرمایا ہے۔ (ص:۱۲۸)
- پھر حضور غوث پاک کے قول "سب اولیاء قضاء معلق کو روکتے ہیں اور میں قضائے مبرم کو رد فرماتا ہوں۔" او کما قال۔ شبہ ہوتا ہے قضائے مبرم کیونکر قابل رد ہو سکتی ہے۔

قضاء معلق کے دو قسم کی تاویل:

- پھر امام اہلسنت دو حدیثیں ذکر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ:

> تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ قضائے معلق دو قسم ہے ایک معلق محض جس کی تعلیق کا ذکر لوح محفوظ لوح محو اور اثبات یا صحف ملائکہ میں بھی ہے، عام اولیاء جن کے علوم اس سے متجاوز نہیں ہوتے ایسی قضاء کے دفع پر دعا کی ہمت فرماتے ہیں کہ انہیں بوجہ ذکر تعلیق اس کا قابل دفعہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

- قارئین خود غور فرمائیں، یہاں تعلیق میں مقضی بہ اور اس کا معلق علیہ دعا یا دوا یا سبب کا بھی ذکر ہے۔ اس مرتبہ میں دعا کی مثال اس طرح بیان کی جاسکتی ہے مثلاً

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اولیاء اکرام میں سے سیدی خواجہ غلام حسن سواگؒ نے لوح محفوظ پر نظر ڈالی تو لکھا تھا یہ بلا خواجہ غلام حسنؒ کی دعا سے رد ہو گی اور مریض کو شفاء ہو گی۔ جب دیکھا کہ فلاں کی شفاء میری دعا کے ساتھ معلق ہے، آپ نے دعا کر دی۔ آپ کی دعا سے مقضی بہ بحیثیت ذات بدل گیا لیکن آپ کی دعا سے قضا اور تقدیر جو صفاتِ باری تعالیٰ سے ہے، وہ نہیں بدلی بلکہ مذکورہ تبدیلی قضاء اور تقدیر الٰہی میں ازل سے موجود تھی، تقدیر سے کچھ نہیں بدلا۔ معلق یعنی جزاء اور معلق علیہ یعنی شرط جو مقدر اور مقضی تھے اور جن کے درمیان تعلیق تھی وہ اسی طرح پائے گئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں ظاہر فرما دیے تھے۔

قضاء شبیہ بالمبرم:

● پھر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں دوسری قسم معلق شبیہ بالمبرم کی کہ علم الٰہی میں تو معلق ہے مگر لوح محو و اثبات و دفاتر ملائکہ میں اس کی تعلیق مذکور نہیں، وہ (مقدر اور مقضی) ان ملائکہ اور عام اولیاء کے علم میں مبرم ہوتی ہے یعنی غیر معلق نظر آتی ہے)۔ مگر خاص عباداللہ جنہیں امتیاز خاص ہے بالہام ربانی بلکہ برویت مقام ارفع حضرت مخدع اس کی تعلیق واقعی پر مطلع ہوتے ہیں اور اس کے دفع میں دعا کا اذن پاتے ہیں یا عام مومنین جنہیں الواح و صحائف پر اطلاع نہیں حسب عادت دعا کرتے ہیں اور وہ بوجہ اس تعلیق کے جو علم الٰہی میں تھی مندفع ہو جاتی ہے۔ یہ وہ قضائے مبرم ہے جو صالح رد ہے۔

احکام شرعیہ بھی تین قسم کے ہوتے ہیں:

● اسی کی نسبت حضور غوثیت کا ارشاد ہے (تا) احکام ظاہریہ شرعیہ بھی تین طرح کے ہوتے ہیں یعنی معلق ظاہر التعلیق دوم معلق غیر ظاہر التعلیق سوم علم الٰہی میں مؤبد جیسے نماز کی فرضیت، زنا کی حرمت، یہ اصلاً صالح نسخ نہیں۔ یہ قضائیں بھی بصورت امر ہوتی ہیں (تا) نہ بصیغہ خبر کہ خبر الٰہی میں تخلف محال بالذات ہے:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ" (انعام آیت:۱۱۵)

ترجمہ: اور پوری ہے تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں، اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہی ہے سنتا جانتا۔ (کنز الایمان)

• امام اہلسنت کی تحریر سے واضح ہے کہ معلق شبیہ بالمبرم میں بھی اولیاء خاص کو جب علم ہوتا ہے کہ میری دعا کے ساتھ فلاں آدمی کی شفا معلق ہے تو وہ دعا کرتا ہے۔ تمام صورتوں میں تقدیر بمعنی علمِ الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی اور مقدرات اور مقضیات میں علمِ الٰہی کے مطابق تبدیلی ہوتی ہے خواہ امور شرعیہ ہوں یا امور تکوینیہ۔ لہٰذا تقدیر کی تقسیم متغیر اور غیر متغیر یعنی مبرم بمعنی غیر متغیر اور معلق بمعنی متغیر صحیح نہیں ہے۔ مقدرات غیر معلق ہوں یا معلق ہوں مؤبد ہوں یا مقید اور موقت ہوں، ان میں تغیرات اور تبدلات بھی علمِ الٰہی میں موجود ہیں اور علمِ الٰہی کے مطابق ہیں کوئی نبی یا ولی اس علم الٰہی اور تقدیر ازلی میں تصرف کی قدرت نہیں رکھتا۔ اس بات پر حیرانگی ہوتی ہے کہ بعض علماء نے قضا اور تقدیر کے تین اقسام کا ذکر کیا اور فرمایا تقدیر اور قضا معلق میں اولیاء کرام کو تصرف کی قدرت ہوتی ہے۔ اس سے جاہل لوگوں میں ان کے جعلی پیشواؤں نے ان کے عقائد کو خراب کیا۔

تقدیر تبدیل نہیں ہوئی بلکہ تبدیلی تقدیر میں تھی:

• (مقضی اور مقدر کی تبدیلی جو علم الٰہی کے مطابق ہے) کو تقدیر اور قضاء کی تبدیلی کہہ دیا حالانکہ تقدیر اور قضا اسی طرح تھی جیسے تبدیلی ہوئی، تو تقدیر تبدیل نہیں ہوئی بلکہ تبدیلی تقدیر میں تھی۔

• اصحابِ علم جانتے ہیں اولیاء عظام تو اپنے اختیار کے ساتھ محو اور اثبات کی الواح میں درج تعلیقات کے مطابق دعا کرتے ہیں اور انہیں یہ قدرت بھی نہیں ہوتی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ وہ دعا نہ کریں ورنہ علم الٰہی کی مخالفت لازم آئے گی اور اس سے اللہ تعالیٰ کا جہل لازم آئے گا اور اللہ تعالیٰ کا عاجز ہونا لازم آئے گا۔ یہی توضیح حضور غوث پاک کے اقوال میں اور حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوب نمبر ۲۱۷ کی عبارت میں جاری ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (محمد رفیق حسنی)

مجھے (مصنف) کو دو مرتبہ حضور غوث پاک سے فائدہ پہنچا:

• مجھے بھی دو مرتبہ حضور غوث پاک کی مدد کا ذاتی طور پر تجربہ ہوا جو کہ تقدیر الٰہی کے مطابق تھا۔ پہلا اس وقت جب ۱۹۶۳ء میں تین ماہ تک میں بیمار رہا اور آخری رات بیہوش ہو جانے سے میرے والدین اور ہمشیرگان اور دیگر عزیز و اقارب میری حیات سے مایوس ہو گئے تھے، کفن تک تیار کر لیا گیا تھا۔ میرے والد گرامی حضور غلام محمد صاحبؒ بیان فرماتے تھے، میں نے رات کو صلوٰۃ غوثیہ کے دو نفل پڑھے اور بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چل کر حضور غوث اعظم سے دعا کے لیے فریاد کی اور دعا کے لیے عرض کیا یا غوث دعا کریں میرے بچے کو شفا حاصل ہو۔ اسی رات کی صبح اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا کرنا شروع فرمائی۔ سید لعل شاہ اور حجام غلام حیدر اتفاق سے ہمارے گھر پہنچے اور استرے سے میرے پھوڑے اور رسولی کو کاٹا تقریباً ایک کلو یا زائد اس سے پیپ نکلا، دانت اور جبڑا ہل گئے تھے۔ ایک ماہر جراح نے کہا تھا دانتوں سمیت نیچے کا جبڑا سڑ گیا ہے اسے کٹوانا ہوگا مگر اسی دن مجھے ہوش آیا اور آہستہ آہستہ میں صحت مند ہو کر ملتان سورج میانی جانے کے بجائے لیے استاذیم صوفی حامد علی صاحب رحمہ اللہ کے مدرسہ جامعہ نعمانیہ میں داخل ہو گیا۔ یعنی تین ماہ رمضان کی ستائیس سے مرض شروع ہوا اور محرم میں جا کر ختم ہوا۔ قبلہ والد صاحب کی فریاد سے اور حضور غوث اعظم کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمائی۔ (تفصیل میری کتاب ''حیاۃ الرفیق'' میں ملاحظہ فرمائیں۔)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت پیر محمد حسن سواگ کے مشروب سے شفاء کا ذکر:

• خواجہ آباد شریف ضلع میانوالی استاذیم مولانا غلام محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھتا تھا سارا سال بقول حکیم عبدالرحیم میانوالی انتڑیوں کی ٹی بی میں مبتلا رہا۔ خود حکیم نے کہا، تمہاری زندگی صرف سات دن باقی ہے۔ استاذ صاحب اور میرے کزن مولانا محمد نواز اور مولانا نذیر مرحوم سب ناراض ہوگئے تھے، نہایت پریشانی اور ابتلاء کی وجہ سے میری کیفیت یہ ہوگئی تھی، میں خود کو وسوسوں کی وجہ سے اسلام سے خارج سمجھنے لگا تھا۔ حضرت پیر بخش اور نصیر احمد خواجہ آبادی کے مزارات شریف پر جا کر گھنٹوں گھنٹوں روتا تھا اور "یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا وَ کُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا" (کاش میں اس سے پہلے مر جاتا اور نسیا منسیا ہوتا) کا ورد کرتا رہتا تھا۔ دراصل یہ کلمات طیبہ سیدہ مریم علیہا السلام نے پڑھے تھے جب آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے لیے دردزہ شروع ہوا تھا۔ وہ کھجور کے تنے کے قریب پہنچی اور اس تصور سے کہ بغیر شوہر بچہ کی ولادت پر کیا اثرات ہونگے۔ میں یہ آیت پڑھتا رہتا تھا۔ رمضان میں گھر آیا تو کبڑا ہو کر چلتا تھا سیدھی پشت کے ساتھ چلنے کی ہمت نہیں تھی لیکن صوفی محمد رمضان کے ساتھ آستانہ عالیہ سواگ شریف حاضر ہوا، صاحبزادہ محمد حسن صاحب رحمہ اللہ سے معافی مانگی، وہ پہلے سے ناراض تھے، وہ راضی ہوگئے۔ رات کو خواب میں صاحبزادہ صاحب نے مجھے گلاس میں مشروب دیا، میں نے ایک گھونٹ لیا تو وہ سخت کڑوا اور بدبودار مشروب تھا منہ سے واپس گرایا تو اس کے ساتھ میرے اکثر دانت بھی گر گئے۔ مسجد میں فرش پر سویا ہوا تھا، آنکھ کھل گئی اور اس کی تعبیر اسی وقت میرے ذہن میں آگئی کہ الحمدللہ میری بیماریاں جو میرے جسم میں گڑی ہوئی تھیں وہ نکل گئیں۔ صحت کے ساتھ گھر پہنچا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خیالاتِ باطلہ "فتوح الغیب" کے مطالعہ سے دور ہوئے:

• دوسرے سال میانوالی حضرت استاذِ یم مولانا اشرف سیالوی (متوفی ۲۰۱۳ء) کے پاس پڑھنے گیا، ان کی لائبریری میں حضور غوث اعظم کی کتاب فتوح الغیب مل گئی جس کا فارسی میں ترجمہ کیا گیا تھا، مطالعہ کیا تو الحمد للہ میرے دل سے تمام وساوس ختم ہو گئے۔ میں نہایت قوی عقیدہ کے ساتھ خود کو نہایت مضبوط مسلمان صاحبِ ایمان تصور کرنے لگا اور بوجھ ہلکا ہو گیا۔

• لہٰذا میرا گمان ہے مجھے حضور غوث اعظم سے دو مرتبہ استفادہ کی توفیق دی گئی۔ اَللّٰھُمَّ زدفزدفیہ۔ (مزید حیاۃ الرفیق میں ملاحظہ فرمائیں)

تقدیر کے مسئلے میں صاحبِ نبراس کا بیان حق اور صواب ہے:

• الحاصل۔ حضرت عبد العزیز پرہاروی رحمہ اللہ کی نبراس سے تقدیر کے مسئلہ میں جو کچھ میں نے نقل کیا میرے نزدیک وہ حق ہے۔ خام صوفیاء لوگوں کو باور کراتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ولی قضا اور قدر کو بھی تبدیل کر سکتے ہیں بظاہر تو اولیاء کرام کی شان اور عظمت بیان کر رہے ہوتے ہیں در حقیقت جہلاء اپنی ولایت اور طاقت بیان کر کے لوگوں کو اپنا معتقد اور شفاء دہندہ ہونے کا دعویٰ کر رہے ہوتے ہیں لیکن در حقیقت ان کے کلام سے لازم آتا ہے اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے علم میں تبدیلی لا سکتے ہیں، اولیاء کرام کی دعاؤں سے علمِ الٰہی تبدیل ہو جاتا ہے چونکہ تقدیر کا دوسرا نام علمِ الٰہی ہے اور علمِ الٰہی میں تبدیلی (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے جاہل ہونے کو مستلزم ہے لہٰذا یہ کہنا کسی طرح جائز نہیں کہ اولیاء کرام یا انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو بدل سکتے ہیں۔

• بعض علماء نے تقدیر کی تقسیم کر دی مبرم اور شبیہ بالمبرم اور معلق اور آخری دو قسموں میں تبدیلی کو جائز سمجھا حالانکہ ایسا نہیں ہے تقدیر کا ایک ہی قسم ہے وہ ہے مبرم تقدیر معلق بالاسباب ہو یا غیر معلق بالاسباب، دونوں میں تردد اور شک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ کے علم کی شان سے بعید ہے۔ (محمد رفیق حسنی)

دعا اور صدقہ کا نافع ہونا سوالاً وجواباً:

سوال: پھر اموات کے لیے دعا اور صدقہ نافع نہیں ہونا چاہیے کیونکہ قضا سابق میں تبدیلی نہیں ہوسکتی، تبدیلی معتزلہ کا مذہب ہے حالانکہ اہل سنت کے نزدیک اموات کے لیے دعا اور صدقہ نافع ہوتا ہے۔ (عقائد نسفی)

پہلا جواب: سرورِ دوعالم ﷺ نے خبر دی ہے کہ دعا اور صدقات اور ایصال ثواب سے اموات کو فائدہ ہوتا ہے لہٰذا ہم اگرچہ قضا اور قدر کی حقیقت نہیں جانتے مگر ہمارا ایمان ہے سرورِ دوعالم ﷺ نے جو فرمایا وہ حق ہے۔

دوسرا جواب: قضا اور قدر سے اسباب باطل نہیں ہوتے بلکہ اسباب کا نافع ہونا بھی قضا و قدر میں موجود ہے۔ احیاء اور اموات کے لیے دعا اور صدقات کا نفع دینا بھی قضا اور قدر میں موجود ہے۔ اگر قضا اور قدر سے اسباب باطل ہو جاتے تو معاشی اور شرعی مثلاً اسباب زراعت، تجارت، درندوں اور زہریلے جانوروں سے تحرز اور دفاعی اسلحہ اور امراض کا علاج اور طاعات بھی باطل ہو جاتے حالانکہ سرور دوعالم ﷺ نے ان امور کے اسباب استعمال کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ (کتب عقائد)

• یہاں بعض لوگوں نے جواب دیا تھا کہ قضاء کی دو قسمیں ہیں۔ مبرم غیر متبدل اور معلق متبدل۔ مثلاً اگر زید نے رزق کے لیے دعا مانگی تو اسے رزق ملے گا اور دعا نہ کی تو رزق نہیں ملے گا۔ یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر اس چیز کا جو واقع اور پیدا ہوگی ازل سے عالم ہے۔ قضا معلق کی مثال میں بھی بغیر تردد کے اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ زید دعا کرے گا اور رزق پائے گا۔ ایسا ممکن نہیں کہ زید دعا نہ کرے یا بغیر تردد، اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ دعا نہیں کرے گا اور رزق نہیں پائے گا۔ نبراس میں ہے:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ثُمَّ لَا بُدَّ اَنْ يَّقَعَ مَا سَبَقَ فِيْ عِلْمِهٖ بِلَا تَبَدُّلٍ وَاِلَّا لَزِمَ اَنْ يَّنْقَلِبَ عِلْمُهٗ جَهْلًا فَالْقَضَاءُ كُلُّهٗ مُنَزَّهٌ عَنِ التَّبَدُّلِ وَكُلُّ مَا اُوْهِمَ خِلَافَهٗ مِنْ كَلَامِ الشَّارِعِ اَوِ السَّلَفِ فَمُاَوَّلٌ فَاحْفَظْهُ۔

(ص: ۵۷۹۔ مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: پھر ضروری ہے وہی واقع ہو جو اللہ تعالیٰ کے علم میں سابق ہے اور ہر وہ چیز جس سے اس کے خلاف کا وہم ہو شارع علیہ السلام کے کلام سے یا سلف صالحین کے کلام سے پس وہ مؤول ہے۔ اس کو یاد کر۔

امام غزالی کا جواب:

- امام غزالی نے فرمایا دعا کرنے کا قضا کے ساتھ فائدہ یہ ہے کہ دعا رد بلا اور رحمت کا سبب ہے جیسے ڈھال اسلحہ کے رد کا سبب ہے اور پانی زمین سے نباتات کے خروج کا سبب ہے، قضا اور قدر کے اعتراف سے یہ لازم نہیں آتا کہ انسان اپنے دفاع کے لیے اسلحہ بھی نہ اٹھائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ" (سورہ نساء: ۱۰۲) پس ضرور وہ اپنا سامان اور اسلحہ لے لیں اللہ تعالیٰ نے سبب اور مسبب دونوں مقرر فرمادیئے۔ (ملخص از حاشیہ) تفصیل فتاوی رضویہ جلد انتیس (۲۹) تقدیر اور تدبیر کے وسائل میں ملاحظہ فرمائیں۔
- دنیا دار الاسباب ہے شفا اور ہدایت اور ازالہ مشکلات کو ازل میں ارادہ ازلیہ الٰہیہ سے اولیاء کرام اور انبیاء عظام علیہم السلام کی دعاؤں اور دنیوی اسباب کے ساتھ معلق کیا گیا ہے اس لیے دعاؤں اور ادویہ سے شفا اور بعض اسباب سے امراض لاحق ہوتے ہیں۔ دعا اور بد دعا اور ادویہ اور اسباب سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ اس لیے یہ کہنا چاہیے تقدیر میں تبدیلی نہیں ہوئی بلکہ تبدیلی تقدیر میں تھی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہماری تحقیق کی بنیاد نبراس ہے:

• حاصل کلام یہ ہے کہ ہماری تحقیق کی بنیاد حضرت علامہ مولانا عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ تونسوی مقیم کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ کی کتاب شرح عقائد کی شرح نبراس ہے۔ جس کو ہمارے استاذ استاذ العرب والعجم مولانا عطا محمد بندیالوی عقائد کی دوسری کتابوں پر ترجیح دیتے تھے۔ حضرت پرہاروی رحمہ اللہ تقریباً دو سو ستر علوم کے ماہر تھے۔ آپ نے کم عمری میں ہزاروں کتابیں ہر علم میں تحریر فرمائیں۔ روایت ہے، کم عمری میں کسی ایک شعر کے وظیفہ سے رجعت ہوگئی جس کی وجہ سے ان کا وصال ہوگیا۔ آپ کا مختصر تعارف مکتبہ بندیال سے شائع شدہ نبراس میں ملاحظہ فرمائیں۔

فتاویٰ رضویہ سے مسائل ضروریہ کا بیان:

• قارئین کے استفادہ کے لیے فتاویٰ رضویہ سے بعض اعتقادی مسائل ذکر کیے جارہے ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

سوالات:

۱۔ کچھ لوگ نماز اور روزہ سے منع کریں بلکہ استہزاء کریں۔

۲۔ مشرکین کی طرح مرد عورتوں کی شکل بنائیں۔

۳۔ اپنے مرشدوں کو امام مہدی اور رسول اکرم ﷺ کے اسماء مبارکہ کے ساتھ پکاریں۔

۴۔ علماء کرام کے متعلق کہیں ہم ان کی مقعد مارتے ہیں اور حضرت علیؓ کو تمام صحابہؓ پر بلکہ حضور ﷺ پر فضیلت دیں۔

۵۔ انبیاء اور اولیاء کی روحانی زندگی سے انکار کریں اور یہ کہیں ہم جب خدا اور رسول کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں گے ان کو نہیں مانیں گے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الجواب: امام اہلسنت احمد رضاؒ فرماتے ہیں جتنی بھی باتیں سوال میں ان لوگوں کی ذکر کی گئیں وہ ان کے فسق وفجور وشیطنت واستحقاقِ جہنم کے لیے تو بہت کافی ہیں مگر ان میں چار باتیں صریح کفر وارتداد ہیں۔ اول اپنے پیروں کو خدا اور رسول کہنا، دوسرے شریعتِ مطہرہ کی نسبت وہ ملعون کلمہ، تیسرے وہ یہودیوں کی بات "لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً" (اللہ ورسول کو جب تک آنکھ سے نہ دیکھ لیں ایمان نہ لائیں گے)۔ چوتھے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو انبیائے کرام خصوصاً سید الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے افضل ماننا، مولا علی کو کسی ایک نبی سے افضل بتانا ہی کفر ہے نہ کہ سب انبیاء نہ کہ سید الانبیاء ﷺ سے۔ شک نہیں کہ یہ لوگ کفار ومرتدین ہیں۔ مسلمانوں کو ان سے میل وجول حرام، سلام وکلام حرام، ان کی موت وحیات میں شرکت حرام، بیمار پڑیں ان کی عیادت حرام، مر جائیں تو انہیں غسل دینا حرام، کفن دینا حرام، ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا حرام، مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا حرام۔ جب تک توبہ کرکے مسلمان نہ ہوں گے۔ (فتاوی رضویہ۔ ص: ۶۱۰) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: مندرجہ ذیل مکالمہ اس غرض سے علمائے دین کی خدمتِ اقدس میں ارسال ہے کہ ازراہِ کرم جلد تر اس کا جواب دیں۔ کہ قولِ اصح کس کا ہے اور اس کے دلائل کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو اہلِ سنت وجماعت کا مقتدیٰ بنائے رکھے۔ آمین ثم آمین۔ بیّنوا توجروا۔

زید اور عمرو کے نام سے نور وبشر کا سوال وجواب:

۱) زید کا قول یہ ہے کہ حضور انور ﷺ ہمارے مثل ایک بشر تھے کیونکہ قرآن عظیم میں ارشاد ہے کہ "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" (سورہ کہف: ۱۱۰ (تم فرماؤ کہ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔) اور خصائص بشریت بھی حضور انور ﷺ میں بلاشبہ موجود تھے۔ کیا کھانا پینا، جماع کرنا، بیٹا ہونا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باپ ہونا، کفو ہونا، سونا وغیرہ۔ امور خواصِ بشریت سے نہیں ہیں جو حضور ﷺ میں بلاشبہ موجود تھے؟ ہاں اگر کوئی بشریت کی بناء پر حضور انور ﷺ سے مساوات کا دعویٰ کرنے لگے تو یہ نالائق حرکت ہے لیکن اس کا کون قائل ہو سکتا ہے سوائے صوفیائے مغلوبین کے کہ وہ بعض مقام پر پہنچ کر غلبۂ سکر کی وجہ سے اپنی رفعت کا دم بھرنے لگتے ہیں جیسا کہ عارف بسطامی سے منقول ہے کہ:

"لِوَائِیْ اَرْفَعُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ (ﷺ)"

ترجمہ: میرا جھنڈا حضرت محمد (ﷺ) کے جھنڈے سے بلند ہوگا۔

۲) عمرو کہتا ہے کہ حضورِ انور ﷺ کی بشریت ہمارے مثل نہ تھی بلکہ اقوالِ بزرگان و پیشوایانِ امت سے ثابت ہے کہ:

"حضرت رسالت پناہ ﷺ راسہ (۳) صورت است: یکے بشری

"قَوْلُهٗ تَعَالٰی اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" (سورہ کہف: ۱۱۰)

ترجمہ: فرمانِ خداوندی ہے: میں تم جیسا بشر ہوں۔

دوم ملکی، چنانچہ فرمودہ است:

"اِنِّیْ لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ يُطْعِمُنِیْ وَ يَسْقِيْنِیْ"

ترجمہ: میں تمہاری طرح نہیں ہوں، میں اپنے رب کے ہاں رات بسر کرتا ہوں، وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

سوم حقی، "كَمَا قَالَ" (جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا):

"لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُ فِيْهِ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ"

ترجمہ: میرے واسطے اللہ کے ساتھ ایک وقت ہے کہ نہیں گنجائش رکھتا ہے اس وقت میں میرے ساتھ کوئی مقرب فرشتہ نہ کوئی نبی بھیجا ہوا۔

اور کھانا پینا، سونا جاگنا جو خصائصِ بشریت حضور انور ﷺ کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں، اس بناء پر اپنے مثل سمجھنا جیسا کہ کفار اور مشرکین کہا کرتے تھے:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ"
(سورہ فرقان: ۷)

ترجمہ: اس رسول کو کیا ہوا، کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔
سراسر بے ادبی و گستاخی ہے۔ جیسا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر
ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور
ایں نداشتند ایشاں از عمی
ہست فرقے درمیاں بے انتہا۔

ترجمہ: انہوں نے کہا، ہم بھی بشر یہ بھی بشر، ہم سوتے ہیں کھاتے ہیں، یہ بھی سوتے ہیں کھاتے ہیں۔ یہ اندھا ہونے کی بناء پر نہیں جانتے کہ ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان بے انتہا فرق ہے۔

یہ تو کفار و مشرکین کا قول تھا اور حضور انور ﷺ اس "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" (سورہ کہف: ۱۱۰) (میں تمہاری مثل بشر ہوں) کے کہنے پر مامور تھے، جس کی دلالت لفظ "قُلْ" کرتا ہے ورنہ جب "اَيُّكُمْ مِثْلِيْ" (تم میں سے کون ہے میری مثل) ارشاد ہوا ہے اسے زید کسی معنٰی پر تاویل کرے گا۔ لہٰذا اپنے مثل بشر حضور انور ﷺ کو سمجھنا سوءِ ادب ہے اور اس سے احتراز لازم۔ کیونکہ:

؎ کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

ترجمہ: پاک لوگوں کے افعال کو اپنے اوپر قیاس مت کرو اگرچہ لکھنے میں شیر اور شیر (دودھ) ایک جیسے ہیں۔
حق تو یہ ہے، مثلے ہست کہ (مثل ہے کہ):

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلْجِنْسُ اِلَی الْجِنْسِ یَمِیْلُ - بہر دل من بردن صورت انسان داری

ترجمہ: ہر جنس اپنی جنس کی طرف میلان کرتی ہے۔ میرا دل لے جانے کے لیے تُو نے انسان کی صورت اختیار کی ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کے قول "لِوَائِیْ اَرْفَعُ" کا سوال وجواب:

رہا یہ قصہ کہ صوفیائے کرام مثلاً حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو یہ فرمایا کہ:

"لِوَائِیْ اَرْفَعُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ (ﷺ)"

ترجمہ: میرا جھنڈا حضور اکرم (ﷺ) کے جھنڈے سے بلند ہوگا۔

اسے اس کا یعنی زید کا نالائق حرکت کہنا صوفیائے صافی اور عارف بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں سخت گستاخی اور سفلہ پن ہے۔ نہ اس سے مساوات کی بو آتی ہے اور نہ فضیلت ہی (استغفر اللہ) پائی جاتی ہے۔ بلکہ ان ظاہر بینوں کے لیے جو حضور انور ﷺ کو بشر سمجھے ہوئے ہیں ایک تازیانہ ہے، ان کا یہ کلام ؏

"گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود" ترجمہ: ان کا کہنا اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے۔

کے مصداق ہے، ورنہ: ؏

"چہ نسبت خاک را بہ عالمِ پاک"

ترجمہ: خاک کی عالمِ پاک کے ساتھ کیا نسبت ہو سکتی ہے۔

پس حضور انور اور دیگر بزرگوں علیہم التحیۃ والثناء کے کسی قول و فعل پر انہیں اپنے مثل بشر سمجھنا ضلالت و بددینی ہے۔ کیونکہ:

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد
گر حفظ مراتب نہ کنی زندیق ست

ترجمہ: ہر مرتبہ وجود کے اعتبار سے الگ حکم رکھتا ہے۔ اگر مراتب کے فرق کو سامنے نہیں رکھو گے تو گمراہ و زندیق ہو جاؤ گے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی بناء پر شیخ محقق فرماتے ہیں:

"بالجملہ تکلم کردن در حال شریف سیّد الکائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات بقیاس بلکہ بدریافت معرفت از دائرہ جنس ادب بیرون است و حکم تکلم در متشابہات دارد۔ انتہی کلام عمرو۔"

ترجمہ: سیّد کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کے حال مبارک میں عقل کے ساتھ بلکہ اپنی دریافت کی بنیاد پر گفتگو کرنا جنسِ ادب سے باہر ہے اور متشابہات میں گفتگو کے حکم میں ہے۔ عمرو کا کلام ختم ہوا۔

مستفتی عرض کرتا ہے کہ جلد سے جلد اس کا جواب عنایت فرمایا جائے۔ اگر بواپسی ڈاک ہو تو عین احسان و کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کو جزائے خیر دے۔ فقط۔

الجواب: مستفتی کو تعجیل اور فقیر بتیس (۳۲) روز سے علیل۔ اور مسئلہ ظاہر و بیّن غیر محتاجِ دلیل۔ لہٰذا صرف ان اجمالی کلمات پر اقتصار ہوتا ہے۔ عمرو کا قول مسلمانوں کا قول ہے اور زید نے وہی کہا جو کافر کہا کرتے تھے:

"قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا" (سورہ یٰس: ۱۵)

ترجمہ: (کافر) بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی۔

بلکہ زید مدعیٔ اسلام کا قول ان کافروں کے قول سے بعید تر ہے وہ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنا سا بشر مانتے تھے۔ اس لیے ان کی رسالت سے منکر تھے کہ:

"مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ مَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ" سورہ یٰس: ۱۵)

ترجمہ: تم تو نہیں مگر ہماری مثل بشر، اور رحمان نے کچھ نہیں اتارا، تم نرا جھوٹ کہتے ہو۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واقعی جب ان خبثاء کے نزدیک وحیٔ نبوت باطل تھی تو انہیں اپنی سی بشریت کے سوا کیا نظر آتا، لیکن ان سے زیادہ دل کے اندھے وہ کہ وحیٔ نبوت کا اقرار کریں اور پھر انہیں اپنا ہی سا بشر جانیں۔ زید کو "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" (سورہ کہف: ۱۱۰) سوجھا اور "یُوْحٰٓی اِلَیَّ" نہ سوجھا جو غیر متناہی فرق ظاہر کرتا ہے۔ زید نے اتنا ہی ٹکڑا لیا جو کافر لیتے تھے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بشریت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت سے اعلیٰ ہے۔ وہ ظاہری صورت میں ظاہر بینوں کی آنکھوں میں بشریت رکھتے ہیں جس سے مقصود خلق کا ان سے انس حاصل کرنا اور ان سے فیض پانا۔ ولہٰذا ارشاد فرماتا ہے:

"وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ۔"

(سورہ انعام: ۹)

ترجمہ: اور اگر ہم فرشتے کو رسول کر کے بھیجتے تو ضرور اسے مرد ہی کی شکل میں بھیجتے اور ضرور انہیں اسی شبہ میں رکھتے جس دھوکے میں اب ہیں۔

ظاہر ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی ظاہری صورت دیکھ کر انہیں اوروں کی مثل سمجھنا، ان کی بشریت کو اپنا سا جاننا ظاہر بینوں کور باطنوں کا دھوکا ہے۔ یہ شیطان کے دھوکے میں پڑے ہیں: ؏

ہمسری با اولیاء برداشتند
انبیاء را ہمچو خود پنداشتند

ترجمہ: اولیاء کی برابری اختیار کرنا، اپنے آپ کو انبیاء جیسا تصور کرنا ہے۔

انبیاء کے افعال بشری تعلیم کے لیے ہوئے:

ان کا کھانا پینا، سونا یہ افعال بشری اس لیے نہیں کہ وہ ان کے محتاج ہیں، حاشا۔

"لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ يُطْعِمُنِیْ وَيَسْقِيْنِیْ۔"

ترجمہ: میں تمہاری طرح نہیں ہوں، میں اپنے رب کے ہاں رات بسر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرتا ہوں۔ وہ مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔

ان کے یہ افعال بھی اقامتِ سنت و تعلیم امت کے لیے تھے کہ ہر بات میں طریقہ محمودہ لوگوں کو عملی طور سے دکھائیں۔ جیسے ان کا سہو ونسیان حدیث میں ہے: ''اِنِّیْ لَا اُنْسٰی وَ لٰکِنْ لِیُسْتَنَّ بِیْ'' (میں بھولتا نہیں بھلایا جاتا ہوں تاکہ حالتِ سہو میں امت کو طریقہ سنت معلوم ہو۔)

امام محمد عبدری کا قول:

امام اجل محمد عبدری ابن الحاج مکی قدس سرہ مدخل میں فرماتے ہیں:

''اِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کَانَ لَا یَأْتِی الْاَحْوَالَ الْبَشَرِیَّۃَ لِاَجْلِ نَفْسِہِ الْمُکَرَّمَۃِ بَلْ ذَالِکَ مِنْہُ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی طَرِیْقِ التَّانِیْسِ الْبَشَرِیَّۃِ لِاَجْلِ الْاِقْتِدَاءِ بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَلَا تَرٰی اِلٰی قَوْلِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِنِّیْ لَاتَزَوَّجُ النِّسَاءَ وَ مَالِیْ عَلَیْہِنَّ حَاجَۃٌ وَ قَدْ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمُ الطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَ جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔ فَانْظُرْ اِلٰی حِکْمَۃِ قَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ حُبِّبَ وَ لَمْ یَقُلْ اَحْبَبْتُ وَ قَالَ مِنْ دُنْیَاکُمْ فَاَضَافَھَا اِلَیْہِمْ دُوْنَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ. فَدَلَّ عَلٰی اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کَانَ حُبُّہٗ خَاصًّا بِمَوْلَاہُ عَزَّ وَ جَلَّ یَدُلُّ عَلَیْہِ قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ فَکَانَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ بَشَرِیَّ الظَّاہِرِ مَلَکِیَّ الْبَاطِنِ۔ فَکَانَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَا یَأْتِیْ اِلٰی شَیْءٍ مِنْ اَحْوَالِ الْبَشَرِیَّۃِ اِلَّا تَانِیْسًا لِاُمَّتِہٖ وَ تَشْرِیْعًا لَھَا لَا اَنَّہٗ مُحْتَاجٌ اِلٰی شَیْءٍ مِنْ ذَالِکَ کَمَا تَقَدَّمَ۔ وَلِلْجَھْلِ بِھٰذِہِ الْاَوْصَافِ الْجَلِیْلَۃِ وَالْخِصَالِ الْحَمِیْدَۃِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قَالَ الْجَاهِلُ الْمِسْكِيْنُ مَا لِهٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ۔"

سرکارِ دو عالم ﷺ کا کھانا پینا، سونا، جماع کرنا اپنے نفس کے لیے نہ تھا:

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ احوالِ بشری کھانا پینا، سونا، جماع اپنے نفسِ کریم کے لیے نہ فرماتے تھے بلکہ بشر کو انس دلانے کے لیے کہ ان افعال میں حضور کی اقتداء کریں۔ کیا نہیں دیکھتا ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں اور مجھے ان کی کچھ حاجت نہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہاری دنیا میں سے خوشبو، عورتوں کی محبت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ میں نے انہیں دوست رکھا اور فرمایا: تمہاری دنیا میں سے، تو اسے اوروں کی طرف اضافت فرمایا نہ کہ اپنے نفسِ کریم کی طرف۔ (ﷺ)۔ معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کی محبت اپنے مولیٰ عزوجل کے ساتھ خاص ہے۔ جس پر یہ ارشاد کریم دلالت کرتا ہے کہ "میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی۔" تو حضور اقدس ﷺ کی ظاہری صورت بشری اور باطن ملکی ہے۔ تو حضور ﷺ یہ افعالِ بشری محض اپنی امت کو انس دلانے اور ان کے لیے شریعت قائم فرمانے کے واسطے کرتے تھے نہ یہ کہ حضور کو ان میں سے کسی شے کی کچھ حاجت ہو۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ انہی اوصافِ جلیلہ و فضائل حمیدہ سے جہل کے باعث بیچارے جاہل یعنی کافر نے کہا، اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔

عمرو نے سچ کہا کہ یہ قول حضور اقدس ﷺ نے اپنی طرف سے نہ فرمایا بلکہ اس کے فرمانے پر مامور ہوئے جس کی حکمت تعلیم تواضع و تانیس امت و

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سد غلو نصرانیت ہے۔ اول، دوم ظاہر اور سوم یہ کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی امت نے ان کے فضائل پر خدا اور خدا کا بیٹا کہا۔ پھر فضائل محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیہ کی عظمت شان کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ یہاں اس غلو کے سدِّ باب کے لیے تعلیم فرمائی گئی کہ کہو میں تم جیسا بشر ہوں، خدا یا خدا کا بیٹا نہیں۔ ہاں "یوحی الی" رسول ہوں۔ دفعِ افراطِ نصرانیت کے لیے پہلا کلمہ تھا اور دفعِ تفریطِ ابلیسیت کے لیے دوسرا کلمہ، اسی کی نظیر ہے جو دوسری جگہ ارشاد ہوا:

"قُلْ سُبْحٰنَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔" (سورہ بنی اسرائیل: ۹۳)

ترجمہ: تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں خدا نہیں میں تو انسان رسول ہوں۔

انہیں دونوں کے دفع کو کلمۂ شہادت میں دونوں لفظ کریم جمع فرمائے گئے:

"اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔"

ترجمہ: میں اعلان کرتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

بندے ہیں خدا نہیں، رسول ہیں خدا سے جدا نہیں۔ شیطنت اس کی کہ دوسرا کلمہ امتیاز اعلیٰ چھوڑ کر پہلے کلمۂ تواضع پر اقتصار کرے۔ اسی ضلالت کا اثر ہے کہ حضور اقدس ﷺ سے دعویٰ مساوات کو صرف نالائق حرکت کہا۔ نالائق حرکت تو یہ بھی ہے کہ کوئی کوئی بلاوجہ زید کو طمانچہ مار دے یعنی اس زید کو جس نے کفر و ضلال نہ بکے ہوں۔

مساوات کا دعویٰ کفر خالص ہے:

پھر کہاں یہ اور کہاں وہ دعویٰ مساوات کہ کفرِ خالص ہے اور اس کا اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف معاذ اللہ حضور اقدس ﷺ سے ارفعیت کا ادعا نسبت کرنا محض افتراء اور کج فہمی ہے۔ حاشا، کوئی ولی کیسے ہی مرتبۂ عظیمہ پہ ہو سرکار کے دائرۂ غلامی سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا۔ اکابر انبیاء تو دعویٰ مساوات کر نہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سکتے۔ شیخ الانبیاء خلیل کبریا علیہ الصلوٰۃ والثناء نے شبِ معراج حضور اقدس ﷺ کا خطبۂ فضائل سن کر تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے فرمایا: "بِهٰذَا اَفْضَلُكُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (ان وجوہ سے محمد ﷺ تم سب سے افضل ہوئے۔) ولی کس منہ سے دعویٰ ارفعیت کرے گا اور جو کرے گا حاشا، ولی نہ ہوگا شیطان ہوگا۔

حضرت سیدنا بایزید بسطامی اور ان کی امثال شجرہ موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہوتے ہیں:

• حضرت سیدنا بایزید بسطامی اور ان کے امثال و نظائر رضی اللہ تعالیٰ عنہم وقتِ ورود تجلی خاص، شجرۂ موسیٰ ہوتے ہیں۔ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو درخت میں سے سنائی دیا "يٰمُوْسٰى اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔" (اے موسیٰ! بیشک میں اللہ ہوں ربّ سارے جہان کا۔) کیا یہ پیڑ نے کہا تھا۔ حاشا اللہ، بلکہ واحد قہار نے، جس نے درخت پر تجلی فرمائی اور وہ بات درخت سے سننے میں آئی۔ کیا ربّ العزت ایک درخت پر تجلی فرما سکتا ہے اور اپنے محبوب بایزید پر نہیں؟ نہیں نہیں، وہ ضرور تجلیٔ ربانی تھی۔ کلام بایزید کی زبان سے سنا جاتا تھا۔ جیسے درخت سے سنا گیا اور متکلم اللہ عزوجل تھا۔ اسی نے وہاں فرمایا: "يٰمُوْسٰى اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔" (سورہ قصص: ۳۰) (اے موسیٰ! میں اللہ ہوں ربّ سارے جہان کا۔) اسی نے یہاں بھی فرمایا: "سُبْحَانِيْ مَا اَعْظَمُ شَانِيْ" (میں پاک ہوں اور میری شان بلند ہے۔) اور ثابت ہو تو یہ بھی کہ "لِوَائِيْ اَرْفَعُ مِنْ لِوَاءِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (میرا جھنڈا محمد ﷺ کے جھنڈے سے بلند ہے۔) بیشک لواءِ الٰہی لواءِ محمدی سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

”جن“ بندے کی زبان پر تسلط جما کر کلام کرے تو کیا قادر مطلق ایسا نہیں کر سکتا:

• حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی نے مثنوی شریف میں اس مقام کی خوب تفصیل فرمائی ہے اور تسلطِ جن سے اس کی توضیح کی ہے کہ انسان پر ایک جن مسلط ہو کر اس کی زبان سے کلام کرے اور ربّ عزوجل اس پر قادر نہیں کہ اپنے بندے پر تجلی فرما کر کلام فرمائے جو اس کی زبان سے سننے میں آئے۔ بلاشبہ اللہ قادر ہے اور معترض کا اعتراض باطل۔ اس کا فیصلہ خود حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ہو چکا۔

سب نے خنجر مارے خود زخمی ہوئے حضرت بایزید پر خط بھی نہ آیا:

• ظاہر بینوں بے خبروں نے ان سے شکایت کی کہ آپ ”سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ“ کہا کرتے ہیں۔ فرمایا: حاشا، میں نہیں کہتا۔ کہا، آپ ضرور کہتے ہیں، ہم سب سنتے ہیں۔ فرمایا، جو ایسا کہے واجب القتل ہے، میں بخوشی تمہیں اجازت دیتا ہوں جب مجھے ایسا کہتے سنو بے دریغ خنجر مار دو۔ وہ سب خنجر لے کر منتظرِ وقت رہے یہاں تک کہ حضرت پر تجلی وارد ہوئی اور وہی سننے میں آیا ”سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ“ (مجھے سب عیبوں سے پاکی ہے، میری شان کیا ہی بڑی ہے۔) وہ لوگ چار طرف سے خنجر لے کر دوڑے اور حضرت پر وار کیے۔ جس نے جس جگہ خنجر مارا تھا خود اس کے اسی جگہ لگا اور حضرت پر خط بھی نہ آیا۔ جب افاقہ ہوا دیکھا لوگ زخمی پڑے ہیں۔ فرمایا، میں نہ کہتا تھا کہ میں نہیں کہتا وہ فرماتا ہے جسے فرمانا بجا۔ واللہ اعلم۔ (۶۵۹تا۶۶۶)

مسئلہ: وحدۃ الوجود کے منکر کے جواب میں امام اہلسنت فرماتے ہیں۔

الجواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہاں تین چیزیں ہیں: توحید، وحدت اتحاد۔ توحید مدارِ ایمان ہے اور اس میں شک کفر اور وحدتِ وجود حق ہے۔ قرآ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عظیم واحادیث وار شادات اکابر دین سے ثابت اور اس کے قائلوں کو کافر کہنا خود شنیع خبیث کلمہ کفر ہے۔ رہا اتحاد وہ بیشک زندقہ والحاد اور اس کا قائل ضرور کافر۔ اتحاد یہ کہ یہ بھی خدا وہ بھی خدا سب خدا۔ ع

"گر فرق مراتب نکنی زندیقی۔"

(اگر تو فرقِ مراتب نہ کرے تو زندیق ہے۔)

حاش للہ، الٰہ الٰہ ہے اور عبد عبد۔ ہر گز نہ عبد الٰہ ہو سکتا ہے نہ الٰہ عبد۔ اور وحدت وجود یہ کہ وہ صرف موجود واحد، باقی سب ظلل وعکوس ہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

"كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ" (سورہ قصص:۸۸)

ترجمہ: ہر چیز فانی ہے سوائے اس کی ذات کے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابن ماجہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ"

ترجمہ: سب میں سچی زیادہ بات جو کسی شاعر نے کہی، لبید کی بات ہے کہ سن لو اللہ عزوجل کے سوا ہر چیز اپنی ذات میں محض بے حقیقت ہے۔

میں محمد رفیق گذارش کرتا ہوں کہ میری سمجھ میں محض بے حقیقت کا مفہوم اور ہالک کا مفہوم یہ ہے کہ ہر شی منقضی اور فانی ہے، بقاء صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے۔

باطل کے مفہوم میں ملا علی قاری کا مفہوم:

چنانچہ لبید کے شعر میں باطل کے معنیٰ میں ملا علی قاری فرماتے ہیں:

قَالَ النَّوَوِيُّ اَلْمُرَادُ بِالْبَاطِلِ اَلْفَانِيُّ الْمُضْمَحِلُّ (الیٰ) اِنَّمَا كَانَ اَصْدَقَ لِاَنَّهُ مُوَافِقٌ لِاَصْدَقِ الْكَلَامِ وَ هُوَ قَوْلُهُ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔ (رحمٰن/۲۶)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: علامہ نووی نے فرمایا، باطل کا معنی فنا ہونے والا کمزور اور ختم ہونے والا ہے۔ یہ شعر اصدق اس لیے ہے کہ "كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ" (سورہ رحمٰن: ۲۶) قرآنی آیت کے موافق ہے۔

اور علماء اہلسنت کے فہم کے مطابق یہی معنی مراد ہے۔ بعض عارفین کے اقوال مثلاً "استغفر اللہ مما سوی اللہ" اور "لیس فی الدار غیر دیار" اور "سوی اللہ واللہ ما فی الوجود" سکر کی حالت میں کہے گئے ہیں، یہ حجت نہیں ہیں۔ (جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا)

- اگر تخلیق کے بعد ممکن موجود کو معدوم محض کہا جائے اور یہ کہا جائے کہ جو کچھ نظر آتا ہے، یہ وہم ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے تو سوفسطائیہ فلاسفہ کے فرقے لاادریہ اور عنادیہ اور عندیہ اور صوفیہ کرام کے عقائد میں کیا فرق ہوگا۔

شرح عقائد میں عنادیہ اور عندیہ اور لاادریہ وغیرہ کا رد کرتے ہوئے علامہ تفتازانی آخری جواب یہ دیتے ہیں کہ ان کو آگ میں ڈال دیا جائے یا تو وہ اقرار کر لیں گے کہ نظر آنے والی اشیاء کا وجود حق ہے یا پھر آگ میں بھسم ہو جائیں گے۔ لہٰذا ممکنات کا وجود فانی اور غیر حقیقی تسلیم کرنا وحدت الوجود الحقیقی کے خلاف نہیں ہے۔ وحدۃ الوجود الحقیقی یعنی وجود حقیقی کی وحدت حق ہے اس لیے اعلیٰ حضرت نے ذات کا لفظ استعمال فرمایا، وجود کا لفظ استعمال نہیں فرمایا کہ وجود بے حقیقت ہے۔ شعر کے ترجمے میں فرماتے ہیں "سن لو اللہ عز و جل کے سوا ہر چیز اپنی ذات میں محض بے حقیقت ہے۔" (ہٰکذا فہمت۔ محمد رفیق حسنی)

حضرت سواد ابن قارب کا شعر:

- کتب کثیرہ مفصلہ اصابہ نیز مسند میں ہے سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کی:

"فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهُ   وَأَنَّكَ مَأْمُونٌ عَلٰى كُلِّ غَائِبٍ"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں اور حضور اکرم ﷺ جمیع غیوب پر امین ہیں۔

حضور اقدس ﷺ نے انکار نہ فرمایا۔

اقول، یہاں فرقے تین ہیں:

اول: خشک اہلِ ظاہر کہ حق و حقیقت سے بے نصیب محض ہیں۔ یہ وجود کو اللہ و مخلوق میں مشترک سمجھے ہیں۔ (میں محمد رفیق کہتا ہوں یعنی مشترک معنوی سمجھتے ہیں، جس سے لازم آتا ہے کہ ممکن کا وجود بھی حقیقی اور واجب ہو) اور یہ باطل ہے اور مشترک لفظی یہ کہ وجود واجب اور وجود ممکن کے حقائق متغائر ہوں۔ یہ حق ہے جیسا کہ علماء نے فرمایا، صفاتِ باری تعالیٰ اور آدمی کی صفات میں فقط اشتراک لفظی ہے۔ اعلیٰ حضرت کی مراد اشتراک معنوی کی نفی ہے۔

(رفیق حسنی)

دوم: اہلِ حق و حقیقت کہ بمعنی مذکور قائل وحدت وجود ہیں کہ وجود حقیقی ایک ہی واجب تعالیٰ کا ہے۔ (یعنی مذکورسے اشتراک لفظی مراد ہے۔)

(رفیق حسنی)

سوم: اہلِ زندقہ وضلالت کہ اللہ و مخلوق میں فرق کے منکر اور ہر شخص و شئے کی الوہیت کے مقر ہیں۔ ان کے خیال ذا قوال اس تقریبی مثال سے روشن ہوں گے۔ ایک بادشاہ اعلیٰ جاہ آئینہ خانہ میں جلوہ فرما ہے۔ جس میں تمام مختلف اقسام و اوصاف کے آئینے نصب ہیں۔ آئینوں کا تجربہ کرنے والا جانتا ہے کہ ان میں ایک ہی شیء کا عکس کس قدر مختلف طوروں پر متجلی ہوتا ہے۔ بعض میں صورت صاف نظر آتی ہے، بعد میں دھندلی، کسی میں سیدھی، کسی میں الٹی، ایک میں بڑی، ایک میں چھوٹی، بعض میں پتلی، بعض میں چوڑی، کسی میں خوشنما، کسی میں بھونڈی۔ یہ اختلاف ان کی قابلیت کا ہوتا ہے ورنہ وہ صورت جس کا اس میں عکس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے، خود واحد ہے۔ ان میں جو حالتیں پیدا ہوئیں متجلی ان سے منزہ ہے۔ ان کے لئے، بھونڈے، دھندے ہونے سے اس میں کوئی قصور نہیں ہوتا۔ "وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى" (سورہ نحل: ۶۰) (اور اللہ کی شان سب سے بلند۔) اب اس آئینہ خانے کو دیکھنے والے تین قسم ہوئے:

اول ناسمجھ بچے، انہوں نے گمان کیا کہ جس طرح بادشاہ موجود ہے، یہ سب عکس بھی موجود ہیں کہ یہ بھی تو ہمیں ایسے ہی نظر آرہے ہیں جیسے وہ۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ یہ اس کے تابع ہیں جب وہ اٹھتا ہے یہ سب کھڑے ہو جاتے ہیں، وہ چلتا ہے یہ سب چلنے لگتے ہیں۔ وہ بیٹھتا ہے یہ سب بیٹھ جاتے ہیں تو عین یہ بھی اور وہ بھی مگر وہ حاکم یہ محکوم۔ اور اپنی نادانی سے نہ سمجھا کہ دہاں تو بادشاہ ہی بادشاہ ہے۔ یہ سب اسی کے عکس ہیں۔ اگر اس سے حجاب ہو جائے تو یہ سب صفحہ ہستی سے معدوم محض ہو جائیں گے، اب بھی تو حقیقی وجود سے کوئی حصہ ان میں نہیں حقیقۃً بادشاہ ہی موجود ہے باقی سب پر تو کی نمود ہے۔

دوم اہل نظر و عقل کامل۔ وہ اس حقیقت کو پہنچے اور اعتقاد بنائے کہ بیشک وجود ایک بادشاہ کے لیے ہے، موجود ایک وہی ہے۔ یہ سب ظل و عکس ہیں کہ اپنی حد ذات میں اصلاً وجود نہیں رکھتے۔ اس تجلی سے قطع نظر کر کے دیکھو کہ پھر ان میں کچھ رہتا ہے۔ حاشا، عدم محض کے سوا کچھ نہیں۔ اور جب یہ اپنی ذات میں معدوم و فانی ہیں اور بادشاہ موجود، یہ اس نمود وجود میں اسی کے محتاج ہیں اور وہ سب سے غنی، یہ ناقص ہیں۔ وہ تام، یہ ایک ذرہ کے بھی مالک نہیں اور وہ سلطنت کے مالک، یہ کوئی کمال نہیں رکھتے۔ حیاۃ، علم، سمع، بصر، قدرت، ارادہ، کلام سب سے خالی ہیں اور وہ سب کا جامع۔ تو یہ اس کا عین کیونکر ہو سکتے ہیں۔ لاجرم، یہ نہیں کہ یہ سب وہی ہیں بلکہ وہی وہ ہے اور یہ صرف اس تجلی کی نمود۔ یہی حق و حقیقت ہے اور یہی وحدۃ الوجود ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوم، عقل کے اندھے، سمجھ کے اندھے، ان نا سمجھ بچوں سے بھی گزر گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ جو صورت بادشاہ کی ہے وہی ان کی، جو حرکت وہ کرتا ہے، یہ سب بھی، تاج جیسا کہ اس کے سر پر ہے بعینہ ان کے سروں پر بھی، انہوں نے عقل ودانش کو پیٹھ دے کر بکنا شروع کیا کہ یہ سب بادشاہ ہیں اور اپنی سفاہت سے وہ تمام عیوب و نقائص، نقصانِ قوابل کے باعث ان میں تھی، خود بادشاہ کو ان کا مورد کردیا کہ جب یہ وہی ہیں تو ناقص، عاجز، محتاج، الٹے، بھونڈے، بدنما، دھندلے کا جو عین ہے قطعاً انہیں ذمائم سے متصف ہے۔ ”تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا“ (ظالم جو کچھ کہتے ہیں، اللہ تعالٰی اس سے بہت بلند و بالا ہے۔) انسان عکس ڈالنے میں آئینے کا محتاج ہے اور وجود حقیقی احتیاج سے پاک۔ وہاں جسے آئینہ کہیے وہ خود بھی ایک ظل ہے۔ پھر آئینے میں انسان کی صرف سطح مقابل کا عکس پڑتا ہے جس میں انسان کی صفات مثل کلام و سمع وبصر و علم وارادہ وحیات سے اصلاً نام کو بھی کچھ نہیں آتا لیکن وجود حقیقی عز جلالہ کے تجلی نے اپنے بہت ظلال پر نفس ہستی کے سوا ان صفات کا بھی پرتو ڈالا۔ یہ وجوہ اور بھی ان بچوں کی نافہمی اور ان اندھوں کی گمراہی کی باعث ہوئیں اور جن کو ہدایت حق ہوئی وہ سمجھ لیے کہ ؎

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتوِ آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

ترجمہ: اس گھر میں ایک چراغ ہے، اس کی روشنی سے ہر جا بارونق ہے۔

انہوں نے ان صفات اور خود وجود کی دو قسمیں کیں: حقیقی، ذاتی کہ متجلی کیلیے خاص ہے اور ظلی عطائی کہ ظلال کے لیے ہے اور حاشا، یہ تقسیم، اشتراک معنی ہو بلکہ محض موافقت فی اللفظ ہے، یہ ہے حق حقیقت و عین معرفت وللہ الحمد۔

”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ وَعَلٰى سَيِّدِهِمْ وَمَوْلَاهُمْ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔"

ترجمہ: سب حمد اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے ہمیں اس کے لیے ہدایت دی جبکہ ہم خود راستہ پانے والے نہ تھے اگر اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی نہ فرماتا۔ یقیناً ہمارے رب کے تمام رسول حق لائے۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر اور ان سب کے آقا و مولا پر رحمتیں اور برکتیں اور سلامتی نازل فرمائے۔

(۶۴۱تا۶۴۳)

تنبیہ: اس میں کوئی شک نہیں اگر ممکنات کی تخلیق کی نسبت سے قطع نظر ہو تو ممکنات معدوم کی طرح ہو نگی۔ بحث اس میں ہے کہ تخلیق اور ایجاد کی نسبت کا اعتبار ہو تو ممکنات کا وجود معتبر ہو گا یا وجود عدم کی طرح ہو گا۔ ظاہر ہے کہ اس حیثیت سے ممکنات کا فانی وجود معتبر ہو گا جیسے اعلیٰ حضرت نے بھی وجود عطائی فرمایا ہے یہی حضرت مجدد کا قول ہے۔

حضرت مجدد کا قول علماء اہلسنت کے قول کے موافق ہے:

حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں جس طرح مسئلہ وحدت وجود ذکر کیا گیا ہے وہ علماء اہل سنت کی تصریحات کے مطابق ہے۔ وجود حقیقی اللہ تعالیٰ کے لیے اور وجود عطائی ممکنات کے لیے۔ وجود کے دو قسم بیان کیے گئے مگر وحدۃ الوجود سے مراد بھی وجود حقیقی ہے کیونکہ ممکنات کے لیے عطائی وجود عارضی فانی غیر باقی محتاج تسلیم کیا گیا ہے اگر کہا جائے نفس الامر میں ممکنات کا وجود ہی نہیں ہے تو احکام اور جزاء اور سزا کس کے لیے ہیں۔ اس لیے وحدۃ الوجود کی مذکورہ توضیح فہم سے بالاتر ہے۔ ممکن کو واجب کا ظل اور عکس کہنا بھی ہماری عقول سے ماورا ہے البتہ ظل اور عکس کی یہ تاویل کہ ممکنات کا وجود اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلیل ہے، سمجھ میں آتا ہے کیونکہ ممکن مصنوع ہے اور ہر مصنوع صانع پر دلیل ہوتا ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو یہ بات عقل میں آسکتی ہے۔ جب واجب تعالیٰ کی صفات اور ممکنات کی صفات متبائن الحقائق ہیں محض اشتراک لفظی ہے اور وجود واجب اور وجود ممکن متبائن الحقیقت ہیں فقط اشتراک لفظی ہے جیسا کہ امام اہلسنت کی عبارت میں یہی اشتراکِ لفظی تسلیم کیا گیا ہے۔ اس تاویل سے ہمیں وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے قائلین میں صرف نزاع لفظی کا ہونا سمجھ آتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

مرشد کو خدا کہنے اور عالم کی توہین کا جواب:

سوال: امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مرشد کو خدا کہنے اور شریعت اور عالم کی توہین کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

الجواب:

۱) مرشد کو خدا کہنے والا کافر ہے اور اگر مرشد اسے پسند کرے تو وہ بھی کافر۔ مرشد برحق کی قدمبوسی سنت ہے اور سجدہ ممنوع۔

شریعت کی توہین کرنے والا کافر ہے:

۲) شریعت کی توہین کرنے والا کافر ہے:

"قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ. لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ." (سورہ توبہ: ۶۵-۶۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو کہہ دے کیا تم اللہ سے اور اس کے کلام اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے مت بناؤ۔ تحقیق تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہو گئے۔

یونہی عالمِ دین سُنّی صحیح العقیدہ داعی الی اللہ کی توہین کفر ہے۔ (بشرطیکہ اس کی توہین علم دین کی وجہ سے ہو) (محمد رفیق حسنی)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وحدۃ الوجود حق ہے:

سوال: وحدۃ الوجود حق ہے یا نہ؟

الجواب: توحید ایمان ہے "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔) اور وحدت حق "کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ" (سورہ قصص: ۸۸) (اس کی ذات کے سوا ہر کوئی ہلاک ہونے والا ہے۔) سواد بن قارب رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کی:

فَاَشْــــھَدُ اَنَّ اللّٰہَ لَا رَبَّ غَـــیْرُہٗ
وَاَنَّــكَ مَــاْمُوْنٌ عَلٰی كُلِّ غَائِــبِ

(عمدۃ القاری (۸/۷)

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالی کے سوا کوئی رب نہیں اور بیشک (یارسول اللہ!) آپ ہر غیب پر امین ہیں۔

اور اتحاد باطل اور اس کا ماننا الحاد۔

"اِنْ كُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا"

(سورہ مریم: ۹۳)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں، سب اسی کے حضور بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔

وجود واحد ہے اور موجود واحد، باقی سب ظل وعکوس۔ یعنی وجودِ حقیقی ایک ہے اور وجودِ حقیقی کے ساتھ موجود واحد ہے۔ (رفیق حسنی)

"ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ"

(سورہ حدید: ۳)

ترجمہ: وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن، اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

(فتاوی رضویہ۔ ص: ۶۱۸) واللہ تعالی اعلم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(وجود حقیقی کی وحدت حق ہے اس کا انکار کفر ہے اور یہ بات قابل فہم ہے مگر وجود عطائی کی نفی اور وجود ممکن کو عکس اور ظل کہنا ہمارے فہم سے ماوراء ہے، لہٰذا یہ جواب عقل سے ماوراء ہے کیونکہ صاحبِ ظل اور صاحبِ عکس اللہ تعالیٰ کس طرح ہے؟ ظل اور عکس تو غیر لطیف شے جو ذی ظل اور ذی عکس ہو، اس کے مساوی اور محدود ہوتا ہے اور واجب تعالیٰ سب لطیفوں سے زیادہ لطیف اور غیر محدود ہے لہٰذا یہاں ظل اور عکس سے مراد دلیل ہونا ہو تو بات سمجھ آتی ہے ورنہ ممکن واجب کا عکس اور ظل ہو، کس طرح ہو سکتا ہے، سمجھ سے ماوراء ہے۔
(محمد رفیق حسنی)

احاطہ اور قرب سے مراد کیا ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ''اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ'' (۱۲/۴۲) (بیشک وہ سب کچھ جانتا ہے) اور ''اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ'' (۱۱۵/۲) (تم جدھر منہ کرو اُدھر اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے) اور ''نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ'' (۱۶/۵۰) (اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔) سے احاطہ اور قربِ ذاتی مراد ہے یا صفاتی۔ زید کہتا ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک ان آیات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا علم اور قدرت ہر شے کو محیط ہے، نہ ذات۔ عمرو کہتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہر شے کو محیط اور شہ رگ سے زیادہ قریب ہے، کوئی مکان، کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں ذاتِ خدا موجود نہ ہو اور خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور اگر ان آیات سے احاطہ اور قربِ صفاتی مراد لیا جائے تو گویا صفاتِ خدا ذاتِ باری سے بڑھ گئیں اور ذاتِ باری محدود اور صفات سے چھوٹی ہو گئی اور جو شخص ان آیات سے احاطہ اور قربِ صفاتی مراد لے وہ مشرک ہے۔ اگر دنیا بھر کے عالم ایسا کہیں تو بھی ایک کی نہ مانوں گا اور سب کو مشرک کہوں گا اور اپنی دلیل میں شاہ امداد اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحب اور مولانا روم صاحب اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے اقوال پیش کرتا ہے۔ ان دونوں میں کس کا قول صحیح ہے؟ اور اگر زید حق پر ہے تو عمرو کے واسطے شریعتِ مطہرہ میں کیا حکم ہے، وہ اپنے اس قول سے کسی گناہ کا مرتکب ہے یا نہیں؟ "بَیِّنُوْا مَعَ الدَّلَائِلِ مِنَ الْکِتَابِ تُوْجَرُوْا مِنَ اللّٰہِ الْوَھَّابِ" (کتب سے دلائل کے ساتھ بیان کیجیے اور اللہ وہاب سے اجر پایئے۔)

الجواب:

"رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ"
(۲۳/۹۷-۹۸)

ترجمہ: اے میرے رب! تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔

آیاتِ متشابہات میں اہلِ سنت حفظہم اللہ تعالیٰ کے دو مسلک ہیں:

اول: تفویض کہ ہم ان کے معنی کچھ نہیں جانتے، اللہ و رسول جانتے ہیں۔ جل و علا و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو معنی مرادِ الٰہی ہیں، ہم اس پر ایمان لائے۔

"اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ" (۳/۷)

ترجمہ: ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔

یہی مسلکِ سلف ہے اور یہی صحیح و معتمد۔ اس تقدیر پر تو نہ احاطہ ذاتی کہا جائے نہ صفاتی کہا جائے۔ معنی سے کچھ بحث ہی نہ کی جائے۔ حضرت ام المومنین امِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے "اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی" (۲۰/۵) (رحمٰن نے عرش پر استواء فرمایا۔) کے معنی دریافت کیے گئے۔ فرمایا:

"اَلْاِسْتَوٰی مَعْلُوْمٌ وَالْكَیْفُ مَجْهُوْلٌ وَالْاِیْمَانُ بِهٖ وَاجِبٌ وَالسُّؤَالُ عَنْهُ بِدْعَةٌ"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: استواء معلوم ہے اور کیف مجہول اور اس پر ایمان فرض اور اس کی تفتیش بدعت۔ (تفسیر خازن)

یہی جواب سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا۔ یہی مسلم ہمارے امام اعظم اور سائر ئمہ سلف کا ہے۔ ہاں! ہم ایمان لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جسم و جہت و مکان سے پاک و منزہ ہے۔ کسی مکان میں نہیں ہو سکتا، کسی جگہ نہیں ہو سکتا، کسی طرف نہیں ہو سکتا۔ جگہ اور طرف سب اس کے بنائے ہوئے ہیں اور حادث ہیں۔ اور قدیم ازلی، ازل میں کسی جگہ، کسی طرف نہ تھا کہ جگہ اور طرف کو بنا کر بدل نہ گیا، جگہ اور طرف بدلیں گے اور وہ بدلنے سے پاک ہے۔

دوم: تاویل کہ ایسی آیات کو حسبِ محاورہ معنیٰ جائز پر حمل کریں جس سے نہ چین لینے والی طبیعتوں کو تسکین ہو اور ایمان سلامت رہے۔ یہ مسلک خلف کا ہے۔ اس طور پر احاطہ صفاتی مراد لیں گے، علم و قدرتِ الٰہی ہر شے کو محیط ہونے کے بھی یہ معنی نہیں کہ اس کے علم و قدرت ہر جگہ متمکن ہیں کہ جگہ یا طرف میں ہونا جسم و جسمانیت کی شان ہے اور وہ اور اس کے صفات ان سے متعالی بلکہ احاطہ علم کے معنی یہ ہیں کہ ہر شے واجب یا ممکن یا ممتنع معدوم یا موجود حادث یا قدیم اسے معلوم ہے۔ احاطہ قدرت کے معنٰی یہ ہیں کہ ہر ممکن پر اسے قدرت ہے، اس سے صفات کا ذات سے بڑھ جانا نہ کہے گا مگر مجنون۔

- عمرو کا وہ کہنا کہ کوئی مکان کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں ذاتِ خدا موجود نہ ہو، کلمۂ کفر ہے کہ اس کی ذات کے لیے جگہ ثابت کرتا ہے۔ فتاویٰ تاتار خانیہ و طریقۂ محمدیہ و حدیقہ ندیہ و فتاویٰ عالمگیری و جامع الفصولین وغیرہ میں اس پر حکم کفر فرمایا اور احاطہ صفاتی ماننے والے کو اس کا مشرک کہنا ہزاروں ائمہ خلف پر حکم شرک لگانا ہے اور اس کا کہنا کہ ”اگر تمام دنیا کے عالم ایسا کہیں تو میں سب کو مشرک کہوں گا۔“ صریح کفر پر آمادگی ہے کہ تمام جہان کے عالموں کو مشرک نہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہے گا مگر کافر اور کفر پر آماد گی کفر ہے۔

• عمرو پر توبہ فرض ہے اپنے عقیدۂ باطلہ سے تائب ہو اور کلمۂ اسلام پڑھے اور عورت رکھتا ہو تو بعد اسلام اس سے پھر نکاح کرے اگر وہ راضی ہو۔ ہم چند سہل باتیں لکھتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کو اسے ہدایت کرنا ہے تو انہی سے وہ سمجھ لے گا کہ اس نے کیسی ناپاک بات کہی اور اپنے معبود کو کیسے کیسے گھناؤنے داغ لگائے اور نظرِ انصاف سے نہ دیکھے اور تعصب و عناد برتے تو اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو۔ ذرا آنکھیں بند کر کے گردن جھکا کر ربّ عزوجل کی عظمت پر ایمان لا کر غور کرے کہ اس نے کیسی ذلیل چیز کا نام خدا رکھا ہے۔ الحمدللہ! معیت و قرب و احاطہ الٰہیہ پر مسلمان کا ایمان ہے مگر نہ ان معنی پر جو ان الفاظ سے لغوی و عرفی طور پر سمجھ آتے ہیں بلکہ ان پر جو مرادِ الٰہی ہیں اور ہمارے عقول سے وراء ہیں۔ معاذ اللہ اگر یہی ظاہری معنی لیے جائیں جس پر یہ کہا جائے کہ وہ بذاتہ ہر مکان ہر گوشہ میں موجود ہے تو اس سے زائد ذلیل تر کوئی عیب لگانا نہ ہوگا۔

۱) جب کہ اس کے نزدیک اس کا وہمی معبود بالذات ہر مکان، ہر گوشہ میں موجود اور ہر شے کو بالذات محیط ہے تو پاخانہ میں بھی ہوگا، اس کی نجاست کو لپٹا ہوا بھی ہوگا، اس نجاست کے ساتھ اس کے بدترین مقام سے نکلا بھی۔

۲) جو شے دوسری شے کو بالذات محیط ہو وہ یونہی ہوگا کہ محیط کے اندر جوف ہو جو اس دوسری چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ جیسے آسمان زمین کو محیط ہے تو اس کا معبود جوف دار کھنگل ہوا اور اللہ واحد قہار صمد ہے جوف سے پاک ہے۔

۳) سب اشیاء کو محیط ہونا بایں معنی ہے کہ اس کا معبود وہمی تمام عالم کے باہر باہ ہے اور عالم اس کے اندر ہے۔ جیسے فلک الافلاک کے اندر باقی کرے جب شہ رگ سے زیادہ قریب کیسے ہوا بلکہ لاکھوں منزل دور ہوا اور اگر یوں کہ ہر ذرّہ ذرّہ کو بذاتہ بلا واسطہ محیط ہے تو بلاشبہ وہ شے کہ مشرق کے کسی ذر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو محیط ہو قطعاً اس کی غیر ہوگی جو مغرب کے ذرہ کو محیط ہے تو ذروں کی گنتی پر خدا یا خدا کے ٹکڑے ہوئے اور وہ احد صمد اس سے متعالی ہے۔

۴) جب کہ وہ ہر شے کو بالذات محیط ہے تو زمین کو بھی محیط ہوگا اور یہ جو تم چلتے ہو اور جوتیاں پہن کر پاؤں رکھتے ہو وہ تمہارے معبود پر ہوئیں۔ تم جو پاخانہ پیشاب کرتے ہو وہ تمہارے معبود پر گرا، کیسا گھناؤنا معبود اور کیسے ناپاک عابد۔ ''ضعف الطالب والمطلوب'' (۷/۲۲) (کتنا کمزور چاہنے والا اور جو چاہا گیا۔)

۵) مثلاً کسی زید نے کسی عمرو کو جوتا مارا تو عمرو کو بھی اس کا معبود محیط ہے۔ اس جوتے کے پڑتے وقت وہیں قائم رہے گا یا ہٹ جائے گا۔ اگر ہٹ گیا تو ہر شے کو محیط نہ رہا اور اگر قائم رہا تو اسی پر پڑا۔

۶) جس وقت زید نے جوتا اٹھایا اور ابھی عمرو کے بدن تک نہ پہنچا تو جوتے اور عمرو کے بدن میں جو فاصلہ ہے وہ بھی ایک شے اور وہ ایک جگہ ہے، وہ وہمی معبود بذاتِ خود یہاں بھی موجود ہوگا۔ یہاں سے وہاں تک جگہ اس سے بھری ہوئی ہے۔ اب جوتا آگے بڑھا کہ بدنِ عمرو سے قریب ہوا، اس بڑھنے میں وہ وہمی معبود کہ یہاں سے وہاں تک بھرا ہوا تھا۔ پانی یا ہوا کی طرح چرے گا کہ جوتا اس میں ہوتا ہوا گزر جائے گا۔ جب تو طرفہ معبود جسے جوتے نے پھاڑ دیا اور اگر نہ چرے گا بلکہ سمٹے گا جیسے پھولی ہوئی روئی سمٹتی ہے تو معبود کیا ہوا، ربڑ ہوا۔ اور اگر نہ چرے گا نہ سمٹے گا تو ضرور ہے کہ جوتا دیکھ کر جگہ چھوڑ دے گا پھر ہر جگہ موجود کہاں رہا۔

۷) جبکہ وہ ہر شے کو بذاتہ محیط ہے تو محیط جیسا شے کے اوپر ہوتا ہے ویسا ہی اس کے نیچے، پاؤں کے تلے وہ، جوتوں کے نیچے وہ، پھر ایسے ذلیل ذات کو ربِّ اعلیٰ کیسے کہا جا سکتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً۔ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ و صلی اللہ العلی الاعلیٰ علی الکریم المولیٰ و آلہٖ و صحبہٖ و بارک و سلم ابداً آمین۔ و استغفر اللہ العظیم والحمد للہ رب العالمین۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم"

ترجمہ: جو کچھ ظالموں نے کہا، اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بلند و بزرگ ہے۔ نیکی بجالانا اور برائی سے پھرنا اللہ بلند و بزرگ کی توفیق کے بغیر نہیں ہو سکتا اور بلند و اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں ہوں، کریم مولیٰ پر اور اس کی آل اور اصحاب پر بھی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی کے طلبگار ہیں۔ تمام حمد اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ۔ ص:۶۱۹تا۶۲۲)

مسئلہ: مذہب اور فقہ کا نہ ماننے والا کتابی ہے یا خارجی؟

الجواب: جو مسلمان کہلا کر فقہ کو اصلاً نہ مانے وہ نہ کتابی ہے نہ خارجی بلکہ مرتد ہے، اسلام سے خارج اور اگر کوئی تاویل کرتا ہے تو کم از کم بددین و گمراہ۔

"قال اللہ تعالیٰ فلولا نفر من کل فرقۃ طائفۃ لیتفقھوا فی الدین"
(۱۲۲/۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔

"و فی الحدیث عنہ ﷺ من یرد اللہ بہٖ خیراً یفقھہ فی الدین۔"
(بخاری۔ کتاب العلم)

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ص:۶۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اثنائے وعظ میں حضور ﷺ کی نسبت ان کلمات کا اطلاق کیا کہ نعوذ باللہ آپ یتیم، غریب، بیچارے تھے؟ (ملخص)

الجواب: حضور اقدس قاسم النعم، مالک الارض ورقاب الامم، معطی منعم، قثم، قیم، ولی، والی، علی، عالی، کاشف الکرب، رافع الرتب، معین کافی، حفیظ وافی، شفیع شافی، عفو عافی، غفور، جمیل، عزیز جلیل، وہاب کریم، غنی عظیم، خلیفہ مطلق حضرت رب، مالک الناس و دیّان العرب، ولی الفضل جلی الافضال، رفیع المثل، ممتنع الامثال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ وصحبہ وشرف واعظم کے شان ارفع و اعلیٰ میں الفاظِ مذکورہ کا اطلاق ناجائز و حرام ہے۔ خزانۃ الاکمل مقدسی و رد المحتار اواخر شتّٰی میں ہے:

"یَجِبُ ذِکْرُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَسْمَاءٍ مُعَظَّمَۃٍ فَلَا یَجُوْزُ اَنْ یُقَالَ اِنَّہٗ فَقِیْرٌ غَرِیْبٌ مِسْکِیْنٌ۔" (رد المحتار)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ کا تذکرہ باعظمت اسماء کے ساتھ کرنا لازم و فرض ہے۔ آپ ﷺ کو فقیر، غریب اور مسکین کہنا جائز نہیں۔

زرقانی علی المواہب میں ہے:

قَالَ تَعَالٰی: وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰی نَصٌّ عَلٰی اَنَّہٗ اَغْنَاہُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَزَالَ عَنْہُ ذٰلِكَ الْوَصْفُ فَلَا یَجُوْزُ وَصْفُہٗ بِہٖ بَعْدُ۔ (زرقانی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک: اللہ تعالیٰ نے آپ (ﷺ) کو محتاج پایا تو غنی کر دیا، واضح طور پر شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غنی کر دیا ہے۔

سرورِ دوعالم ﷺ سے محتاجی والا وصف زائل ہو چکا ہے، لہٰذا اس کے بعد آپ ﷺ کا یہ وصف بیان کرنا ہرگز جائز نہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام مالک کے نزدیک آپ ﷺ کو یتیم کہنا جائز نہیں:

اسی میں ہے:

اَلْیَتِیْمُ مِنَ الْیُتْمِ مَوْتُ الْاَبِ قَبْلَ بُلُوْغِ الْوَلَدِ اَوْمِنَ الْاِنْفِرَادِ کَدُرَّۃٍ یَتِیْمَۃٍ کَمَا قِیْلَ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا اَیْ وَاحِدًا فِیْ قُرَیْشٍ عَدِیْمَ النَّظِیْرِ انتھی. وَمَذْھَبُ مَالِکٍ لَا یَجُوْزُ عَلَیْہِ ھٰذَا الْاِسْمُ. (شرح الزرقانی)

ترجمہ: لفظ یتیم یتم سے ہے۔ یعنی بچہ کے بالغ ہونے سے پہلے باپ کا فوت ہونا یا اس کا معنیٰ منفرد اور یکتا ہونا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے، دُرِ یتیم (یکتا موتی) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی "کیا اس نے تجھے یتیم نہیں پایا" کے تحت مفسرین نے کہا ہے، یعنی قریش میں آپ کی مثال نہیں ملتی۔ آپ یکتا ہیں انتہی۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ و مذہب یہ ہے کہ اس نام (یتیم) کا اطلاق آپ پر جائز نہیں۔

آپ ﷺ کو فقیر کہنا جائز نہیں:

نسیم الریاض جلد رابع، ص ۴۵۰ میں ہے:

"اَلْاَنْبِیَاءُ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَا یُوْصَفُوْنَ بِالْفَقْرِ وَلَا یَجُوْزُ اَنْ یُقَالَ لِنَبِیِّنَا ﷺ فَقِیْرٌ وَ قَوْلُھُمْ عَنْہُ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ لَا اَصْلَ لَہٗ کَمَا تَقَدَّمَ" (نسیم الریاض)

ترجمہ: تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو فقر کے ساتھ متصف نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے نبی و آقا ﷺ کو فقیر کہنا جائز نہیں، باقی آپ ﷺ کے بارے میں جو منقول ہے "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ" (فقر میرا فخر ہے) اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ گزرا۔

اسی کے صفحہ ۳۷۸ میں ہے:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"قَالَ الزَّرْکَشِیُّ کَالسُّبْکِیِّ لَا یَجُوْزُ اَنْ یُّقَالَ لَهٗ ﷺ فَقِیْرٌ اَوْ مِسْکِیْنٌ وَ هُوَ اَغْنَی النَّاسِ بِاللّٰهِ تَعَالٰی لَا سِیَّمَا بَعْدَ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَ وَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰی وَ قَوْلُهٗ ﷺ اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا اَرَادَ بِهِ الْمَسْکَنَةَ" (فتاوی رضویہ۔ ۶۲۶/۶۲۷)

ترجمہ: امام زرکشی نے امام سبکی کی طرح فرمایا، حضور ﷺ کو فقیر یا مسکین کہنا ہرگز جائز نہیں۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں سے بڑھ کر غنی بنایا ہے۔ خصوصاً اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بعد تو اس کی گنجائش ہی نہیں "پایا اس نے آپ کو محتاج تو غنی کر دیا۔"

آپ ﷺ کی دعا میں مسکینی سے مراد قلبی خشوع ہے:

باقی آپ ﷺ کی دعا "اے اللہ! مجھے حالتِ مسکینی میں زندہ رکھ" سے قلبی خشوع و مسکنت مراد ہے اور یہ قول "فقر میرا فخر ہے" باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا ہے۔ (۶۳۸/ ۱۴)

مرید کو پیر کے ساتھ عقیدہ کیسا رکھنا چاہیے:

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں، علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پیر کے ساتھ مرید کو کیسا عقیدہ رکھنا چاہیے۔ آیا یہ کہنا چاہیے کہ میرا بخشنے والا وہی ہے، یا یہ کہ اس کے وسیلہ سے بخشا جاوے گا جیسا کہ ایک شخص (زید) ہے وہ یہ کہتا ہے کہ بخشنے والا اور دینے والا پیر ہی ہے اور عمرو یہ کہتا ہے کہ پیر بخشنے والا نہیں بلکہ ان کے وسیلے سے ان کے مرید بخشے جائیں گے اور بغیر وسیلۂ پیر کے دربارِ خدا یا رسول اللہ ﷺ تک رسائی نہیں۔ اور اس امر میں زید ہمیشہ عمرو سے اختلاف رکھتا ہے۔ اب فیصلہ صادر فرمادیں کہ دونوں میں سے کون حق پر ہے اور کون ناحق؟ اور جو حق پر نہیں ہے اس کو توبہ کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔

"بینوا توجروا۔" (بیان فرماؤ اور اجر پاؤ۔)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الجواب: عمرو حق پر ہے اور زید کے وہ الفاظ کہ بخشنے والا اور دینے والا پیر ہی ہے، اپنے ظاہر پر بہت شنیع ہیں اور اگر اس کا ظاہر ہی اعتقاد قائل ہو تو صریح کفر ہے۔ بہر حال زید کو توبہ چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۶۳۷)

حضور ﷺ کو دلال کہنے والے کا حکم:

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ ایک مولوی محرم شریف کے وعظ کو آئے تھے، انہوں نے یہ وعظ میں کہا کہ جنت کی خرید و فروخت میں ایک دلال کی ضرورت ہے۔ جیسے یہاں کوئی چیز خرید و فروخت کرنے میں دلال کی معرفت خرید و فروخت کرتے ہیں، تو وہاں کے لیے بھی دلال پیغمبر رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (ملخص)

الجواب:

۱) رسول اللہ ﷺ اپنے رب کی عطا سے مالکِ جنت ہیں، معطیٔ جنت ہیں، جسے چاہیں عطا فرمائیں۔ امام حجۃ الاسلام غزالی پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ پھر علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

"اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی مَلَّکَہُ الْاَرْضَ کُلَّھَا وَاَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْطَعُ اَرْضَ الْجَنَّۃِ مَاشَاءَ مِنْھَا لِمَنْ شَاءَ فَاَرْضُ الدُّنْیَا اَوْلٰی۔"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی تمام زمینوں کا حضور کو مالک کر دیا ہے۔ حضور جنت کی زمین میں سے جتنی چاہیں جسے چاہیں جاگیر بخشیں تو دنیا کی زمین کا کیا ذکر۔

دلالی ایک ذلیل پیشہ ہے، ذلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ فتح القدیر میں دلال کو خاکروب و حجام کے ساتھ شمار کیا ہے۔ عبارت یہ ہے:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اَمَّا شَهَادَةُ اَهْلِ الصِّنَاعَاتِ الدَّنِيَّةِ كَالْكَسَّاحِ وَالزَّبَالِ وَالْحَائِكِ وَالْحَجَّامِ وَالْاَصَحُّ اَنَّهَا تُقْبَلُ لِاَنَّهَا قَدْ تَوَلَّاهَا قَوْمٌ....."

ترجمہ: گھٹیا کاروبار کرنے والوں کی شہادت مثلاً جاروب کش، ماشکی، جولاہا، حجام کی، تو اصح یہی ہے کہ قبول کی جائے گی کیونکہ ایک قوم نے ان کی شہادۃ کو قبول کیا ہے۔(٦٦٣)

"شرع کیا چیز ہے" کہنے والے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص امورِ شرعی کی بابت یہ الفاظ کہے کہ شرع کیا چیز ہے، آج کل شرع پر کون عمل کرتا ہے، یہ شرع بھی ایک بحث نکال رکھی ہے، وہ شخص عند الشرع کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اگر اس نے واقعی طور پر یہ لفظ کہے تو کافر ہو گیا اور اگر لوگوں پر طعن کے طور پر کہا یعنی آج کل لوگوں نے شرع کو ایسا سمجھ رکھا ہے تو سخت گنہگار ہوا کہ عام کہا اور لفظ بھی معنی کفر کو موہم ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(٦٠٤)

"اِلٰهُنَا مُحَمَّدٌ" کہنے والے کا حکم:

سوال: زید نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کے شروع میں عربی عبارت میں اس طرح لکھا ہے: "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اِلٰهُنَا مُحَمَّدٌ وَ هُوَ مَعْبُوْدٌ جَلَّ شَانُهٗ وَعَزَّ بُرْهَانُهٗ. وَرَسُوْلُنَا مُحَمَّدٌ وَّ هُوَ مَحْمُوْدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ۔" ان الفاظ کی کوئی تاویل ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ایسے لکھنے والے پر شرعاً کیا حکم ہے اور اس سے میل جول رکھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور ایسے اعتقاد والے سے نکاح وغیرہ پڑھوانا شرعاً کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔ جواب مع عبارات تحریر فرمائیں۔

الجواب: ہمارے ائمہ نے حکم دیا ہے کہ اگر کسی کلام میں ننانوے احتمال کفر کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوں اور ایک اسلام کا تو واجب ہے کہ احتمالِ اسلام پر کلام محمول کیا جائے جب تک اس کا خلاف ثابت نہ ہو۔ پہلے جملہ میں "محمد" بفتح میم کیوں پڑھا جائے "محمد" بکسرِ میم کہا جائے یعنی حضور سید عالم ﷺ محمد (ﷺ) ہیں بار بار بکثرت حمد و ثنا کیے گئے اور ان کا رب عزوجل ان کا "محمد" ہے، بار بار بکثرت ان کی مدح و تعریف فرمانے والا۔ اب یہ معنی صحیح ہو گئے اور لفظ بالکل کفر سے نکل گیا اور اگر بفتح میم ہی پڑھتیں اور معنی لغوی مراد ہیں یعنی ہمارا رب بکثرت حمد کیا گیا ہے جب بھی عند اللہ کفر نہ ہو گا مگر صرف نیت کا فرق ہو گا۔ بہر حال ناجائز ہونے میں شبہ نہیں۔

فقط معنی محال کا وہم منع کے لیے کافی ہے:

ردالمحتار میں ہے:

"مُجَرَّدُ اِیْهَامِ الْمَعْنَی الْمُحَالِ کَافٍ فِی الْمَنْعِ۔"

ترجمہ: محض معنی محال کا وہم بھی منع کے لیے کافی ہوتا ہے۔

مصنف کو توبہ کرنی چاہیے اور اسے متنبہ کیا جائے، اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں مگر یہ کہ کوئی حالتِ خاصہ داعی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(۶۰۴-۶۰۵)

بے پردہ عورتوں کو مرید کرنے والے پیر کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین دریں مسئلہ کہ زید بغیر پردہ عورتوں کو مرید کرتا ہے اور ان بے پردہ کو اپنے پاس بٹھلاتا ہے، بات بھی کرتا ہے، بجائے داڑھی منڈانے کے خسخسی کرنے کا حکم دیتا ہے، عالموں کی غیبت کرتا ہے، اذان اور صلوۃ اور تکبیر اپنے کانوں سے سنے مگر نماز کے لیے مسجد میں نہیں آتا ہے اور کہتا یہ ہے کہ پیر رسول تک نہیں بلکہ خدا تک براہِ راست پہنچادے گا۔ ایسے پیر کے واسطے ہماری شریعت کیا حکم دیتی ہے، ایسے پیر کا مرید ہونا کیسا ہے اور جو اس کے پیر وکار ہیں ان کے واسطے اور ایسے پیر کے واسطے ہماری

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شریعت اہل السنت والجماعت کیا حکم دیتی ہے، کوئی بات خلاف نہیں۔

الجواب: اگر یہ باتیں واقعی ہیں تو ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں۔ ایسا شخص اور اس کے پیرو سب گمراہ ہیں اور یہ کہنا کہ پیر رسول تک نہیں بلکہ براہ راست اللہ تک پہنچا دیتا ہے، اس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ بے واسطۂ رسول، اگر یہی مراد ہے تو صریح کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۵۷۸)

چند اہم سوالات کے جوابات:

سوال: سائل کے چند سوالوں کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ (ملخص)

الجواب: علمِ الٰہی سے مساوات کا دعویٰ بیشک باطل و مردود ہے مگر تکفیر اس پر بھی نہیں ہو سکتی جبکہ بعطائے الٰہی مانے۔ اور بلاشبہ حق یہی ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین و اولین و آخرین کے مجموعہ علوم مل کر علمِ باری سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو ایک بوند کے کروڑویں حصہ کو کروڑوں سمندروں سے ہے۔ اور ایصالِ ثواب کے لیے تعینِ تاریخ بلاشبہ جائز ہے اور سنتِ مسلمین، یعنی ان کا طریقہ مسلوکہ ہے، مگر اسے واجب جاننا باطل محض ہے۔ یونہی سرکار رسالت کی سنت سمجھنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۳۷۷)

علماء سے بغض رکھنے والے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین ان لوگوں کے بارے میں جو نہ علمائے کرام کے فتاویٰ پر عمل کریں اور نہ مانیں بلکہ علمائے کرام ورثۃ الانبیاء کو محض اس بغض پر کہ ان کے کاموں کو کیوں ناجائز بتلاتے ہیں، برا کہیں۔ (۳۸۱/۱۴)

الجواب: یہ جو طلب کیا جاتا ہے وہ بھی تو فتویٰ ہی ہوگا جو فتویٰ نہیں مانتے ان پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ عالمِ دین سے بلا وجہ ظاہر بغض رکھنے پر خوفِ کفر ہے نہ کہ جبکہ وہ بغض ان کا فتویٰ شرعی ہو۔ منح الروض وغیرہ میں ہے:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"مَنْ اَبْغَضَ عَالِمًا بِغَيْرِ سَبَبٍ ظَاهِرٍ خِيْفَ عَلَيْهِ الْكُفْرُ"

ترجمہ: جس نے سبب ظاہری کے بغیر کسی عالم سے بغض رکھا، اس پر کفر کا خوف ہے۔

عالم دین کی توہین کھلے منافق کا کام ہے اور فقہ میں ان پر حکم کفر۔ حضور اقدس سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

"ثَلٰثَةٌ لَا يَسْتَخِفُّ بِحَقِّهِمْ اِلَّا مُنَافِقٌ بَيِّنُ النِّفَاقِ ذُوالْعِلْمِ وَ ذُوالشَّيْبَةِ فِي الْاِسْلَامِ وَاِمَامٌ مُقْسِطٌ۔"

ترجمہ: تین آدمیوں کی بے ادبی و توہین کرنے والا اعلانیہ منافق ہے: صاحب علم، مسلمان بوڑھا اور عادل حاکم۔

مجمع الانہر میں ہے:

اللہ تعالیٰ کے لیے مکان اور جہت ہونے کا سوال:

سوال: اللہ تعالیٰ کے لیے مکان یا جہت ماننا کیسا ہے؟

جواب:

۱) اللہ عزوجل کے لیے مکان ماننا کفر ہے۔ بحر الرائق، جلد پنجم، ص ۱۲۹ میں ہے:

"يَكْفُرُ بِقَوْلِهٖ يَجُوْزُ اَنْ يَّفْعَلَ اللّٰهُ فِعْلًا لَا حِكْمَةَ فِيْهِ اَوْ بِاِثْبَاتِ الْمَكَانِ لِلّٰهِ تَعَالٰى۔"

ترجمہ: اگر کوئی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ایسے فعل کا صدور ممکن ہے جس میں حکمت نہ ہو تو وہ کافر ہے یا وہ اللہ تعالیٰ کے مکان کا اثبات تسلیم کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لیے مکان کا قائل کافر ہے:

فتاویٰ قاضی خاں فخر المطابع، جلد چہارم، ص ۴۳۰:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''یَکُوْنُ کُفْرًا لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی مُنَزَّہٌ عَنِ الْمَکَانِ۔''

ترجمہ: کافر ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے۔

فتاویٰ خلاصہ قلمی کتاب الفاظ الکفر، فصل ۲، جنس ۲:

''یَکْفُرُ لِاَنَّہٗ اَثْبَتَ الْمَکَانَ لِلّٰہِ تَعَالٰی''

ترجمہ: وہ کافر ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت کیا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری، مطبع مصر، جلد دوم، ص ۱۲۹:

''یَکْفُرُ بِاِثْبَاتِ الْمَکَانِ لِلّٰہِ تَعَالٰی۔''

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت کرنا کفر ہے۔

جامع الفصولین، جلد دوم، ص ۲۹۸، فتاویٰ ذخیرہ سے:

''قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی السَّمَاءِ عَالِمٌ لَوْ اَرَادَ بِہِ الْمَکَانَ کَفَرَ''

ترجمہ: کسی نے کہا، اللہ تعالیٰ آسمان میں عالم ہے، اگر اس سے مراد مکان لیا ہے تو کفر ہے۔

۲) مولیٰ عزوجل کے لیے جہت ماننا بھی صریح ضلالت وبددینی ہے اور بہت ائمہ نے تکفیر فرمائی۔

شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحفہ اثناء عشریہ، طبع کلکتہ، ص ۲۵۵، بیان عقائد اہلسنت وجماعت میں ہے:

''عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالیٰ را مکان نیست و او را جہتے از فوق و تحت متصور نیست وہمیں ست مذہب اہل سنت وجماعت۔''

ترجمہ: ''تیرہواں عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے لیے مکان نہیں اور نہ اس کے لیے کوئی جہت نہ فوق اور نہ تحت، اور یہی اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے۔''

جہت کے قائلین کو بھی کافر کہا گیا ہے:

امام ابن حجر مکی کی اعلام بقواطع الاسلام، طبع مصر، ص ۱۵، بعد نقل کلام امام حجۃ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الاسلام غزالی:

"هٰكَذَا كَمَا تَرٰى ظَاهِرٌ فِيْ تَكْفِيْرِ الْقَائِلِيْنَ بِالْجِهَةِ"

ترجمہ: جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں جو لوگ جہت کے قائل ہیں ان کا کافر ہونا واضح ہے۔

اسی میں ان کلمات میں جو ہمارے ائمہ کے نزدیک بالاتفاق کفر ہیں، ص ۳۴۲ پر ہے:

"أَوْ قَالَ. اَللّٰهُ تَعَالٰى فِي السَّمَاءِ عَالِمٌ أَوْ عَلَى الْعَرْشِ وَ عَنٰى بِهِ الْمَكَانَ أَوْ لَيْسَ لَهٗ نِيَّةٌ أَوْ قَالَ يَنْظُرُ اِلَيْنَا وَ يَبْصُرُنَا مَنَ الْعَرْشِ. أَوْ قَالَ هُوَ فِي السَّمَاءِ أَوْ عَلَى الْأَرْضِ. أَوْ قَالَ لَا يَخْلُوْ مِنْهُ مَكَانٌ أَوْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَوْقٌ وَ أَنْتَ تَحْتَهٗ."

ترجمہ: یا کہتا ہے کہ وہ آسمان میں عالم ہے یا عرش پر اور اس سے مراد مکان لیتا ہے یا اس کی کوئی نیت نہیں یا کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو عرش سے دیکھتا ہے، یا کہتا ہے وہ آسمان میں ہے یا زمین پر، یا کہتا ہے اس سے کوئی مکان خالی نہیں یا کہتا ہے اللہ تعالیٰ اوپر ہے اور تو نیچے۔ (۲۸۲-۲۸۳)

ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے:

تنبیہ جلیل: مسلمانو! مدار ضروریاتِ دین ہیں اور ضروریات اپنے ذاتی روشن بدیہی ثبوت کے سبب مطلقاً ہر ثبوت سے غنی ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر بالخصوص ان پر کوئی نص قطعی اصلاً نہ ہو جب بھی ان کا وہی حکم رہے گا کہ منکر یقیناً کافر۔ مثلاً عالم بجمیع اجزائہ حادث ہونے کی تصریح کسی نص قطعی میں نہ ملے گی۔ غایت یہ کہ آسمان و زمین کا حدوث ارشاد ہوا ہے مگر باجماعِ مسلمین کسی غیر خدا کو قدیم ماننے والا قطعاً کافر ہے، جس کی اسانید کثیرہ فقیر کے رسالہ "مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید" میں مذکور۔ تو وجہ وہی ہے کہ حدوث جمیع ماسوی اللہ ضروریاتِ دین سے ہے کہ اسے کسی ثبوت خاص کی حاجت نہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ضروریاتِ دین کے لیے نص کا ہونا شرط نہیں:

علامہ امام ابن حجر، ص ۱۷ میں ہے:

”زَادَ النَّوَوِيُّ فِي الرَّوْضَةِ أَنَّ الصَّوَابَ تُقَيِّدُهُ بِمَا إِذَا جَحَدَ مُجْمَعًا عَلَيْهِ يَعْلَمُ مِنْ دِيْنِ الْإِسْلَامِ ضَرُوْرَةً سَوَاءٌ كَانَ فِيْهِ نَصٌّ أَمْ لَا۔“

ترجمہ: علامہ نووی نے روضہ میں یہ زائد کیا کہ درست یہ ہے کہ اس چیز سے مقید کیا جائے جس کا ضروریاتِ اسلام سے ہونا بالاجماع معلوم ہو۔ اس میں کوئی نص ہو یا نہ ہو۔

قرآن عظیم ضروریاتِ دین سے ہے:

یہی سبب ہے کہ ضروریاتِ دین میں تاویل مسموع نہیں ہوتی اور شک نہیں کہ قرآن عظیم جو بحمد اللہ تعالیٰ شرقاً غرباً قرناً فقرناً تیرہ سو برس سے آج تک مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود و محفوظ ہے۔ باجماع مسلمین بلاکم وکاست وہی تنزیل ربّ العالمین ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو پہنچائی اور ان کے ہاتھوں میں ان کے ایمان، ان کے اعتقاد، ان کے اعمال کے لیے چھوڑی۔ اسی کا ہر نقص وزیادت و تغییر و تحریف سے مصئون و محفوظ اور اسی کا وعدۂ حقہ صادقہ ”اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ“ میں مراد و ملحوظ ہونا ہی یقیناً ضروریاتِ دین سے ہے۔ (۱۴/۲۶۶-۲۶۷)

بعض اشعارِ کفریہ:

سوال: درج ذیل اشعار پڑھنے والا کیسا ہے؟ (یہ طویل سوالات کا ایک حصہ ہے)

۱) کہتے خدا ہے سراہا گیا ہے
محمد خدا ہے خدا ہے محمد
یہ دونوں ہیں ایک، ان کو دو مت سمجھنا
خدا باطن و ظاہراً ہے محمد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲) یا کہے:

مسیحا سے تری آنکھوں کی سب بیمار اچھے ہیں
اشاروں میں جِلا دیتے ہیں مردہ یا رسول اللہ

۳) یا کہے:

علی مشکل کشا شیرِ خدا تھا اور حیدر تھا
دوبالا مرتبہ تھا راکبِ دوشِ پیمبر تھا
بربِّ کعبہ کب خیبر شکن فرزندِ آزر تھا
بُتوں کے توڑنے میں اس سے ابراہیم ہمسر تھا

۴) یا کہے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے اور انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں کوئی خدا کا محبوب نہ تھا۔

الجواب: امام اہلسنت امام احمد رضاؒ کے جوابات کا خلاصہ یہ ہے، ایسا شخص بالیقین کافر ہے (تا) جو شخص ابتداء میں صحیح الاسلام تھا بعدہ ان خرافات کی طرف رجوع کیا، اس کے مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اس قدر پر تو اجماع قطعی قائم ہے۔

اب رہی ان مرتدین کی اولاد جو باپ دادا سے انہی عقائد مکفرہ پر چلے آتے ہیں، کیا وہ کتابی کافر ہیں یا اصلی کافر ہیں یا مرتد ہیں۔ کتبِ فقہ میں اس بارے میں چار قول مستفاد ہوتے ہیں جن کی تفصیل "المقالۃ المفسرۃ عن احکام البدعیۃ المکفرۃ" میں بیان کی گئی ہے۔ (۱۲۸، ۱۲۹ جلد ۱۴)

- امام اہلسنت اعلیٰ حضرت نے مرتدین کی اولادوں کے سلسلہ میں ارتداد کے قول کو ترجیح دی ہے اور آپ استدلال میں فتاوی عالمگیری اور شامی اور دیگر کتبِ فقہ کی عبارات نقل کرتے ہیں حالانکہ غور سے دیکھا جائے تو وہ عبارات مرتدین کی اولاد کے متعلق نہیں جو آباء اور اجداد کے کفری عقائد اور ضروریاتِ دینیہ کے انکار میں ابتداء سے انہی عقائد پر قائم ہیں لہٰذا ان کی اولادیں اصلی کافروں میں شمار

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہونے کا قول معتبر ہونا چاہیے۔ علامہ ابن الہمام اور علامہ شامی ابن عابدین نے اسی قول کو ترجیح دی ہے اوران فرقِ باطلہ کا اپنے عقائد پر معتزلہ کی طرح قرآن اور سنت سے استدلال ہوتا ہے اس لیے یہ اہلِ کتاب کفار میں شمار ہونگے۔ آج اسی قول پر عمل ہو رہا ہے۔ تفصیل ہماری کتاب ''رفیق الفقہاء'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

مزید کفریہ اشعار:

سوال:

۱) یہ کہ زید کہتا ہے، خدا کے سوا کچھ نہیں، زید بھی خدا اور بکر بھی خدا۔ یعنی نہ یہ ہے نہ وہ نہ زید نہ عمرو، خدا ہی خدا ہے۔ بے صورت صورت ہے۔ تائید میں درج ذیل اشعار پڑھتا ہے: (ملخص)

بندے کو تو خدا کہوں اور اس کو کیا کہوں
بندے کو بندہ اور نہ خدا کو خدا کہوں
اطہرؔ ہی خدا ہے غرض دو میں ایک سے
زیور کو زر کہوں نہیں تو اور کیا کہوں

اگر سب بھول بیٹھا تو خدا بھی بھول جا اطہرؔ
کہ ہے یہ سب بڑا دھوکا خدا خود ہے خدا خود ہے

میں ہی مرسل میں ہی مرسل میں ہی اخبار اور قرآں
محمد اور میں ہی اللہ آہا ہا ہا، آہا ہا ہا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ مفتی ہے نہ خنجر ہے نہ حد ہے نہ شریعت ہے
خدا ہے تو اگر سچا انا الحق کہہ انا الحق کہہ
خدا ہو کر نہ بندہ بن زباں کو کھول دے پیارے
ہے یہ آزادی کا رستہ انا الحق کہہ انا الحق کہہ
نہ رکھ روزہ نہ کر سجدہ نہ جا کعبہ میں تو حج کو
نہ ہے روزہ نہ ہے سجدہ انا الحق کہہ انا الحق کہہ
خدا تھا کب محمد تھے شریعت تو ہے مفروضہ
نہیں ہے ما سوا حق کا انا الحق کہہ انا الحق کہہ
معبود تو خدا کو کہے، حور پر مرے،
شہوت پرست گر نہ کہوں اس کو کیا کہوں
اللہ کے سوا نہیں پھر بولتا ہے کون
اطہر تجھے خدا نہ کہوں اور کیا کہوں۔

اطہر تو برائے نام ہوں میں حیرت نہیں ہے اللہ ہوں میں
عارف ہے اگر تو شک مت لا وہ اور نہیں میں اور نہیں

آپ ہی عرش اور آپ ہی کرسی، آپ ہی دوزخ اور جنت
آپ مکیں ہے، آپ مکاں ہے، کیا کیا شور مچایا ہے

کافر کو تو برا کہوں مومن کو کیا کہوں!
اچھا کہوں نہ اس کو نہ اس کو برا کہوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مصنفہ طالب حسین فرخ آبادی:

بنا ایک وحدت کی تصویر میں ہوں
مرید آپ ہی، آپ ہی پیر میں ہوں
نہ دیکھا ہو جس نے اسے، مجھ کو دیکھے
نہاں و عیاں اس کی تصویر میں ہوں

عذاب کس کا، ثواب کیسا، گناہ کہتے ہیں کس کو یارو
وہی ہے فاعل جو خیر و شر کا خطا عطا ہے، عطا خطا ہے
عجب معمہ ہے یہ عزیزو، خلا ملا ہے، ملا خلا ہے
برا بھلا اب کہوں میں کس کو بھلا برا ہے، برا بھلا ہے

مزید زید کہتا ہے، یہ عقیدہ سرورِ دوعالم ﷺ کے سینہ مبارک سے مشائخ کے سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے، اسے وصول الی اللہ کہتے ہیں۔

۲) نماز کیلئے اٹھتا ہے تو کہتا ہے، "ذرا خدا کو دھوکہ دے لوں۔"

۳) وعظ میں بار بار کہتا ہے، شریعت تو تمہارے ماں باپ اور استادوں اور مولویوں نے سکھائی مگر خدا کے ملنے کا راستہ اور ہے۔ حضور! شرع شریف میں اس کیلئے کیا حکم ہے؟

الجواب: صورۃ مذکورہ میں زید یقیناً کافر مرتد ہے۔ اس کے کلام سرتاپا کفر سے بھرے ہوئے ہیں۔ مثلاً:

۱) زید عمرو بکر سب کو خدا کہنا۔

۲) خدا کو مخلوق اور مفعول کہنا۔

۳) بندہ کو خدا کہوں۔

۴) خدا کو خدا نہ کہوں۔ دوسرے شعر لکھنے میں سائل سے کچھ رہ گیا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵) تیسرے شعر میں خدا کے بھول جانے کی فرمائش اور یہ کہ یہ بھی بڑا دھوکہ ہے۔

۶) چوتھے شعر میں اپنے آپ کو اللہ کہنا۔

۷) رسول کہنا۔

۸) قرآن کہنا۔

۹) پانچویں شعر میں شریعت کا انکار۔

۱۰) انا الحق کہنے پر اصرار۔

۱۱) چھٹے شعر میں بھی یہی۔

۱۲) بندہ بننے کی ممانعت۔

۱۳) ساتویں میں وہی۔

۱۴) بروجہ انکار نماز، روزے، حج کی ممانعت۔

۱۵) آٹھویں شعر میں خدا کی نفی۔

۱۶) شریعت کو فرضی و ساختہ بتانا کہ سیاق وسباق سے یہی مراد متعین ہے۔

۱۷) وہی انا الحق۔

۱۸) دسویں شعر میں خدا بننا۔

۱۹) گیارھویں میں بھی یہی۔

۲۰) تیرھویں میں مومن کو اچھانہ کہنا، کافر کو برانہ کہنا۔

یہ بیس کفر تو زید کے کلماتِ مذکورہ میں کھلے کھلے ہیں۔

۲۱) سولھویں شعر میں عذاب و ثواب کا انکار۔

۲۲) سترھویں شعر میں بھلے کو برا، برے کو بھلا کہنا۔

۲۳) ان صریح عقائد کفر و ملعون کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت کرنا۔

۲۴) کفر کو وصول الی اللہ بتانا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۵) نماز کیلئے اس کا کہنا کہ خدا کو دھوکا دے لوں۔ اس کے کلماتِ سابقہ کے لحاظ سے لائق تاویل نہ رہا، معنی استہزاء میں متعین ہو گیا اور وہ کفر ہے۔

۲۶) شریعت سے نفرت دلانا۔

۲۷) شریعت کو راہِ خدا نہ ماننا۔

"کافر کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔" سے کون سا کفر مراد ہے؟ اور ایسے کافر کے کفر میں شک کرنے والے کے ساتھ میل جول کا حکم اور ایسے شخص کے مریدین کے بارے میں حکم:

بالجملہ، زید ان کافروں میں ہے جن کو فرمایا گیا ہے "مَنْ شَكَّ فِيْ عَذَابِهٖ وَ كُفْرِهٖ فَقَدْ كَفَرَ" جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے، خود کافر ہے۔ سلطنتِ اسلام ہوتی تو اس کی تعزیر یہ تھی کہ بادشاہ اسلام اسے قتل کرتا، اس کا اختیار غیر سلطان کو یہاں نہیں۔ مسلمانوں کو اس سے میل جول حرام، اس سے سلام کلام حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام، اس کا وعظ سننا حرام، وہ بیمار پڑے تو اسے پوچھنے جانا حرام، مر جائے تو اسے غسل دینا حرام، کفن دینا حرام، جنازہ اٹھانا حرام، جنازہ کے ساتھ چلنا حرام، اس پر نماز حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اسے مسلمانوں کی طرح دفن کرنا حرام، اس کیلئے دعائے بخشش کرنا حرام، اسے کچھ ثواب پہنچانا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام، جو ان باتوں میں سے کوئی بات سے مسلمان جان کر کرے گا یا اس کی موت کے بعد اس کیلئے دعائے بخشش لرے گا یا اسے ثواب پہنچائے گا اگرچہ اسے کافر جان کر وہ خود کافر ہو جائے گا، جو وگ مرید اس کے ہو چکے ہیں ان پر فرض ہے کہ اس سے جدا ہوں، دور بھاگیں۔ وہ بیعت اس کے ہاتھ پر نہیں ابلیس کے ہاتھ پر ہوئی۔ پھر ان مریدوں میں جو ں کے ان کفروں سے آگاہ تھا اور اس کے بعد مرید ہوئے یا بعد مریدی کے آگاہ ہوئے اور اس کی بیعت سے الگ نہ ہوئے وہ سب بھی اسلام سے خارج ہیں، ان پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی فرض کہ نئے سرے سے مسلمان ہوں، توبہ کریں، توبہ واسلام کے بعد ان کی عورتیں اگر ان سے دوبارہ نکاح پر راضی نہ ہوں توان پر جبر نہیں۔ عورتیں جس سے چاہیں اگر عدت گزر چکی ہے تو ابھی ورنہ بعد عدت اپنا نکاح کرلیں اور اگر انہیں سے دوبارہ نکاح کریں تو مہر جدید لازم آئے گا اور پہلا مہر بھی اگر باقی ہے، دینا ہوگا۔

کتاب "تذکرہ غوثیہ" ضلالتوں بلکہ صریح کفر کی باتوں پر مشتمل ہے:

کتاب "تذکرہ غوثیہ" جس میں غوث علی شاہ پانی پتی کا تذکرہ ہے، ضلالتوں، گمراہیوں بلکہ صریح کفر کی باتوں پر مشتمل ہے۔ مثلاً غوث علی شاہ، جگن ناتھ کی چوکی پر اشنان کرتے ملے، کسی نے پہچانا تو بولے کہ اس شخص کے دو باپ تھے، ایک مسلمان، اس کی طرف سے حج کر آیا ہے، دوسرا باپ ایک پنڈت تھا، اس کی طرف سے جگن ناتھ تیرتھ کرنے آیا ہے۔ ایسی ناپاک بے دینی کی کتاب کا دیکھنا حرام جس مسلمان کے پاس ہو، جلا کر خاک کردے۔

"وَاللّٰهُ الْهَادِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ."

اللہ تعالیٰ ہی صراط مستقیم کی ہدایت دینے والا ہے۔)

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (ص:۲۷۶تا۲۷۹۔ج۱۵)

درج ذیل اشعار پڑھنے والے مرید اور پیر کا حکم:

سوال: چند اشخاص کی موجودگی میں ایک مرید نے اپنے پیر کی شان میں یہ قصیدہ پڑھا اور پیر نے اس قصیدہ کو سن کر پڑھنے والے کو کہا کہ تو میرا حبیب ہے۔ اس کے جواز کا حکم پیر نے دیا۔ آیا، شرعاً یہ قصیدہ جائز ہے یا نہیں؟ قصید مذکور یہ ہے:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرحبا یا مرحبا یا شاہ لواری مرحبا
نور الہدیٰ خیر الوریٰ یا شاہ لواری مرحبا
یا امام العالمین و انتخابِ اولین
ختمِ ولایت مقتدا یا شاہ لواری مرحبا
پیشوائے اولیاء تو برگزیدہ ذوالجلال
شافعِ ہر دو سرا یا شاہ لواری مرحبا
کن عطا فضل و کرم امروز فردا اے کریم
سامع بجز تو نیست کس یا شاہ لواری مرحبا
یا بشیر و یا نذیر و اے شہِ اولوالعزم
ملجائے والا صفیا یا شاہ لواری مرحبا
منعم و مسجود و قیوم و جہاں بہرِ کرم
طالب و مطلوب و مصدر یا شاہ لواری مرحبا
ذات تو احد و لے میم موجودات او
خلقِ عالم را سبب یا شاہ لواری مرحبا
قاب قوسین توئی گفت ما زاغ البصر
جائے تو رشکِ مدینہ یا شاہ لواری مرحبا
سیّد کونین سالارِ رسل گنجِ نہاں
یا محمد الزماں یا شاہ لواری مرحبا
ہست مدعا مظہر ذات تو مسند نشیں
لا یموت و لم یزل یا شاہ لواری مرحبا
مشکل کشا احمد زماں القاہ اللہ بہر ما
آوارہ پرور حافظاً یا شاہ لواری مرحبا

الجواب: یہ خالص کفر ہے اور اس کا قائل اس کا اجازت دہندہ۔ اس کا پسند کنندہ سب مرتد ہیں۔ کسی امتی کو آں سرورِ عالم کہنا، علیہ الصلوٰۃ کہنا، مسجود مخلوق کہنا، خیر الوری کہنا، انتخابِ اولیں کہنا، شافعِ ہر دو سرا کہنا، سیّد کونین کہنا تو حرام و جزاف تھا ہی۔ یونہی خلقِ عالم را سبب اور قاب قوسین اور ما زاغ البصر اور جائے تو رشکِ مدینہ کہنا، ان میں بہت کلمات موہم کفر یا منجر بکفر ہیں۔ مگر ذات تو احد اور سالارِ رسل اور مسند نشیں لم یزل کہنا قطعاً یقیناً کفر ہے۔ یونہی فقہائے کرام نے قیوم جہاں غیر خدا کو کہنے پر تکفیر فرمائی۔

غیر اللہ کو قدوس، قیوم اور رحمٰن کہنا کفر ہے:

مجمع الانہر میں ہے:

"اِذَا اَطْلَقَ عَلَی الْمَخْلُوْقِ مِنَ الْاَسْمَاءِ الْمُخْتَصَّۃِ بِالْخَالِقِ (جَلَّ وَ عَلَا) نَحْوَ الْقُدُّوْسِ وَالْقَیُّوْمِ وَالرَّحْمٰنِ وَ غَیْرِھَا یُکَفَّرُ۔ اھ۔"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی صفاتِ مختصہ میں سے کسی صفت کا اطلاق مخلوق پر کرے، مثلاً اسے قدوس کہے یا قیوم یا رحمٰن کہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اھ۔(۲۸۰-۲۷۹/۱۵) واللہ تعالیٰ اعلم۔

"گلزارِ وحدت" کتاب کے متعلق سوال:

سوال: حضرات علمائے کرام، کچھ عرصہ سے ایک ضخیم کتاب "گلزارِ وحدت" مصنفہ پیر جی نجم الدین متوطن جھنجون ضلع جے پور طبع ہوئی ہے، جس میں جابجا ملحدانہ مولات مندرج ہیں۔ مشتے نمونہ از خروار عرض ہے:

وہی وہی کوئی اور نہ دوجا اس بن کوئی اور نہ سوجا
ہر رنگ سے بے رنگی آیا ہر ہر بھیس سے آپ دکھایا
آپ ہی دیکھے آپ دکھاوے پھر وہ آپ کو آپ سراوے
کہیں محمد ہو کر آیا ہادی مہدی نام دھرایا
کہیں عارف ہو اگیانی اپنی اپنے قدر پچھانی
کہیں عاشق ہو پھرے دیوانہ کہیں معشوق محبوب یگانہ
کہیں عابد ہو کرے عبادت کہیں زاہد ہو کرے ریاضت
کہیں مؤذن بانگ سناوے آپ ہی آپ کو سیس نواوے
کہیں برہمن سنکھ بجایا آپ ہی اپنا مرجس گایا
کہیں رند ہوا شرابی راگ رنگ جنگ ربابی
کون ہے آدم کون ہے ابلیس کون سلیماں اور بلقیس
یہ سب اچھر وہ ہے معنا پہن لیا ہے ایسا بانا
یہ سب روپ اسی نے دھارے ایک ایک سے بھی نیارے
ایک نے اتنے نام دھرائے ایک ایک سے بھی نیارے
اوّل ہو کر آخر ہوا ظاہر ہو کر باطن :

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہیں واجب معبود کہلایا	کہیں ممکن بندہ بن آیا
جیسے جل کی برف بنائی	جل بن اس میں اور نہ کائی
جوں حباب دریا سے اُٹھے	آخر اس کا اس میں میٹے
بیرنگی بہ رنگ لے آیا	ہر ہر تھ میں آپ پوجایا
مکھ پہ چادر میم کی رکھ کر آپ غفور	احمد اپنا نام دھر جگ میں کیا ظہور
نجمادیکھ اس یار کی رمزوں کی دستور	ہر رنگ میں بیرنگ رہا دور کا دور

اس کتاب میں مذکور ہے جو خلق اور خالق کو دو سمجھے وہ مشرک ہے:

صفحہ ۴۷۔ پھر جس شخص نے خلق اور خالق کو دو سمجھا اور ایک نہ جانا وہ مشرک ہے کہ مبتلا ہوا بیچ شرک خفی کے اور جس شخص نے کہا، ذات کو ساتھ فردیت کے یعنی خلق اور خالق کو ایک سمجھا وہ موحد ہے۔

صفحہ ۵۹۔ اے عزیز! چھٹا مرتبہ انسان کامل کا ہے، وہ مشترک ہے مرتبوں ذاتی اور خلقی میں۔ یعنی اگر اس تعین بشریت کے خیال سے اس کو دیکھے تو آدمی ہے اور اگر اس کی کمالیت فقر کی طرف دیکھے تو اللہ تعالیٰ ہے بموجب اس قول کے، قول صوفیہ

"اِذَا اَتَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ" (جب فقر مکمل ہوا تو اللہ ہوا۔)

صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰ میں نقل ہے کہ جب حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے درسِ توحید شروع کیا اور مسئلہ وحدۃ الوجود کو ظاہر فرمانے لگے۔ چنانچہ یہ رباعی ان کی تصنیف ہے:

"لا آدم فی الکون و لا ابلیس..... الخ" اشعار:

لا آدم فی الکون و لا ابلیس	لا ملک سلیمان و لا بلقیس
فالکل عبارۃ و انت المعنی	یا من ھو للقلوب مقناطیس

ترجمہ: یعنی نہ تو آدم ہے نہ شیطان ہے جہاں میں، نہ ملک سلیمان علیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسلام کا نہ بلقیس کا، پھر یہ سب عبارت ہیں اور تو اس عبارت کے معنی ہے۔ اے وہ کوئی جو واسطے دلوں کے لوہ چگا ہے۔

"ہمہ اوست" کا نعرہ اور اس کی تشریح:

ف: یعنی جس طرح پتھر لوہ چگی کا لوہ کو اُٹھالیتا ہے، اسی طرح دلوں مخلوق کو اپنے تابع کر رکھتے ہیں۔ غرضیکہ شیخ مذکور نعرہ ہمہ اوست کا مارنے لگے۔ علماؤں نے اس میں صلاح اور مشورہ کیے، اور بتلائے کہ یہ فقیر تو شریعت میں رخنہ ڈالنے لگا۔ اوّل تو اس کو قائل کرو، اگر نہ مانے گا تو اس کو ماریں گے۔ غرضکہ سب کی صلاح سے ایک شخص نے ان علماؤں سے آکر شیخ کے پاس عرض کیا کہ حضرت آپ کی دعوت ہے۔ آپ نے قبول کری۔ اس شخص نے کئی قسم کے کھانے پکائے اور ایک خوان میں جدا جدا برتنوں میں دھر لایا اور ایک رکابی میں پلیتی بھی بھر کر اس خوان میں لایا۔ آپ نے وہ تمام کھانے جو نفیس تھے کھا لیے اور پاخانہ نہ کھایا۔ جب اس شخص نے کہا کہ حضرت اس کو بھی کھالو، یہ بھی کوئی غیر نہیں ہے، وہ ہی ہے۔ شیخ نے فرمایا، بہت اچھا۔ ان کے مکان کے صحن میں ایک حوض پانی کا تھا۔ آپ پانی میں غوطہ مار کر خوک (خنزیر) کی صورت ہو کر نکلے اور اس پاخانہ کو کھالیا اور پھر حوض میں غوطہ مارا اور آدمی کی شکل ہو کر نکل آئے اور فرمایا، اے عزیز! وہ طعام بھی میں نے کھایا اور یہ پاخانہ بھی میں نے کھایا مگر طعام واسطے صورت انسانی کے تھی اور پاخانہ واسطے شکل خوک کے بنا کر آیا، وہ میں ہی تھا کہ آدمی تھا اور خوک ہو گیا۔ حضرات، اسی طرح تمام کتاب جو ۴۲۵ صفحوں پر لکھی گئی ہے، مضامین الحادیہ سے مملو ہے۔ بارہا پیر جی مذکور کے متبعین سے جو ایک جماعت جہلا کی ہے۔ کہا گیا کہ یہ کتاب سراسر عقائد کو خراب کرنے والی اور ناقابل عمل ہے مگر جواب یہی ملتا ہے کہ علمائے عظام حنفی المذہب سے اس کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متعلق استفسار کیا جائے جو ارشاد ہوگا اس کے مطابق عمل کیا جاوے گا۔ اس لیے یہ چند حوالجات معروضہ بالا مقامات مختلفہ سے نقل کر کے استدعا ہے کہ عند الشرع اس شخص کا معہ اس کے مریدین اور متبعین کے جو حکم ہو بوضاحت تحریر فرما کر مزین بمہر فرمائیں تاکہ جماعتِ جہلا جو ان کے دامِ تزویر میں ہے، رہائی پاکر راہ یاب ہوں۔ واللہ تعالیٰ ہو الموفق۔

کلماتِ الحاد میں شیخ اکبر کی طرف نسبتِ کذب:

الجواب: یہ کلماتِ الحاد ہیں اور حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت جو وہ ملعون حکایت نقل کی ہے، محض کذب وافتراء وساختہ ابلیس لعین ہے۔ توحید ایمان ہے اور وحدۃ وجود حق اور زعم اتحاد الحاد۔ صوفیا کرام تو صاحبِ تحقیق ہیں اور ان کے ایسے مقلدین ملحد و زندیق ہیں۔ اس کتاب کا جس کے پاس ہو اس پر جلا دینا فرض ہے اور اسے دیکھنا حرام اور اس پر اعتقاد رکھنا کفر۔ یہیں سے اس شخص اور اس کے مریدین اور متبعین کا حال ظاہر۔

(۱۵/۲۸۰-۲۸۳)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت نے اس زندیق کا خنزیر کی شکل بن جانا اور گوبر کھا کر پھر انسان بن جانے کی وجہ ذکر نہیں کی ہو سکتا ہے کہ وہ جادوگر ہو اور جادو سے مختلف شکلوں میں متشکل ہونا نظر آتا ہو یا پھر استدراج ہو کہ جوگی اور جوتشی لوگ بھی مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں۔ حالانکہ وہ کافر ہوتے ہیں۔ اسی طرح شخص مذکور زندیق اور کافر ہونے کے باوجود مختلف شکلوں میں متشکل ہونے کی قدرت رکھتا تھا۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

محفلِ میلاد میں اکثر درجِ ذیل اشعار پڑھنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر میلاد خواں مجلس میلاد شریف میں مفصلہ تحت مضامین کی نظم یا نثر پڑھتے ہیں:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱) میم کی چادر رکھ یہ ڈالے احمد بن کر آیا۔

۲) شبِ وصل خدا نے نبی سے کہا تو اور نہیں میں اور نہیں
ہے میم کا پردہ کیا پردہ تو اور نہیں میں اور نہیں

۳) کہیں لیلیٰ بنا، کہیں مجنوں، کہیں شیریں بنا، کہیں فرہاد
ہے میم کا پردہ کیا پردہ تو اور نہیں میں اور نہیں

۴) کہتا ہے یہ تجھ سے خدا دل میں نہ رکھ اپنے خودی
تیرے نگینِ طبع پر میری حقیقت ہے کھدی
جب عین وحدت کی صفتِ خاص اپنی میں نے تجھ کو دی
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

۵) تریسٹھ برس خدا مکہ اور مدینہ کی گلیوں میں پھرا، کسی نے نہ پہچانا۔

۶) محمد نے خدائی کی، خدا نے مصطفائی کی
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے، کوئی جانے تو کیا جانے۔

۷) ایک روز جبرئیل علیہ السلام حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اخی! تم کو اپنے مقام سے یہاں تک آنے میں کتنا وقفہ ہوتا ہے؟ عرض کیا: حضور! دستار مبارک کا پیچ تمام نہیں فرمانے پائیں گے کہ غلام اپنے مقام سے یہاں حاضر ہو جائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جہاں سے تم کو حکم ملتا ہے وہاں پردہ پڑا ہے، جاؤ اس کو اٹھا کر دیکھو۔ ادھر آں حضرت ﷺ نے دستار مبارک زیب سر فرمانا شروع کی۔ جبرئیل علیہ السلام نے مقامِ مذکور پر پردہ اٹھا کر دیکھا تو حضور پٹکا زیب سر فرما رہے ہیں۔ پھر زمین پر آ کر اسی طرح پٹکا زیب سر فرماتے ہوئے دیکھا۔ اسی استعجاب میں چند مرتبہ آئے گئے۔ حیران ہو کر عرض کیا کہ حضور!

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر مجھے کیوں دوڑایا جاتا ہے جب یہاں بھی آپ اور وہاں بھی آپ۔ اور مثل ان کے۔ لہٰذا ایسے مضامین کا پڑھنا اور سننا شرع شریف میں کیا حکم رکھتا ہے؟ کسی سے اس بارے میں جھگڑا قصہ نہیں ہے، اپنا عقیدہ صاف کرنے کی غرض سے یہ تکلیف دی جاتی ہے۔

اگرچہ حضور ﷺ شانِ احدیت کے مظہر ہیں لیکن ایسے الفاظ سے بچنے کا ہی حکم ہے:

الجواب: (پہلے شعر میں) اگر آیا کی ضمیر حضرت عزت عز جلالہ کی طرف ہے تو بیشک عوام کا ایسا بکنا صریح کلمہ کفر ہے اور اگر حضور اقدس ﷺ کی طرف ہے تو حضور ﷺ بیشک احد و احمد ہیں۔ دونوں حضور کے اسمائے طیبہ سے ہیں اور معنٰی یہ کہ حضور مظہرِ شانِ احدیت ہیں۔ تجلّیٔ احدیت حضور کی عبدیت میں جلوہ گر ہے۔ اگر میم کہ طوق و کمر بستش ہے ساتر نہ ہو تو عالم میں کوئی دیکھنے کی تاب نہ لائے پھر بھی ایسے لفظ سے بچنے ہی کا حکم ہے کہ عوام کا ذہن ایسی دقیق توجیہ کی طرف نہ جائے گا اور ان کے فسادِ عقیدہ یا اس بات کا موہم ہوگا کہ وہ قائل کو گمراہ جانیں۔ حدیث میں ہے:

"اِیَّاكَ وَمَا یُعْتَذَرُ مِنْهُ فَاِنَّ الْخَیْرَ لَا یُعْتَذَرُ مِنْهُ"

ترجمہ: ہر اس شے سے بچو جس پر معذرت کرنی پڑے اور خیر میں معذرت نہیں کرنا پڑتی۔

دوسری حدیث میں ہے: "اِیَّاكَ وَمَا یَسُوْءُ الْاُذُنَ۔"

ترجمہ: ہر اس شے سے بچو جسے کان برا جانیں۔

تیسری حدیث میں ہے: "حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا یَعْرِفُوْنَ"

ترجمہ: لوگوں سے وہی بیان کرو جو ان کیلئے معروف ہے۔

چوتھی حدیث میں ہے:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"مَا اَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيْثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُوْلُهُمْ اِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً۔"

ترجمہ: جب کوئی کسی قوم کو ایسی بات بیان کرے گا جہاں تک ان کی عقل کی رسائی نہیں تو وہ ان میں فتنہ کا سبب بنے گا۔

۲) (دوسرا شعر) یہ اللہ عزوجل پر افترا ہے اور اس کا ظاہر کفر۔

"وَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے، جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔

۳) (تیسرا شعر) بظاہر کفر ہے اور اس کا مقلد زندیق۔ عوام کو ایسا تفوہ کفر کا کھلا راستہ ہے۔ عوام سے مراد وہ ہیں کہ مقام حقائق تک نہ پہنچے اگرچہ علماء کہلاتے ہوں اور ان سے بدتر وہ مسخرگان شیطان کہ جاہل ہیں اور علم حقائق کے مدعی۔

امیر خسرو کے عاشقانہ شعر سے ذاتِ باری تعالیٰ منطبق کرنا کفر ہے:

۴) (چوتھا شعر) فارسی شعر حضرت امیر خسرو قدس سرہ العزیز کا عاشقانہ غزل ہے۔ اسے یوں نعت شریف میں لے جانا اور کلامِ الٰہی ٹھہرانا اور اللہ و رسول میں یوں اتحاد ماننا بلکہ حضور کو جان اور اللہ کو تن جاننا یہ صریح کفر و ارتداد ہے۔

"جَاءَ اللّٰهُ مِنْ طُوْرِ سِيْنَاءَ وَ اَشْرَقَ مِنْ سَاعِيْرَ.....الخ" کا حکم حدیثِ موسیٰ علیہ السلام "كُنْتُ مَرِيْضًا فَلَمْ تَعُدْنِيْ.....الخ" کا حکم:

۵) (پانچواں قول) اس کا ظاہر بھی کلمہ کفر ہے۔

"وَ وُقُوْعُ مِثْلِهٖ فِيْ كَلَامِ اللّٰهِ وَ كَلَامِ رَسُوْلِهٖ كَمَا يُذْكَرُ عَنِ التَّوْرَاةِ جَاءَ اللّٰهُ مِنْ طُوْرِ سِيْنَاءَ وَ اَشْرَقَ مِنْ سَاعِيْرَ وَ اسْتَعْلَنَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِنْ فَارَانَ وَ حَدِیْثُ یَا مُوْسٰی کُنْتُ مَرِیْضًا فَلَمْ تَعُدْنِیْ کُنْتُ جَائِعًا فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ۔ وَ اَمْثَالُ ذَالِكَ لَایَکُوْنُ سَنَدًا لِلْجَوَازِ فَلَیْسَ لِلْعَبْدِ اَنْ یَّتَعَدّٰی طَوْرَہٗ وَ عَلَیْہِ اِتِّبَاعُ الْمُحْکَمَاتِ دُوْنَ مَا تَشَابَہَ مِنْہُ۔"

ترجمہ: اس کا وقوع کلام الٰہی اور کلام رسول میں ہے، جیسا کہ تورات سے ہے کہ اللہ تعالٰی طور سیناء سے آیا اور ساعیر اور فاران سے وہ چمکا اور حدیث میں ہے، اے موسیٰ! میں مریض تھا تم نے میری عیادت نہ کی، میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ اور اس کے دیگر امثال، یہ جواز کی سند و دلیل نہیں بن سکتے۔ بندے کو اپنی حد سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے۔ بندے پر محکمات کی اتباع لازم اور متشابہات سے بچنا لازم ہے۔

نوٹ: "سفر التثنیہ" (۳۳/۱) میں مذکور ہے جس کا مفہوم یہ ہے، رب سیناء سے مراد موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ دی گئی اور سعیر جو کہ فلسطین میں یہودیوں کا پہاڑ ہے، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دی گئی اور فاران جو کہ مکہ مکرمہ کا پہاڑ ہے، سے سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کی دی گئی۔ (موسوعۃ الادیان الدرر السند) (ماخوذ از گوگل)

٦) (چھٹا شعر) پچھلا مصرع تو صحیح ہے اور پہلے نصف اخیر بھی یوں صحیح ہے کہ کرنا بنانے پیدا کرنے کو کہتے ہیں:

گفتم ایں جام جہاں بیں بتو کے داد حکیم
گفت آں روز کہ ایں گنبد مینا می کرد

ترجمہ: میں نے اسے کہا کہ یہ جہاں نما جام تجھے حکیم نے کب دیا؟ اس نے کہا کہ جس دن اس نے یہ گنبد (آسمان) بنایا۔

یعنی اللہ عزوجل نے حضور کی مصطفائی پیدا کی، حضور کو یہ مرتبہ بخشا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

البتہ نصف اول بہت سخت ہے۔ اس میں تاویل بعید یہ ہے کہ خدائی مخلوقات کو کہتے ہیں: ع "ساری خدائی اک طرف، فضل الٰہی ایک طرف۔"

اور خدائی کی پیدائش بطفیل حضور سید عالم ﷺ ہے۔ حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا "لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا" (اگر آپ (ﷺ) نہ ہوتے تو میں دنیا پیدا نہ فرماتا) حضور ﷺ تخم وجود و اصل وجود ہیں۔ تو نسبت مجاز ہے جیسے "اَنْبَتَ الرَّبِيْعُ الْبَقْلَ" بہار نے سبزہ اگایا۔ "وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ" (اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: زمین کی اگائی ہوئی چیزیں۔) اگانے والا زمین کو فرمایا، مگر حق یہ ہے کہ ایسی تاویل نہ لفظ کو کلمہ کفریہ ہونے سے بچائے نہ قائل کو اشد حرام کے ارتکاب سے، بہار و زمین غیر ذوی العقول پر قیاس نہ ہوگا اور رد المحتار میں ہے: "مُجَرَّدُ اِيْهَامِ الْمَعْنَى الْمُحَالِ كَافٍ فِي الْمَنْعِ"

ترجمہ: منع کیلئے محض محال معنی کا ایہام ہی کافی ہوتا ہے۔

۷) یہ روایت محض کذب و باطل و مردود و موضوع وافتراء واختراع ہے۔ "قَاتَلَ اللّٰهُ وَاضِعَهَا" (اللہ تعالیٰ ایسی روایت گھڑنے والے کو برباد کرے۔) اور اس کا ظاہر سخت کفر ملعون ہے۔ ایسے تمام مضامین کا پڑھنا سننا سب حرام ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۵/۲۹۸-۳۰۱)

"اٹھا کر میم کا پردہ سب الا اللہ کہتے ہیں۔۔۔۔۔الخ" کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر میلاد خواں میلاد شریف میں اس نظم کو پڑھتے ہیں:

۱) اٹھا کر میم کا پردہ سب الا اللہ کہتے ہیں
احد میں میم کو ضم کر کے صلی اللہ کہتے ہیں۔

۲) ظہور ہو کر کے دنیا میں یہ فرمانا کہ بندہ ہوں
تو سب ناسوت میں حضرت رسول اللہ کہتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳) ہوئے ممکن سے جب واجب نبی ملکوت میں پہنچے
وہاں سب دیکھ احمد کو ظہور اللہ کہتے ہیں۔

۴) جو پہنچا مرتبہ جبروت میں مسجود عالی کا
تو اس جسمِ مطہر کو وہ نور اللہ کہتے ہیں۔

۵) الست مرتبہ لاہوت سمجھو ذات احمد کا
سب اس رتبہ میں آنحضرت کو عین اللہ کہتے ہیں۔

۶) خدا فرمائے گا محشر میں بخشالو تم اب احمد
گنہ گارانِ امت کو شفیع اللہ کہتے ہیں۔

۷) نزول از تا عروج حضرت کا لکھا ہے حقیقت سے
خدا پہچان لو سب سے حسن اللہ کہتے ہیں۔

الجواب: ان اشعار کا پڑھنا حرام حرام سخت حرام ہے۔ ان میں بعض کلمہ کفریہ ہیں اگرچہ تاویل کے سبب قائل کو کافر نہ کہیں اور بعض موہم کفر ہیں اور یہ بھی حرام ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

"مُجَرَّدُ اِیْهَامِ الْمَعْنَی الْمُحَالِ کَافٍ فِی الْمَنْعِ"

ترجمہ: منع کیلئے محض محال معنی کا ایہام ہی کافی ہوتا ہے۔

ہاں بعض جیسے شعر چہارم و ششم ایہامِ کفر سے خالی ہیں، پھر بھی ششم میں مصرعہ دوم "گنہ گارانِ امت۔۔۔الخ" کو حضرت عزت کی طرف نسبت کرنا صحیح نہیں اور چہارم میں مسجود کا لفظ مناسب نہیں۔

شاہ عبدالعزیز کا مسجود کہنے کا حکم:

ہاں شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

"ہزاران ہزار عاشق بر آستانہ او (ﷺ) سجدات می کنند وایں مرتبہ ہیچکس را ندادہ اند، مگر بطفیل ایں محبوب (ﷺ) برخے از اولیائے امت را شمہ محبوبیت آں نصیب شدہ و مسجود و خلائق و محبوب دلہا گشتہ اند مثل حضرت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غوث الاعظم وسلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہما (ملخصاً)۔"

ترجمہ: لاکھوں عشاق ان (ﷺ) کے مبارک آستان پر سجدہ کرتے ہیں اور یہ مرتبہ جس کو بھی عطا کیا گیا ہے وہ اس محبوب (ﷺ) کی طفیل ہے۔ اولیائے امت میں سے جس کو اس محبوبیت سے حصہ ملا ہے وہ مخلوق کی دلوں کے مسجود و محبوب ہو گئے۔ مثلاً حضرت غوث اعظم اور سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (ملخصاً)

واللہ تعالیٰ اعلم (۳۰۱/۱۵-۳۰۲)

مگر یہاں مسجود سے مراد لوگوں کیلئے تعظیم اور تکریم کی جگہ، حقیقی سجدہ مراد نہیں ہے۔ (محمد رفیق حسنی)

مزید کفریہ اشعار اور ان کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

ہمارے سرورِ عالم کا رتبہ کوئی کیا جانے
خدا سے ملنا چاہے تو محمد کو خدا جانے

یہ شعر عام طور پر حضور سرورِ دوعالم ﷺ کی محفلِ میلاد میں پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: اس شعر کا ظاہر صریح کفر ہے اور اس کا پڑھنا حرام ہے اور جو اس کے ظاہر مضمون کا معتقد ہو یقیناً کافر ہے۔ ہاں اگر بقرینۂ مصرعہ اولیٰ یہ تاویل کرے کہ خدا سے ملنا چاہے تو یوں سمجھے کہ محمد ﷺ کے مرتبہ کو اللہ ہی جانتا ہے تو یہ معنی صحیح ہیں۔ مگر ایسا موہم لفظ بولنا جائز نہیں۔ ردالمحتار میں ہے:

"مُجَرَّدُ اِيْهَامِ الْمَعْنَى الْمُحَالِ كَافٍ فِي الْمَنْعِ"

ترجمہ: منع کیلئے محض محال معنی کا ایہام ہی کافی ہوتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۳۰۲/۱۵-۳۰۳)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوال: حضرتم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بتاریخ ۱۶ مارچ سنہ رواں بروز یک شنبہ جودھپور میں مشاعرہ تھا، مصرع طرح ہو ہذا: "شب عاشق سحر نہ ہو جائے" نمبر ۲ پر ایک غزل نعتیہ پڑھی گئی جس کا مطلع یہ ہے:

نعت خیر البشر نہ ہو جائے — دل حقیقت نگر نہ ہو جائے

کیا حضور! یہ مطلع نعت میں ٹھیک ہے؟ اس کا قائل کہتا ہے کہ آپ کے دیوان میں بھی اس قسم کا کوئی شعر ہے مگر وہ شعر دیوان میں دکھاتا نہیں اور خاکسار کے پاس دیوان ہے نہیں۔ لہٰذا مستکلف ہوں کہ اس میں جو کچھ امر حق ہو، جواب سے سرفراز فرمادیں۔

الجواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ مطلع سخت باطل و ناجائز ہے کہ اس میں نعتِ اقدس سے ممانعت ہے اور نعت اقدس اعظم فرائضِ ایمان سے ہے۔ اس سے ممانعت کس حد تک پہنچتی ہے، اگر تاویل کی جگہ نہ ہوتی تو حکم بہت سخت تھا۔ فقیر کے دیوان میں اصلاً کوئی شعر اس مضمون کا نہیں۔

وله الحمد وھو تعالیٰ اعلم۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اس شعر کا شاعر اور قائل شرعاً کیسا ہے وھو ہذا:

۱) نہ مر بھوکا نہ رکھ روزہ نہ جامسجد نہ کر سجدہ
وضو کا توڑ کر کوزہ شرابِ شوق پیتا جا۔

۲) بے نمازی کو نہ جانو دیندار
پیر ہو یا ہو مرید بابکار

الجواب: ۱) یہ شعر کفر ہے۔ ۲) یہ شعر ٹھیک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: شعر اندرونِ غزل نعتیہ مصنفہ اکبر خاں مرئی:

عجب کھیل کھیلے عجب روپ بدلے
زمانہ میں بہروپیا بن کے آیا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس قسم کے شعر حضور ﷺ کی شان کے خلاف ہیں کہ نہیں؟ اور ایسے شعر محافلِ میلاد شریف حضور سرورِ عالم ﷺ میں پڑھنا چاہئیں کہ نہیں؟ "اللہ اللہ گفتہ اللہ می شوی" اس سے مراد لی ہے کہ نمک میں ملی شے نمک ہو گئی، جو خدا میں ملا وہ خدا ہو گیا۔ یہ شعر قابلِ اعتراض ہے کہ نہیں؟ اور مصرعۂ بالا "اللہ اللہ گفتہ اللہ می شوی" سے مراد اور مطلب کیا حاصل ہونا چاہیے؟

الجواب: بہروپیے والا شعر رسول اللہ ﷺ کی صریح توہینوں پر مشتمل ہے، کھیل کھیلنا روپ بدلنا کہنا ہی توہین تھا۔ مصرع دوم نے کفر پر رجسٹری کر دی والعیاذ باللہ تعالیٰ، یہ کہنا کہ جو خدا میں ملا وہ خدا ہو گیا، کفر ہے۔ اس مصرع سے احتراز لازم ہے۔ مراد یہ ہے کہ "فنا فی اللہ می شوی"۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۵/۳۰۳-۳۰۴)

سوال: اس وقت حضور کا دیوان پیشِ نظر ہے، اس میں اس شعر کا مطلب سمجھ نہ آیا: ؎

فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردارِ دو جہاں
اے مرتضیٰ عتیق و عمر کو خبر نہ ہو

الجواب: یہ شعر ایک حدیث کا ترجمہ ہے:

"اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرَ خَیْرُ الْاَوَّلِیْنَ وَ خَیْرُ الْاٰخِرِیْنَ وَ خَیْرُ اَھْلِ السَّمٰوٰتِ وَ خَیْرُ اَھْلِ الْاَرَضِیْنَ اِلَّا الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ لَا تُخْبِرْھُمَا یَا عَلِیُّ۔"

ترجمہ: ابو بکر و عمر سب اگلوں پچھلوں سے افضل ہیں اور تمام آسمان والوں اور سب زمین والوں سے بہتر ہیں۔ سوا انبیاء و مرسلین کے۔ اے علی! تم ان دونوں کو اس کی خبر نہ دینا۔

علامہ مناوی نے تیسیر میں اس کے یہ معنی بتائے ہیں کہ ارشاد ہوتا ہے،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اے علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم)! تم ان سے نہ کہنا بلکہ ہم خود فرمائیں گے تاکہ ان کی مسرت زیادہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۸۳)

سوال: "حدائق بخشش" کے صفحہ ۸۰ مصرع:

"عشّاق روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے"

کی شرح مطلب میں تحریر ہے کہ:

"کعبہ بھی انہی کے نور سے بنا، انہی کے جلوے نے کعبہ کو کعبہ بنادیا۔ تو حقیقتِ کعبہ جلوۂ محمدیہ ہے جو اس میں تجلی فرما ہے۔ وہی روحِ قبلہ اور اسی کی طرف حقیقۃً سجدہ ہے۔ اتنا یاد رہے کہ حقیقتِ محمدیہ ہماری شریعت میں مسجود الیہا ہے۔"

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقتِ کعبہ جلوۂ محمدیہ ہے، جس کی طرف حقیقۃً سجدہ ہے۔ آخر عبارت کے الفاظ کہ "حقیقتِ محمدیہ ہماری شریعت میں مسجود الیہا ہے" ان الفاظ سے اس ناقص الایمان والعلم والعقل کی ناقص فہم میں یہ آتا ہے کہ جلوۂ محمدیہ ہی کو حقیقتِ محمدیہ کہا گیا ہے اور جب حقیقتِ کعبہ جلوۂ محمدیہ بتائی گئی اور اسی کی طرف حقیقتِ سجدہ کہا گیا اور حقیقتِ محمدیہ کو مسجود الیہا کہا تو حقیقتِ کعبہ کا حقیقتِ محمدیہ ہونا لازم آتا ہے۔ والسلام مع الاکرام۔

آفتاب اور دھوپ سے حقیقت اور تجلی میں فرق:

الجواب: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ۔

بملاحظہ مولانا المکرم ذوالمجد والکرم مولانا مولوی سید محمد آصف صاحب دامت ضائلھم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اگر آپ آفتاب اور دھوپ کو دیکھیں تو رق حقیقت و تجلی کی ایک ناقص مثال پیش نظر ہو۔ آفتاب گویا حقیقتِ شمس ہے اور دھوپ اس کا جلوہ۔ حقیقت صفاتِ کثیرہ رکھتی ہے اور اپنے مجالی میں تفرق صفات سے تجلی کرتی ہے۔ ان صفات کے لحاظ سے جو آثار ان مجالی کے ہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ حقیقۃً حقیقت کے اور معاملات ان مجالی سے بحیثیت مجالی ہیں وہ حقیقۃً حقیقت سے جیسا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نسبت فرمایا:

"مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ۔"

ترجمہ: جس نے میرے صحابہ سے محبت کی تو اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔

حقیقتِ کعبہ مثل حقائق جملہ اکوان حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کی ایک تجلی ہے۔ کعبہ کی حقیقت وہ جلوہ ہے مگر وہ جلوہ عین حقیقتِ محمدیہ نہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بلکہ اس کے غیر متناہی ظلال سے ایک ظل، جیسا کہ اسی قصیدہ میں ہے:

کعبہ بھی ہے انہی کی تجلی کا ایک ظل
روشن انہی کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

حقیقتِ کریمہ نے اپنی صفت مسجودیت الیہا سے اس ظل میں تجلی فرمائی ہے لہٰذا کعبہ جس کی حقیقت یہی ظل و تجلی ہے، مسجود الیہا ہوا اور حقیقت وہ حقیقت علیہ مسجود الیہا ہے کہ اسی کی اس صفت کے ساتھ اس پر تجلی نے اسے مسجود الیہا کیا۔ والسلام۔ (۸۴-۸۵)

حضرت خضر علیہ السلام کا خواجہ نظام الدین کے مریدوں کی جوتیوں کی نگہبانی کرنے کا سوال اور جواب:

اعتراض: یہ کہ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی نے اپنی کتاب "سبع سنابل" سنبلہ دوم، ص ۶۱ میں یہ حکایت لکھی ہے کہ:

"مردے بود از سلطان المشائخ منکر واز راہ و روش ایشاں متنفر و اعتقاد بدرویشے دیگر داشت۔ روزے ازاں درویش پرسید کہ مرا آرزوئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ملاقات خضر پیغامبر علیہ السلام بسیار است اگر بعنایت شما ملاقات میسر شود غایت بندہ نوازی و سرفرازی باشد۔ آں درویش گفت روزے کہ در خانقاہ سلطان المشائخ سرود و سماع در مید ہند آں روز خضر علیہ السلام آنجا حاضر می شود و نگاہبانی نعلین و کفشہائے مردم می کند۔ آں مرد از انکار خود پشیماں گشت در روز سماع در خانقاہ ایشاں آمد و با خضر علیہ السلام ملاقات کرد از وے فائدہا گرفت۔"

ترجمہ: ایک شخص حضرت سلطان المشائخ کے احوال کا منکر، آپ کی راہ روش سے متنفر اور ایک دوسرے درویش کا معتقد تھا۔ ایک روز اس درویش سے کہنے لگا کہ میری یہ آرزو ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کروں، اگر سرکار کے کرم سے ملاقات ہو جائے تو انتہائی بندہ نوازی اور سرفرازی ہو۔ درویش نے جواب دیا کہ جس روز حضرت سلطان المشائخ کے یہاں مجلس سرود و سماع ہوتی ہے اس روز حضرت خضر علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور لوگوں کے جوتوں کی نگہبانی فرماتے ہیں۔ وہ شخص اب اپنے انکار پر پریشان ہوا اور قوالی والے دن آپ کی خانقاہ میں حاضر ہو گیا۔ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان سے خوب فیض حاصل کیا۔

تو حاصل اعتراض یہ ہے کہ اس حکایت میں حضرت خضر کی (جو ایک قول پر نبی ہیں) توہین کی کہ انہیں حضرت سلطان المشائخ کا خدمتگار اور وہ بھی ایسا کہ ان کی مجلس سماع کے حاضرین کی نعلین (جوتیوں) کا نگہبان بتایا۔ (۸۵-۸۶)

اس اعتراض پر بحکمِ شریعت و بپاسِ حمایت جانبِ محبوبانِ خدا جو جوابات حضور سیدی اعلیحضرت امام اہلسنت علامہ الحاج مولانا الشاہ مفتی عبد المصطفیٰ محمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ نے تحریر فرمائے، ملاحظہ ہوں:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جوابِ اول: اولیائے کرام قدست اسرارہم کو اس میں اختلاف ہے کہ یہ حضرت خضر جو اکثر اکابر سے ملاقی ہوتے ہیں، آیا وہ خضرِ موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں، جن کی نبوت میں اختلاف ہے اور صحابیت میں شبہ نہیں یا ہر دور میں ایک ولی بنام خضر ہوتا ہے۔ یعنی مناصب ولایت سے ایک عہدے کا نام "خضر" ہے کہ جو اس عہدے پر قائم ہوگا، اسی نام سے پکارا جائے گا، جیسے غوث کا نام عبداللہ و عبدالجامع اور اس کے دونوں وزیر دست چپ و راست کا نام عبدالملک و عبدالرب، جن کو امامین کہتے ہیں اور اوتادِ اربعہ کا نام عبدالرحیم و عبدالکریم و عبدالرشید و عبدالجلیل۔ یونہی جو عہدۂ نقابت پر ہو، اسے "خضر" کہا جائے گا اس کا اپنا نام کچھ ہو۔ ایک جماعت عظیم صوفیہ کرام اسی قول پر ہے اور بہت حکایات سے اس کا پتہ چلتا ہے۔

بعض علماء نے فرمایا خضر ایک شخص نہیں:

حافظ الحدیث امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی قول کی تائید کی۔ "اصابہ فی تمیز الصحابہ" میں فرماتے ہیں:

"قَوْلُ بَعْضِهِمْ اِنَّ لِكُلِّ زَمَانٍ خِضْرًا وَاَنَّهٗ نَقِيْبُ الْاَوْلِيَاءِ وَ كُلَّمَا مَاتَ نَقِيْبٌ اُقِيْمَ نَقِيْبٌ بَعْدَهٗ مَكَانَهٗ وَ يُسَمَّى الْخِضْرَ وَ هٰذَا قَوْلٌ تَدَاوَلَتْهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الصُّوْفِيَّةِ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرٍ بَيْنَهُمْ وَ لَا يُقْطَعُ مَعَ هٰذَا بِاَنَّ الَّذِيْ يُنْقَلُ عَنْهُ اَنَّهُ الْخِضْرُ هُوَ صَاحِبُ مُوْسٰى عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بَلْ هُوَ خِضْرُ ذَالِكَ الزَّمَانِ وَ يُؤَيِّدُهٗ اِخْتِلَافُهُمْ فِيْ صِفَتِهٖ فَمِنْهُمْ مَنْ يَرَاهُ شَيْخًا اَوْ كَهْلًا اَوْ شَابًّا وَ هُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰى تَغَايُرِ الْمَرْئِيِّ وَ زَمَانِهٖ۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ"

ترجمہ: بعض اولیاء کا قول کہ ہر زمانے کیلئے ایک خضر ہوتا ہے اور وہ نقیبِ اولیاء ہوتا ہے۔ جب ایک نقیب کا وصال ہو جائے تو اس کی جگہ کوئی اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نقیب مقرر کر دیا جاتا ہے جس کو خضر کہا جاتا ہے۔ میں نے یہی قول صوفیاء کی ایک جماعت سے حاصل کیا۔ اس کے بارے میں ان سے کوئی اختلاف نہیں۔ اس قول کی موجودگی میں اس پہ یقین نہیں کیا جا سکتا کہ اعتراض میں منقول خضر سے مراد وہی خضر ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی ہیں بلکہ اس سے مراد اس زمانے کا خضر ہے اور صفت خضر کے بارے میں دیکھنے والوں کا اختلاف بھی اس قول کا مؤید ہے۔ چنانچہ کسی نے ان کو بوڑھا، کسی نے ادھیڑ عمر والا اور کسی نے جوان دیکھا۔ یہ دکھائی دینے والے اور اس کے زمانے کے تغایر پر محمول ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس ولی مسمّٰی بخضر کا جمیع اولیاء درکنار اپنے دورے کے اولیاء سے بھی افضل ہونا ضرور نہیں بلکہ افضل نہ ہونا ضرور ہے۔ غوث بالیقین اس سے افضل ہوتا ہے کہ وہ اپنے دورے میں سلطان کل اولیاء ہے۔ یونہی امامین، یونہی افراد، یونہی اوتاد، یونہی بدلا، یونہی ابدال کہ یہ سب یکے بعد دیگرے باقی اولیائے دروہ سے افضل ہوتے ہیں۔

یواقیت اور جواہر میں امام شعرانی کا قول:

امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر میں فرماتے ہیں:

"اِنَّ اَکْبَرَ الْاَوْلِیَاءِ بَعْدَ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمُ الْقُطْبُ ثُمَّ الْاَفْرَادُ عَلٰی خِلَافٍ فِیْ ذَالِكَ ثُمَّ الْاِمَامَانِ ثُمَّ الْاَوْتَادُ ثُمَّ الْاَبْدَالُ۔ اھ

اَقُوْلُ وَالْمُرَادُ بِالْاَبْدَالِ الْبُدَلَاءُ السَّبْعَةُ لِمَا ذُکِرَ بَعْدَهٗ اَنَّ الْاَبْدَالَ السَّبْعَةَ لَا یَزِیْدُوْنَ وَلَا یَنْقُصُوْنَ وَهٰؤُلَاءِ هُمُ الْبُدَلَاءُ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَمَّا الْاَبْدَالُ فَاَرْبَعُوْنَ بَلْ سَبْعُوْنَ کَمَا فِی الْاَحَادِیْثِ۔"

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد سب سے بڑا ولی قطب ہوتا ہے، پھر افراد، اس میں اختلاف ہے، پھر امامان، پھر اوتاد، پھر ابدال۔ اھ۔

میں کہتا ہوں، ابدال سے مراد سات بُدلاء ہیں اس دلیل کی وجہ سے جو اس کے بعد مذکور ہے کہ بیشک ابدال سات ہیں نہ زیادہ ہوتے ہیں نہ کم اور یہی بُدلاء ہیں۔ رہے ابدال تو وہ چالیس بلکہ ستر ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے۔

تو کیا ضرور ہے کہ عہد کرامت مہد حضرت سلطان الاولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خضر حضور سے افضل ہو بلکہ ممکن ہے کہ حضور کا خادم ہو۔ حضور کا لقب ساقِ عرش پر "قطب الدین" لکھا ہے اور یہ قطب اور غوث شیء واحد ہے نہ وہ قطب کہ ہر شہر ہر قریہ ہر لشکر کا جدا ہوتا ہے۔ غالباً اس لیے حضور کا نام سلطان المشائخ ہوا کہ قطب سلطانِ اولیائے دورہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور خادم کہ اپنے مخدوم کے مہمانوں کی خدمت کرے وہ درحقیقت مخدوم ہی کی خدمت ہے اور اس سے خادم کی کوئی اہانت نہیں ہوتی کہ ممکن ہے کہ اس دورے کا خضر حضرت سلطانی کا مرید ہو اور مرید تو کوچۂ شیخ کے کتّوں کی بھی تعظیم کرتا ہے اور اس کی اہانت نہیں بلکہ اور ترقی عزت و بلندی مرتبت ہے:

"مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰهُ۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُسْنَ الْاَدَبِ مِنْ اَوْلِیَائِكَ بِجَاهِهِمْ عِنْدَكَ۔ اٰمِیْن وَاَنْتَ مُجِیْبُ السَّائِلِیْنَ۔"

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ کیلئے عاجزی کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کو رفعت عطا فرماتا ہے۔ اے اللہ! ہم کو اپنے ولیوں سے حسنِ ادب عطا فرمانے والا ہے۔

دوسرا جواب: حکایت مذکورہ میں صرف ذکر نگہبانی ہے، یہ بیان نہیں کہ وہ حفاظت بطور خدمت تھی، نہ حفاظت معنیٰ خدمتگاری میں متعین۔ باپ اپنے بچوں یا استاد اپنے شاگردوں کو تعلیم شناوری کیلئے کہ سنت ہے، اگر دریا میں بھیجے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور خود کنارے بیٹھا ان کے لباس و نعال کی حفاظت کرے۔ کوئی عاقل اسے خدمتگاری نہ کہے گا بلکہ رحمت و شفقت و نوازش و پرورش۔ حکایت میں یہ صورت ہونا کس نے محال کیا:

"فَاِنَّ وَاقِعَةَ عَيْنٍ يَتَطَرَّقُ اِلَيْهَا كُلُّ اِحْتِمَالٍ كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ الْعُلَمَاءُ فِيْ غَيْرِ مَا مَقَالٍ۔"

ترجمہ: کیونکہ معین واقعہ میں ہر احتمال راہ پاتا ہے، جیسا کہ علماء نے اس پر نص فرمائی ہے بغیر کسی قیل و قال کے۔

تیسرا جواب: یہ دونوں جواب اہلِ ظاہر کے مدارک پر تھے ورنہ لسان حقائق کے طور معاملہ بالکل معکوس ہے۔ وہم کرنے والا اصطلاح قوم سے ناواقفی کے باعث کمالِ عظمت کو معاذ اللہ موجبِ اہانت گمان کرتا ہے اور اہلِ ظاہر پر انکار کلماتِ اہل اللہ میں اکثر بلا اسی دروازے سے آتی ہے۔ ان کی اصطلاح کو اپنے مفہوم پر حمل کرتے اور خطا میں گرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ

ہندیاں را اصطلاح ہند مدح — سندیاں را اصطلاح سند مدح
در حقِ او مدح در حقِ تو ذم — در حقِ او شہد و در حقِ تو سم
در حقِ او ورد و در حقِ تو خار — در حقِ او نور و در حقِ تو نار
تو چہ دانی زباں مرغاں را — کہ نہ دیدی گہِ سلیماں را

ترجمہ: ہندیوں کے ہند کی اصطلاح مدح ہے، سندھیوں کیلئے سندھ کی اصطلاح مدح ہے۔ اس کے حق میں مدح اور تیرے حق میں مذمت، اس کے حق میں شہد اور تیرے حق میں زہر، اس کے حق میں گلاب کا پھول اور تیرے حق میں کانٹا، اس کے حق میں نور اور تیرے حق میں نار۔ تو کیا جانے پرندوں کے نقصان کو کہ تو نے سلیمان کے زمانے کو نہیں دیکھا۔

محمد شاہ بادشاہ دہلی کے حضور مجمع علماء تھا۔ بعض کلمات منسوبہ باولیاء پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رائے زنی ہو رہی تھی۔ ہر ایک اپنی سی کہتا اور اعتراض کرتا۔ ایک صاحب کہ اس جماعت میں سب سے اعلم تھے، خاموش تھے۔ بادشاہ نے عرض کی، آپ کچھ نہیں فرماتے۔ فرمایا: یہ سب صاحب میرے ایک سوال کا جواب دیں تو میں کچھ کہوں۔ سب ان عالم کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے فرمایا: آپ حضرات بولی کتے کی سمجھتے ہیں؟ سب نے کہا: نہ۔ کہا: بلی کی؟ کہا: نہ۔ کہا: سبحان اللہ! تم مقر ہو کہ ارذل خلق اللہ کی بولی تم نہیں سمجھتے، اولیاء کہ افضل خلق ہیں ان کا کلام کیونکر سمجھ لوگے!

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے: علمائے مصر جمع ہو کر ایک مجذوب کی زیارت کو گئے۔ انہوں نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا:

"مَرْحَبًا بِعَبِيْدِ عَبْدِيْ۔" ترجمہ: مرحبا میرے بندے کے بندوں کو۔

سب پریشان ہو کر لوٹ آئے۔ ایک صاحب جامع ظاہر و باطن سے ملے اور شکایت کی۔ انہوں نے فرمایا: ٹھیک تو ہے، تم سمجھتے ہیں، تم خواہش نفس کے بندے ہو رہے ہو اور انہوں نے خواہش نفس کو اپنا بندہ کر لیا ہے تو ان کے بندے کے بندے ہوئے۔

اب سنیے اصطلاحِ قوم میں "نعلین" کونین کو کہتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے اپنے بندے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ سے فرمایا:

"فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى" (سورہ طٰہٰ: ۱۲)

ترجمہ: اپنے دونوں جوتے اتار ڈالو کہ تم پاکیزہ جنگل طویٰ میں ہو۔

نعلین سے مراد کونین:

مفسر علام نظام الدین حسن بن محمد قمی غرائب القرآن و رغائب الفرقان معروف بتفسیر نیشاپوری میں اس آیہ کریمہ کی تاویل یعنی بطور اہل اشارات و حقائق میں فرماتے ہیں:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اُتْرُكِ الْاِلْتِفَاتَ اِلَى الْكَوْنَيْنِ اِنَّكَ وَاصِلٌ اِلٰى جَنَابِ الْقُدُسِ۔"

ترجمہ: یعنی نعلین سے "دونوں جہاں" مراد ہیں، انہیں اتار ڈالو یعنی ان کی طرف التفات نہ کرو کہ تم بارگاہ قدس میں پہنچ گئے۔

اقول، نعل قطع راہ میں معین ہوتی ہے اور مقصد اولیاء وصول بحضرت کبریا ہے اور دنیا و آخرت دونوں اس راہ کی قطع میں معین۔ دنیا یوں کہ اس میں اعمال سبب وصول جنت ہیں اور آخرت یوں کہ وہیں وعدۂ دیدار ہے۔ مع ہذا طالبانِ مولیٰ لذاتِ کونین کو زیرِ قدم رکھتے ہیں، جو زیرِ قدم ہو اسے نعل کہنا مناسب ہے۔ حدیث میں ہے:

"اَلدُّنْيَا حَرَامٌ عَلٰى اَهْلِ الْاٰخِرَةِ وَالْاٰخِرَةُ حَرَامٌ عَلٰى اَهْلِ الدُّنْيَا۔ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ حَرَامٌ عَلٰى اَهْلِ اللّٰهِ۔ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا۔"

ترجمہ: یعنی دنیا حرام ہے آخرت والوں پر اور آخرت حرام ہے دنیا والوں پر اور دنیا و آخرت دونوں حرام ہیں اللہ والوں پر۔ (اسے دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔)

نیز نعل "زوجہ" کو کہتے ہیں "کما فی القاموس وغیرہ" (جیسا کہ قاموس وغیرہ میں ہے۔) اور دنیا و آخرت دونوں سوکنیں ہیں:

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

ترجمہ: کیونکہ دنیا اور آخرت آپ کی بخششوں میں سے ہے اور لوح و قلم آپ کے علموں میں سے ہیں۔

اسی طرف اشارہ ہے۔ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے، فرماتے ہیں:

"مَنْ اَحَبَّ دُنْيَاهُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَهٗ اَضَرَّ بِدُنْيَاهُ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَأٰثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی۔"

ترجمہ: جو اپنی دنیا کو پیار کرے گا اس کی آخرت کو نقصان ہوگا اور جو اپنی آخرت کو پیار ارکھے اس کی دنیا کو ضرر ہوگا تو باقی کو فانی پر ترجیح دو۔

"رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ۔"

ترجمہ: اس کو امام احمد و حاکم نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح روایت کیا۔

اور مدارِ دنیا بنیۂ بشری پر ہے اور مدار مثوبات آخرت عقل تکلیفی پر اور وجد و سماع کے غلبے میں ان کے زوال کا اندیشہ۔ خصوصاً جب قوتِ ضعف ہو اور برکت صاحبِ مجلس سے تجلی اشد و اقویٰ واقع ہو تو بدن فنا یا عقل زائل ہو جانا کچھ بعید نہیں۔

حضور پُرنور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ جب سجدے میں گئے مقتدیوں میں سے ایک مرید کا جسم گھلنا شروع ہوا یہاں تک کہ گوشت، پوست، استخواں کسی کا نام و نشان نہ رہا، صرف ایک قطرہ پانی رہ گیا۔ حضور نے بعد سلام روئی کے پھوئے میں اٹھا کر دفن فرمایا اور فرمایا: سبحان اللہ! ایک تجلی میں اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا۔

لہٰذا سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوت و مدد سے ان کی دنیا و آخرت کی یعنی بنیۂ بشری و عقل تکلیفی کی حفاظت فرماتے تھے۔ کہیے یہ کمالِ عظمت ہے یا معاذاللہ، اہانت!۔۔۔۔الخ مختصراً۔ (۸۵تا۹۱)

توضیح: آج کل کے غیر عالم اور جاہل شعراء احادیث اور قرآنی آیات کے صریح مدلولات کے برعکس اشعار لکھتے اور پڑھتے ہیں اور اپنے مزعوماتِ باطلہ کے جواز پر اولیاء کرام کی دقیق اور سکر کی حالت کی عبارات بطور استدلال پیش کرتے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔ حالانکہ اولیاء عظام اور محبوبینِ خدا کا کلام کبھی شریعت کے خلاف نہیں ہو سکتا اگر بظاہر مخالف ہو اس کی تاویل کی جاتی ہے، ہو سکتا ہے معنی مؤل ان کی مراد ہو یا پھر وہ قول قرآن اور احادیث کا معارض ہونے کی وجہ سے ساقط اور غیر معتبر ہوگا۔ شریعت کی بنیاد قرآن اور سنت ہے نہ کہ لوگوں کے اقوالِ غیر شرعیہ مگر جاہل آدمی کے اشعار اور کلام اگر شریعتِ مطہرہ کے خلاف ہوں اور اس کی تاویل بھی نہ ہو سکے تو کہا جاتا ہے، یہ اشعار وحدت الوجود کی بنیاد پر لکھے گئے ہیں۔ حالانکہ خلافِ شرع لکھنے والے شاعر کو صوفیاء عظام کے نظریہ وحدۃ الوجود کا تصور بھی نہیں ہوتا کہ وحدۃ الوجود کا کیا مفہوم ہے۔ درج ذیل اشعار بھی اسی قسم کے ہیں۔ ان اشعار کا کسی مجلس میں پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ بعض اشعار موہم کفر ہیں اور بعض منجر الی الکفر ہیں۔ اور بعض اشعار کنایات اور اشارات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے فہم سے خارج ہیں۔ ان اشعار سے لوگوں کو غلط پیغام ملتا ہے لہٰذا ان کا پڑھنا اور لوگوں کا سننا جائز نہیں۔ (محمد رفیق حسنی)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اردو کے نعتیہ اشعار

اَبْعَدُ بعید سب کہیں یا اَیُّہا الفرید
یاں فرق اٹھ چکا ہے قریب و بعید کا

لاکھوں جِلائے آپ نے ٹھوکر کے زور سے
اُٹھتا نہیں مسیح سے مارا فرید کا

واجب و ممکن یہاں ملتے ہیں اے موسیٰ و خضر
مجمع البحرین ہے چشما رسول اللہ کا

خدا کی پاک صورت کو محمد میر کہتے ہیں
محمد بے کدورت کو خدایا پیر کہتے ہیں

صورتِ رحمان ہے تصویر میرے پیر کی
علم القرآن ہے تقریر میرے پیر کی

کیا خدا کی شان ہے یا خود خدا ہے جلوہ گر
ملتی ہے اللہ سے تصویر میرے پیر کی

متفق ہیں کافر و مسلم فریدالدین میں
کیا نرالی شان ہے تسخیر میرے پیر کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دفتر یمحُوا و یثبِت پہ ہے تیرا اقتدار
گُل بنا بلبل کو اے تقدیر میرے پیر کی

کھلے جلوے ہیں اِس در پہ فقط اللہ اکبر کے
ہمیں سجدے روا ہیں خواجۂ اجمیر کے در کے

نہ ہی مسلم ہوں نہ کافر نہ گدا ہوں نہ خدا
مجھے سوچے تو کوئی سر بگریباں سوچے

نہ محمد ہوں نہ احمد نہ ہوں واحد نہ احد
مجھے سوچے تو فقط حیرتِ حیراں سوچے

شانِ ربّی ہے جو کہلاتے تھے مسلم کل تک
آج کافر ہیں نہ مسلم ہیں نہ ملنے والے

رنگ و بے رنگ میں گر فرق ہے اے اہلِ فرق
کیوں محمد کو خدا کہتے ہیں وحدت والے

ہم تو لعنت سے بھی رحمت کے مزے لیتے ہیں
ہم نہیں ڈرتے، ڈراتے ہیں لعنت والے

جو محمد میں فنا ہو کہ محمد نہ بنے
کیوں اسے دار پہ لٹکائیں شریعت والے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہوں کیا عشق میں یارو کہ کیا معلوم ہوتا ہے
بہر صورت بہر مورت خدا معلوم ہوتا ہے

خدا کہتے ہیں جس کو مصطفیٰ معلوم ہوتا ہے
جسے کہتے ہیں بندہ خود خدا معلوم ہوتا ہے

خدا دانی نے کیا کیا لذتیں بخشیں خدا داں کو
خدا کے جاننے والا خدا معلوم ہوتا ہے

شہِ توحید نے کیا بخشی ہے موحّد کو
کہ رہزن بھی بشکل رہنما معلوم ہوتا ہے

محمد مصطفیٰ محشر میں طٰہٰ بن کے نکلیں گے
اٹھا کر میم کا پردہ ہویدا بن کے نکلیں گے

حقیقت جن کی مشکل تھی تماشا بن کے نکلیں گے
جسے کہتے ہیں بندہ قل ہو اللہ بن کے نکلیں گے

بجاتے تھے جو اِنِّیْ عَبْدُہٗ کی بنسری ہر دم
خدا کے عرش پہ انی انا اللہ بن کے نکلیں گے

لباسِ آدمی پہنا جہاں نے آدمی سمجھا
مزمل بن کے آئے تھے، تجلی بن کے نکلیں گے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بپا نعل عبودیت بسر تاج الوہیت
خدا یکتا کی یکتائی کا نقشہ بن کے نکلیں گے

لواء الحمد لے کر احمد بے میم یا اللہ
محمد یار کے دل کی تمنا بن کے نکلیں گے

گر محمد نے محمد کو خدا مان لیا
پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغاباز نہیں

بُت ظالم اگر بگڑ جائے
سمجھ لو ذوالجلال بگڑا ہے

وہ اڑ گیا جو غبارِ حدوث تھا مجھ پر
میں کیوں کہوں کہ مجھے اب قدم نہیں ملتا

خرام ناز میں آیا تو دیکھا اور پہچانا
محمد مصطفےٰ یعنی خدا مٹھن کی گلیوں میں

خدا کو ہم نے دیکھا ہے سدا مٹھن کی گلیوں میں
خدا بے پردہ ہے جلوہ نما مٹھن کی گلیوں میں

فرید پاک کی صورت میں بے صورت کا جلوہ ہے
تو بے رنگی میں آپ مدظلہ العالی صورت منا مٹھن کی گلیوں میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احد احمد ہے لیکن میم کے پردے میں آیا ہے
پہن کر یا کا پردہ فرد تھا مٹھن کی گلیوں میں

فارسی:

ہست مسجودِ ما محمد ما
سجدۂ در گہش عبادت ما است

اے آنکہ نقشِ پائے تو نقشِ جبینِ ما
سوئے تو سجدہ حجتِ اسلام و دینِ ما

اللہ ام و ہم بندہ من غیر نمی دانم
مسجودم واقگندہ من غیر نمی دانم

ہم خالق و مخلوقم ہم رازق و مرزوقم
مطلوبم و جویندہ من غیر نمی دانم

خود ساجد و مسجودم خود عابد و معبودم
خود شیخ نشناسندہ من غیر نمی دانم

از غیر جدا ایم من خود عین خدا ایم من
امواجم و جوشندہ من غیر نمی دانم

از اوجِ زمیں پاکم شاہنشہ افلاکم
بر عرش نشیندہ من غیر نمی دانم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

در حدِ خویش بیحدم
احدم و احید ہم

ز قرب و بُعدِ دلدارم چہ پُرسی
کہ خود را عینِ آں دلدار دیدم

سجدہ و ساجد و مسجود منم
عین آں جانِ جہانم چہ کنم

لی مع اللہ است نقدِ وقت من
گرنہ من عینِ خدایم کیستم

بندۂ فقرم نمی دارم خدا
مالکِ ملک غنایم کیستم

وجود واجد و موجود مائیم
شہود و شاہد و مشہود مائیم

نیاز و نازِ ما بنگر کہ ہر دم
سجود و ساجد و مسجود مائیم

واجبم عین الوجودم بالیقین
فارغم از بندِ آب و قیدِ طیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کفرہا دارم بدل گویم اگر
کفر گوید انہ من کافرین

فردم از اغیار و یار ہر کسم
زانکہ ہستم رحمۃ للعالمین

ہم مفتی و ہم قاضی غدّار ہواللہ
منصور ہواللہ رسن و دار ہوا اللہ

شد زاہد و باسمہ ریاکار ہواللہ
خود برہمن و صاحبِ زنّار ہواللہ

اللہ محمد است و آں یار ہوا اللہ

بندہ را عینِ خدا بینم بہ چشمانِ کسے
خود خبر را مبتدا دانم بہ برہانِ کسے

فرید باصفا ہستی، محمد مصطفےٰ ہستی
چہا گویم چہا ہستی، خدا ہستی خدا ہستی

در احد احمد نگر تا حل شود
عقدۂ میم معمائے نبی ﷺ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یکے بینم خدا و مصطفیٰ را فاش می گویم
کہ بیروں رفتہ ام ز اقلیمِ فرق و امتیاز ایں جا

لا مذہبیم و مذہب ما ترکِ مذہب است
زاں مذہبے بمشربِ رنداں فروختیم

اللہ محمد، محمد بنگر
اینست خدائے درد منداں

تا جنسِ عشقِ یار زدکاں خریدہ ایم
کفراں بگیر و دیں بہ مسلماں فروختیم

اے کہ بے رنگ و رنگھا شدہٗ
ناخدا بودی و خدا شدہٗ

میم امکاں چو در احد آمد
احمدِ سیّد الوریٰ شدہٗ

در لباسِ محمد مطلق
بخدا اے خدا خدا شدہٗ

قاضی ہر قضا و ہر قدرے، حاکمِ دفترِ قضا شدہٗ
در لباسِ محمد مطلق، دلبر و عین مصطفیٰ شدہٗ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سرائیکی:

حقیقت دے پردے پھڑیندے محمد
خدا نال ہَب تھی جلیندے محمد

خدا سُنڑدے ہا سے جتو سے ڈھو سے
محمد دے اولے الیندے محمد ﷺ

محمد دی صورت ہے صورت خدا دی
میڈے دل توں نقشہ مٹا کوئی نئیں سگدا

اساں در محمد دے سجدے کریسوں
جو ہیں در توں سر ساڈا چا کوئی نئیں سگدا

کتھ شاہنشاہ رسولاں دا
مسجود فروع اصولاں دا

کتھ واجب ذات قدیم ڈٹھم
کتھ احمد کوں بے میم ڈٹھم

احد نال احمد رلا کیوں ڈیکھاں
حبیبِ خدا کوں خدا کیوں نہ ڈیکھاں

ہیں صورت دے اولے او بے صورت آیا
محمد دی صورت ڈسا کیوں نہ ڈیکھاں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سنڑے لن ترانی نبی طور والا
محمد دے اولے خدا کیوں نہ ڈیکھاں

پٹاں شرک دی پاڑ ساڈاں دوئی کوں
ایں یک دل دا یک دلربا نہ ڈیکھاں

محمد دی صورت خدا کیوں نہ ڈیکھاں
خدا ڈیکھ دیں مصطفےٰ کیوں نہ ڈیکھاں

ونج ڈیکھ کوٹ شریف کوں، یثرب دے خاص حریف کوں
مظہر لطیف ظریف کوں، نازک اینویں ہوندن

کیوا کے سر سرمد تھئے، حد توں گزر انحد تھئے
عشقوں احد احمد تھئے، شق القمر اینویں ہوندن

مولا ڈھو سے پیر وچ، اللہ دی تصویر وچ
بحر محیط دی سیڑھ وچ، مکھڑا ڈکھایا کیا کراں

عالم مقال تے قیل دے، ماہر قیاس دلیل دے
مظہر فقط تفضیل دے، مطلب ونجایا کیا کراں

تو احدوں تھیا احمد ہیں
محبوب پیارا من گھن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

توں حق ہیں حق ہیں حق ہیں
حق باطل تو مطلق ہیں
مکتوم اتے مغلق ہیں
مرسل مختارا من گھن

احد کوں سو بٹو ڈیکھیں
بہر جا گو ہے گو ڈیکھیں
محمد ہو بہو ڈیکھیں
تثلیثیں اکھ ڈسا کیتئیں

خدا آکھاں تاں جگ ڈردے
جدا آکھاں تاں دل مردے
صفاں آکھاں تاں حق تردے
کریاں لک اکا کیتئیں

بشری ویس وٹا کر آیا
احد او یا احمد سڈوایا
اپڑیں ملک کوں آپ وسایا
آ ڈیکھ شہنشہ بندے نوں

اِتھاں خود عبد سڈویندے، اُتھاں حق نال مل ویندے
دماغیں کوں جیہر ڈیندے، ہے اُلٹی چال کیا سمجھدیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ڈسیندے سب کوں عبداللہ، ڈسیندے رب کوں وجہ اللہ
مطیعش قد اطاع اللہ، ایندے احوال کیا پچھدیں

کیوں آکھاں یار پریڑے
شہ رگ تو وسدا نیڑے

محمد محمد پکیندیں گزر گئی
احد نال احمد ملیندیں گزر گئی

میں اپنڑیں حیاتی توں قربان تھیواں
خدا کو محمد سڈیندیں گزر گئی

تیڈے میم دے برقعے پاونڑ توں صدقے
احد ہو کے احمد سڈاونڑ توں صدقے

عجب طور سینا تے جلوے کیتو نیں
عرب آ کے چادر لپاونڑ توں صدقے

شہر چاچڑیں وچ فرید آ سڈایو
تیڈے یہ دے برقع وتاونڑ توں صدقے
سُنڑ سمجھ مٹھا دل جانی
غیریت ہے نادانی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

توں تیں موجود حقانی
پیا کوڑیں ریڑھیا روے

فرد فریدی اصلی کوں ہنر کوٹ مدینہ ڈسدا

خود ساجد مسجود تھیوے عشق ڈسائے پتے

ہا جائزن ہم ڈیکھن آکھن پاک فرید دے متے
کفر کیا اسلاموں نسدے عشق دے ہتے تتے
گل بلبل کوں ہم سمجھن جو ہن توحیدوں رتے

جام محبت بھر بھر بخشے پیر فرید یگانے
رسماں ریتاں رہ گیاں بھل گئے صوم صلوۃ دوگانے
ذاکر خود مذکور تھیا توحید دکھایا شانے

ہر صورت بے صورت ڈسدی مرشد دا احسانے قسم قرآنے
ہک ہک وچ ہے ہک دا جلوہ ہم ڈیکھن مستانے قسم قرآنے
دھیان کرو اکھ بھالو ڈیکھو ہر صورت سجانے قسم قرآنے

ہک جاتم ہم ڈٹھم ہک دی ہر جا گفت شنیدے قسم فریدے
زیر زبر اُچ جھک ہک جاتم ہک دی ہر دم دیدے قسم فریدے
گئی تقلید تے آئی تحقیقے تھی مالک توحیدے قسم فریدے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہک ہا ہے ہک ہیوں ہک ہوسوں ہک شاہد مشہودے
یہ ہک دے وچ ہر دم ہک دا نور وجودِ شہودے
غیر نہ ہا نہ ہے نہ ہوسے غیریّت مفقودے
دھیان کرو ہر آن عیاں ہر شان دے وچ موجودے
فرد فرید الدین کوں سمجھو معبودے مسجودے

تیڈی نسبت دے زور کنوں
کالا کتّا دلبر ڈسدے

دشمن تیڈا حب والے کوں
سوٗر ڈسدے ابتر ڈسدے

آپے اصل اصول دا مالک، آپے باقی آپے مالک، آپ شکار ہو سدا ڈھولا ماہی
آپے موسیٰ آپے سینا، آپ محمد، آپ مدینہ، آپ خدا ہر کسی دا ڈھولا ماہی

ہر ہک شان دا شان ڈکھایس، کفر تے ایمان
ڈکھایس، مسجد مندر رسدا ڈھولا ماہی
آپے وہم تے آپ یقینے، آپ دین اتے بید ینے،
رندی مشرب ڈسڈا ڈھولا ماہی

ما رمیت اذ رمیت راز فرماونز لگے
من رآنی قد رآ دی گیت کو گاونز لگے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نعت خوانی کیا کراں اوں پاک سبحانی دی میں
سجھ اتے چن موںہہ جیندا ڈیکھ شرماونڑ لگے

احمد احد کوں ڈوں نہ کر
من گھن چراؤ چوں نہ کر
چپ کرا تھاں ہاں ہوں نہ کر

اَللّٰھُمَّ اَرِنِی الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ۔ اَللّٰھُمَّ اَرِنِی الْحَقَّ حَقًّا فَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا فَارْزُقْنَا اِجْتِنَابَہٗ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن۔

خاک پائے اہل ایمان
محمد رفیق حسنی عفی عنہ
مورخہ: 01-05-2017

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متن العقائد النسفیۃ

اہل سنت و جماعت کے عقائد حقہ محررۃ کے متن کا ترجمہ

لابی حفص عمر بن محمد النسفی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابو حفص عمر بن محمد نسفیؒ (المتولد و متوفی: ۵۳۷ھ — ۴۶۱ھ)

کی کتاب کا متن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو نہایت رحم والا نہایت مہربان ہے۔

قال اھل الحق: حقائق الاشیاء ثابتة والعلم بھا متحقق خلافا للسوفسطائية.	اہلِ حق (علماء) نے فرمایا: اشیاء کے حقائق موجود ہیں اور حقائق کا یقینی علم متحقق ہے بخلاف (بے دین) سوفسطائیہ[1] کے۔

[1] سوفسطائیہ قدیم فلاسفہ کے تین گروپ ہیں: ۱۔ عنادیہ ۲۔ عندیہ ۳۔ لاادریہ۔ عنادیہ کا مذہب یہ ہے کہ کائنات میں نظر آنے والی اشیاء صرف خیالات اور اوہام ہیں ان کا خارج اور نفس الامر میں کوئی وجود نہیں۔ (۲) عندیہ کا مذہب ہے کہ کائنات میں نظر آنے والی اشیاء اعتقاد کے تابع ہیں۔ اگر کوئی شخص اعتقاد رکھتا ہے کہ فلاں چیز جوہر ہے تو وہ جوہر اور اگر اس کا اعتقاد ہے کہ وہ عرض ہے تو وہ عرض ہے۔ علی ہذا القیاس ان کے نزدیک بھی نفس الامر میں اشیاء کا وجود اور ہستی نہیں ہے۔ (۳) لاادریہ کا مذہب ہے کہ نظر آنے والی اشیاء کے وجود میں ہمیں شک ہے بلکہ شک میں شک ہے کسی چیز کے لیے یقین نہیں ہے۔ (شرح عقائد / نبراس)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

و اسباب العلم للخلق ثلاثة:	(عقیدہ) علم الیقین کے مخلوق کے لیے اسباب صرف تین ہیں:
۱۔ الحواس السلیمة	۱۔ حواسِ سلیمہ
۲۔ والخبر الصادق	۲۔ اور خبر الصادق
۳۔ والعقل	۳۔ اور عقل
۱۔ فالحواس الخمس:	پس حواس پانچ ہیں:
۱۔ السمع	۱۔ قوتِ سامعہ
۲۔ والبصر	۲۔ قوتِ باصرہ
۳۔ والشم	۳۔ قوتِ شامہ
۴۔ والذوق	۴۔ قوتِ ذوقیہ
۵۔ واللمس	۵۔ قوتِ لامسہ
و بکل حاسة منها یوقف علی ما وضعت هی له.	ان حواس میں سے ہر حاسہ اس چیز کا ادراک کرتا ہے جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے۔
۲۔ والخبر الصادق علی نوعین.	۲۔ اور خبر صادق کی دو قسمیں ہیں:
احدهما: الخبر المتواتر.	ان میں سے ایک خبر متواتر ہے۔
و هو الخبر الثابت علی السنة قوم لا یتصور تواطؤهم علی الکذب و هو موجب للعلم الضروری	اور خبر متواتر وہ خبر ہے جو ایسی قوم کی زبانوں پر ثابت ہے جس قوم کا جھوٹ پر اتفاق متصور نہیں ہو سکتا اور خبر صادق بدیہی علم کا سبب ہے۔
کالعلم بالملوک الخالیة فی الازمنة الماضیة والبلدان	جس طرح ماضی کے زمانوں میں گزر جانے والے بادشاہ اور دور دراز

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

النائية۔

شہروں کا علم بدیہی ہے۔

والنوع الثانی: خبر الرسول المؤیّد بالمعجزة:

اور خبر صادق کی دوسری قسم رسول اللہ ﷺ کی خبر ہے جس کی معجزات کے ساتھ تائید کی گئی ہے۔

و هو یوجب العلم الاستدلالی.

اور رسول اللہ ﷺ کی خبر استدلالی یقین کا سبب ہوتی ہے

والعلم الثابت به یضاهی العلم الثابت بالضرورة فی التیقن والثبات۔

اور یہ اس خبر سے ثابت علم تیقین اور ثبات میں بداہت سے ثابت علم کے مشابہ ہوتا ہے۔

۳۔ و اما العقل۔

۳۔ اور لیکن عقل۔

فهو سبب للعلم ایضًا۔

پس وہ بھی یقینی علم کا سبب ہے۔

۱۔ و ما ثبت منه بالبداهة فهو ''ضروری'' کالعلم بأن کل الشیء اعظم من جزئه۔

۱۔ اور وہ امر جو عقل سے بداہت کے ساتھ ثابت ہے وہ ضروری ہے جس طرح کل اپنی جز سے بڑا ہونے کا علم ہے۔

۲۔ و ما ثبت بالاستدلال فهو اکتسابی۔

۲۔ اور وہ جو استدلال سے ثابت ہو وہ اکتسابی ہے۔

والالهام لیس من اسباب المعرفة بصحة الشیء عند اهل الحق۔

(عقیدہ) اور الہام اہل حق کے نزدیک کسی شی کی صحت کی یقینی معرفت کے اسباب سے نہیں ہے۔

فالعالم بجمیع اجزائه محدث

(عقیدہ) پس عالم (اللہ تعالیٰ اور اس کی ذاتی صفات) اپنے تمام اجزاء کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتھ حادث ہے (پہلے معدوم تھا پھر موجود ہوا)۔

اذھو اعیان و اعراض:

کیونکہ عالم اعیان اور اعراض ہیں۔

فالاعیان: ما لہ قیام بذاتہ و ھو:

پس اعیان وہ ہیں جو بذاتہا قائم ہیں اور وہ:

اما مرکب و ھو جسم۔

مرکب ہیں اور وہ جسم ہے۔

او غیر مرکب کالجوھر و ھو الجزء الذی لا یتجزأ۔

یا غیر مرکب ہیں جیسے جوہر ہے اور جوہر وہ جزء ہے جس کی تجزی نہیں ہوتی۔

والعرض: ''ما لا یقوم بذاتہ و یحدث فی الاجسام والجواھر'' کالالوان والاکوان والطعوم والروائح۔

اور عرض وہ ہے بذاتہ قائم نہیں ہے اور اجسام اور جواہر میں پیدا ہوتا ہے جیسے الوان اور اکوان اور ذائقے اور خوشبو یا بدبو۔

والمحدث للعالم ھو اللہ تعالٰی۔

(عقیدہ) اور عالم کا پیدا کرنے اور وجود عطا کرنے والا اللہ تعالٰی ہے۔

الواحد، القدیم، الحی، القادر، العلیم، السمیع، البصیر، الشائی، لیس بعرض و لا جسم و لا جوھر و لا مصور و لا محدود و لا معدود و لا متبعض و لا متجزی و لا مترکب و لا متناہ و لا یوصف بالماھیۃ و لا بالکیفیۃ، و

وہ واحد، قدیم، زندہ، قادر، علم والا، سمع والا، بصر والا، ارادہ والا، اللہ تعالٰی نہ عرض ہے اور نہ جسم اور نہ جوہر اور نہ صاحب صورت اور نہ محدود اور نہ عدد سے متصف اور نہ ابعاض میں منقسم اور نہ اجزاء والا اور نہ مرکب اور نہ متناہی اور نہ ماہیت سے موصوف اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لا یتمکن فی مکان و لا یجری علیه زمان و لا یشبهه شیء و لا یخرج عن علمه و قدرته شیء۔	نہ کسی کیفیت سے موصوف اور نہ کسی مکان میں موجود اور نہ کسی زمان میں موجود اور اس کے کوئی شے مشابہ نہیں اور اس کی قدرت اور علم سے کوئی چیز خارج نہیں۔
و له صفات ازلیة قائمة بذاته۔ و هی لا هو و لا غیره و هی:	(عقیدہ) اور اس کے لیے ازلی صفات ہیں جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہیں اور یہ صفات نہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا عین ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے الگ ہو سکتی ہیں یہ صفات:
۱۔ العلم	ا۔ علم ہے
۲۔ والقدرة	۲۔ اور قدرت ہے
۳۔ والحیاة والقوة	۳۔ اور حیاۃ اور قوۃ ہے
۴۔ والسمع	۴۔ اور سمع ہے
۵۔ والبصر	۵۔ اور بصر ہے
۶۔ والارادة والمشیئة	۶۔ اور ارادہ اور مشیئہ ہے
۷۔ والفعل والتخلیق والترزیق	۷۔ اور فعل اور تخلیق اور ترزیق ہے
۸۔ والکلام	۸۔ اور کلام ہے۔
و هو متکلم بکلام هو صفة له ازلیة۔	(عقیدہ) اور اللہ تعالیٰ ایسی کلام کے ساتھ متکلم ہے جو اس کے لیے ازلی صفت ہے۔
لیس من جنس الحروف	اللہ کا کلام حروف اور اصوات کی جنس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والاصوات۔	سے نہیں
و هو صفة منافية للسكوت والآفة۔	اور کلام سکوت اور آفت کے منافی ہے۔
والله تعالى متكلم بها و امر و ناه و مخبر۔	اور اللہ تعالیٰ اس صفت کے ساتھ متکلم اور امر کرنے والا اور نہی کرنے والا اور خبر دینے والا ہے۔
والقرآن كلام الله تعالى غير مخلوق	(عقیدہ) اور قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے۔
و هو مكتوب في مصاحفنا۔	اور وہ قدیم کلام ہمارے مصاحف میں مکتوب ہے۔
محفوظ في قلوبنا۔	ہمارے دلوں میں محفوظ ہے۔
مقروء بألسنتنا۔	ہماری زبانوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔
مسموع بآذاننا۔ غير حال فيها۔	ہمارے کانوں کے ساتھ سنا جاتا ہے لیکن وہ قدیم کلام ذکر کردہ محلات ور آلات میں حلول کرنے والا نہیں۔
والتكوين صفة الله تعالى ازلية۔	اور تکوین اللہ تعالیٰ کی ازلی صفت ہے۔
و هو تكوينه للعالم و لكل جزء من اجزائه۔	اور ہو عالم اور عالم کے اجزاء سے ہر جزء کے لیے تکوین اور تخلیق ہے۔
لا في الازل بل لوقت وجوده على حسب علمه و ارادته۔	نہ ازل میں بلکہ اس جزء کے وجود کے وقت میں اس کے علم اور ارادہ کے مطابق

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وھو غیر المکوّن عندنا۔	اور تکوین ہمارے نزدیک مکون اور مخلوق کا غیر ہے۔
والارادۃ صفۃ اللہ تعالیٰ ازلیۃ قائمۃ بذاتہ۔	(عقیدہ) اور ارادہ اللہ تعالیٰ کی ازلی صفت ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔
ورؤیۃ اللہ تعالیٰ جائزۃ فی العقل، واجبۃ بالنقل۔	(عقیدہ) اور اللہ تعالیٰ کی رویت عقلاً ممکن اور جائز ہے اور نقلاً واجب ہے۔
وقد ورد الدلیل السمعی بایجاب رؤیۃ المؤمنین اللہ تعالیٰ فی دار الآخرۃ۔	کیونکہ مومنوں کے لیے آخرۃ میں سمعی دلائل کے ساتھ رویت ثابت اور واجب ہے۔
فیری لا فی مکان ولا علی جھۃ من مقابلۃ او اتصال شعاع او ثبوت مسافۃ بین الرائی وبین اللہ تعالیٰ۔	پس اللہ تعالیٰ کی رویت ہوگی مگر نہ مکان اور نہ مقابل کی جہت میں اور نہ شعاعوں کے اتصال یا رائی اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مسافت کی شرط پر
واللہ تعالیٰ خالق لافعال العباد کلھا۔	(عقیدہ) اور اللہ تعالیٰ عباد کے سارے افعال کے لیے خالق ہے۔
من الکفر والایمان والطاعۃ والعصیان۔	کفر اور ایمان اور طاعت اور معصیت کے لیے
وھی کلھا بارادتہ ومشیئتہ وحکمہ وقضیتہ وتقدیرہ۔	اور سارے افعال اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت اور قضاء اور تقدیر کے ساتھ ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وللعباد افعال اختيارية.	(عقیدہ) اور آدمیوں کے لیے افعال اختیاریہ ہیں۔
يثابون بها و يعاقبون عليها.	ان افعال پر ثواب دیئے جائیں گے اور ان پر عذاب دیے جائیں گے۔
والحسن منها برضاء الله تعالى. والقبيح منها ليس برضائه.	ان افعال میں سے اعمالِ حسنہ اللہ تعالی کی رضا کے ساتھ اور ان افعال میں سے اعمالِ قبیحہ اللہ تعالی کی رضا کے ساتھ نہیں ہیں۔
والاستطاعة مع الفعل	(عقیدہ) اور استطاعت افعال کے ساتھ مقارن ہوتی ہے
و هي حقيقة القدرة التي يكون بها الفعل.	اور یہ استطاعت اس قدرت کی حقیقت ہے جس کے سبب سے فعل وجود میں آجاتا ہے۔
و يقع هذا الاسم على سلامة الاسباب والآلات والجوارح.	اور یہ اسم استطاعت کا اطلاق آدمی کے لیے اسباب اور آلات اور اعضاء کی صحت پر بھی ہوتا ہے
و صحة التكليف تعتمد على هذه الاستطاعة.	اور آدمی کے مکلف ہونے کی صحت کی بنیاد اسی استطاعت پر ہے۔
و لا يكلف العبد بما ليس في وسعه.	(عقیدہ) وہ امر اور فعل جو آدمی کی وسعت میں نہیں آدمی کو اس کے ساتھ مکلف نہیں بنایا جاتا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

و ما یوجد من الالم فی المضروب عقیب ضرب انسان والانکسار فی الزجاج عقیب کسر انسان و ما اشبهه. کل ذالك مخلوق الله تعالی۔	(عقیدہ) اور وہ الم اور درد جو مضروب میں کسی کی ضرب کے بعد پایا جاتا ہے اور گلاس میں انکسار جو کسی انسان کے توڑنے کے بعد پایا جاتا ہے اور اس کے مشابہ جملہ امور سب اللہ تعالی کی تخلیق سے ہوتے ہیں۔ تخلیق کے بغیر خود نہیں ہو سکتے۔
لا صنع للعبد فی تخلیقه۔	آدمی کو ان کی تخلیق میں دخل نہیں ہے۔
والمقتول میت باجله۔	(عقیدہ) اور مقتول اپنی اجل کے ساتھ میت ہوتا ہے
والموت قائم بالمیت۔	اور موت میت کے ساتھ قائم ہوتی ہے۔
مخلوق الله تعالی۔	اور موت اللہ تعالی کی مخلوق ہے۔
لا صنع فیه للعبد لا تخلیقًا و لا اکتسابًا۔	آدمی کو موت کے وقوع میں کوئی دخل نہیں نہ تخلیقاً اور نہ اکتساباً نہ وہ موت پیدا کرتا ہے اور نہ کسب کرتا ہے۔
والاجل واحد۔	اور اجل صرف ایک ہی ہے۔
والحرام رزق	(عقیدہ) اور حرام رزق ہے
و کل یستوفی رزق نفسه حلالاً کان او حرامًا۔	اور ہر چیز اپنا رزق مکمل حاصل کرتی ہے رزق حلال ہو یا حرام۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

و لا يتصور ان لا يأكل انسان رزقه او يأكل غيره رزقه.	اور یہ تصور نہیں ہو سکتا کہ انسان اپنا رزق نہ کھائے یا غیر کا رزق کھائے۔
والله تعالٰى يضل من يشاء و يهدى من يشاء.	(عقیدہ) اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔
و ما هو الاصلح للعبد فليس ذالك بواجب على الله تعالٰى.	(عقیدہ) اور ہر وہ چیز جو آدمی کے لیے اصلح اور مفید ہے اللہ تعالیٰ پر اس کا عطا کرنا واجب نہیں ہے۔
و عذاب القبر للكافرين و لبعض عصاة المؤمنين.	(عقیدہ) اور قبر کا عذاب کافروں اور بعض گنہگار مومنوں کے لیے
و تنعيم اهل الطاعة فى القبر بما يعلمه الله و يريده.	اور قبر میں اہل طاعت کے لیے نعمتیں اور انعام ان اشیاء کا جن کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے اور جانتا ہے، ثابت اور حق ہے۔
و سؤال منكر و نكير: ثابت بالدلائل السمعية. اى كل من هذه الامور.	اور قبر میں منکر اور نکیر کا سوال دلائل سمعیہ قرآن اور احادیث سے ثابت ہے اور حق ہے۔
والبعث حق.	(عقیدہ) اور دوبارہ زندہ ہونا حق ہے
والوزن حق.	اور اعمال کا وزن حق ہے
والكتاب حق.	اور کتاب و نامہ اعمال حق ہے
والسؤال حق.	اور محشر میں سوال حق ہے
والحوض حق.	اور حوض کوثر حق ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والصراط حق.
اور پل صراط حق ہے

والجنة حق والنار حق.
اور جنت حق ہے اور جہنم حق ہے۔

وهما مخلوقتان الآن، موجودتنان باقيتان. لا تفنيان ولا يفنى اهلهما.
اور جنت اور جہنم اس وقت مخلوق اور موجود اور باقی ہیں۔ وہ فنا نہیں ہونگے اور نہ اہلِ جنت اور اہلِ نار فنا ہونگے۔

والكبيرة. لا تخرج العبد المؤمن من الايمان ولا تدخله في الكفر.
(عقیدہ) اور کبیرہ گناہ عبد مومن کو ایمان سے خارج نہیں کرتا اور کفر میں داخل نہیں کرتا۔

والله تعالى لا يغفر ان يشرك به و يغفر ما دون ذالك لمن يشاء من الصغائر والكبائر.
(عقیدہ) اور اللہ تعالیٰ شرک اور کفر کی مغفرت نہیں فرمائے گا اور اس کے ماسوا صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے جس کے لیے چاہے گا مغفرت فرمادے گا۔

و يجوز العقاب على الصغيرة.
(عقیدہ) اور صغیرہ گناہ پر عذاب جائز ہے

والعفو عن الكبيرة اذا لم تكن عن استحلال.
(عقیدہ) اور کبیرہ گناہ سے اگر کبیرہ گناہ حلال سمجھ کر نہ کیا گیا ہو عفو و درگزر ہو سکتا ہے۔

والاستحلال كفر
(عقیدہ) اور کبیرہ گناہ قطعی کو علم کے باوجود حلال جاننا کفر ہے۔

والشفاعة ثابتة للرسل والاخيار في حق اهل الكبائر.
(عقیدہ) شفاعت ثابت ہے۔ اور انبیاء اور اولیاء کی اہلِ کبائر کے لیے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

و اهل الکبائر من المؤمنین لا یخلدون فی النار و ان ماتوا من غیر توبة.	(عقیدہ) اور اہل کبائر مومن جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے اگرچہ وہ توبہ کے بغیر فوت ہو جائیں۔
والایمان	اور ایمان
هو: التصدیق بما جاء به النبی من عند الله تعالی. والاقرار به.	وہ اپنے اختیار سے تصدیق کرنا ہر اس امر کی جو امر نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے اور اس کے ساتھ اقرار کرنا۔
فاما الاعمال فهی تتزاید فی نفسها والایمان لا یزید و لا ینقص.	پس لیکن اعمال یہ اعمال فی نفسہا زاید ہوتے رہتے ہیں اور ایمان زاید اور ناقص نہیں ہوتا اس لیے اعمال ایمان کا جزء نہیں ہیں
والایمان والاسلام واحد.	اور ایمان اور اسلام ایک ہی چیز ہے۔
و اذا وجد من العبد التصدیق والاقرار صح له ان یقول: انا مؤمن حقا و لا ینبغی ان یقول: انا مؤمن ان شاء الله تعالی	(عقیدہ) اور جس وقت کسی آدمی سے تصدیق اور اقرار پایا جائے اس کے لیے صحیح ہے کہ وہ کہے میں یقیناً مومن ہوں نہیں کہ وہ کہے اور اس کے مناسب ہوں۔ میں ان شاء اللہ مومن
والسعید قد یشقی والشقی قد یسعد.	(عقیدہ) اور سعید بھی شقی ہو جاتا ہے اور شقی کبھی سعید ہو جاتا ہے
والتغیر یکون علی السعادة	اور تغیر سعادۃ اور شقاوۃ پر وارد ہوتا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والشقاوة دون الاسعاد والاشقاء۔

ہے اسعاد اور اشقاء جو اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں ان پر تغیر وارد نہیں ہوتا۔

و هما من صفات الله و لا تغیّر علی الله و لا علی صفاته۔

اور اسعاد (سعادت عطا کرنا) اور اشقاء (شقی بنانا) اللہ تعالیٰ کی صفات سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر تغیر نہیں ہے۔

و فی ارسال الرسل حکمة۔

(عقیدہ) اور انبیاء کے بھیجنے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔

و قد ارسل الله تعالی رسلاً من البشر مبشرین و منذرین و مبیّنین للناس/ ما یحتاجون
ن والدنیا۔
الیه من امور الدیر

اور بیشک اللہ تعالیٰ نے بنی آدم بشر نبی اور رسول بھیجے وہ لوگوں کے لیے مبشر اور منذر اور لوگوں کے لیے بیان کرنے والے ہر وہ امر جو امور دین اور دنیا سے جس کی طرف لوگ محتاج ہیں

ت الناقضات

اور ان کی معجزات عادات کے مخالف امور کے ساتھ تائید فرمائی۔

و ایّدهم بالمعجزا
دم و آخرهم
للعادات۔
و اول الانبیاء آد

(عقیدہ) اور انبیاء سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ان کے آخر حضرت محمد ﷺ ہیں۔

دهم فی بعض
ی ان لا یقتصر
یة

(عقیدہ) اور بیشک انبیاء کی تعداد بعض احادیث میں ذکر کی گئی ہے لیکن بہتر یہ ہے کسی معین عدد پر اقتصار نہ کیا جائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فقد قال الله تعالى: منهم من قصصنا عليك و منهم من لا نقصص عليك۔ و لا يؤمن في ذكر العدد ان يدخل فيهم من ليس منهم او يخرج منهم من هو فيهم۔

پس بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان انبیاء سے بعض وہ ہیں جن کا بیان آپ پر کیا اور بعض وہ ہیں جن کا آپ پر بیان نہیں کیا اور عدد معین کے ذکر میں اس امر سے بے خوفی نہیں ہے ان میں وہ داخل ہوں جو نبی نہیں ہیں یا وہ جو نبی ہیں ان سے خارج ہو جائیں

و كلهم كانوا مخبرين مبلغين عن الله تعالى صادقين ناصحين۔

اور سارے انبیاء اللہ تعالیٰ کی خبر دینے والے اور تبلیغ کرنے والے صادق اور ناصح تھے۔

و افضل الانبياء محمد ﷺ۔

(عقیدہ) اور س
محمد ﷺ ہیں ب نبیوں سے افضل

والملائكة عباد الله تعالى۔ عاملون بامره۔ لا يوصفون بذكورة ولا انوثة۔

(عقیدہ) اور فر
اس کے امر پر شتے اللہ تعالیٰ کے بندے
اور نہ وہ مذکر عمل کرنے والے ہیں
ہونے سے مو

و لله تعالى كتب۔ انزلها على انبيائه و بين فيها امره و نهيه و وعده و وعيده۔

(عقیدہ) اور ا ہونے اور نہ وہ مؤنث
ہیں
ان کو اللہ تعا صوف ہیں
نازل فرمایا۔ ان
نے اپنا امر اور
ذکر فرمایا۔
ہ تعالیٰ کے لیے کتابیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والمعراج لرسول الله ﷺ.
فى اليقظة بشخصه الى السماء ثم
الى ما شاء الله تعالى من العلى.
حق. خبر لقوله: والمعراج.
و كرامات الاولياء حق.
فتظهر الكرامة على طريق العادة
للولى من قطع المسافة البعيدة
فى المدة القليلة و ظهور الطعام
والشراب واللباس عند الحاجة
و المشى على ا ... اء والطيران فى
الهواء و كلام الجـ ... ماد والعجماء و
اندفاع المتوجه من البلاء و
كفاية المهم من الاعداء و غير
ذالك من الاشياء.
... جزة للرسول
... ذه الكرامة
... انه يظهر بها
و يكون ذالك معالا و ان يكون
ديانته الاقرار

(عقیدہ) اور معراج سرورِ دوعالم ﷺ بیداری میں بذاتہ آسمان کی طرف پھر آسمان سے بلندی کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ حق ہے۔

(عقیدہ) اور اولیاء کی کرامتیں حق ہیں پس کرامۃ کا ظہور ولی کے لیے عادت کے خلاف مسافت بعیدہ کا قلیل مدت میں طے کرنا اور حاجت کے وقت طعام اور مشروبات اور لباس کا ظہور اور پانی پر چلنا اور ہوا میں اڑنا اور جمادات اور جانوروں کے ساتھ کلام کرنا اور مصائب کا دفع کرنا اور دشمنوں سے کفایت کرنا وغیرہ وغیرہ اشیاء سے صدور حق ہے۔

اور کرامت اس رسول کا معجزہ ہوگا جس کی امت کے ولی سے اس کا ظہور ہوا اس لیے کرامت سے ظاہر ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے۔

(عقیدہ) اور نہیں ہوگا ولی مگر یہ کہ وہ حق پر ہو دیانت میں اور اس کی دیانت اپنے رسول کی رسالت کے ساتھ اقرار ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

و افضل البشر بعد نبینا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ.

(عقیدہ) تمام انسانوں سے انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ہیں

ثم عمر الفاروق رضی اللہ عنہ

پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں

ثم عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

پھر عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں

ثم علی المرتضی رضی اللہ عنہ.

پھر علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں۔

و خلافتهم ثابتة علی هذا الترتیب ایضًا.

(عقیدہ) ان چاروں کی خلافت بھی اسی ترتیب فضیلت کے مطابق ثابت ہے۔

والخلافة ثلاثون سنة ثم بعدها ملك و امارة.

اور خلافت تیس
سال ہے اس کے بعد
ملوکیت اور امارت
ت ہے۔

والمسلمون لا بد لهم من امام.

(عقیدہ) اور مس
لمانوں کے لیے امام کا
ہونا ضروری ہے

یقوم بتنفیذ احکامهم و اقامة حدودهم و سدّ ثغورهم و تجهیز جیوشهم و اخذ صدقاتهم و قهر المتغلبة والمتلصصة و قطاع الطریق و اقامة الجمع والاعیاد و قطع المنازعات الواقعة بین العباد و قبول الشهادات القائمة علی الحقوق و تزویج الصغار والصغائر الذین لا

ان کے احکام
حدود قائم کر
حفاظت کرے
تیار کرے او
ہے۔
وصول کرے ا
اور باغیوں پر
عیدوں کو قائم
درمیان واقع تنا
اور حقوق پر قائم
یا للہ کرے اور ان کی
ے اور سرحدوں کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محقًا فی دیانته و

برسالة رسوله۔

...مة الغنائم و ...ور۔	اور ان نابالغ لڑکوں اور لڑکیوں کا نکاح کرے جن کے ولی نہیں ہوتے اور غنیمت کا مال تقسیم کرے اور اس کی مثل دیگر امور۔
ثم ینبغی ان یکون الامام ظاهرا — لیرجع الیه — لا مختفیا ولا منتظرًا۔	پھر مناسب ہے کہ امام ظاہر ہو پوشیدہ نہ ہو اور نہ جس کی آمد متوقع ہو تاکہ لوگ اس کی طرف رجوع کریں۔
ویکون من قریش ولا یکون من غیرهم۔	اور امام قریش سے ہو، اس کے علاوہ کسی قوم سے نہیں۔
ولا یختص ببنی هاشم و اولاد علی رضی اللہ عنہ۔	اور امامت بنی ہاشم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کے ساتھ خاص نہیں ہے۔
...ون معصوما و ...مل من اهل	اور یہ شرط بھی نہیں کہ امام معصوم ہو اور نہ یہ کہ وہ اہلِ زمان سے افضل ہو۔
...ن من اهل ... کاملة سائسًا ...حکام و حفظ ...م و انصاف ...م۔	اور یہ شرط ہے کہ امام کامل مطلق ولایت اور تصرف کرنے کے اہل اور مدبر ہو۔ احکام کی تنفیذ پر قادر ہو اور دار الاسلام کی حدود کا محافظ ہو اور مظلوم کے لیے ظالم سے انصاف کرنے والا ہو۔
...مام بالفسق	اور امام فسق اور ظلم کی وجہ سے معزول نہیں ہوتا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

و تجوز الصلاۃ خلف کل برّ و فاجر.	(عقیدہ) اور ہر نیک اور فاجر امام کی اقتداء جائز ہے بشرطیکہ اس کا اعتقاد کفری نہ ہو۔
ویصلی علی کل برّ و فاجر.	اور ہر نیک اور فاسق پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے بشرطیکہ فاجر مسلمان ہو۔
و نکف عن ذکر الصحابۃ الا بخیر	(عقیدہ) اور ہم صحابہ کرامؓ کے ذکر سے باز رہیں گے مگر خیر کے ساتھ ذکر کریں گے۔
و نشهد بالجنۃ للعشرۃ المبشرۃ الذین بشرهم النبی ﷺ.	(عقیدہ) اور جنت … صحابہ کرامؓ کے ۔ جن صحابہ کرامؓ نے جنت کی بشار… کی ان عشرہ مبشرہ …
و نری المسح علی الخفین فی السفر والحضر.	(عقیدہ) اور ہم … حضر میں مسح کو … لیے گواہی دیتے ہیں۔
ولا نحرم نبیذ الجرۃ.	(عقیدہ) اور ہم … (مشروب) کو ح…
ولا یبلغ ولی درجۃ الانبیاء.	(عقیدہ) اور کوئی … کو نبی کریم ﷺ … نہیں پہنچ سکتا۔
و لا یصل العبد الی حیث یسقط عنه الامر والنهی.	(عقیدہ) اور کوئی … نہیں پہنچ سکتا کہ … ساقط ہو جائے۔

تارک…

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الولاية المطلقة الـ

قادرًا على تنفيل الا

حدود دار الاسلا

المظلوم من الظالم ظواهرها۔

(عقیدہ) اور قرآنی آیات اپنے ظاہری معانی پر محمول کی جائیں گی۔

و لا ینعزل الامعان یدّعیها

اور ظاہری معانی سے عدول ان معانی کی طرف جو اہلِ باطن ان کا دعویٰ کرتے ہیں الحاد اور بے دینی ہے۔

والجور۔

(عقیدہ) اور نصوص کا رد کرنا کفر ہے

ر۔

ـسية كفر۔

(عقیدہ) اور معصیت قطعیہ کا حلال سمجھنا کفر ہے۔

والاستهانة بها كفر۔

(عقیدہ) اور معصیت قطعیہ کو معمولی اور ہلکا سمجھنا کفر ہے۔

يعة كفر۔

(عقیدہ) اور شریعت کے احکام کے ساتھ استہزاء کفر ہے

والاستهزاء بالشر

عالى كفر۔

اور اللہ تعالیٰ سے مایوسی کفر ہے۔

ه كفر۔

اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر خفی سے بے خوف ہونا کفر ہے۔

بما يخبر به عن

(عقیدہ) اور بے دین کاہن کی ان خبروں کی تصدیق کرنا جو غیب کی ہوں کفر ہے۔

بشيء۔

(عقیدہ) اور معدوم کوئی چیز نہیں ہے

اء للاموات و

(عقیدہ) اور زندہ لوگوں کی وفات یافتہ مسلمانوں کے لیے دعا اور ان کی طرف سے صدقہ کرنا اموات کے

نفع لهم۔

والياس من الله ت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

	لیے نافع ہے۔
واللہ تعالیٰ یجیب الدعوات و یقضی الحاجات۔	(عقیدہ) اور اللہ تعالیٰ دعائیں قبول فرماتا ہے اور حاجات عطا کرتا ہے۔
و ما اخبر بہ النبی ﷺ من اشراط الساعۃ: من خروج الدجال و دابۃ الارض و یأجوج و مأجوج و نزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء و طلوع الشمس من مغربہا فھو حق۔	(عقیدہ) اور وہ جو نبی کریم ﷺ نے قیامت قائم ہونے کی علامات کی خبر دی، دجال اور دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج کا خروج اور آسمان سے عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور سورج کا مغرب سے طلوع یہ سب حق ہے۔
والمجتھد قد یخطیء و قد یصیب۔	(عقیدہ) اور مجتہد کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی صواب کو پہنچتا ہے۔
و رسل البشر افضل من رسل الملائکۃ۔	(عقیدہ) اور بشر کے رسول ملائکہ کے رسولوں سے افضل ہیں۔
و رسل الملائکۃ افضل من عامۃ البشر۔	اور ملائکہ کے رسول عام آدمیوں سے افضل ہیں۔
و عامۃ البشر افضل من عامۃ الملائکۃ۔	اور عام آدمی مسلمان عام فرشتوں سے افضل ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الغیب لعر

والمعدوم لیس

و فی دعاء الاحب

تصدّقهم عنهم

مسکین
عتیق الرحمٰن گوہر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari